رضاخانی غلام مہر علی بریلوی کی اہلسنت والجماعت علماء
دیوبند کے خلاف لکھی جانے والی دل آزار اور سراپا کذب کتاب بنام
دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ
کا علمی تحقیقی مدلل اور دلائل قاہرہ سے دنداں شکن جواب

بریلوی مذہب کا علمی محاسبہ

جلد اول

مؤلف: ترجمان اہلسنت علامہ سعید احمد قادری

ناشر: جامعہ عربیہ احسن العلوم
گلشن اقبال بلاک نمبر ۲، کراچی

نام کتاب : بریلوی مذہب کا علمی محاسبہ بجواب دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ
نام مؤلف : ترجمان اہلسنت علامہ سعید احمد قادری
ضخامت : 610 صفحات
سائز : 30 x 20
تعداد : 1100
ناشر : جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی
مطبوعہ : ایجوکیشنل پریس پاکستان چوک، کراچی
قیمت :

==================================

قارئین کرام کی خدمت میں گزارش

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر اس کتاب میں کسی قسم کی کوئی کتابت کی غلطی یا کوئی لفظی غلطی رہ گئی ہو تاہم کتابت کی تصحیح میں حتی الوسع بڑی احتیاط کی گئی ہے یا کوئی عبارت سہواً اہلسنت و جماعت علماء دیوبند کے عقیدے کے خلاف تحریر ہوگئی ہو تو اس کو علماء اہلسنت و جماعت دیوبند کے خلاف بطور استشہاد کے ہرگز نہ پیش کیا جائے بلکہ برائے کرم مہربانی فرما کر بندہ ناچیز کو بذریعہ خط و کتابت مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح کی جا سکے۔ خادم اہل سنت و جماعت علماء دیوبند۔

ناچیز سعید احمد قادری عفی عنہ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف بریلویت

از : شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ العالی

الحمد للّٰہ رب العلمین وصلی اللہ وسلم علی رسولہ الکریم ونبیہ الامین سید الاولین والاخرین امام المرسلین و خاتم النبیین شافع المذنبین یوم الدین وعلی الہ واصحابہ نجوم الھدایۃ والیقین امابعد!

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد اللہ تعالیٰ کی توحید کا بیان کرنا ہے۔ قرآن کریم سے یہ مسئلہ بڑی تفصیل اور وضاحت سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام سب سے پہلے ایمان کی دعوت دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی توحید سمجھاتے تھے۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام کا یہ ارشاد کہ "اعبدوا اللہ ولا تشرک بہ شیاءً" یعنی ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ نزولِ قرآن کی وقت ایسے تین فرقے سرفہرست تھے۔ 1 یہود: اپنے آپ کو آسمانی مذہب کے حاملین اور نیک لوگوں کی طرف منتبین سمجھتے تھے۔ مگر وہ خدا کے برگزیدہ پیغمبر عزیرؑ کو ان کے عظیم معجزات دیکھ کر حدِ شرعی سے تجاوز کر کے انہیں خدا کا بیٹا سمجھنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "قالت الیھودُ عُزیرن ابن اللہ"۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کے ماننے والے جب تک ایک اللہ کی توحید پر قائم تھے تو وہ مومن اور موحد تھے۔ اور جب حضرت عیسیٰؑ کے آیاتِ بینات دیکھ کر حد شرعی سے منحرف ہونے لگے تو "وقالت النصری المسیح ابن اللہ" مکۃ المکرمہ کے مشرکین نے ان دو مذہبی فرقوں کو دیکھ کر فرشتگان خداوندی کو اپنی طرف سے پہلے عورتیں جانا۔ قرآن نے کہا ہے "ان الذین لا یؤمنون بالاٰخرۃ لیسمون الملٰئکۃ تسمیۃ الانثیٰ" بے شک جو لوگ ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کو عورتوں کا نام دیتے ہیں (النجم آیت #۲۸)۔ اور پھر انہی لوگوں نے ملائکہ کو خداوند تعالیٰ کی بیٹیاں اور اس طرح اِلٰہ سمجھنے لگے جس کا قرآن کریم نے برملا رد فرمایا ہے۔ یہ بات واضح رہے کہ پوجا ہمیشہ نیک لوگوں کا کیا گیا ہے۔ جسے قران کریم نے شرک اور کفر کہا ہے۔ انبیاء کرام کے علاوہ اولیاء کرام کو بھی خدا تعالیٰ کی خدائی میں اس طرح شریک کیا گیا ہے۔ چنانچہ سورۃ الکھف کی آیت "افحسب الذین کفرو أن یتخذو اعبادی من دونی اولیاء انا اعتدنا جھنم للکافرین نزلا"۔ آیا پس گمان کرتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا میرے بندوں کو معبود اور مددگار جان کر، بے شک ہم نے تیار کیا ہے ایسے کافروں کے لئے جہنم بطور مہمانی کے۔ مفسر اہل سنت آلوسی بغدادیؒ نے "ان یتخذو اعبادی کی تفسیر میں من الملائکۃ و عیسیٰ ونحوھم علیھم السلام من المقربین" لکھا ہے۔ نیز اولیاءَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں "ای معبودین او انصارا لھم من بائس" یعنی اولیاء کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا یہی اُن کے معبود بنانے کا طریقہ ہے" (روح المعانی پارہ نمبر ۱٦ ص٤٦ سطر نمبر ۴)۔

فخر المفسرین امام رازیؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ بت پرستی کی مثال ہمارے زمانے کے لوگوں کا بزرگان دین کے مزارات کی تعظیم میں مشغول ہونا ہے۔ کہ یوں یہ ہمارے حاجت روا اور مشکل کشا بنیں گے۔ "ونظیرہ فی ھذا الزمان اشتغال کثیر من الخلق بتعظیم قبورا لأ کابر، علی اعتقاد أنھم إذا عظموا قبورھم فإنھم یکونون شفعاء لھم عند اللہ" (تفسیر کبیر ذیل تفسیر آیت نمبر ۱۸ سورۃ یونس) ان کی بے احتیاطی اور وہ بھی عقائد و اعمال میں دیکھنے کی ہے۔ چنانچہ

مبتدعین کا سرغنہ احمد رضا خان لکھتے ہیں کہ ہر اچھی بدعت سنت میں داخل ہے اور اسی ارشادِ اقدس میں قیامت تک نئی نئی نیک باتیں پیدا کرنے کی اجازت فرمائی ہے اور یہ کہ جو ایسی نئی بات نکالے گا ثواب پائے گا۔ مزید لکھتے ہیں تو اچھی بدعت سنت ہی ہے (فتاوی افریقہ ص ۱۱٤) ۔ جبکہ اھل سُنت کے آئمہ اھلِ سنت کی نشانی اور تعریف یہ کرتے ہیں کہ اگر کوئی عقیدہ اور عمل صحابہ کرامؓ سے ثابت نہ ہو تو وہ بدعت ہوگا۔ چنانچہ مفسر اھلِ سنت حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں "وأما أُھل السنۃ و الجماعۃ فیقولون فی کل فعل و قول لم یثبُت عن الصحابۃ رضی اللہ عنھم ھو بدعۃ لأنہ لو کان خیرا لسبقونا الیہ، لأنھم لم یترکوا خصلۃ من خصال الخیر إلا وقد بادروا الیھا" (تفسیر ابن کثیر ج٤/ ص١٥٦) ۔ مبتدعین یہ سمجھتے ہیں کہ جو بھی اچھا کام ہوگا وہ نیکی یا ثواب کا باعث ہوگا جو ان کی بہت بڑی غلطی اور گمراہی میں پڑنے کی وجہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیریؒ میں ہے کہ اگر مل کر بلند آواز سے سورۃ کافرون تلاوت کرے تو یہ گناہ اور بدعت ہے کیونکہ صحابہؓ اور تابعینؒ سے ثابت نہیں ہے۔ "قرأۃ الکافرون إلی الآخر مع الجمع مکروھۃ لانھا بدعۃ لم تنقل عن الصحابۃ ولا عن التابعینؒ" (کذافی المحیط ج۔٥ ص۳۱۷)۔

مبتدعین کہتے ہیں کہ دین میں نئی نئی باتیں ڈالنا بڑا ثواب ہے جیسا کہ فتاویٰ افریقہ کے حوالہ سے گزر گیا جبکہ اپنے زمانہ کے اولیاء کے سرخیل اھلِ سنت کے فخر و مفخر حضرتِ اقدس شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں "رسول اللہ ﷺ نے بدعتی پر لعنت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ جس نے دین میں کوئی نئی بات پیدا کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی اس پر اللہ کی اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت، اللہ تعالیٰ نے اس کے صرف یعنی فرض کو قبول فرماتا ہے اور نہ اس کے عدل یعنی نفل کو" (غنیۃ الطالبین ص ۱۷۰) ۔ واضح رہے کہ غنیہ مبتدعین کے ہاں کا چھپا ہوا ہے اور انہی کے شمس بریلوی نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔

کل میاں حجام جہاں مونڈتا تھا اوروں کا سر ☆ آج اسی کوچہ میں خود اس کی حجامت ھو گئی

مبتدعین کے درود و سلام کا بھی شرعاً جواز نہیں ہے کیونکہ یہ نہ ماثور ہے اور نہ حکم ماثور میں اور آئمہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اس طرح کے عربی الفاظ سے درود شریف پڑھنے کا ثواب نہیں ملتا۔ ملاحظہ ہو تفسیر روح المعانی پارہ نمبر ۲۲، ۹، ۷-۸ ے بالخصوص "فإنہ لا یجزی اتفاقاً" کہ اس قسم کا درود و سلام بالاتفاق ناجائز ہے۔ جبکہ صحابہ کرام مسجد میں حلقے باندھ کر زور زور سے ذکر کرنے والے یا چیخ چیخ کر درود شریف پڑھنے والے کو مسجد سے نکالتے تھے فتاویٰ شام میں ہے۔ "أنہ حرام لماصح عن ابنِ مسعود أنہ اخرج جماعۃ من المسجد یھللون ویصلون علی النبی ﷺ جھرا وقال لھم ما اراکم الا مبتدعین" (ردالمحتار ج-٥ ص ۲٥٥)۔ اور یہ حرام ہے جیسا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے مسجد میں کچھ لوگوں کو دیکھا جو لا الٰہ الا اللہ اور آنحضرت ﷺ پہ درود زور زور سے پڑھتے تھے اور ان سے فرمایا کہ میں تمہیں بدعتی بھی سمجھتا ہوں اور ان کو مسجد سے باہر نکالا۔ مبتدعین کا یہ سمجھنا کہ بدعات کر کے کارِ خیر کیا جاتا ہے بہت بڑی غلطی اور تباہی ہے امام نسفیؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کے خلاف کرے اور وہ محبت کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے اور قرآن اس کو جھوٹا کہتا ہے۔ "فمن ادعی محبتہ وخالف سنۃ رسولہ فھو کذاب و کتاب اللہ یکذبہ (مدارک ج-۱، ص۲۰۹)۔

امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ بدعتی کا بوقت نزع ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب اس پر عالمِ آخرت منکشف ہو جاتا ہے تو جو اس نے کیا تھا (بدعات) وہ اندھیرا ہی اندھیرا ہے تو گویا وہ سارے اسلام کو ایسے سمجھنے لگتا ہے اور یہی کفر پر مرنے کا سبب بن جاتا ہے۔ (فیض الباری ج-٤ ص٤۳۲)۔

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو شمس الفضلاء بدر العلماء حامی توحید وسنت قامع شرک وبدعت جامع الفضائل جامع المعقولات والمنقولات شیخ المحدثین مقدام المفسرین ناشر عقیدۃ الاکابر ربیع ریاض الاسلام سند العلماء رئیس المحققین مخزن محاسن الاخلاق شیخ طریقت رہبر شریعت صدر دار الافتاء مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان دامت برکاتہم وفیوضہم شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی کی طرف منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں کہ جن کی خصوصی دعاؤں سے حق تعالیٰ نے بندہ ناچیز کو اس قابل بنایا۔

خاکپائے اکابر اہل سنت وجماعت علماء دیوبند

ناچیز سعید احمد قادری عفی عنہ

اظہار تشکر

بندہ ناچیز نمونہ سلف، ناشر عقیدۃ الاکابر، ربیع ریاض الاسلام، مقتدائے انام، منبع العلوم ومخزن الفہوم، محی السنۃ ماحی البدعۃ الظلماء استاذ العلماء سند العلماء رئیس المحققین الفقیہ جلیل حسام بانیام لاعدائے اسلام صفوۃ الصلحاء جامع المعقولات والمنقولات صدر دار الافتاء مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان دامت برکاتہم وفیوضہم مہتمم وشیخ الحدیث والتفسیر جامع عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی کا شکریہ ادا کرتا ہے اور ان کے لئے دعا گو ہے کہ جن کی دعاؤں اور مخلصانہ تعاون سے یہ کتاب چھپ کر منظر عام پر آئی ہے۔

خادم ناچیز اہل سنت وجماعت علماء دیوبند

سعید احمد قادری عفی عنہ

چیلنج

امام المصلّین مجدد بدعات حامی شرک و بدعت ماحی توحید وسنت مولوی احمد رضا خاں بریلوی غضب اللہ علیہ کے متبعین ومقلدین رضا خانی بریلویوں کو عام چیلنج کرتا ہوں کہ جو کوئی رضا خانی بریلوی بدعتی بندہ ناچیز کی کتاب بریلوی مذہب کا علمی محاسبہ بجواب دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ کا جواب لکھنے کی جرأت کرے تو اسے چاہیے کہ بندہ ناچیز کی کتاب کو متن بنا کر اور ہر ایک عبارت اور ہر حوالہ کو ترتیب سے نقل کر کے تفصیلاً اس کا جواب تحریر کرے اور کتاب ہذا کا ہر حوالہ کو سامنے لائے بغیر اور ہر عبارت کو متن بنائے بغیر اس کتاب کا جواب ہرگز اور قطعاً نہ سمجھا جائے گا۔ جب تک کوئی جواب کتاب ہذا کے پورے متن کا حامل نہ ہوگا اسے کتاب ہذا کا جواب یقیناً نہ سمجھا جائے گا کہ جس طرح بندہ ناچیز نے رضا خانی بریلوی غلام مہر علی کی کتاب کو باب اول سے ترتیب کے ساتھ ہر حوالہ یعنی کہ ہر عبارت کو پورا نقل کر کے پھر اس کا تفصیلی جواب مع دلائل قرآن وحدیث سے اس کا جواب تحریر کیا ہے۔ بس اسی طرح رضا خانی بریلوی کتاب ہذا کا جواب لکھیں۔

اور رضا خانی بریلوی بدعتی یہ بات بخوبی یاد رکھیں کہ بندہ ناچیز کی کتاب کے مندرجہ حوالہ جات کو متن بنائے بغیر اگر جواب لکھا گیا تو یہ رضا خانی بریلوی بدعتی امت کی طرف سے طفل تسلی سمجھی جائے گی۔ جواب ہرگز نہ مانا جائے گا لیکن بندہ ناچیز کو ذریت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے بارے میں یقین کامل ہے کہ یہ رضا خانی بریلوی بدعتی فرقہ اپنے خلاف لکھی جانے والی کتب ورسائل وغیرہ کا جواب علمی طور پر تو ہرگز نہیں دیا کرتے کیونکہ رضا خانی بریلوی بدعتی مشرک فی النار فرقہ پیدائشی طور پر مذہبی یتیم اور اپاہج ہے البتہ اپنی تحریر کردہ کتب ورسائل وغیرہ میں اہل سنت وجماعت علماء دیوبند شکر اللہ تعالیٰ مساعیہم کو گالی گلوچ تو یقیناً نکالتے ہیں اور بے بنیاد الزامات واتہامات لگانے کی غلیظ ومکروہ حرکت تو ضرور کیا کرتے ہیں اور بدتمیزی کا طوفان برپا کرنے میں اپنی بھاری کامیابی سمجھتے ہیں لیکن حق تعالیٰ کے فضل وکرم اور

احسان سے علماء اہل سنت وجماعت دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کے قرآن وحدیث پر مبنی دلائل ساطعہ وبراہین قاطعہ کا جواب ہرگز نہیں دے سکتے۔ اور یقیناً قطعاً نہیں دے سکتے۔ بلکہ علماء اہلسنت دیوبند کے قرآن وحدیث پر مبنی دلائل ساطعہ کے سیل رواں کے سامنے رضا خانی بریلوی بدعتی مشرک فی النار فرقہ کو اپنی آنکھیں بند کیے بغیر ہرگز کوئی چارہ کار نہیں ہوتا کیونکہ ان کے بڑے گرو جی آلہ حضرت جو حقیقت میں ابلیس لعین کے آلہ کار تھے علمی میدان میں بالکل یتیم تھے اہلسنت وجماعت علماء دیوبند شکر اللہ تعالیٰ مساعیہم کے قرآن وحدیث پر مبنی دلائل صحیحہ اور دلائل ساطعہ کے مقابلہ میں رضا خانی بریلوی بدعتی مذہب کی کاغذ کی کشتی انشاء اللہ ثم انشاء اللہ ڈوب کر تباہ وبرباد ہو جائے گی۔ کیونکہ رضا خانی بریلوی بدعتی فرقہ کے توشہ دان میں سوائے کفر وشرک وبدعات وضلالت اور اللہ تعالیٰ کی پھٹکار کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ رضا خانی بریلوی بدعتی فرقہ کے توشہ دان میں جو کچھ بھی ہے بس یہی کچھ ہے اور یہ حقیقت ہے جب رضا خانی بریلوی بدعتی فرقہ کے پاس کفر وشرک وبدعات وبے بنیاد الزامات واتہامات وکذب بیانی وبہتان تراشی وشرمناک خیانت وبد دیانتی اور فریب کاری کے سوا کچھ ہی نہیں بس اسی کے ارد گرد رضا خانی بریلوی فرقہ کی گاڑی چل رہی ہے اور جب کوئی فرقہ ضالہ قرآن وحدیث کے فیضان سے بالکل محروم ہو جائے جیسا کہ رضا خانی بریلوی بدعتی فرقہ قرآن وحدیث کے فیضان سے یقیناً محروم ہے اور انشاء اللہ قیامت تک محروم ہی رہے گا۔ اور رضا خانی بریلوی بدعتی فرقہ عامۃ المسلمین کو خوش فہمی میں مبتلا کرنے کے لئے اور ان کو طفل تسلی دینے کے چکر میں اہل حق علماء دیوبند پر بے بنیاد الزامات واتہامات لگانے اور ان کے خلاف بدتمیزی کا طوفان برپا کرنے پر اتر آتے ہیں اور اس مکروہ ومردود دھندے میں اپنی عافیت ہی سمجھتے ہیں اور اپنے خلاف لکھی جانے والی کتب ورسائل وغیرہ کا جواب تو ایسے مکروہ ومنحوس اور گھناؤنے انداز میں تحریر کرنے میں اپنی کامیابی وکامرانی تصور کرتے ہیں۔

جیسا کہ رضا خانی بریلوی بدعتی مشرک فی النار فرقہ کی کارستانیاں ہیں جنہیں آپ آئندہ اوراق

پر ملاحظہ فرمائیں گے۔ اب رضا خانی بریلوی بدعتی مشرک فی النار امت کو چاہیے کہ کتاب ہذا کا جواب لکھ کرائیں اور اپنے رضا خانی ملاؤں کی اور رضا خانی بریلوی مذہب کی پوزیشن کو واضح کریں۔

رضا خانی بریلویو کان کھول کر خوب سن لو:

تم اس کتاب کا جواب لکھ سکو یہ تمہاری عقل کے فتور ہیں

تم ہو احمد رضا کی لومڑی ہم دیوبند کے شیر ہیں

خاکپائے اکابر اہلسنت و جماعت علماء دیوبند

(بندہ ناچیز سعید احمد قادری عفی عنہ)

رضا خانی بریلوی بدعتی مذہب کا مکمل سروے

رضا خانی بریلوی اہل بدعت کے بریلوی مذہب کے لٹریچر کا مکمل سروے اور تعارف اور رضا خانی بریلوی بدعتی مذہب کے متعلق عجیب وغریب نئے نئے لرزہ خیز انکشافات اس کتاب میں بحوالہ درج کیے گئے ہیں جن کو آپ حضرات پڑھ کر رضا خانی بریلوی بدعتی مذہب کی حقیقت کو بخوبی سمجھ جائیں گے۔ کہ مذہب اسلام اور ہے اور بریلوی مذہب اور کوئی چیز ہے۔

تالیف

ترجمان اہل سنت علامہ سعید احمد قادری عفی عنہ

ناشر

جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲۔ کراچی

قارئین کرام توجہ فرمائیے

اس کتاب میں بندہ ناچیز نے متحدہ عرب امارات ابوظہبی کے مفتیان اسلام کا وہ تفصیلی فتویٰ جو کہ انہوں نے اپنے اخبار الہدیٰ ص ۴ بروز جمعہ ۲۶ رجب بمطابق ۲۷ اپریل ۱۹۸۴ء کو شائع کیا کہ جس میں پاک وہند کے رضا خانی بدعتی بریلویوں کے بارے میں یہ فتویٰ دیا ہے کہ بریلوی فرقہ کہ جن کے پیشوا مولوی احمد رضا خاں بریلوی ہیں وہ دین اسلام سے خارج ہیں اور ان کی پیروی کرنے والے بھی اسلام سے خارج ہیں۔ اس کتاب کے آخر میں شامل کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس کتاب میں انگریز بدبخت کے حامی مشائخ علماء سوء کی انگریزوں کے لئے خدمات اور اس کا منہ بولتا ثبوت اس کی فوٹو کاپی بھی برٹش میوزم لندن سے حاصل کر کے اس کتاب کے آخر میں وہ بھی ساتھ لگا دی گئی ہے۔

ناچیز سعید احمد قادری عفی عنہ

بریلوی مذہب کا مختصر سا تعارف

بریلوی دسترخوان بچھا ہے

بریلوی بدعتی دین میں آؤ عیش کرو اور مزے اڑاؤ

افلاس اور غربت کا کیا کام رنگ برنگے کھانے کھاؤ

بریلوی دسترخوان بچھا ہے

سوچو مردے کی کچھ بات حال کیا ہوگا بعد ممات

جنت دوزخ ہیں دوگھر ملاں جی کو بھیج پرات

بریلوی دسترخوان بچھا ہے

اعلیٰ حضرت کا فرمان وصایا شریف میں کرو دھیان

نو ۹ صفحے پر دیکھو ضرور حکم ہے ان کا مثل قرآن

بریلوی دسترخوان بچھا ہے

اعزا بطیب خاطر لا دو تین بار ہفتے اندر

ختم میں سب میرے چکر بھوکا ہوں میں قبر کے اندر

بریلوی دسترخوان بچھا ہے

حلال حرام نہ دیکھو پیارے کرو پورے تم حکم ہمارے

چوری ڈاکہ سود حلال تم ہو میری امت سارے

بریلوی دسترخوان بچھا ہے

دودھ کا برف خانہ ساز گرگدھی کے دودھ کا ہو سن راز

بریانی مرغ اور مرغ پلاؤ بوم شامی کباب کی آز

بریلوی دسترخوان بچھا ہے

پراٹھے ملائی فرنی آوے حکم ہمارا شک نہ لاوے

ادرک والی ماش کی دال گوشت بھری کچوریاں لاوے

بریلوی دسترخوان بچھا ہے

سیب انار کا پانی بھائی سوڈا بوتل کر اقرار

تاکہ ہوے ہضم ہر شے ہمارا حکم نہ کر انکار

بریلوی دسترخوان بچھا ہے

دودھ کا برف بھی رکھنا یاد روزانہ ہر اک شے کرو یاد

جیسا مناسب جان کر بطیبِ خاطر ہو آباد

بریلوی دسترخوان بچھا ہے

میرا نبی سے عشق نہ دیکھ نیکی بدی اور فسق نہ دیکھ

میرے مذہب پر چلنا فرض حلال حرام کا رزق نہ دیکھ

بریلوی دسترخوان بچھا ہے

میرے مذہب کی یہ پہچان نبی کو حاضر و ناظر جان

گلیاں کوچے خوشبودار نبی کو لے کر ہو رواں

بریلوی دسترخوان بچھا ہے

نبی کو گھر گھر ساتھ پھرا لوگو آٹا چندہ دو

لوگو میرا بھرو کشکول نبی ہے ساتھ کرو حیا

بریلوی دسترخوان بچھا ہے

احمد رضا کا سنو فرمان کتابِ شریعت کا عرفان

اس حکم کو کرو ضرور بخشش میت بے گمان

بریلوی دسترخوان بچھا ہے

تیجا میت کرو ضرور ستر ہزار چھوہارے لا

ان پر ختم پڑھو ضرور میت کو جنت میں لا

بریلوی دسترخوان بچھا ہے

چھ ماشہ گروزن چھوہارا دس من سنتیس سیر ن یارا

واہ واہ مذہب ہے نورونور تاجروں کو ہے خوب پیارا

بریلوی دسترخوان بچھا ہے

دہم چہلم کرو ضرور حکم مجدد ہے منظور

نانی دادی آوے یاد عرفان شریعت کا منشور

بریلوی دسترخوان بچھا ہے

میّت کا ہے اگر پیار قرضہ لوتم کسی سے یار

عرفان شریعت پر عمل کرو بخشے میّت بخشنہار

بریلوی دسترخوان بچھا ہے

مذہب کیا ہے کاروبار عیش وعشرت لطف بہار

کھانے پینے کا ہے ڈھنگ اکٹھے دولت کے انبار

بریلوی دسترخوان بچھا ہے

قادری کا بھی سنو اعلان جو کوئی پڑھے یہ بیان

پڑھنے والے کریں دعا عزت ودولت دے رحمان

بریلوی دسترخوان بچھا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الّذين اصطفى امّا بعد

پیش لفظ

دین اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو اللہ تعالی کو بہت ہی پسند ہے اور جو اللہ تعالی نے اپنے بندوں کے لیے بے حد پسند فرمایا ہے اور اس کے سوا کوئی دین اور کوئی مذہب اللہ تعالی ہرگز پسند نہیں۔ اس کی پیروی میں ہی فلاح اور آخرت کی نجات منحصر ہے اور اگر کوئی شخص دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو اپنی زندگی کا دستور بنالے تو وہ اللہ تعالی کے ہاں یقیناً مردود اور غیر مقبول ہے اور آخرت میں اسے فوز وفلاح نصیب نہیں ہوگی۔ حق تعالی کا واضح اعلان ہے ان الدین عند الله الاسلام پارہ ۳ ال عمران آیت نمبر ۱۹

ترجمہ: بیشک اللہ کے ہاں اسلام ہی دین ہے یعنی کہ اللہ تعالی کے ہاں پسندیدہ اور قابل قبول صرف دین اسلام ہی ہے علاوہ ازیں اللہ تعالی کی ذات پاک نے کھلے لفظوں میں متنبہ فرمایا۔

ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه وهو فى الا خر ة من الخسرين پارہ ۳ ال عمران آیت نمبر ۸۵

ترجمہ: اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائےگا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے ہے یعنی کہ حق تعالی نے اپنے بندوں کو خبردار کر دیا کہ جو شخص بھی مذہب اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائے گا وہ ہرگز قابل قبول نہ ہوگا اور وہ شخص آخرت میں نقصان آٹھانے والوں میں ہوگا دین اسلام جس کی پیروی اور جس کے احکام کی پابندی کیے بغیر نجات یقیناً ممکن نہیں اس کی اصل اساس حق تعالی کی توحید ہے اسلام کے تمام اعمال وافعال اور شریعت اسلامیہ کے تمام احکام ومعاملات کے اندر روح توحید رواں دواں ہے عقیدہ توحید کے بغیر کوئی

عمل بھی بارگاہ رب العزت میں قبول نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس کے بغیر نجات ممکن ہے عقیدہ توحید کے ساتھ ساتھ معمولی سا عمل بھی مثل پہاڑ کے ہے اس کے بغیر پہاڑ کے برابر عمل کی وقعت رائی کے دانہ کے برابر بھی نہیں اعمال خیر میں شرک کی ملاوٹ اعمال کو بے اثر کر دیتی ہے اور بلا توبہ کے موت کی صورت میں انسان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن بنا دیتی ہے یہ سلسلہ کائنات اور کارخانہ موجودات مسئلہ توحید کے اظہار وافہام کے لیے برپا سرمایہ۔

دنیائے اب گل سے لیکر عالم شمس وقمر تک اور فرش کی گہرائیوں تک اور عرش کی پہنائیوں تک کائنات کا ایک ایک زرہ خالق کائنات اور خالق کے ارض وسماوات کی قدرت اور وحدت پر دلیل واضح اور برہان قاطع ہے عقیدہ توحید جس قدر ہمہ گیر اور نجات کے لیے ضروری تھا اسی قدر اس کو سمجھنے کا سامان بھی عام کر دیا انسان جہاں بھی دلائل آفاق وانفس کے دفتروں کے دفتر اس کی آنکھوں کے سامنے کھلے ہیں پھر اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اپنے ساری مخلوق کے خلاصہ اور لب لباب انسانوں میں سے اپنے برگزیدہ اور منتخب بندوں کو رسالت ونبوت سے سرفراز فرما کر انسانوں کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان کو کائناتی دلائل سے مسئلہ توحید سمجھنے کا طریقہ اور سلیقہ سکھائیں اور ہر ممکن انداز سے مسئلہ توحید کی حقیت ان کے ذہن نشین کرائیں اور ان تمام پہلوؤں کو واضح کر کے ان کو سمجھائیں اور تمام انبیاء علیم السلام نے اپنے اپنے زمانے میں تبلیغ توحید کا فریضہ بڑے احسن طریقے سے سرانجام دیا تبلیغ توحید کے سلسلہ میں مشرکین کی طرف سے بے پناہ مصائب ومظالم کا نشانہ بنے اور انتہائی الم ناک اذیتیں اور ایزائیں برداشت کیں ان مقبولان بارگاہ ایزدی کو راہ توحید میں ایسی ایسی دردناک سزائیں اور ایذائیں دی گئیں جن کی مثال مظالم کی دنیا میں ہرگز نہیں مل سکتی اور سب سے آخر میں خاتم النبیین وخاتم المرسلین امام الانبیاء حبیب کبریا حضرت محمد رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعے دین اسلام کو تمام ادیان باطلہ بر غالب کر دیا اور مسئلہ توحید کی ہر پہلو سے تکمیل فرمادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا آخری کلام قرآن مجید

نازل فرمایا اور جو پوری انسانیت کے لیے کامل اکمل اور مکمل ضابطہ حیات اور دائمی وابدی دستور زندگی ہے تو قرآن مجید نے ان تمام علوم ومعارف کا حامل ہے ان تمام اسرار ورموز کا خزینہ ہے اور ان تمام ہدایات وارشادات کا مخذن ہے جن کی تمام بنی ادم کو دنیا اور آخرت میں ضرورت اور حاجت ہے قرآن مجید میں مسئلہ توحید کو ہر ممکن انداز سے اور ہر قابل ذکر اسلوب سے اس قدر واضح اور روشن فرمادیا کہ ہر ذہن ہر عقل اور ہر نظر وفکر کا آدمی آپنے نہج پر اسے آسانی سے سمجھ سکے اور قرآن مجید میں انبیاء سابقین علیم السلام وملائکہ کرام اور گزشتہ امتوں کے مومنین گزشتہ انبیاء کی کتب اور صحیفوں کے حوالے سے بھی مسلئہ توحید کو بیان کیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ عقیدہ توحید اور تمام انبیاء کرام علیم السلام کا دین تھا اور اس قدر اہم اور ضروری تھا کہ تمام انبیاء کرام علیم السلام اس کی تبلیغ اور تفہیم پر مامور ہوئے گویا کہ اس مسئلہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم متفرد اور تنہا نہیں ہیں بلکہ اس عقیدہ توحید پر تمام انبیاء کرام علیم السلام کا اجماع ہے بلکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں کائنات کی ہر چیز جاندار ہو یا بے جان ہو یا جمادات ہو کے بارے میں یہ حقیت بالکل واضح فرمائی کہ وہ ہر وقت اللہ تعالی کی تسبیح وتقدیس میں مصروف رہتی ہیں۔

و ان مَن شی ء الا یسبح بحمدہ

ترجمہ: اور ہر چیز اللہ تعالی کی تسبیح وتمہید میں مصروف ہے (پارہ ۱۵ ع ۵ آیت نمبر ۴۴ سورت بنی اسرائیل)۔

یعنی کہ ہر چیز زبان حال یا زبان قال سے اعلان کر رہی ہے کہ اللہ تعالی وحدہ لاشریک لہ، ہے اور تمام صفات کمال کا مالک ہے پھر قرآن مجید میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی حکم دیا کہ آپ واضح فرمائیں کہ عقیدہ توحید میرا خود ساختہ مسئلہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کے بیان میں میری کوئی ذاتی غرض ہے میں تو اللہ تعالی کے حکم سے اور وحی سے یہ کام کر رہا ہوں چنانچہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں مسئلہ توحید کی تبلیغ واشاعت پر اس لیے زور دے رہا ہوں اور میں یہ تمام جدو جہد صرف

اس لیے کر رہا ہوں کہ مجھے اللہ تعالی نے رسالت اور نبوت کا اعزاز عطا فرمایا ہے اور مجھے وحی سے نوازا ہے اور مسئلہ توحید کو پوری صفائی اور وضاحت سے بیان کرنے پر مامور کیا ہے کیونکہ اللہ تعالی کہ ارشاد ہے۔

ان اللہ لا یغفر ان یشرك به و یغفر ما دون ذالك لمن یّشیاء ومن یشرك باللہ فقد ضل ضللا بعیداً پارہ ۱۵ ع ۵ آیت نمبر ۱۱۲ سورت النسا۔

ترجمہ: بیشک اللہ اس کو نہیں بخشتا جو کسی کو اس کا شریک بنائے اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا

انہ من یشرك باللہ فقد حرم اللہ علیه الجنة وماٰوہ النّار وما للظّلمین من انصار پارہ ۲ آیت نمبر ۷۳ ع ۱۴

ترجمہ: بیشک جو شخص اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے گا اس پر اللہ تعالی جنت حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

اور اللہ تعالی کے پیارے محبوب حضرت محمد رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یوں تعبیر فرمائی۔

من مَات لا یشرك باللہ شیاً دخل الجنة۔

ترجمہ: حضرت محمد رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو اس حال میں فوت ہوگیا کہ وہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھراتا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اس کے بعد پھر فرمایا

ومن مَات یشرك باللہ شیأ دخل النّار صحیح مسلم ج اص۹۲

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے اور جو اس حال میں فوت ہوگیا کہ وہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا تھا تو وہ دوزخ میں جائے گا۔

اس سے عقیدہ توحید کی اہمیت اور اساسی حیثیت بالکل واضح اور عیاں ہے اور مسئلہ توحید کو سمجھانے اور ان کے ذہنوں میں اتارنے کے لیے قرآن مجید میں کئی ایک مثالیں ذکر کی گئی ہیں اور مثالیں بیان کرنے کی حکمت اس طرح بیان فرمائی۔

وتلك الامثال نضربها للناس لعلهم یتفكرّون ۔(القرآن)

(ترجمہ) اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے سامنے اس لئے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ ان میں غور وتدبر سے کام لیں یعنی کہ اصل مسئلہ کی حقیقت تک رسائی حاصل کرسکیں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا

وتلك الامثال نضر بها للناس وما یعقلها الا العٰلمون (پ۲۰ آیت ۴۳ سورت العنکبوت)۔

ترجمہ: اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں مگر انکو سمجھتے وہی ہیں جو علم وفہم رکھتے ہوں اور وہ مشرکین مکہ کی طرح برصغیر کے رضا خانی بریلوی اہل بدعت نے اپنے بابا ابلیس احمد رضا بریلوی کی پیروی میں مشرکین مکہ کی طرح اپنے خود ساختہ اور مزعومہ معبودوں کو کہ جن سے وہ آس لگائے بیٹھے ہیں اور جن سے یہ اپنی امیدیں باندھے بیٹھے ہیں اور ان کو اپنی حاجات ومصائب ومشکلات میں پکارتے اور ان سے مدد مانگتے ہیں۔اور یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ برصغیر کے رضا خانی بریلوی اہل بدعت مشرکین مکہ سے شرک جیسی موذی مرض میں مبتلا ہونے میں مشرکین مکہ سے بہت آگے نکل چکے ہیں اور تجربہ شاہد ہے کہ مشرکین مکہ تو صرف کٹر مشرک تھے اور رضا خانی بریلوی کٹر سے کٹر بلکہ کٹر سے کٹر مشرک ہیں۔

جبکہ ان کا پکارنا اور ان سے مدد مانگنا باطل اور ناحق ہے اور وہ اس لائق نہیں ہیں کہ ان کو پکارا جائے کیونکہ وہ پکارنے والوں کے احوال سے باخبر نہیں ہیں اور نہ ان میں حاجت روائی اور مشکل کشائی کی قدرت واستطاعت ہی ہے اس کے بعد خود ساختہ معبودوں کی بے بسی وبیچارگی اور ان کے عجز کو ایک محسوس

مثال سے واضح فرمایا اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کو اپنی حاجات ومشکلات اور شدائد وبلیات میں پکارتے ہیں انکی مثال اس پیاسے کی سی ہے جو پانی کے کنارے یا کنوئیں کی منڈیر پر کھڑا ہو کر پانی کی طرف ہاتھ پھیلا وے اور آہ وزاری کے ساتھ اس سے التجا کرے کہ وہ اس کے منہ میں آ کر اسکی پیاس بجھائے تو پانی کبھی بھی اس کے منہ میں نہ آئے گا اور نہ ہی اسکی پیاس بجھائے گا کیونکہ پانی جماد محض ہے سمجھنے سننے اور جاننے بوجھنے کی حس سے محروم ہے اور حاجت روائی اور مشکل کشائی کی قدرت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور جس طرح پانی پکارنے والے کی پکار نہ سن سکتا ہے اور نہ ہی اسکی مقصد برآری کرنے کی قدرت ہی رکھتا ہے بعینہ یہی حال ہے ان خود ساختہ معبودوں کا ہے جس کو رضا خانی بریلوی برصغیری اہل بدعت مشرکین پکارتے ہیں جس طرح پانی اس معاملہ میں بے بس ہے اور اسے پکارنے پر کوئی فائدہ مرتب نہیں ہو سکتا بالکل اسی طرح معبودان باطلہ اس سسلے میں بے بس ہیں اور ان کو پکارنے میں کوئی نفع ومصلحت نہیں ہے اور ان کو اپنی حاجات ومشکلات میں پکارنا سراسر صدا بصحرا ہے اور رضا خانی بریلوی اہل بدعت اس قدر بڑے کٹر بلکہ کٹر مشرک بن چکے ہیں کہ جو شرک کرنے میں مشرکین مکہ سے بڑھ چکے ہیں کہ اپنے مصائب وشدائد وبلیات میں مخلوق کو پکارتے ہیں اور مخلوق کو ہی اپنا مشکل کشا وحاجت روا اور فریاد رس سمجھتے ہوئے برملا اپنے کافرانہ ومشرکانہ گمراہ عقیدے کا یوں اظہار کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

بگرد اب بلا افتاد کشتی

مدد کن معین الدین چشتی

بھاؤ الحق بیڑا دھک (العیاذ باللہ)

اور رضا خانی بریلوی اہل بدعت اپنے آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی عقیدت میں اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ کئی مقامات پر انہوں نے اپنے احمد رضا خاں بریلوی کو داتا اور مشکل کشا اور

حاجت روا کہہ کر پکارا ہے۔ چنانچہ رضا خانی بریلوی اہل بدعت اپنے مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے بارے میں بایں الفاظ اپنی کفریہ و شرکیہ عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ چنانچہ رضا خانی عقیدت پر مبنی اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

ذات خدا داتا یا احمد رضا داتا؟

تیرے در کا میں بھی ہوں ادنیٰ گدا گر   بھیک ہو داتا عطا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت ۲۶ مطبوعہ بہاری پور بریلی)

کر قادری صدقہ عطا یا سیدی احمد رضا   داتا ترا نوری بھلا سیدی احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت ۶ مطبوعہ بہاری پور بریلی)

بگڑی میری بنا دو آقا   بھیک ملے داتا کا بھلا

(مدائح اعلیٰ حضرت ۱۹۔۲۰ مطبوعہ بہاری پور بریلی)

شیطان سے بچاؤ وقت نزع   میرے ایمان کو شاہ احمد رضا

قبر و نشر و حشر میں تو ساتھ دے   ہو مرا مشکل کشا احمد رضا

میں نہ جاؤں ترے در سے خالی ہاتھ   ہو عطا کچھ ہو عطا احمد رضا

تو ہے داتا اور میں منگتا ترا   میں ترا ہوں تو میرا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت ص ۴۸ مطبوعہ بہاری پور بریلی)

نوٹ: مولوی احمد رضا خاں کو داتا اور مشکل کشا وحاجت روا کہنا بہت بڑی بدبختی اور بدنصیبی ہے۔

خوف محشر اور ایوب رضوی تجھے   آپ لیں گے بچا شاہ احمد رضا

(باغ فردوس ۴ امدائح اعلیٰ حضرت ص ۲۵)

نکیرین آ کے مرقد میں جو پوچھیں گے تو کس کا ہے   ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا کا

(مدائح اعلی حضرت ص۴۷مطبوعہ بہاری پور بریلی)

میرے داتا میرے آقا مجھے ٹکڑا مل جائے   ہے آس لگائے ہے یہ کتا تیرا

(مدائح اعلی حضرت ۴۔۵)

ناؤ منجدھار میں آکے چکرا گئی   ہاتھ دے میں چلا شاہ احمد رضا

ایک دم میں گداگر کو غنی کر دیا   وہ ہے تیرا عطا شاہ احمد رضا

(مدائح اعلی حضرت ص۲۱مطبوعہ بہاری پور بریلی)

میری کشتی پڑ گئی منجدھار میں   دے سہارا اک ذرا احمد رضا

ڈوبتی کشتی کنارے آ لگے   ہاں سہارا دے ذرا احمد رضا

(مدائح اعلی حضرت ص۱۱ص۴۴مطبوعہ بہاری پور بریلی)

بھیک دے داتا بھکاری ہے کھڑا   بٹتا ہے باڑا ترا نور کا

میرے داتا بھر دے پیالہ نور کا   نور عرفاں ہو عطا احمد رضا

میری میرے اقرب احباب کی   سب کی ہر حاجت روا احمد رضا

(مدائح اعلی حضرت ص۴۶مطبوعہ بہاری پور بریلی)

راہنما عقدہ کشا حضرت اعلی حضرت   دافع رنج و بلا حضرت اعلی حضرت

(مدائح اعلی حضرت ۱۱۔۲۷مطبوعہ بہاری پور بریلی)

چار جانب مشکلیں ہیں ایک میں   اے مرے مشکل کشا احمد رضا

(مدائح اعلی حضرت ص۴۴مطبوعہ بہاری پور بریلی)

جھولیاں بھر دے مرے داتا مرے   ہوں ترے در کا گدا احمد رضا

خیر داتا کی کوئی ٹکڑا ملے   دین و دنیا کا بھلا احمد رضا

(مدائح اعلی حضرت ص۴۵)

مشکلوں کو تو نے آساں کر دیا   اے رضا مشکل کشا دیکھا تجھے

کشتی رنج و مصیبت کا شہا   اہل دین نے ناخدا دیکھا تجھے

(مدائح اعلی حضرت ص۱۱مطبوعہ بہاری پور بریلی۔ باغ فردوس ص۴۲۔ص۴۳)

رضویوں کو مژدہ کر روز حساب   ہے مدد کرنے والا ہمارا رضا

(مدائح اعلی حضرت ص۲۷)

کون دیتا ہے مجھے کس نے دیا   جو دیا تم نے دیا احمد رضا

دونوں عالم میں ہے تیرا آسرا   ہاں مدد فرما شاہ احمد رضا

(مدائح اعلی حضرت ص۴۸مطبوعہ بہاری پور بریلی)

آستانہ ترا چھوڑ کر جائیں کہاں   تیرے در کے گدا شاہ احمد رضا

مجھکو جو کچھ ملا تیرے در سے ملا   وہ دیا ہے عطا شاہ احمد رضا

کیا غرض در بدر مارے مارے پھریں   جب ترا در ہے وا شاہ احمد رضا

(مدائح اعلی حضرت ص۴۴)

دل ملا آنکھیں ملیں ایماں ملا   جو ملا تجھ سے ملا احمد رضا

(مدائح اعلی حضرت ص۴۲)

جب جان کنی کا وقت ہو اور رہزنی شیطاں کرے   حملہ سے اس کے بچایا سیدی احمد رضا

(مدائح اعلی حضرت ص۶)

ملنے میں ہے دیر کیا ہاتھ کرم کے اٹھا   اے میرے حاجت روا احمد رضا

(مدائح اعلی حضرت ص۲۰)

مشکلیں مری آسان فرمائیے — میرے مشکل کشا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت ص ۲۱)

ایسا ہے مرشد مرا احمد رضا — سب کا ہے مشکل کشا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت ص ۲۵)

گر مصیبت میں کوئی چاہے آقا سے مدد — دفع فرمادیں بلا حضرت اعلیٰ حضرت

(مدائح اعلیٰ حضرت ۲۷)

ہے تقاضائے اجل افسوس منزل دور ہے — اے میرے مشکل کشا احمد رضا خاں قادری

(مداح اعلیٰ حضرت ۲۳)

کس کے آگے ہاتھ پھیلائیں گدا — چھوڑ کر در آپ کا احمد رضا

لاج رکھ لو میرے پھیلے ہاتھ کی — میں تمہارا گدا ہوں احمد رضا

تیرے در سے کب کوئی خالی پھرا — جس نے جو مانگا ملا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت ص ۹ مطبوعہ بہاری پور بریلی)

جو مانگو گے پاؤ گے آئے بینواؤ — سخاوت کا دریا ہمارا رضا

سگ استانہ ہے ایوب رضوی — کھلاتا پلاتا ہے ہمارا رضا

(باغ فردوس ص ۵۸۔ص ۵۹)

آئے تقاضائے اجل افسوس منزل دور ہے — آئے مرے مشکل کشا احمد رضا خاں قادری

(باغ فردوس ص ۵۱)

کہاں پساریں گے اپنے دامن کو — کھائیں گے اب کدھر کے ٹکڑے

بھکاریوں کے تو منہ لگے ہیں — تمہارے اس پاک در کے ٹکڑے

اعلیٰ حضرت ذرا کھولو کوڑیاں

(باغ فردوس ۴۲۔۴۳)

اصل میں مندرجہ بالا شعر یوں ہونا چاہیے تھا

بھکاری کے منہ لگے ہیں تمہارے اس نجس در کے ٹکڑے

یعنی کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کے ناپاک در کے ذلت آمیز ٹکڑے کھانے والے تا قیامت توحید و سنت کے ازلی دشمن بن کر رہیں گے اور سچ کہا رضا خانی بریلوی اہل بدعت نے کہ جس بدنصیب اور بد بخت نے مخلوق کے در کے ذلت آمیز ٹکڑے کھائے ہوں تو پھر اسے عزت وعظمت والی ذات خدا کے در کے پاک ٹکڑے کیسے اچھے لگیں جبکہ امام الانبیاء حبیب کبریا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مشکل کشا و حاجت روا اور داتا ذات خدا تعالیٰ ہی ہیں اس کے علاوہ تمام کے تمام خدا تعالیٰ کے در سے سوال کرنے والے ہیں۔

خدا تعالیٰ ہی تمام مخلوقات کا داتا ہے

جہاں خدا تعالیٰ کے اختیارات میں حکومت دینا یا چھین لینا فتح یا شکست دینا ثابت ہے۔ وہاں مال واولاد عطا کرنا یا نہ کرنا، تنگی وفراخی رزق بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ پھر مزارات اور ارداح کے آگے دست سوال کیوں؟ حضرت پیغمبر ﷺ سے نہایت واضح اعلانات کرادیئے گئے کہ داتا رزق واولاد خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو تسلیم نہ کیا جائے ذرا غور فرمائے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ملاحظہ فرمائیے:

قل ان ربّی یبسط الرّزق لمن یشآء من عباده ویقدرله وما انفقتم من شیء فهو یخلفه وهو خیر الرازقین سورت سبا نمبر ۳۴ آیت نمبر ۳۹۔

له مقا لید السموات والارض یبسط الرزق لمن یشآء ویقدر انه بکل شیء علیم۔(سورت شوریٰ نمبر ۴۲ آیت نمبر ۱۲)۔

ترجمہ: اے پیغمبر اعلان کر دو بے شک میرا رب ہی اپنے بندوں میں سے جسے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور جسے چاہے تنگ کر دیتا ہے اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرتے ہو سو وہی اس کا عوض دیتا ہے اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ (سورۃ سبا)

ترجمہ: اس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں۔ روزی کشادہ کرتا ہے جس کی چاہے اور تنگ کر دیتا ہے بیشک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ (سورۃ اشوریٰ)

کیا نہیں جانتے یہ لوگ کہ

وھوالزّی ینزل الغیث من بعد ما قنطو وینشر رحمته وھو الولی الحمید (سورۃ شوری نمبر ۴۲ آیت ۲۸) وما من دابة فی الارض الا علے الله رزقھا (سورۃ ھود نمبر ۱۱ آیت ۲) امن ھٰذ الزی یرزقکم ان امسک رزقه (سنورۃ ملک نمبر ۲۷ آیت ۲۱) فا بتغوا عندالله الرزق واعبد وہ واشکروا له۔ (سورۃ ۲۹ آیت ۱۷ عنکبوت)۔

ترجمہ: اور وہی ہے جو نا امید ہو جانے کے بعد بارش برساتا ہے اور اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے اور وہی کارساز حمد کے لائق ہے۔ (سورۃ شوریٰ)

ترجمہ: اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں مگر اسکی روزی اللہ پر ہے۔ یعنی کہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ (سورۃ ھود)

ترجمہ: بھلا وہ کون ہے جو تم کو روزی دے گا اگر وہ اپنی روزی بند کر لے۔ (سورۃ ملک)

ترجمہ: سو تم اللہ ہی سے روزی مانگو اور اسی کی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔ (سورۃ عنکبوت)

تازیانہ عبرت

آج جو لوگ پیغمبر علیہ السلام کو مختار کل اور اولیاء کرام کو داتائے کل، گنج بخش یا غریب نواز وغیرہ

مانتے ہیں۔ ان لوگوں کو شاید یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ مختار کل اور داتائے کل ہونا تو بڑی بات ہے پیغمبر کی ذات کو لوگوں کے مال و اولاد کی طرف نگاہ حسرت و تعجب اٹھانے تک سے منع کیا گیا۔ خدا کے دین پر اعتراض یا شکایات تک کی اجازت نہیں دیگئی۔ تو پھر اولیائے کرام کو تقدیر بدلنے کا مقام کدھر سے مل گیا۔ قولہ تعالیٰ۔

فلا تعجبک اموالھم ولا اولادھم انما یرید الله لیعذبھم بھا فی الحیٰوۃ النیا و تزھق انفسھم وھم کٰفرون (سورۃ ۹ آیت ۵۵)

ترجمہ: سو تو ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کر اللہ یہی چاہتا ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے دنیا کی زندگی میں انہیں عذاب دے اور کفر کی حالت میں ان کی جانیں نکلیں۔

ولا تمدن عینیک الی ما متعنا به ازواجا منھم زھرۃ الحیوۃ الدنیا لنفتنھم فیه ورزق ربک خیر وابقیٰ۔ (سورۃ ۲۰ آیت ۱۳۱)

ترجمہ: اور تو اپنی نگاہ ان چیزوں کی طرف نہ دوڑا جو ہم نے مختلف قسم کے لوگوں کو دنیاوی زندگی کی رونق کے سامان دے رکھے ہیں تا کہ ہم انہیں اس میں آزمائیں اور تیرے رب کا رزق بہتر اور دیرپا ہے۔ (سورۃ طٰہٰ) یعنی کہ آپ کو ان کافروں کے اموال اور اولاد کی کثرت تعجب میں نہ ڈال دے یعنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مال اور اولاد کی طرف مت نگاہ اٹھا کر دیکھیں کہ ان چیزوں کی طرف جو ہم نے دنیا میں مختلف فرقوں کو استعمال کرنے کے لئے دے رکھی ہیں۔

اگر اب بھی آنکھیں نہیں کھلیں تو مزید سنیئے

اولم یروا ان اللـه یبسط الرزق لمن یشآء و یقدر ان فی ذلک لاٰیات لقوم یؤمنون۔ (سورۃ ۳۰ آیت ۳۷ روم)

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ کرتا ہے بے شک

اس میں ایمان لانے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ (سورۃ روم)

یعنی کہ کیا نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں رزق زیادہ اور جس کو چاہتے ہیں کم کر دیتے ہیں تحقیق اس رزق کی کمی بیشی میں بھی خدائی اختیارات کی نشانیاں ہیں اور ایمان والوں کے لئے مگر جو ذہنیتیں زمرہ وھم عن اٰیتھا معرضون ۔ (سورۃ ۲۱ آیت ۳۲) ترجمہ: اور آسمان کی نشانیوں سے منہ موڑنے والے ہیں کی پیروی کرنے لگی ہوں تو ایسے کوڑھ مغز اور ناعاقبت اندیش لوگوں کا کیا علاج ہے۔ کہ جن کو غیر اللہ کی تعریفیں ہی اطمینان دیتی ہوں اور جن کی زبان پر ذکر جو نہایت قلیل اور برائے نام رہ گیا ہو جوالا بذکر اللہ تطمئن القلوب سورۃ رعد نمبر ۱۳ آیت ۲۸ (ترجمہ) خبردار اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں۔

یعنی کہ تم کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی یقینی طور پر طمانیت بھی حاصل ہوگی اور ذکر کرنے والوں پر حق تعالیٰ کی طرف سے سکینہ نازل ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی اس اعلان سے بے پرواہ ہو کر جنت کے مالک ہونے کا دعویٰ کر رہے ہوں۔ جو مالک یوم الدین رب العالمین کی بجائے دوسروں کو روز محشر کا مالک اور روز جزا مان رہے ہوں۔ جو لوگ اعراض حق مین سرمست ہوں۔ جو کلام خدا پر کلام صوفیا کو ترجیح دینے کے عادی ہو چکے ہوں اور اللہ تعالی کے واضح ارشادات کیمقابلہ میں عباد اللہ کے ملفوظات، حکایات، نغمات کو زیادہ معتبر اور پُر صداقت اور قابل تسلیم تصور کر رہے ہوں۔ ان میں قبول حق کی صلاحیت کہاں باقی رہتی ہے۔

قرآن مجید تو ہر طرح سے نصیحت پیش کرتا ہے۔

قولہ تعالیٰ! ان الذین تعبدون من دون اللہ لا یملکون لکم رزقا (سورۃ نمبر ۲۹ آیت ۱۷ عنکبوت)

ترجمہ: بے شک وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ تمہاری روزی کے مالک نہیں۔ یعنی کہ اے

جاہلو خدا کے سوا تم جن جن کو پوجتے ہو وہ تو تمہارے رزق میں کمی بیشی کرنے کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔

فائدہ:

یہاں سے کوئی جاہل یہ نکتہ نکالنے کی کوشش نہ کرے کہ فی الواقع بت بے اختیار تھے۔ مگر انبیاء اولیاء تو اس زمرہ میں نہیں ہیں۔ کیونکہ اسی آیت میں ساتھ ہی خداوند نے فرمایا۔ کہ! وفابتغوا عند اللہ الرزق یعنی اللہ تعالیٰ ہی سے رزق طلب کرو۔ یہ کہیں نہیں فرمایا۔ کہ من دون اللہ کو چھوڑ دو۔ اور اولیاء اللہ کو پوجو۔ اور ان سے رزق مانگو۔ قرآن میں جہاں خدا تعالی من دون اللہ کے دروازوں کو چھوڑنے کا حکم دیتا ہے وہاں ساتھ ہی اپنے دروازہ کی دعوت دے رہا ہے جہاں من دون اللہ کے اختیارات کی نفی اور ان کی بے بسی کو ظاہر کیا جا رہا ہے وہاں ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے اختیارات کل کو ثابت کیا جا رہا ہے۔ نہ کہ انبیاء و اولیاء کے اختیارات کو۔

اگر یہ حقیقت ہے کہ انبیاء و اولیاء بت نہیں تھے تو یہ بھی قابل تسلیم حقیقت ہے کہ بت، انبیاء اور اولیاء کے مجسمے تھے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ من دون اللہ یا غیر اللہ کے الفاظ کے معانی ہیں تو سوائے خدا کے، نہ کہ ان کا معنی بت ہے۔ مگر جن لوگون کے نزدیک من دون اللہ کے معنی صرف بت اور لفظ وسیلہ کا معنی پیر اور لفظ اولیاء اللہ کا معنی گدی نشین ہوں۔ انکی ضد اور ہٹ دھرمی اور بے واہی کا کیا علاج ہو سکتا ہے ہرگز نہیں اور یقیناً نہیں۔ اور حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ ہرگز نفع نہ دیگی میری نصیحت اگر میں تمہاری کیسی ہی خیر خواہی کرنا چاہوں اور اگر اللہ کا ارادہ ہو تو تمہیں گمراہ رکھنے کا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا! وما اغنی عنکم من اللہ من شیء ان الحکم الا اللہ علیہ توکلت وعلیہ فلیتوکل المتوکلون۔ (سورۃ یوسف ۱۲ آیت نمبر ۶۷)

ترجمہ: اور میں تمہیں اللہ کی کسی بات سے بچا نہیں سکتا۔ اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں ہے۔ اسی پر

میرا بھروسہ ہے اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔
اے میرے بیٹو! میں خدا کے حکم کو تم پر سے ٹال نہیں سکتا حکم تو صرف اللہ ہی کا ہے (یوسف ع
۸) کیا ہی اچھا ہو۔ کہ آج کے پیرزادے اپنے مریدوں کے سامنے ہی اعلان کر دیں۔ تو پھر نہ مرید ہوں
گے نہ نذرانے ہوں گے وغیرہ۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے اللہ اگر آپ نے ان عورتوں کے
مکر سے مجھے پناہ نہ دی تو میں ان کی طرف مائل ہو کر جاہلوں سے ہو جاؤں گا۔

والا تصرف عنی کیدھن (اصب الیھن واکن من الجاھلین
(یوسف سورۃ ۱۲ آیت ۳۳)

ترجمہ: اور اگر تم مجھ سے ان کا فریب دفعہ نہ کرے گا تو ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا۔ اور میں
جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا۔

قبروں کی پرستش اور ان سے متعلق بدعات کا تذکرہ

مشرکین عرب جس طرز کا سلوک اپنے بتوں سے روا رکھتے بس وہی کام ان سے لیا کرتے
تھے۔ وہ کام نام نہاد مسلمان رضا خانی بریلوی اہل بدعت نے قبروں اور اولیاء صلحا کی آثار سے نکالنا چاہا
ہے۔ کوئی مہم پیش آ گئی کاروبار مندا ہو گیا۔ یا کوئی مقدمہ میں پھنس گیا۔ یا کسی جان لیوا مرض نے دبا لیا
ہے۔ رزق و معاش تنگ ہو گئی ہے۔ دشمنوں نے زندگی اجاٹ کر دی ہے اولاد سے محرومی ہے۔ کوئی
موزوں بر نہیں ملتا۔ اسکے مختلف اذکار و آلام نے زندگی کا امن چھین لیا ہوا ہے۔ تو اس پر بزرگوں کی تلاش
شروع ہو جاتی ہے۔ ان کی بزرگوں اور کرامات کی تشخیص کیجاتی ہے۔ کسی ایک پر اعتماد کر لینے کے بعد یہ
لوگ بزرگوں کی قبروں کی زیارت کے بہانے مشکل کشائی کے لئے دُور دُور سے رخت سفر باندھتے
ہیں۔ پھر وہاں پہنچ کر صاحب قبر کے آگے سیدھے سجدے میں گر جاتے ہیں کبھی رکوع کرتے ہیں۔ کبھی
قیام میں دست بستہ عرض گذار ہیں۔ گاہے سجدہ میں گڑگڑا کر اپنی فریادوں دعاوں اور آرزووں کا طوفان

بر پا کر دیتے ہیں۔

خدا سے بغاوت کی شاید سزا ہو   قدموں پر بت کے ہماری جبیں ہے

التجائیں، مرادیں اور درخواستوں کی وہ بھرمار ہے۔ کہ صاحب قبر کو ہوش ہی سنبھالنے نہیں دیتی۔
پھر ہر مرض ہر مشکل اور ہر مدعا کے لئے الگ الگ بزرگوں کی قبریں مخصوص ہیں۔ بعض فتح مقدمات اور
بعض حل مشکلات کی ضامن ہیں بعض اولاد دینے کے لئے اور بعض بیماریوں سے شفا دینے میں سریع التا
ثیر سمجھی جاتی ہیں۔ بعض اصحاب قبور کے واسطہ سے اللہ سے اور بعض بلا واسطہ صاحب قبر سے مرادیں
طلب کرتے ہیں۔ اور بعض مختلف مقاصد کیلئے وظائف و اوراد کی چلہ کشی قبروں پر بجالاتے ہیں۔ اور یہ
بھی کس قدر افسوس صد افسوس کا مقام ہے کہ مقابر اولیاء اللہ پر عورتیں کئی کئی دن اور کئی کئی راتیں اور کئی نو
راتیں اور دن رات بیٹھ کر اپنی نظر و منت کے طور پر پورا کرتی ہیں۔ اور مقابر اولیاء اللہ پر ملنگوں کے ساتھ
خلوت و جلوت کے بابرکت مواقع سے بھی فائدہ ضرور اٹھاتی ہیں۔ اس خلاف شرح فعل سے کس قدر
غیرت اور عزت کا جنازہ ہی نکل جاتی ہے۔ اور یہ غور کا مقام۔ مشرکین اور انکے افعال، عقائد میں کوئی
فرق باقی ہے۔ وہ لا الہ اللہ کا انکار کر کے غیر اللہ کی پرستش کرتے ہیں اور یہ لوگ لا الہ الا اللہ کہہ کر غیر اللہ کی
بندگی بجالاتے ہیں اور اللہ کی مخلوق کو خالق کے منصب پر بٹھاتے ہیں۔ مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی ایک
جگہ اپنا ایک چشم دید واقعہ لکھتے ہیں کہ اجمیر کے عرسوں اور میلوں پر عام لوگوں کے سجود و قیام اور اصحاب
قبور کے آگے خشوع و خضوع ان کی حاجات طلبی، وفریاد رسی اور ان کی عقیدت و ارادت میں بیقراری اور
افراط کو دیکھ کر انڈیا کے مشہور ہندو لیڈروں نے (جو اتفاق سے ایک مشہور میلہ میں شرکت کے لئے
آئے تھے) صاف صاف کہہ دیا تھا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی عبادت میں کوئی خاص فرق نہیں۔ عقائد
و اعمال میں یکسانیت ہے اور ہندو مسلم اتحاد بالکل ممکن نظر آتا ہے۔ دونوں فرقوں کے پیروؤں اور
لیڈروں کے ناموں میں فرق ضرور ہے لیکن پیروؤں کے طریق عمل اور عقائد مدا افکار میں چنداں فرق

نہیں ہے۔ کیونکہ جس قسم کی عقیدت ہندو اپنے معبودان باطل سے رکھتے ہیں بعینہ اسی قسم کی عقیدت مسلمانوں کو اولیاء کرام اور ان کی قبور سے ہے ہندو اگر بتوں کے آگے سربسجود ہوتے ہیں تو مسلمان قبروں کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ ہندو اپنی نذر و نیاز اور عقیدت کے پھول بتوں پر چڑھاتے ہیں اور مسلمان اپنے بزرگوں کی قبور پر عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں اور قسم قسم کے چڑھاوا چڑھاتے ہیں ۔ ہندو اپنا مشکل کشا مختلف بتوں کو سمجھتے ہیں اور آج کل کے نام نہاد مسلمان رضا خانی بریلوی اہل بدعت بھی اولا اولیاء کرام کو یہی منصب دیتے ہیں۔ جب دونوں گروہ غیر اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں۔ اور ان کے عقائد و اعمال میں اتنی یگانگت ہے۔ و پھر وہ کونسا حقیقی فرق ہے۔ جو ان دو گروہوں کے اتحاد کی راہ میں حائل ہو سکے۔

حضرت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سوال اور اس کا جواب

آپ سے یہ سوال کیا گیا کہ بعض لوگ قبروں پر جا کر صاحب قبر سے خطاب کرتے ہیں یا شیخ، پیر یا غوث یا سیدی یا فلاں میرے بزرگ مجھ پر فلاں فلاں مصائب و آلام کا ہجوم ہے۔ دشمنوں اور ظالموں سے تنگ آ گیا ہوں۔ آپ میرے پشت پناہ ہیں، میری امداد کریں۔ یا آپ اللہ کے ولی اور دوست ہیں میری فریاد رسی کریں۔ یا میری درخواست اللہ تک پہنچائیں۔ یا کہے میری وہ سنتا نہیں اور تیری وہ موڑتا نہیں۔ یا قبر پر کھڑے ہو کر یوں دعا مانگے۔ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں تیری فلاں نذر ادا کر دوں گا۔ وغیرہ

آپ نے قرآن کی بہت سی آیات کی تائید سے مدلل جواب دیا کہ خدائی اوصاف اس کی مخلوق میں تسلیم کرنے سے مسلمان کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر سائل یہ یقین رکھتا ہو۔ کہ فلاں پیر صاحب میرے مشکل کشا، حاجت روا اور مافوق الاسباب امور میں میری مدد کر سکتے ہیں تو مشرک ہے۔ اگر مشرکین اپنے بتوں یا نبیوں اور فرشتوں کو ارباب من دون اللہ تسلیم کرنے کی بنا پر کافر اور جہنمی ہوئے

ہیں۔ تو یہ رضا خانی بریلوی اپنے مشائخ اور صلحاء کو رب بنانے کے بعد کیونکر مسلمان اور موحد بن سکتے ہیں۔ قرآن بار بار غیر اللہ کی بے بسی و عاجزی سے پردہ اٹھا کر دعوت توحید پیش کرتا ہے۔

(i) اے پیغمبر ان سی کہو کہ خدا کیسوا تم جن کو حاجت روا سمجھتے ہو۔ وہ تمہاری کوئی تکلیف دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ اسے بدل سکتے ہیں۔ (بنی اسرائیل)

(ii) اے پیغمبر ان سے کہو جن لوگوں کو تم خدا کا شریک سمجھ کر ان سے حاجات طلب کرتے ہو۔ وہ قرآن و حدیث کی رو سے تمہاری حاجات اور مشکلات وغیرہ کو ہرگز حل نہیں کر سکتے۔ بالآخر تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ آسمان و زمین کی حکومت اور نظام کائنات مین انہیں کوئی اکتیار و قدرت حاصل نہیں ہے اور نہ ان مین سے اسکا کوئی شریک ہے۔ اور نہ ہی ان میں سے اللہ کا کوئی مددگار ہے اور اسکے حکم کے بغیر اسکے پاس کوئی سفارش نفع نہیں پہنچا سکتی۔ (سورۃ سبا)

خلق امر کے مالک کی طرف سی انہیں یہی حکم دیا گیا ہے۔ کہ اسکے بندے صرف اسی کی عبادت کریں اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ تمہارے ٹھرائے ہوئے تمام شریکوں سے پاک بے نیاز ہے۔ قابل غور یہ بات ہے کہ مشرکین کے بنائے ہوئے معبود کوئی مہمل تصور اور خیالی مجسمے نہ تھے۔ بلکہ جیسا کہ لکھا گیا ہے۔ وہ انبیاء و اولیاء کے مجسمے تھے۔ اگر قبروں کے سامنے کھڑے ہو کر شہداء و صلحاء کی ارواح کو خطاب کیا جائے۔ اور ان سے وہی کچھ منسوب کیا جائے جس کا مستحق صرف اللہ ہے تو بات ایک ہی ہے۔ شرک مسلمانوں کے ہاں پہنچ کر توحید و اسلام نہیں بن جائے گا۔

خدا کے ہاں سیکرٹری شپ کا کوئی عہدہ نہیں ہے

اللہ تعالی کا واضح اعلان ہے۔

وقال ربکم ادعونی استجب لکم سورۃ ۴۰ آیت ۶۰۔

ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

اجیب دعوة الداع اذا دعان۔ (سورۃ ۲ آیت ۸۶)

ترجمہ: دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

یعنی کہ جب بھی مجھے پکارو تمہیں کھلی اجازت ہے۔ میں تمہاری پکار ہر وقت سنتا اور جواب دیتا ہوں اور دعائیں قبول کرنا یا نہ کرنا صرف میرا اختیار ہے۔ مخلوق کا مجیب الدعوات میں ہی ہوں۔ اسلئے سماعت واجابت کا دفتر چوبیس گھنٹے کھلا رہتا ہے۔ اور کسی لمحے اور کسی ساعت اور کسی لحظہ اور کسی وقت پلک مارنے کے برابر ہرگز بند نہیں ہوتا اور میرے ہاں کوئی سیکرٹری کوئی ناظم اور کوئی ایسا نائب نہیں ہے۔ جسکے توسط سے میں تمہارے استغاثے قبول کروں۔ بلاواسطہ ہر ایک شخص ہر وقت اپنی درخواست میرے پس براہ راست بھجوا سکتا ہے۔ اور ہر جگہ سے بھجوا سکتا ہے۔ اور بلا وکیل و بلا فیس بھجوا سکتا ہے۔ میری طرف سے کوئی ایسی شخصیت مقرر نہیں جو عوام سے فیس یا نذر و نیاز وصول کر کے میرے پاس درخواست بھجوائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے میں جو شخص تکبر اور بے نیازی برتے۔ تو ایسے لوگوں سے خدا تعالیٰ سخت ناراض ہے۔

ان الذین یستکبرون عن عبادتی سید خلون جھنم داخرین۔ (سورۃ ۴۰ آیت ۶۰)

یہاں عبادت سے مراد دعا بھی ہوسکتی ہے۔ مقصود یہ کہ اپنی ہر حاجت اللہ سے طلب کی جائے اور ہر ممکن نیاز اس کے آگے بجا لائی جائے۔ اور بغیر کسی مخلوق کے سہارے کے اس کا در اجابت کھٹکھٹایا جائے۔ یہی طرز جو شخص اختیار نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کی پھٹکار اپنے اوپر واجب کرتا ہے۔ آہستہ خفیہ راز کی اور دل کی باتیں تو اللہ تعالیٰ ہی سنتا اور جانتا ہے۔ یہ صفت انسان کی سرے سے ہے ہی نہیں۔

واسرّوا قولکم اوجھرو بہ انہ علیم بذات الصد ور۔ (سورۃ ۶۷ آیت ۳۱)

اور نہ کسی کی اپنے ہاتھ پاؤں سے کوئی امداد کر سکتے ہیں اور یہاں تو وہ اپنے علم وارادہ سے کسی تصرف اور کسی کام کے انجام دینے کی قدرت ہی نہیں رکھتے اور قیامت کے روجب تمہارے مشرکانہ اعمال وسلوک سے انہیں متنبہ کیا جائیگا۔ تو وہ صاف طور پر تم سے اور تمہارے اعمال وحرکات سے اعلان بیزاری کرنے لگیں گے۔ ویوم القیامة یکفر ون بشرککم (سورۃ ۳۵ آیت ۱۴)

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ آیت ویعبدون من دون اللہ مالا یضر ھم ولا ینفعھم ویقولون ھؤلاء شفاؤنا عنداللہ (سورہ۱۰ آیت۱۸)

ترجمہ: اور اللہ کے سوا اس چیز کی پرستش کرتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکے اور نہ انہیں نفع دے سکے اور کہتے ہیں اللہ کے ہاں یہ ہمارے سفارشی ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ انھم و صنعوا......بت پرستوں نے یہ اصنام واوثان (بُت) اپنے انبیاء اکابر کی صورتوں پر تراش تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ جب ہم ان کی عبادت میں مشغول ہوں گے۔ تو یہ اکابر اللہ کے پاس ہماری شفاعت کرینگے۔ اسکی نظیر اس زمانے میں رضا خانی بریلوں کی اپنے بزرگوں کی قبروں سے دن رات مشغولیت اس اعتقاد سے کہ اگر ہم ان قبروں کی تعظیم کریں گے تو یہ لوگ اللہ کے نزدیک ہمارے شفیع ہونگے۔ معلوم ہوا زمانہ قدیم میں مشرک دراصل انبیاء واولیاء پرست تھے۔ شیطان کا مجسمہ بنا کر نہیں پوجتے تھے۔ لیکن اولیاء وصلحا پرستی کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے انہیں مشرک قرار دیا مستقل معبود تو اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھتے تھے۔ لیکن ان صلحا واولیاء کو مستجاب الدعوات اور مقبول الشفاعت تصور کر کے عنداللہ شفیع گردانتے تھی۔ ان کی عبادت بجالاتے اور ان کی نذریں مانتے تھے۔ شفیع سمجھنا تو شرک نہ سہی لیکن شفیع سمجھ کر ان کی عبادت کرنا ضرور شرک ہے۔ پھر ایسے شفیع جو شفاعت چاہنے والوں کے دکھ درد اور ان کے حالات ہی سے ناواقف ہیں کسی کو کیا کام دے سکیں گے۔ مذکورہ تفسیر میں حضرت امام رازیؒ

نے گور پرستوں کو بت پرستوں کے برابر قرار دیا ہے جب غیر اللہ کو سفارشی سمجھ کر ان کی عبادت کرنا شرک ہوا۔ تو پھر انہیں عالم میں مستقل متصرف تسلیم کرنا تو بہت بڑا شرک ہے۔ مثلاً انبیاء و اولیاء سے مدد مانگنا۔ رزق کی فراخی چاہنا اور دیگر حاجات طلب کرنا وغیرہ مشرکین کی عبادت غیر اللہ یہ تھی۔ ،ہ وہ انبیاء و اولیاء کے بتوں کو مقرب شفیع نافع ضار اور متصرف سمجھ کر ان کے سامنے ذلت و خواری کا مجسمہ بنتے ان سے حاجات طلب کرتے۔ ان کے مقابر اور ان کی قیام گاہوں کا طواف کرتے انہیں چومتے اور ان کے آگے حد درجہ ادب و احترام میں بچھے جاتے۔ جیسے آج کل رضا خانی بریلوی اہل بدعت بھی بزرگوں کی قبروں پر یہی کچھ کر رہے ہیں۔ بلکہ مشرکین مکہ سے بڑھ کر قدم اٹھا رہے ہیں۔ ان کی قبروں کو بوسے دیتے ہیں۔ ان کی خاک تبرکاً شفاء امراض کے لئے کھلائی جاتی ہے۔ ان کے طواف کئے جاتے ہیں۔ شرطیں لگائی جاتی ہیں۔ اگر میری فلاں مراد پوری ہوگئی تو فلا پیر کی قبر پر اتنا تیل چراغ میں ڈالوں گا یا اتنی شرینی بانٹوں گا۔ جھنڈا لگاؤں گا پھر پیر صاحب کی قبر کے آگے رکوع سجدے قیام سبھی کچھ کیا جاتا ہے۔

شرک کے زینے

اولیاء و صلحا کی اندھی عقیدت اور مفرطانہ محبت ابتداً جذبہ احترام و عزت کے تحت ہی رکھتی ہے۔ لیکن پھر یہ احترام و محبت ان کی یادگاریں قائم کرنے میں چونہ سیمنٹ بن کر استعمال ہوتی ہے۔ اسکے بعد مقابر اور وہ یادگاریں معابد یا بت کدوں میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اور پھر یہ سیڑھیاں زندگی کے سر پر شرک کو چڑھانے کے لئے مخصوص ہو کر رہ جاتی ہیں۔

غیر اللہ سے حاجت طلبی

رنج و مصیبت میں اولیاء اللہ کو اس خیال سے پکارنا کہ یہ ہر جگہ ہماری ندائے دردناک کو سن لیتے ہیں۔ اور ہماری امداد بھی کر سکتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے علم و تصرف میں شریک ٹھہرانا ہے۔ یا قبر کے نزدیک جا کر یہ کہنا کہ آپ میری فریاد سنیے اور میری فلاں تکلیف دور کیجئے۔ یہ استغاثہ حاجت طلبی ہے۔ قریب

سے ہو یا دور سے صریح شرک ہے اور یہ بھی ناجائز ہے۔ کہ قبر کے نزدیک صاحب قبر سے یہ کہا جائے کہ اللہ ہماری آہ و پکار تو سنتا نہیں اور آپ کی بات کا ہرگز انکار نہیں کرتا۔ لہذا آپ اللہ سے میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ میری فلاں مشکل حل کردے۔ خیر القرآن میں اس طرز کا کوئی عمل معلوم نہیں ہوتا۔ لہذا یہ بھی بدعت اور خالص مشرکانہ اور کافرانہ طرز عمل ہے اور یہ طریق استعانت و استشفاع اسلام نے روا نہیں رکھا۔

الغرض یہ کہ پریشان حال کی فریاد اللہ کے بغیر اور کوئی نہیں سن سکتا۔ اور نہ ہی اس کی کوئی مراد پوری کر سکتا ہے کیونکہ اہل قبور کو اپنا مشکل کشا و حاجت روا اور باخبر سمجھ کر ان کو داتا گنج بخش اور سیاہ سفید کا مالک سمجھتا ہے۔ ان کو غوث اعظم اور مختار اور عالم الغیب سمجھ رہے ہو۔ یہ جو کچھ تم مانگتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے۔ وہ حی القیوم ذات ہے۔ وہ زندہ ہے اور علیم بھی حاضر و ناظر اور مختار و مالک بھی۔ دعا جو کہ عبادت کا مغز ہے صرف اللہ ہی سے کی جانی چاہیے جس کی ملکیت میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ عبادت ہر حال میں اس کے لئے مخصوص ہے۔

ادعونی استجب لکم، اللہ تعالیٰ طلب و سوال کا جزبہ پیدا کر کے کہتا ہے۔ مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا۔ خود بلا کر دیتا ہے۔ اور بن مانگتے بھی دیتا ہے اور آخر وہی دیتا ہے اور دے سکتا ہے لیکن یہ عجیب رضا خانی بریلوی اہل بدعت ہے کہ لوگوں کو دھوکہ پہ دھوکہ دیتے ہیں کہ من دون اللہ پتھر اور کاٹھ کے بت ہیں حالانکہ ہرگز ایسا نہیں بلکہ من دون اللہ پتھر اور کاٹھ کے بتوں ہی میں منحصر نہیں ہے۔ جیسا کہ رضا خانی بریلوی اہل بدعت کہتے ہیں بلکہ قرآن مجید میں من دون اللہ کے الفاظ انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے استعمال کیے گئے ہیں اور ان میں وہ تمام اولیاء کرام اور بزرگان دین بھی داخل ہیں جن کو اللہ کے سوا مافوق الاسباب امور میں متصرف و کارساز اور غیب دان سمجھ کر پکارا جاتا ہے اور ان کے ساتھ وہ خدا کی عبادت اور تعظیم جیسا سلوک کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام کو

صفات الوہیت مافوق الاسباب امور میں متصرف وکارساز اور غیب دان وغیرہ سے متصف ماننا ان کی عبادت کرنا یا ان کو حاجات ومشکلات میں پکارنا اور ان کی تعظیم کرنا اور خوشنودی کے لئے ان کی نذریں، نیازیں ومنتیں دینا شرک عظیم ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی تعظیم جو اس کے پیغمبروں کے ذریعے بندوں تک پہنچی ہے وہ اس کے سراسر اور یقیناً خلاف ہے۔

اہل قبور کی اس روش کو دیکھ کر علامہ اقبال نے پوچھا تھا

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے ناامیدی　　مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

ہندوؤں کو اس لئے تو کافر کہا جاتا ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ کو چھوڑ کر دیویوں اور دیوتاؤں اور بتوں سے حاجات طلب کرتے ہیں۔ لیکن مسلمان بھی اگر نام اور شکلیں بدل کر یہی کچھ کرنے لگے ہیں۔ تو پھر بھی یہ مسلمان اور وہ کافر؟

تمام انبیاء کا اسوۂ حسنہ ہماری یہ راہنمائی کرتا ہے کہ ہر دکھ اور ہر مصیبت اور ہر درد کی مشکل کشا وحاجت روا صرف اللہ ہی حل کرسکتا ہے۔ لہٰذا مرکز سوال صرف اسی کی ذات ہونی چاہے۔

زندہ بزرگوں کی بیچارگی

یہ جو کچھ صاحب مزار سے طلب کیا جاتا ہے۔ یہ تو زندہ بزرگوں کے بس میں بھی نہیں اور وہ کچھ بھی نہیں دے سکتے۔ تو پھر صاحب مزار سے ایسی امیدیں قائم کر کے اپنی عقل وہوش کے آخر ایسے ہی دشمن کیوں ہوگئے ہو۔

قبریں جائے عبرت ہیں

اور عبرت کے مقامات کو ایسا ہی سنسان اور ویران ہونا چاہیے جسے دیکھ کر دنیا کی بے ثباتی یاد آئے اور فنا وزوال کا یقین پیدا ہو۔ زندگی کا مقصد یقین واذعان کے سینے سے لہلہا کر اٹھنے لگے گنا ہوں اور برائیوں سے دل غافل تائب ہو کر بھلائیوں اور نیکیوں کی طرف راغب ہو قبر ایک ایسا مقام ہے۔

جہاں پہنچ کر انسان زر ودولت کے بے مقصد اور وقتی ہنگاموں اور متاع دنیا کی دلربا ہوں اور اقتدار کا سہ و حکومت آتشر نشہ کو چند منٹ کے لئے بھول کر عالم آخرت کا ایک ہلکا سا تصور قائم کرسکتا ہے۔ دنیائے فانی کی تمام جاذبیتیں دھوپ چھاؤں نظر آتی ہیں۔ موت کی یاد تازہ ہوتی ہے اور اس کی یاد بعض اوقات انسانی زندگی کا رخ ہی پلٹ دیتی ہے۔ اور فسق وفجور کی تمام مرغوبیتوں سے انسان دامن جھٹک کر الگ ہو جاتا ہے۔ زیارت قبور کی اجازت اس لیے تو دی گئی ہے کہ اس سے موت کی یاد تازہ ہو کر انسان کو اپنی سابقہ زندگی پر نظر ثانی کا موقع ملتا ہے۔ مقصد حیات پر توجہ کرنیکا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ چندروز زندگی میں اللہ تعالیٰ کی حاصل شدہ نعمتوں کی قدر محسوس ہوتی ہے۔ اور تیزی سے بھاگنے والے وقت اور بہت جلد چھن جانے والی زندگی کی قدر وقیمت کا احساس تیز ہا جاتا ہے۔

متصرفانہ اور فعال زندگی سے آخروی زندگی کے لئے زادراہ جمع کرنے کی فکر وتوجہ پیدا ہوتی ہے۔ موت سے انسانی طبیعت میں افسردگی بزدلی اور مایوسی پیدا نہیں ہونی چاہے۔ بلکہ اس سے انسان کو اپنی زندگی کے مال وانجام پر غور وفکر کر کے تیزی وسرگرمی کے ساتھ لعل حیات کو با مقصد بنانے میں مصروف ہو جانا چاہے۔ برائیوں سے نفرت واجتناب اور بھلائیوں کو زیادہ سے زیادہ سمیٹ لینے کا احساس وشعور بیدار کرنے میں موت کی یاد بڑی مئوثر ہے۔ حقیقی زندگی میں داخل ہونے کیلئے موت ہی پہلا دروازہ ہے جسے دیکھ کر انسان کا دل نرم وگداز ہوتا ہے۔ اور دنیا کی بے ثباتی کا نقش پختہ ہو جاتا ہے۔ انہیں فوائد کے پیش نظر شریعت اسلامی نے زیارت قبور کی اجازت بخشی ہے۔ لیکن رضا خانی بریلوی اہل بدعت بدنصیبوں وبدبختوں نے ایسے مقامات سے عبرت پذیری کی بجائے ان کی پرستش شروع کردی جو عقل ونقل دونوں کے خلاف ہے۔

سب سے بڑا منکر

شرک وبدعت اور نمود وریا کی دکانوں پر جن لوگوں نے اصول اور ضمیر کی سودے لگا رکھے ہیں۔

یہ تو سب سے بڑا منکر ہے جن کے خلاف اہل توحید کا حرکت میں آنا ان کا ایمانی تقاضہ اور ملی فریضہ ہے۔ گنبد نشینوں، قبہ پرستوں، سجادہ آراؤں اور خانقاہیوں نے عوام کی گرنیں خدا کے بجائے اپنے اباؤ اجداد کی قبروں کے آگے جھکانے کا جو کاروبار شروع کر رکھا ہے۔ فقرا و مشائخ نذرانے لے کر محبت وعداوت کے تعویذ بیچنے میں مصروف ہیں۔ ملا و پیر ناجائز طریق سے عوام کا مال کھاتے ہیں۔ اور حضرت صاحب عقیدت ومحبت کی لوگوں سے عوام کی رس چوس رہے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ اس قسم کی شجر ملت پر لپٹی ہوئی اکاس بیل کو اتار پھینکے بغیر قوم کا چہرہ حیات کھوئی ہوئی صحت وتوانائی کیونکر حاصل کر سکتا ہے۔ اور نظریہ وعتقاد اور اخلاق واعمال کی اصلاح کے لئے اپنے شرک نواز اور حرام خور عناصر کی سرکوئی کے بغیر معاشرہ کیوں کر ارتقا فلاح کے خطوط پر حل سکتا ہے اسلئے ایسے عناصر کے خلاف تو نظام صالح قائم کرنے کے لئے عزم وثبات کی پوری کائنات سمیٹ کر میدان عمل میں اترنا پڑے گا۔

طاغوت

ہر وہ طاقت ہر وہ گروہ اور ہر وہ اقتدار جو اللہ کے بغیر اپنی اطاعت کا حکم دے اور لوگوں کی نذرونیاز اپنے حق میں مخصوص کر لے وہ طاغوت ہے اور اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ بندگی کے دعوی میں مخلص اور صادق نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ ایسے طاغوتوں کا باغی نہ بن جائے۔ بلکہ اس سے آگے بڑھ کر اس کو کچل نہ ڈالے یا اس کے لئے اپنی تمام صلاحیتوں کو بروے کار نہ لے آئے اسوقت تک اسکے منہ سے دعوی اسلام زیب نہیں دیتا یہ جو کئی کئی روز چلوں میں ڈبکیاں لگانے کے اشتہار اخبارات میں شائع کرائے جاتے ہیں تو یہ بھی ایک کاروباری اشتہار سمجھیے جو تاجرانہ ذہنیت سے نکل کر نمود وریا کے پردوں پر جگمگانے لگے ہیں۔

ایک اہم اور بنیادی سوال

جبہ اور عمامہ میں لپٹی اور ظاہری تقدس کے نور میں ڈھلی ہوئی ہستیوں سے ہمارا ایک سوال ہے ان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی مرضه الذی لم یقم منه لعن الله الیهود والنصارٰی التخذوا قبور انبیاء هم مساجدا (بخاری ومسلم)

آپ نے صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے وصال سے قبل یہود ونصاری کے اس عمل کے سخت نفرت کا اظہار فرمایا اور ان کے لئے بد دعا فرمائی کیونکہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں پر عبادت گاہیں تعمیر کر ڈالی تھیں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی آخری عمر میں بھی شرک کے ایک ایک خطرناک عمل کو واضح فرمایا جارہا ہے اب فرمائے کہ آپ نے اپنے اباواجداد یا صلحا کی قبور پر عبارت گاہیں اور قبے اور آستانے کیوں بناڈالے ہیں؟ ان کی مجاورت میں آپ سجادہ نشین بن کر بیٹھ گئے ہیں تو اس حدیث کا کیا جواب ہے آپ کے پاس؟ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتجلسوا علے القبو رولا تصلوا الیها۔ (مسلم) قبروں پر بیٹھنے سے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سختی سے منع فرماتے ہیں لیکن آپ ان کے ارشاد گرامی کی خلاف ورزی کر کے بھی تقویٰ وتقدس کا نمونہ بنے ہوئے ہیں اور ارشاد وہدایت کے مدعی ہیں اتباع رسول کے ساتھ آخر آپ کے عمل کو کیا نسبت ہے؟

قبولیت دعا کا مقام

قبروں پر جا کر بیٹھنے والے مجاوروں کے جذبہ اکل اموال بالباطل نے ایک راہ یہ بھی نکالی ہے کہ بزرگوں کی قبروں پر جا کر ان کی ارواح سے کہو کہ ہمارا فلاں کام کرو آپ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں اور آپ نے بڑے بڑے چلّے اور ورد و وظائف اور بڑی بڑی مشقتیں اٹھائی ہیں۔ آپ کی دعا اللہ تعالیٰ رد کرتا ہی نہیں۔ لہذا ایسے صاحب مزار سے دعائیں مانگی جائیں تو قبولیت یقینی ہو جاتی ہے حالانکہ یہ بھی لغو اور باطل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر مقام سے ہر ایک کی پکار سنتا ہے چاہے تو وہ کعبہ میں بھی کوئی دعا قبول نہ کرے اور قبول کرنا ہو تو جس جگہ سے چاہے قبول فرمالے اپنی حکمت ومصلحت کو وہ خود ہی جانتا ہے۔

دعا مانگنے کا واسطہ

مخلوق کا کمزور سہارا پکڑنے کی بجائے خود اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت کو واسطہ پکڑنے کی تعلیم دیگئی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ دعا نقل فرمائی ہے۔ **یا حی یا قیوم برحمتك استغیث ،اصلح لی شانی کله ولا تکلنی الیٰ نفسی طرفته عین** (انسانی حاکم ،بزار) تیری رحمت کے واسطہ سے استغاثہ کرتا ہوں کہ میرے تمام احوال ٹھیک سنوارے جائیں مجھے اور لحہ بھر بھی اپنے نفس کے حوالہ نہ کیا جائے اللہ کے رسول کے سکھائے ہوئے طریق دعا سے کسی اور کا طریقہ قبول ہوسکتا ہے؟ آپ کی سنت سے بے نیاز ہوکر کون ہے جو رشد وھدایت کی راہ پر چل سکے؟

عمل صالح کا واسطہ

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں تین شخصوں کا مشہور واقعہ مذکور ہے جس میں یہ واضح ہے کہ مصیبت میں گرفتار ہوجانے پر ان تینوں نے اپنی زندگی کے خالص اور صالح عمل کا واسطہ دیکر اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا استغاثہ پیش کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرما کر راہ نجات پیدا کردی تھی اس سے تقویٰ وعمل صالح کے ذریعہ مشکل کشائی اور کامیابی کا ثبوت ملتا ہے اور ریاکار پیروں کی فریب کاریاں بے نقاب ہوتی ہیں۔

صحیح توسل

رضائے الٰہی یا قرب الٰہی کا کوئی جائز اور صحیح وسیلہ ہے تو وہ ایمان اور عمل صالح ہے قرآن مجید کی آیات گواہ ہیں۔

ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان اٰمنوا بربکم فاٰمنا ربّنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاٰتنا وتوفنا مع الابرار ۔ربنا واٰتنا ما وعدتنا

علیٰ رسلك ولا تخزنا یوم القیامة انك لا تخلف المیعاد ۔فاستجبنا لهم ربهم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثیٰ بعضکم من بعض۔(سورۃ ۳ آیت ۱۹۳،۱۹۴،۱۹۵)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم نے ایک پکارنے والے سے سنا جو ایمان لانے کو پکارتا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے۔ ہمارے رب اب ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں دور کردے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے دے۔ اے ہمارے رب اور ہمیں دے جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے سے وعدہ کیا ہے۔ اور ہمیں قیامت دے دن رسوا نہ کرنا۔ بیشک تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول کی کہ میں تم میں سے کسی کام کرنے والے کا کام ضائع نہیں کرتا۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ ایک دوسرے کے جزو ہو۔ اور دوسری آیت کریمہ میں ہے۔

ویستجیب الذین آمنو اوعملوا الصّلحٰت ویذیدھم من فضله والکٰفرون لهم عذاب شدید۔(سورۃ ۴۱ آیت ۲۶)

ترجمہ: اور ان کی دعا قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور نیک کام کیئے اور انہیں اپنے فضل سے زیادہ دیتا ہے اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے۔

ان دونوں آیتوں میں یہ حقیقت واضع کیگئی ہے کہ رحمت الٰہی کو متوجہ کرنے کے لئے خود اپنا ایمان اور اپنا نیک عمل ہی کائنات کا وسیلہ ہے اور دوسروں کے زہد وتقویٰ کی کشتی پر سوار ہوکر رضائے الٰہی کے ساحل سے آشنائی ممکن نہیں۔

خانقاہی نظام کی جمود پروری

خانقاہی نظام نے محض دعاؤں اور تعویذوں کے زور سے کامیابی کی خوشنما و دلفریب جنت حاصل

ہونے کا تصور عام کردیا ہے اور اپنے ریا کا دانہ زہد وتقدس کو اس حیثیت سے فروخت کررہا ہے کہ با قاعدہ نذرانہ ادا کرنے والوں کو اس کا فیض پہنچ کر رہی گا اور یہ زندگی کی ہر گھائی میں امرت دھارا کی طرح کار آمد ہے عوام کے ذہنوں میں یہ حقیقت راسخ ہے کہ عمل کی چنداں ضرورت نہیں وکیل کامل ہونا ضروری ہی سو ہمارے پیر اور حضرت صاحب کے تقویٰ وعمل کو کون پہنچ سکتا ہے تعویذ فروشی اور پیر پرستی کے روز افزوں کاروبار نے قوم کے ذہنوں میں اسلام وعمل کی اہمیت ہی سرے سے گھٹادی ہے اب عمل صالح کی پابندی کے بغیر بھی نجات کا پروانہ اور فلاح کی ضمانت چند روپوں میں مل جاتی ہے اور جنت کے پروانے نہایت سستے تقسیم ہورہے ہیں

شفاعت کی پیشگی فیس

اور نام نہاد پیروں نے تو قیامت کے روز شفاعت کی فیس بھی دینا ہی میں وصول کرنی شروع کر دی ہے حالانکہ قیامت کے روز وہ خود اپنے فریب کارانہ کاروبار کی پاداش میں کہیں جکڑے ہوئے ہو ں گے حالانکہ قیامت کے روز وہ خود اپنے فریب کارانہ کاروبار کی پاداش میں کہیں جکڑے ہوئے ہوں گے اور اکل اموال بالباطل کا حساب چکا رہے ہوں گے۔

آخر انہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے کس نے یہ پروانہ لکھ رہا ہے کہ قیامت کے روز تمہارا یہ منصب ہوگا کہ تم اپنے مریدوں کی رہائی کے لئے سفارش کے مجاز ہو اور تمہیں تو نذرانے ادا کرنے والوں کے لئے لب کشائی کی پوری پوری آزادی ہوگی سفارش کے لئے معصوم ہونا ضروری ہے اور پیغمبر کے بغیر اور کون معصوم ہوسکتا ہے والعصمۃ لاانبیاء عوام کا مال ناجائز ذرائع سے کھانے کا یہی وہ حیلہ ہے کہ جس امر کا انہیں اختیار حاصل نہیں وہ لوگوں سے کیوں رقوم حاصل کرتے ہیں انہیں یہ حق واختیار آخر کس نے عطا کیا ہے؟ اور کس بنا پر عطا کیا ہے؟

پیروں کے نذرانوں کا بدل

یہ جو عوام سے رقوم وصول کی جاتی ہیں۔ اسکے بدلے میں آپ عوام کو کیا دیتے ہیں۔ عوام نے آپ سے یہ نہیں کہا۔ کہ آپ اباؤ اجداد کی قبروں پر آستانے تعمیر کرکی بیٹھ جائیں بزرگوں کو قبور پر بیٹھنے کا حکم نہ اللہ تعالیٰ نے دیا۔ اور نہ رسول نے اجازت بخشی پھر آپ نے کس کے حکم سے قبور پر گنبد قبے، خانقاہیں اور آستانے تعمیر کیے اور آپکا یہاں بیٹھنے کا مصرف کیا ہے یہ بھی مانا کہ آپ شب وروز عبادت میں مصروف ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ شرک و بدعت کے اڈوں میں بیٹھ کر زاہد شب بیدار کی عبادت قبول بھی ہوتی ہے یا نہیں؟ مریدوں سے نذرانے لے کر اگر آپ ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ تو یہ دعا فروشی ہوئی۔ جس کی شریعت میں اجازت نہیں۔ اگر حاجت روائی کے یقین سے فیس وصول کی جاتی ہے۔ کہ قاتل زانی، چور اور فاسق وفاجر اپنی اپنی کامیابی کے لئے آپ سے دعائیں کراتے ہیں۔ تو آپ کو کسی کی حاجت روائی اور مافوق الاسباب امور میں عطائی اختیار حاصل نہیں۔ اگر تحت الاسباب کسی کی حوصلہ افزائی وتعاون کرتے ہیں۔ تو یہ تعاون علی الاثم و العدوان ہے۔ یہ تو دنیا میں آپ کی بے بسی و غیر مختاری کی بات ہوئی۔ اب رہی یہ بات کہ آپ سال بہ سال نذرانے ادا کرنے والوں کی قیامت کے روز شفاعت کرکے انہیں عذاب الٰہی سے بچالیں گے؟ تو یہ اختیارات بھی منجانب اللہ آپ کو ہرگز حاصل نہیں اس لحاظ سے بھی آپکو عوام کی جیب لوٹنے کو کوئی حق نہیں۔ اس لیے آپ کا ساری عمر کا یہ مشغلہ اکل اموال بالباطل کی عملی تفسیر ہے۔ رزق حرام سے تیار ہونے والے غیر صالح خون سے عمل صالح کا وجود کیونکر ظہور میں آسکتا ہے۔ یہ علم وحکمت، طریقت، شریعت اور معرفت کی تجلی گاہ وہ دل نہیں ہوسکتا جس کے رگ وریشہ میں رزق حرام رقص کررہا ہو۔ عشق ورقت کی آبشاریں ایسے دل سے نہیں پھوٹ سکتیں، جو حیلہ گری اور عیاری ومکاری کے سانچہ میں ڈھالا گیا ہو۔ اور نفس وہوس کی تاریکیوں نے اسے چاروں طرف سے ڈھانپ لیا ہو۔

عمل کی اہمیت گھٹانے اور عیاری کو فروغ دینے میں خانقاہی نظام سرفہرست ہے۔ اگر عمل کے بغیر کسی کی سفارش کارگر ہو سکتی ہے۔ تو انبیاء کرام سے بڑھ کر اور کون ہے۔ جو کسی کی سفارش کا حق ادا کر سکتا ہو۔ لیکن انہوں نے بھی عمل صالح کے بغیر سفارش سے دستبرداری کا اعلان کر دیا ہے۔ احادیث میں بار بار حقیقت مختلف انداز سے واضح کی گئی ہے۔

عمل کے بغیر جنت دلانے کے ٹھیکہ داروں نے قوم کو غفلت و جمود کی افیوں کھلا دی ہے اور دین حق کے حقیقی تقاضوں سے انہیں آشنا نہیں ہونے دیا۔ یہ دین کا صرف وہی تصور عوام کے ذہن نشین کراتے ہیں۔ جو ان کی دنیوی اغراض سے متصادم و مزاحم نہ ہوتا ہو۔ یا کسی حد تک ممد و معاون ہی ثابت ہوتا ہو۔ توحید کی وہ حقیقت جو دل و دماغ کے کونوں اور گوشوں سے ہر قسم کے الہٰ کو اٹھا باہر پھینکتی ہے۔ اور نہ وہ اس سے کسی کو باخبر ہونے دیتے ہیں۔ یہ ہر حال ایسے اجارہ داروں اور ان کے آستانوں پر ضرب کاری لگائے بغیر شہادت حق اور اقامت دین کا فریضہ پورا نہیں کیا جا سکتا۔

بزرگوں کی کرامات کے افسانوں اور نور و بشر کے جھمیلوں میں الجھائے رکھنا اان کی معاشی مشکلات کا ضروری حل ہے۔ اہل توحید کی آواز کو بے اثر بنانے کے لئے ان کے ہاں وہابی کا خطاب مروج ہے۔ ان کی اصطلاح میں ہر وہ شخص وہابی ہے۔ جو ان کے خود ساختہ دین کی دھجیاں بکھیرے جو مذہبی روپ مین ان کی لوٹ مار کے خلاف آواز اٹھائے۔ جو کہ ان کی حیلہ بازیوں اور عیاریوں کے بخیئے ادھیڑے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جو شخص ان کے آستانوں سے عوام کی گردنیں اٹھا کر خدائے واحد کے آگے جھکائے۔ اور جو ان کے فسانہ کرامات کو سننے پڑھنے کی بجائے عوام کو کتاب حقیقت اور قرآن عظیم پڑھائے اور سنائے۔ چونکہ حقیقت کے کھل جانے کے بعد ان کی فریب کاریوں کا راز کھل جاتا ہے۔ اور باطل بے نقاب ہو جاتا ہے۔ اس لئے اہ حق کی مجالس سے بھی سختی کے ساتھ اجتناب کا حکم نافذ کیا جاتا ہے۔ نور بھری کے کردار سے ان کا کردار ہرگز مختلف نہیں ہے جس نے اپنے مخصوص حیلوں سے اپنے

نابینا شوہر کو ایک ماہر بصارت طبیب کے علاج سے باز رکھا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی ہر بات میں خلاف ورزی

علامہ ابن قیمؒ اغاثہ میں فرماتے ہیں۔ کہ قبور کے بارے میں مسلمانون نے رسول اللہ کی ہر بات میں خلاف ورزی کا تہیہ کر لیا ہے مثلاً۔

۱۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبور انبیاء پر نماز پڑنے سے منع فرمایا۔ آج مسلمان قبور پر ذوق و شوق سے نماز پڑھتے ہیں۔

۲۔ آپ نے قبروں پر مسجدیں بنانے سے روکا لیکن آج ان پر بڑی بڑی عمارتیں بنی ہوئی ہیں۔ اور یہ عمارتیں درگاہوں کی صورت میں (جن پر لوگ زیارت کے لئے آتے اور احاجات پیش کرتے ہیں۔)

۳۔ قبروں پر آپ نے چراغاں کرنے سے منع فرمایا۔ مسلمان ان پر قندیلیں اور شمعیں روشن کرتے اور اس کام کے لئے جائیدادیں وقف کرتے ہیں۔

۴۔ آپ نے قبروں کو پختہ بنانے سے روکا مسلمان نہایت دلیری کے ساتھ ان پر شاندار قبے بناتے ہیں۔

۵۔ آپ نے قبروں پر عمارت بنانے اور ان پر کتبے لکھنے سے منع فرمایا۔ یہ لوگ شاندار عمارتیں اور گنبد بنا کر آیات قرآنی لکھتے ہیں اور اس کے لئے لاکھوں روپے صرف کرتے ہیں۔

۶۔ آپ نے قبروں پر زائد مٹی ڈالنے سے منع فرمایا مگر یہ لوگ بجائے مٹی کے سیمنٹ، پتھر اور چونہ سے اسے پختہ بناتے ہیں۔

۷۔ آپ نے فرمایا۔ کہ قبروں کو عید گاہ نہ بناؤ۔ یہ لوگ ان پر عید کی طرح اجتماع کرتے اور دن مقرر کر کے سالانہ عرس منعقد کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ مذکورہ امور میں رسول ﷺ کی ہر بات میں یقیناً خلاف ورزی ہے ان کے رزق و معاش کی نہری پھوٹتی اور نمائش تقویٰ و زہد کے ساتھ ساتھ بزرگوں کی

کرامات بھی ایک معقول آمدن کے بدلے بک جاتی ہیں۔قبریں نہ جائے عبادت ہیں۔اور نہ ہی سیر و تفریح کے مرکز ہیں بلکہ قبور پر جا کر کوئی خلاف شرع فعل نہ کریں کیونکہ چندروزہ زندگی ہے ایک نہ ایک دنیا سے ضرور جانا ہے اور یہ قبریں عبرت کا مقام ہیں اور ان کو نفسانی خواہشات کا اڈہ نہ بنائیں تاہم اس لئے ہم قبروں کا صحیح پس منظر پیش کرتے ہیں۔تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ زیارت قبور کی اجازت دینے سے شریعت کس قسم کا احساس پیدا کرنا چاہتی ہے۔اور قبوریوں نے اس کا رخ کدھر موڑ دیا ہے۔

قبروں کا ایک منظر

ہمارے باپ دادا، بھائی بہن، دوست یار جو ہماری ہی طرح کھاتے پیتے اور رہتے، سوتے تھے۔زندگی کو ہماری ہی طرح محبوب رکھتے تھے۔جن کے سینوں میں گونا گو خواہشات امنگوں اور ولولوں کا سمندر جو ابھرتا اٹھتا تھا آج ان کی آرزوں اور امیدوں کے ناپیدا کنار سمندر کو دو گز زمین نے اپنے اندر جذب کر لیا ہے اور ان کی قبروں سے خلاف شرع حسرتوں کا دھواں اب بھی اٹھ رہا ہے۔

بڑے بڑے عالم اور فلاسفر جو علم اور استدلال کی شعبدہ گریوں اور سائنسی اکتشافات کی سحر طرازیوں سے ایک عالم کو حیرت میں ڈالے ہوئے تھے۔وہ خاک کے نیچے دب کر ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئے ہیں۔

فن و کمال کے جدت طراز جن کی اختراعی قوت اور صناعی حیرت انگیزیاں ہر کس و ناقص سے خراج تحسین وصول کیا کرتی تھیں۔آج وہ خود بے نقش و نگار خاک میں تبدیل ہو گئے ہیں بڑے بڑے طبیب جن کی مسیحانفسی کی دھوم مچی ہوئی تھیں موت کے ایک ہی جھٹکے نے ان کی اکسیر حیات کو خاک میں ملا کر رکھ دیا۔شفا و تندرستی کے اجارہ دار صحت و توانائی کے ضامن خود اپنی ہی زندگی کا کھیل ہارے پڑے ہیں۔

زر و دولت کے انبار پر ناچنے والے عیش و عشرت بڑھ کر جن کی بلائیں لیتی تھی۔یکا یک آج مٹی

کے ڈھیروں میں آ کر چھپ گئے ہیں۔

کاش کہ مالدار ہی موت سے بچ سکتا

فولادی پنجوں کے مالک رستم ز ،ان پہلوان موت کی ایک ہی پٹخنی سے کہا آ گرے، حسن و جمال کی وہ نورانی تصویریں جو حسن افروزی اور چاندی بکھیرنے میں خاص شہرت کی مالک تھیں۔وہ مہوش و پری پیکر جو انسانی زندگی کے سنسان گوشوں کو اپنی جلوہ فروزیوں اور ضیاپاشیوں ے سے بقعۂ نور بنایا کرتے تھے۔خشک اور بیکیف زندگی ان کی رونق افزائیوں سے پر لطف اور دلکش معلوم ہوتی تھی۔آہ آج وہ حسن نور افروز اور اس کے ہوشربا جلوے خاک ویراں میں بکھرے پڑے ہیں۔

اقتدار و شہرت کے اونچے میناروں پر جن کا بسیرا تھا۔انہیں کیا ہو گیا کہ خاک کی پستیوں میں پناہ گیر ہو گئے جن کے وجود سے جہاں میں رونق و آبادی تھی آج انہیں ویرانی کھائے جا رہی ہے تخت حکومت پر جلوہ باری اور مسند اقتدار پر جلال آرائی کے بغیر جنہیں زندگی کا ہر عیش پھیکا معلوم ہوتا تھا۔آج فرش خاک پر کیونکر راضی ہو گئے۔

انا ربکم الاعلیٰ کے چبوترے پر پاؤں لٹکائے عوامی قسمتوں کا فیصلہ کرنیوالے کس آسانی اور خوشی سے زیر زمین چلے آئے۔موت کی ہولناکیوں اور دراز دستیوں کا کیا ٹھکانہ؟

آنا و لا غیری کے غرور میں سرشار، جن کے سروں پر ہر وقت حکومت کا تاج ٹیڑھا رہتا تھا۔صد حیف آج ان کا کاسہ سر مٹی سے بھرپور اور بالکل ہی چکنا چور ہو گیا ہے۔جن کا جبر و تشدد آسمان کا جگر چیرتا، زمین کا سینہ پھاڑتا تھا۔ڈتا اور پہاڑ کی چوٹیوں کو جھنجھوڑتا تھا۔انہیں کیا ہو گیا کہ چند دنوں میں خاک کے ذروں میں مل کر خاک ہو گئے۔پھولوں کی سیجوں اور نرم و گرم گدیلوں پر بھی بیقراری کی کروٹیں بدلنے والے گلبدن اور اس میں سیمیں تن بدن آج مٹی کے فرش پر کیونکر قرار پا گئے دنیا کی شیریں سے شیریں اور لذیز سے لذیذ نعمتوں سے بھی سیر نہ ہونے والے آج اپنے پیٹوں میں مٹی سمیت کر کیونکر آسودہ ہو گئے

دولت واقتدار کے بھوکے آج ایک مشت خاک سے سیر ہو گئے ہیں۔

دنیائے دل فریب کی گوناں گوں مصروفیتوں اور زندگی کے پر لطف ہنگاموں میں جن کے شب و روز قہقہ زار تھے۔ مسرت وشادمانی کی حیات افروزیاں جنہیں تختہ گل پر اٹھائی پھرتی تھیں۔ جوانی کی شورش آرائیاں جذبات کی طغیانیاں، وفور خون کی سرمستیاں اور دولت واقتدار کی ہنگامہ خیزیاں جن کے وجود سے پھوٹ پھوٹ کر نکلتیں اور داستان زمانہ بن جاتی تھیں۔ آج وہ تنہائی و وحشت کے مکین بن گئے۔ کوئی پرسان حال نہیں ہے۔

تقدس و بزرگی کی جیتی جاگتی تصویریں، علم وفضل وزہد واتقا جن کے گلستان حیات کے عنبر یز پھول اور حسن اخلاق کا اغازہ حیات تھا۔ جن کے علم وعمل کی قندیلیں اس ظلمت کدہ عالم میں گم کردہ راہوں کو راہ راست دکھاتی تھیں۔ جن کے عظیم ناموں کے ساتھ عظیم کارناموں کی تاریخ وابستہ ہے۔ آہ ان کے بھی مادی جسم عالم برزخ میں روپوش ہو گئے ہیں۔

وہ جو لوگوں کے مشکل کشا اور حاجت رو بن کر نذریں بٹورا کرتے تھے۔ محبت وعداوت کے تعویذوں پر جن کا تخت معاش قائم تھا۔ لوگوں کو بخشوانے کے لئے ٹھیکے لیا کرتے تھے۔ آج وہ اپنا ہی قافیہ حیات قبر کی گھاٹیوں میں پھنسائے بیٹھے ہیں۔ چولے گچ محلوں اور مضبوط قلعوں میں ہر وقت محفوظ زندگی گزارنے والے شاہ مزاجوں کو موت کے فولادی پنجے کس چابک دستی سے یہاں کھینچ لائے۔ شعر و سخن کے استاد جن کی خوشنوائی اور کہکشاں میں نہاتی ہوئی جادواثر موسیقی کے پیچھے پیچھے روح لپکتی اور روٹھی ہوئی، زندگی بھی ایک بار لوٹ آیا کرتی تھی۔ آج ان کی زبان گنگ اور ان کا قافیہ حیات تنگ ہے۔ ماہرین قافیہ ردیف زندگی کے اسٹیج سے کس بیدردی سے اتار دیئے گئے ہیں۔ کشت دیروز میں جن اعمال کے بیج بوئے گئے تھے۔ یہاں ان کی کونپلیں پھوٹنے لگی ہیں۔ میدان حشر میں یہ فصل تیار ہو جائے گی اور اس کے معنوی نتائج کے انباروں یا انگاروں سے جھولیاں بھریں گے۔

یہ لوگ فکر فردا سے غافل اور مدہوش آج اپنی اپنی قبروں میں تہیدستی ومحرومی پر فماسخ اور خوں بار ہیں اجتناب کے شکنجوں میں گرفتار مکافات عمل سے دوچار، افسوس کہ راہ فرار بھی تو اپنے ہی بند کر کے گھروں کو چلے گئے ہیں۔ پھنکارتے سانپوں کی یلغار، جوش زہر سے پھٹ پڑنے والے بچھوؤں کے خمشناک حملے، کون ہے جو تاب لا سکے نکہت ونور کی فضاؤں میں بسنے والے ویرانوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔ غرضیکہ دنیا میں کوئی کیسا ہی تھا۔ لیکن آج سب کا ٹھکانہ ایک ہی ہے اور وہ ہے کیڑوں کا گھر۔ تاریکی اور وحشت کا گھر۔ جہاں نہ پلنگ نہ بستر، دنیا کی تمام حیثیتیں اور تمام دلچسپیاں چھوڑ چھاڑ کر شاہ وگدا سبھی کو چپ چاپ یہاں آ کر لیٹ جانا پڑا۔ یہاں پر ہر ایک انسان کے اپنے اپنے اعمال ہی اس کے ہمراہ ہیں اور بس وہی اوڑھنا وہی بچھونا۔ وہی رفیق وہی قریب، جن سے دوری ممکن نہیں۔ آہ نہ یہاں زندگی کی گہما گہمی، نہ حسینوں کا ہجوم، نہ دوشیزاؤں کی چہلیں، نہ احباب کی بذلہ سنجیاں، نہ مجالس کی قہقہ زاریاں، نہ رفقا کی حوصلہ افزائیاں، نہ عزیزوں کی دلداریاں، نہ گرمی محفل، نہ رونق بازار، نہ دل کی دھڑکنوں کو تیز کرنے والی زر دولت کی حیات آفرینیاں نہ وہ جلال وحشم کی جلال آرائیاں، نہ سرگرم و مصروف زندگی کے شعلہ فشاں عزائم نہ حرکت وعمل کی بجلیاں، نہ غم فردا، نہ فکر امروز، نہ دوستوں کی خوشی نہ دشمنوں کا غم، عجیب عالم ہے نہ سورج کی حیات افروز شعاعوں کی ضرورت نہ چاندنی ہے واسطہ، نہ ہوا کے لیے بیقراری نہ کھلی فضا کے لیے سوگواری، عالم برزخ کی حدود کتنی مستحکم ہیں۔ اس مادی دنیا میں ہوتے ہوئے بھی اس کی کسی چیز سے واسطہ نہیں رہا۔ زندگی کا سیل تلاطم خیز چڑھ کر اتر گیا ہے۔ تجر شباب کی حدود فراموش طغیانیاں بھی بلبلے کی طرح بیٹھ گئی ہیں۔ مجمعوں میں آگ لگانے والی شعلہ مقالی بجھ گئی۔ زیست کا بحر قلزم خاموش ہے۔ مشکلات کا جگر چبانے والے۔ بحر حوادث میں اکڑنے والے قوت شوکت جرأت اور استقلال کے بڑے بڑے پہاڑ کتنے جلدی اک مشت خاک میں بدل گئے ہیں۔ شباب و جوانی اور زر درد اقتدار جو کبھی اندھی کی طرح پھیل جایا کرتے تھے۔ صحرائے قبرستان میں پہونچ کر آگ

بگولہ بن گئے ہیں۔

دولت کا غرہ و گھمنڈ، حکومت و اختیار کا طنطنہ، اسباب عیش کا ہمہمہ، سازگاری حالات کا اکڑاؤ، موت کے بے رحم پنجہ نے توڑ کر رکھ دیا۔ اس کے آگے کسی کا داؤ نہیں چلتا۔ اس کے آگے فلاسفروں حکیموں، صناعوں، شہ زوروں اور شہنشاہوں کے ہاتھ بندھے ہوتے ہیں۔

یہ ہے پس منظر اس شہر خموشاں کا جہاں ہر شخص ایک نہ ایک دن داخل ہو کے رہے گا۔ کل من علیھا فان شریعت نے ایسے مقامات کی اجازت اسی مقصد کیلئے دی تھی کہ عالم بقا کی طرف چلے جانے والوں کی عارضی قیام گاہ میں جھانکنے والوں کے اندر اپنی اصلاح کا احساس اور فکر فردا پیدا ہو۔ زندگی کا سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے ہوشیار سوداگر کی طرح اس سے فائدہ اٹھالیں۔ لیکن جس قوم کا زندگی میں عیاشی و غفلت اور بدعملی ہی اوڑھنا بچھونا بن گئے ہوں، وہ مقامات عبرت میں بھی پہنچ کر نفس امارہ کا سامان تسکین ڈھونڈتی ہے۔ گمراہی اور خدا ترسی، سائے کی طرح اس کے ساتھ ہر جگہ رہتی ہے۔ یہ انسان کی کتنی گری ہوئی حالت ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ثم رددنٰہ اسفل سٰفلین پ ۳۰ ع ۲۰

اور پھر ہم نے اسے سب سے نیچے پھینک دیا ہے

قبروں کی زیارت کے لئے سفر

ثواب و برکت کی غرض سے تین مقامات کے سفر کو حدیث میں جائز قرار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کسی جگہ کے سفر کو جائز اور مستحسن نہیں سمجھا گیا۔ وہ تین مقامات یہ ہیں (۱) مسجد اقصیٰ (۲) مسجد حرام (۳) مسجد نبوی (مشکوٰۃ باب المساجد) اس کے علاوہ اور کسی مقام اور کسی قبر کی زیارت کے لیے سفر جائز قرار نہیں دیا گیا۔ اگر بزرگوں کی قبور کی خصوصی طور پر زیارت ثواب کی بات ہوتی۔ تو شریعت میں اس کا ثبوت مل جاتا۔ بلکہ شریعت نے مقدمات شرک تک کے قریب جانے سے سختی سے اسی لیے منع کیا

ہے کہ یہاں پہنچ کر شرک سے بچنا محال ہو جاتا ہے۔

لیکن آج کل کے مسلمان نے اس بارے میں شرعی تقاضوں اور اسلامی امور کو مدنظر نہیں رکھا۔ دور دراز سے زیارتوں کے لئے جانے والے میلوں اور عرسوں میں شرکت کی غرض سے جاتے ہیں، بعض اندھے عقیدت مند تو پیدل چل کر دور دور سے آتے ہیں تا کہ سفر کی کوفت ہمارے دامن زندگی سے گناہوں کی دھول جھاڑ دے اور اس طرح اصحاب قبور کی ارواح ہم سے بہت زیادہ خوش ہوں گی اور ان کی خوشی خدا کی خوشی کا مستوجب ہے، ان کا اس طرح اصحاب قبور کی ارواح ہم سے بہت زیادہ خوش ہوں گی اور ان کی خوشی خدا کی خوشی کا مستوجب ہے، ان کا تقرب خدا کا تقرب ہے۔ ہماری تکالیف سفر کو دیکھ کر بزرگوں کی ارواح خوش ہو کر ہماری عنداللہ سفارش کریں گی۔

عورتیں، مرد، بچے، بوڑھے، جواں سبھی ان کی عقیدت و محبت میں کشاں کشاں چلے آرہے ہیں۔ حسب استطاعت نذرانے اور منتیں بھی پلے میں بندھی ہیں۔ دلوں میں مختلف ولولے ہیں حمہ تیں، امنگیں اور حاجات ہیں۔ خواہشات و جذبات کے سمندر کی تلاطم خیز موجیں، دل کو بیقرار کئے ہوئے ہیں۔ سال بھر کی امیدیں اور ضروریات ہیں۔ جو دل کی صدف میں بند ہیں۔ جو صرف صاحب قبر کے پاس کھولی جائیں گی۔ دلی مرادوں کا سمندر الٹ دیا جائے گا۔ جاہل نادان اور انتہائی سادہ لوح جو تعلیم اسلام اور توحید سے یکسر نا آشنا ہیں۔ قبروں پر لوٹ پوٹ ہو رہے ہیں۔ یہی وہ خرابیاں تھیں جن کی بناء پر شارع علیہ السلام نے قبور کے لیے رخت سفر باندھنے کو ممنوع قرار دیا تھا۔

قبروں کے آداب

جو شریعت نے سکھائے ہیں۔ صرف اتنے ہی ہیں کہ قبروں کی زیارت کے وقت دعا اہل قبور کے لیے پڑھی جائے۔

السلام علیٰ اہل الدیار من المومنین والمسلمین و انا ان شاء

الله بکم لا حقون ، نسل الله لنا دلکم العافیة۔(مسلم)

ترجمہ: سلام پہنچے ان بستیوں کے بسنے والے مومن ومسلم کو ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں یہ اپنے اور تمہارے لیے عافیت وسلامی چاہتے ہیں۔

اس مضمون سے ملتی جلتی اور بھی کئی دعائیں ہیں۔ کوئی بھی پڑھ لی جائے لیکن یہاں سے اللہ سے اپنے مردوں کے لئے عافیت وسلامتی چاہی جارہی ہے نہ کہ اصحاب قبر سے کسی نفع وخیز کا سوال کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ یہی تو شرک ہے۔

مردوں کے لئے زندوں کا تحفہ

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر میں میت ایک ڈوبتے ہوئے فریادی کی طرح اس طرح اس انتظار میں ہوتا ہے کہ اسے اپنے باپ یا ماں یا بھائی یا کسی دوست کی طرف سے دعائے مغفرت پہنچے اور جب کسی کی طرف سے اسے دعائے مغفرت پہنچے اور جب کسی کی طرف سے اسے دعا پہنچتی ہے تو وہ اسے دنیا اور دنیا کی ہر نعمت سے عزیز اور محبوب تر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا والوں کی دعا اہل قبر کے لیے از راہ ثواب بڑھا چڑھا کر پہنچاتا ہے۔ مردوں کے لئے زندوں کا تحفہ ان کے لئے بخشش کی دعا ہے۔ بیہقی بحوالہ مشکوۃ) نیز ابوداؤ میں ہے کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کی میت دفن کرنے کے بعد دوسرے صحابیوں سے فرماتے ہیں اپنے بھائی کی ثابت قدمی اور بخشش کے لئے دعا مانگو۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مردے زندوں کی دعاؤں کے کس قدر مشتاق وحاجت مند ہوتے ہیں۔ بڑے سے بڑا صالح بھی زندوں کے اس تحفہ سے بے نیاز نہیں ہوتا۔ صحابہ کرام تک زندوں کی دعاؤں کے محتاج ہیں۔ تو ان کے بعد اور کون بزرگ ہے۔ جو اس تحفہ سے بے نیاز ہو۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ زندوں کی طرف سے مردوں کو فیض پہنچتا ہے اور اس کے وہ ہر دم منتظر محتاج ہوتے ہیں ۔اس لئے کہ جو خود محتاج اور گرفتار احتساب ہیں کسی کو کیا دے سکتے ہیں۔ اگر بعض اللہ کے بندے برزخ

میں عزت وراحت کی آغوش میں ہیں۔ جب بھی فیض رسانی کے اختیارات انہیں حاسل نہیں۔ تحت الاسباب ان کی فیض رسانی کا دور گزر گیا اور مافوق الاسباب امور پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ ہی کا قبضہ رہا ہے۔ اور اس میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے۔

کیا عبرت کے مقامات کو تجارت کا ذریعہ بنانے والے بزرگ حضرات اس حدیث پر دوبارہ غور فرمائیں گے۔ لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبورا انبیاءھم مساجدا وہی کام مسلمان کریں، تو حضرت سجادہ نشین اور صاحب آستانہ عالیہ اور پیر ومرشد شیخ المشائخ جسے عظیم القابات سے پکارے جائیں اور یہی کام یہود وانصاری کریں تو وہ ملعون ومردود قرار پائیں۔

رضا خانی بریلوی مذہب کے ساتھ تعلق رکھنے والے
پیر مشائخ یہ گمراہی کے بیوپاری ہیں

ارباب اقتدار کی طرح سجادہ نشینوں کے بھی سالانہ ششماہی اور سہ ماہی دورے ہوتے ہیں۔ پیروں کے یہ دورے مریدوں اور معتقدوں کا لاکھوں روپیہ اور ساتھ ایمان بھی برباد کرتے ہیں۔ یہ حضرات بڑی ٹھاٹھ باٹھ اور شان وشوکت کے ساتھ عمدہ عمدہ گھوڑوں پر یا کاروں میں سوار ہو کر دیہاتوں اور قصبوں کا چکر لگاتے ہیں۔ اور ہر قسم کی نذر ونیاز تحائف وھدایا وصول کرتے ہیں۔ اور اس میں جائز و ناجائز کے پوچھنے کا سوال تک نہیں ہوتا اور اپنے کاسہ لیسوں اور خوشامدیوں کے ذریعہ شاندار استقبالوں اور جلوسوں کا باقاعدہ اہتمام کرواتے ہیں۔ ہمراز رفقاء اور نفس پرست علماء رسو کی وساطت سے جھوٹی کرامات اور من گھڑت فرضی کشوفات اور الہامات کی نشر واشاعت کی پرزور مہم جاری کروائی جاتی ہے اب تو جعلی اولیاء کا زور واثر یقیناً کچھ کم ہو رہا ہے۔ کیونکہ علماء حق کی مسلسل تبلیغی سرگرمیوں نے ان کی بنیادوں میں خوب پانی ڈال رہے ہیں۔ آج سے کچھ عرصہ پیشتر ہمارے ملک کی دیہی آبادی پر یہ لوگ پوری طرح قابض تھے۔ سادہ لوح لوگ ان کی خوش رنگ شکلیں اور حبہ ودستار وغیرہ دیکھ کر مرعوب و

متاثر ہو جاتے ہیں۔ ان کے درون خانہ حالات و اسرار مستور و مجوب رہتے ہیں۔ میں ایک پیر صاحب کے ایک دورہ کا مختصر چشم دید منظر بیان کرتا ہوں یہ بھی حقیقت ہے کہ معروف گدی نشینوں نے جہاد آزادی میں کبھی حصہ نہیں لیا۔ بلکہ فرنگی کے نمک خوار اور وفادار بنے رہے۔ انگریزوں نے ان کو مرّبے اور جاگیریں دیں۔ تاکہ یہ باغیانہ خیالات کی اشاعت نہ کرسکیں۔

سرزمین پنجاب کے پیران ومشائخ بظاہر درویش در پردہ رؤسا، وامراء تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انگریزی حکام ان کے دوروں اور تقریروں پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ لگاتے تھے۔ بلکہ بڑے معتبر اور مستند لوگوں سے سنا گیا ہو۔ کہ انگریز ان کے آستانوں پر گاہ بگاہ حاضری دیتے تھے۔ اور بقائے سلطنت کیلیے دعائیں منگواتے تھے۔ الغرض میں ان کے ایک دورہ کی داستان عرض کرنا چاہتا ہوں ایک مشہور پیر صاحب حسب معمول ایک خوبصورت کار میں سوار ہو کر ایک گاؤں میں ایک بڑے زمیندار کے ہاں فروکش ہوئے چند نعت خواں آگے آگے پیر صاحب کی تعریف میں قصائد گاتے جارہے تھے۔ مختلف قسم کے نعرے بھی لگ رہے تھے۔ عوام کا خاصا اجتماع ہو گیا تنگ کوچوں میں سے یہ جلوس بڑے کروفر کے ساتھ گزرتا جارہا تھا۔ عورتوں نے مکانوں کی چھتوں پر حصول زیارت کا اہتمام کر رکھا تھا۔ پیر صاحب کو اس شان وشوکت کے ساتھ قیام گاہ پر لایا گیا۔ پھولوں کے ہار پہنچائے گئے اور جب پیر صاحب کو ایک خوشنما مزین پلنگ پر بٹھایا گیا تو نذرونیاز اور تحفوں کے ڈھیر لگ گئے غریب سے غریب تر آدمی بھی قرض لے کر پیر صاحب کو خوش کرنے کے لئے نذرونیاز دینے لگے۔ پیر صاحب کے سامنے نوٹوں کے ڈھیر لگ گیے اس ڈرامہ کے بعد مجلس ذکر منعقد ہوئی جس میں پیر صاحب نے اولیاء کرام کی کرامات سنائیں بطور نمونہ چندہ کرمات بمع حوالجات ھدیہ ناظرین ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت مودود چشتی کنگھی کر رہے تھے۔ کہ آپ کی داڑھی کا ایک بال ٹوٹا جسے ہوا اڑا کر یہودیوں کے قبرستان میں لے گئی اس کی برکت سے تین دن تک عزاب ان کافروں پر نہ ہوا۔ راحتہ

المحبین کے قبرستان میں لے گئی اس کی برکت سے تین دن تک عزاب ان کافروں پر نہ ہوا۔ (کتاب راحتہ المحبین) جب پیر صاحب یہ کرامت سنا چکے تو حاضرین فرط عقیدت سے جھوم اٹھے۔ اور تحسین و آفرین کی صدائیں بلند ہوگئیں حاضرین مس ایک صحیح العقیدہ مولوی بھی موجود تھا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ پیر صاحب اگر تخفیف عذاب کی یہ صورت ہوسکتی ہے۔ تو پھر مدینہ منورہ کے تمام یہودی بخشے جائینگے کیونکہ وہاں سید عالم رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس مدفون ہیں یہ سن کر پیر صاحب سے کوئی جواب نہ بن آیا۔ لیکن خوش عقیدہ لوگوں نے مولوی صاحب کو دہابی کہ کر جواب کا حق اور پیر صاحب کی حمایت کا حق ادا کردیا۔ لیکن پیر صاحب بھی بڑے ڈھیٹ قسم کے تھے۔ کہ خاموش نہ ہوئے۔ اور ایک اور کرامت بیان فرمادی کہ حضرت خواجہ مودود چشتی کو جب اشتیاق خانہ کعبہ کا غالب ہوتا تو فرشتے خانہ کعبہ کو سرزمین چشت میں لے آتے۔ تاکہ خواجہ صاحب زیارت کعبہ سے مشرف ہوں۔ (فوائد السالکین) جب یہ کرامت سنا چکے تو اس پر مذکورہ مولوی صاحب نے پھر سوال اٹھایا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب حضور علیہ السلام کو بمعہ صحابہ کرام زیارت کعبہ سے روکدیا گیا۔ اسوقت حضور علیہ السلام کے لئے تو کعبہ کو نہ لایا گیا لیکن ایک امتی کے لئے اتنا تکلف کیا جاتا تھا۔ اس اعتراض پر ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ مولوی صاحب کی حمایت میں کچھ لوگ کھڑے ہوگئے۔ بڑی مشکل سے جذبات پر قابو پایا گیا لیکن پیر صاحب نے ایک کرامت اور بیان فرمادی کہ ایک نوجوان واصلان حق میں سے تھا۔ جب اس کی عمر تمام ہوئی تو ملک الموت نے اسے مشرق سے مغرب تک ڈھونڈا لیکن پتہ نہ پایا مجبوراً اپنے مقام پر آ کر سر سجدہ میں رکھا اور خدا سے درخواست کی کہ اس نوجوان کا پتہ بتادیں حکم ہوا کہ اس نوجوان کو فلاں خرابہ میں تلاش کرو لیکن ملک الموت کو وہاں بھی اس کا کچھ پتہ نہ چلا اس پر اللہ تعالی نے کہا کہ اے ملک الموت تم ہمارے دوستوں کی روح قبض نہیں کرسکتے اور نہ ان کو دیکھ سکتے ہو۔ وہ لوگ میرے پاس ہیں۔ یہ کرامت سن کر مولوی صاحب تو چلے گئے۔ لیکن میں اور میرے چند رفقا مزید دلچسپ کرامات وخرافات سننے کے لئے

بیٹھے رہے۔ایک اور کرامت بیان فرمائی خواجہ عثمان ہارونیؒ فرماتے ہیں کہ میرے ہمسایہ میں میرا ایک پیر بھائی تھا جب اس کا انتقال ہوا اور لوگ تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر واپس چلے آئے میں اسکی قبر پر بیٹھا رہا۔عالم مشغول میں کیا دیکھتا ہوں کہ دو فرشتے عذاب کے اس کے پاس چلے آئے اور چاہتے تھے کہ عذاب کریں اتنے میں حضرت پیرومرشد تشریف لائے اور ان دونوں فرشتوں کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ اسے عذاب مت کرو یہ میرا مرید ہے وہ حسب الارشاد واپس چلے گئے۔تھوڑی دیر بعد واپس آئے۔اور غرض کی کہ باری تعالی کا فرمان ہے اگرچہ شخص آپ کا مرید ہے لیکن آپ کے طریقہ سے برگشتہ تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ حال ایسا ہی ہے مگر اس نے اپنے ذات کو میرے پلے میں باندھ رکھا تھا اسکی حمایت میرے ذمہ ضروری ہے۔یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ان فرشتوں کو حکم ہوا۔کہ واپس چلے آؤ۔اس شخص کو عذاب نہ کرو ہم نے حضرت کی خاطر عزیز ہونے کے سبب سے بخش دیا ہے۔پیر صاحب نے اس قسم کے اور بھی بہت سے واقعات بیان کئے جن کا حاصل یہ تھا کہ پیر اپنے مریدوں کو عذاب جہنم اور عذاب قبر سے نجات دلاتی ہیں قبروں میں پیرومرشد پہنچ جاتے ہیں ہر مشکل مقام پر پیر صاحب خود بخود پہنچ کر مرید کی مشکلات حل کر دیتے ہیں۔بعد نماز مغرب پیر صاحب اور مریدوں نے کھانا کھایا۔پیر صاحب کا ایک نوجوان خوبرو صاحبزادہ مستورات کو اسرار معرفت اور رموز طریقت کی تعلیم دیتا رہا۔گاؤں کے امام مسجد چونکہ صحیح العقیدہ عالم تھے۔اس لیے پیر صاحب نے مسجد کی بجائے مرید کے گھر میں نماز پڑھ لی۔امام مسجد بڑے دلیر اور سمجھدار تھے وہ بعد از نماز عشاء خود ہی تشریف لائے اور سلام و مصافحہ کے بعد پیر صاحب سے اعتقادی مسائل پر تفصیلی گفتگو کا تقاضا کیا لیکن پیر صاحب نے ٹالنے کی کوشش کی امام صاحب نے نہایت متانت اور احترام کے ساتھ بہ صد اصرار پیر صاحب کو مکالمے پر مجبور کر لیا۔پیر صاحب بادل ناخواستہ آمادہ ہو گئے۔علم غیب کا موضوع قرار پایا مولانا دیہاتی لوگوں کے مزاج اور نفسیات سے اچھی طرح واقف تھے۔قرآن مجید کی آیات مسلسل پڑھتے گئے۔اور سادہ سادہ ترجمہ

و تشریح و مطلب بیان کرتے گئے۔اور ساتھ ساتھ لوگوں سے پوچھتے رہے کہ اے حاضرین حضرت یعقوب علیہ السلام غیب جانتے تھے۔یا نہیں سب نے کہا نہیں جانتے تھے۔اس طرح مولانا موصوف نے کافی وقت میں مسئلہ غیب کی تشریح کی قرآن مجید کے واقعات خوب بیان کئے ایسے احسن پیرایہ اور عام فہم انداز تکلم اختیار کیا کہ یہ صاحب کے حلقوہ بگوش اس عقیدہ کے قائل ہو گئے کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی بھی علم الغیب نہیں ہے اب پیر صاحب بغلیں جھانکنے لگے ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو اولیائے کرام کے واقعات بیان کرنے شروع کر دیے مولانا موصوف نے فرمایا کہ حضرت یہ قرآن مجید کے کس پارہ میں ہے یہ قرآن میرے ہاتھوں میں ہے نکال کر دکھائیں بس پھر کیا تھا۔پیر صاحب کو پسینہ آ گیا حسن اتفاق کہ پیر صاحب کا ہمراز مولوی بھی مرعب ہو گیا بعض مرید کچھ مشتعل ہو گئے مولانا موصوف انتہائی وسیع الظرف اور ٹھنڈے مزاج کے مالک تھے حکمت عملی سے فضا کو پرامن بنایا اور مسئلہ بھی سلجھا دیا۔اٹھے وقت مولوی صاحب نے پیر صاحب سے فرمایا کہ اس وقت آپ آرام فرمائیں۔صبح انشاء اللہ دیگر بنیادی عقائد پر تبادلہ خیال ہو گا۔مولانا تشریف لے گئے۔پیر صاحب پر اضطراب کی خطرناک کیفیت طاری ہو گئی۔آدھی رات کو جب گاؤں والے نو خواب تھے تو پیر صاحب بمع رفقاء خصوصی کار میں سوار ہو کر راہ فرار اختیار کر چکے تھے۔مولانا صاحب کو عظیم الشان فتح حاصل ہو گئی۔صبح مولانا صاحب نے ایک ہنگامی اجلاس منعقد فرمایا۔جس میں رات کے حالات بیان کیے اور آئندہ اس قسم کے جاہل پیروں کا داخلہ اپنے گاؤں میں ممنوع قرار دے دیا۔

یہ ایک چشم دید واقعہ کا حال تھا۔

خداوندا۔۔۔۔یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں

کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری (اقبال)

مزید سنتے جائیے

علاوہ ازیں رضا خانی بریلوں کا ایک اور واقعہ سنتے جائیے اور رضا خانی امت کی عقل کا بھی ماتم کرتے جائیے کہ رضا خانی بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ جب قبر میں مرید کو رکھا جاتا ہے تو اس کا پیر و مرشد قبر میں مرید کے پاس آ کر اپنے مرید کی طرف سے منکر ونکیر کو سوالات کے جوابات دیتا ہے اور اپنے مرید کو عذاب قبر سے نجات دلاتا ہے۔ چنانچہ عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

پیر صاحب کا قبر میں آنا؟

جان لو اپنا شیخ (پیر) جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے مرنے کے بعد قبر میں آجاتا ہے اور اپنے مرید کی طرف سے (منکر ونکیر) فرشتوں کو حق کے مطابق جواب دیتا ہے اور اسے نجات دلاتا ہے پس ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ شیخ (پیر) کامل پکڑے تاکہ شفیع ہو۔ (فوائد فریدیہ کا اردو ترجمہ مسمّٰی بہ فیوضات فریدیہ ص ۶۰ طبع اول ناشر منیجر مکتبہ معین الادب جامع مسجد شریف ڈیرہ غازی خاں۔

حضرات گرامی مندرجہ بالا عبارت کی تفصیل وشرح کی قطعاً ضرورت وحاجت نہیں کیونکہ پیر وشیخ کا قبر میں حاضری کا عقیدہ خالص کفریہ وشرکیہ ہے اور یاد رکھیں ایسے کفریہ وشرکیہ اور ایسے عقائد شنیعہ وقبیحہ والوں کی ہرگز بخشش نہ ہوگی اور ایسے خلاف شرع کفریہ وشرکیہ عقائد والوں کے بارے میں اللہ کا قرآن واضح اعلان کر چکا ہے کہ تم اپنے کفریہ وشرکیہ عقائد سے باز آجاؤ ورنہ تم عنقریب سیدھے جہنم میں ڈال دیے جاؤ گے اور اس قسم کے لایعنی عقائد کی مالہ رضا خانی بریلوی امت کو ہی مبارک ہو۔

رضا خانی بریلوی اہل بدعت اپنے پیروں اور مشائخ کی عقیدت میں اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ اپنے پیروں اور مشائخ کو خدا تعالیٰ کی طرح مالک اور مختار کل مانتے ہیں۔ حالانکہ مالک اور مختار کل خدا تعالیٰ ہی کی ذات پاک ہے اور اس کے سوا مخلوق ہرگز نہیں۔

کائنات کا مالک اور مختار کل صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے

خدا تعالیٰ کے پیغمبروں نے اہل دنیا پر یہ واضح کر دیا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ جس طرح اپنی صفات خالقیت اور الوہیت میں یکتا ہے۔ اسی طرح وہ مالک الملک اور مختار کل ہونے میں بھی وحدہ لاشریک ہے جس کو چاہے عطا کرے اور جس سے چاہے چھین لے لہذا اسی ذات واحد کی عبادت اور اسی سی استعانت کی جائے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (باجود معجزات کے) اپنی قوم سے فرمایا۔

قال موسیٰ لقومه استعینوا بالله واصبروا ان الارض لله یورثها من یشآء من عباده۔ (سورۃ ۷ آیت ۱۲۸)

موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو بے شک زمین اللہ کی ہے۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنا دے اور انجام بخیر پرہیزگاروں کا ہی ہوتا ہے۔

اس کے بعد شموئیل پیغمبر علیہ السلام نے بھی اس حقیقت سے بایں الفاظ بنی اسرائیل کو دوبارہ آگاہ کر دیا۔ واللہ یؤتی ملکه من یشآء (سورت نمبر۲ آیت نمبر ۲۴۷) یعنی اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں ملک عطا کرتے ہیں اور واقعات بھی مذکورہ حقیقت کی تصدیق کرتے رہے مثلاً بخت نصر بادشاہ کے ہاتھوں بنی اسرائیل کی تباہی جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا کہ مخالف کو تم پر غلبہ دیا۔ تاکہ مار مار کر تمہارے منہ بگاڑ دے۔ (سورت نمبر ۱۷ آیت نمبر ۷) ان تمام مناظر اور حقائق کو دیکھتے ہوئے بھی بنی اسرائیل حق پرستی چھوڑ کر رہبان پرستی اور قبر وقبہ پرستی کی جانب مائل ہو گئے۔

گمراہ کن اور تن پرور احبار نے بنی اسرائیل کو خود ساختہ بندہ نوازوں من گھڑت غریب نوازوں کا پجاری بنا دیا بنی اسرائیل خود ساختہ مالکان ومکتاران کائنات کی شیدائی اور مشرکین خود تراشیدہ بتوں (جو در حقیقت بزرگ انسانوں کے مجسمے تھے) ان کے پجاری تھے کہ ناگاہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا

دور نبوت آ پہنچا خدا تعالی نے بنی نوع انسان کو ان کے خود ساختہ مختاران کائنات خود تراشیدہ حاجت روا خود ساختہ گنج بخشوں کے چنگل سے چھڑانے اور ان کو صرف ایک ذات کی عبادت کرنے والا اور سائل بنانے کے لئے اپنے آخری پیغمبرﷺ کی زبانی نہایت واضح الفاظ میں اعلان کر دیا۔

قل اللّٰھم مالک الملک توتی الملک من تشآء وتنذع الملک ممّن تشآء وتعذ من تشآء و تذل من تشآء بیدك الخیر انک علی کل شیء قدیر۔ (سورۃ ۳ آیت ۲۶)۔

ترجمہ: تو کہہ اے اللہ بادشاہی کے مالک جسے تو چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے اور جس سے سلطنت چھین لیتا ہے۔ جسے تو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے تو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ سب خوبی تیرے ہاتھ میں ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

یعنی کہ اقرار کرو (تاکہ آپ کے متبعین بھی آپ کی پیروی میں ہمیشہ یہی عقیدہ رکھیں) کہ اے اللہ تمام ملک کا مالک تو ہے۔ تو ہی جس کو چاہتا ہی ملک عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے پست اور ذلیل کر دیتا ہے۔ اور تو ہی ہر چیز پر قادر مطلق ہے اور اس اقرار سے بات کھل گئی اور واضح طور پر یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالی ملک عطا کرنے کے بعد بھی مختار کل کا درجہ دوسرے کو عطا نہیں کرتا اور نہ عطائی ملکیت میں کسی کو مختار کل اور قدیر کل ہونے کا دعوی کرنے کا حق پہنچتا ہے خدا تعالی چاہے تو اپنی عطا کو فالفور چھین کر دوسرے کو دیدے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر نہ تو مختار کل بن کر آئے اور نہ ہی انہوں نے مختار کل ہونے کا دعوی کیا پیغمبر کا اصل مقصد ایسے اقرار و اعلانات (بحکم خداوندی) کرنا ہے جس سے بنی نوع انسانکو اپنے مالک حقیقی کے اختیارات و فیضان کلی سے آشنا کر دیا جائے۔ کیونکہ انسان فطرتاً صاحب اختیار سے ڈرتا اور صاحب عطا سے امید رکھتا ہے اور جب تک انسان کے دل میں خدا کے اختیارات کاملہ وعنایات دائمہ کا تصور مستحکم نہیں ہوگا۔

تب تک اس کے دل میں خدا کا خوف کامل ہونا اور اس کے دربار سے ساری امیدیں وابستہ کرنا اور خود ساختہ بندہ نوازوں اور خود تراشیدہ حاجت رواؤں سے منہ موڑنا ناممکن ہے۔ لہذا کتاب خداوندی نے زبان پیغمبری سے غیر اللہ کے اختیارات کا تصور انسانی قلوب سے مٹانے کی جس قدر کوشش کی۔ وہ ظاہر ہے کس قدر واضح الفاظ میں فرمایا۔

ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم وان یخدلکم فمن ذالذی ینصرکم من بعدہ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون۔ (آل عمران سورۃ ۳ آیت ۱۶۰)۔

(اے فتح کے خواہشمندو) اگر اللہ تعالی تمہاری مدد کرے تو کبھی تم پر کوئی غالب نہ آئے گا۔ اگر وہ تمہاری مدد نہ کرے تو پھر ایسا کون ہے جو تمہاری مدد کر سکے مومنوں کو صرف اللہ پر بھروسہ رکھنا ضروری ہے۔

غزوہ احد ہو یا معرکہ بغداد ہو۔ پیغمبر کے ساتھ ہو یا شیخ عبدلقادر جیلانیؒ کی قبر شریف کے قریب ہو۔ واقعات بھی ساتھ ساتھ یہ ثابت کرتے آئے ہیں کہ اگر خدا تعالی مغلوب کرنا چاہے تو کوئی غالب کرنے کا اختیار قطعاً نہیں رکھتا۔

رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ دیگرے چارہ نیست

خدا مالک الملک ہے چاہے تو عطا کرے۔ چاہے چھین لے خدا تعالی نے ملک ہسپانیہ نصاری سے لے کر مسلمان کو دے دیا پھر مسلمانوں سے چھین کر نصاری کے حوالے کر دیا۔ ہندوستان کا وسیع حصہ ہندوؤں سے چھینا، مسلمانوں کو دے دیا پھر مسلمانوں سے چھینا انگریز کو دے دیا۔ پھر انگریز سے لے کر ہندوؤں کو واپس دے دیا علم سائنس مسلمانوں کو دیتے دیتے سلب کر کی خدا نے اہل مغرب کو عطا کر دیا۔ گو منکرین انکار پر انکار کریں۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ

ما يفتح الله للناس من رحمة فلا ممسک لها وما يمسک فلا مرسل له من بعده وهو العزيز الحكيم۔ (فاطر ع)

ترجمہ: اللہ بندوں کے لئے رحمت کھودتا ہے اسے کوئی بند نہیں کرسکتا اور جسے وہ بند کردے تو اس کے بعد کوئی کھولنے والا نہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

یعنی کہ جو شے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انسانوں پر کھول دے اس کو بند کرنے والا کوئی نہیں اور جو شے بند کرلیوے۔ اس کو چھوڑنے والا کوئی نہیں۔ اور وہی عزت اور حکمت والا ہے۔

اگر سائنس کا عروج مسلمانوں کے ہاتھ پر ہوتا۔ تو ممکن تھا کہ ساری دنیا کو قبر وقبہ پرستی پر مجبور ہونا پڑتا بت پرستی تو شاید مٹتی۔ مگر تربت پرستی پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں یقیناً لے لیتی۔ نماز اور کلمہ کی وسعت کے باوجود شرک کا جو بن جوں کا توں ہی رہتا چونکہ حضرت آدم علیہ السلام سے زمانہ عیسوی تک یہ سواریاں یہ گاڑیاں یہ جہاز یہ برقی اور دخانی انجن یہ آتش فشاں اسلحہ جات دنیا کو میسر نہ ہوئے تھے۔ پھر ان کا ظہور بھی مسلمانوں ے ہاتھ پر ہوتا تو یقیناً اسبات کی دلیل تصور کیا جاتا کہ مسلمانوں کو یہ برتری دربار بغدادی یا درگاہ اجمیری یا داتا دربار وغیرہ سے ہی ملی ہوگی۔ پھر جو انکار کرتا وہ گولی کا نشانہ بنا دیا جاتا۔

داتا دربار والے کہتے کہ اگر خدا تعالیٰ یہ سامان دینے والا ہوتا تو پہلی امتوں کو بھی دیتا۔ کیا وہ اس کے بندے نہ تھے۔ یہ تو سب کچھ دربار مصطفوی سے خواجگان کے درباروں میں پہنچا پھر وہاں سے آگے تقسیم ہونے لگا۔ اور اب ان عباد النبی کے ہاتھوں سے سب کو ملنے لگا۔ غرضیکہ افراط اور غلو کا وہ عالم ہوتا۔ کہ خدایا پناہ خدا کے احسانات شکر کو قلوب سے بھلا دیا جاتا۔ رضا خانی بریلوی امت کی نعتیں اور نعرے کچھ اس قسم کے ہوتے۔ مثلاً

محمد نے دنیا کو جنت بنایا — خواجہ نے موٹر میں ہم کو بٹھایا

(خواجہ سے مراد خواجہ معین دین چشتی ہیں)

جو داتا نے تیل کے چشمے نکالے — تو بری نے بڑھ کے انجن بنایا

(داتا سے مراد حضرت علی ہجویری لاہور والے ہیں) — (حضرت امام بری مری والے)

چلایا جہازوں کو تو غوث نے — کنارے لگایا بھی ہے غوث نے

(غوث سے مراد شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں)

خدا تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ شرکیہ نظریات کے مقابلے میں خداوند تعالیٰ نے اپنے اختیارات کاملہ کے کافی نشانات دنیا کے سامنے موجود رکھے ہوئے ہیں جو موحدین کے لئے تقویت وطمانیت قلبی کا باعث ہیں شرک باوجود اپنے نئے نئے انداز اور زور شور سے بھی عقیدہ خالص توحید کو کبھی مٹا نہیں سکا۔ اور نہ ہی اس کو ہرگز مٹا سکتا ہے۔ مگر افسوس واضح ترین ارشادات حق اور روشن نشانات کے باوجود اس امت کا ایک حصہ پیر پرستی اور قبر پرستی میں مبتلا ہو گیا ہے۔ خدا کے بے بس بندوں کو خدا کی طرح مالک الملک اور مختار کل حاضر وناظر، قادر، ناصر قرار دینے اور مافوق الاسباب امور میں استمداد واستغاثہ کرنے کو جائز ثابت کرنے پر پورا زور دیا جارہا ہے اور سادہ مسلمانوں کو خدا سے دور کرکے پیروں اور اہل قبور کے سامنے جھکایا جارہا ہے۔ حالانکہ یہ ان کا قابل نفرت اور قابل مذمت مکروہ فعل خدا تعالیٰ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور حقیقت کی صریح مخالفت ہے۔

لحد سے کوئی آکے امداد کرتا — تو کب اسقدر شمر بیداد کرتا

ہلاکو نہ یوں عزم بغداد کرتا — کوئی قرطبہ کو نہ برباد کرتا

وہ مشرک شہیدوں سے پھر مار کھاتے — احد کی لڑائی میں بچ کے نہ جاتے

جو چاہا خدا نے وہی کر دکھایا — نہ اس کے سوا کوئی بھی کام آیا

اور رضا خانی بریلوی اہل بدعت نے شرک بدعات پھیلانے میں اس قدر بے لگام ہو چکے ہیں

کہ برصغیر میں دن رات شرک وبدعت کو سنت ورسول کا نام دیا جارہا ہے۔ اور اپنے بابا ابلیس کے مشورے سے بدعات کے جگہ جگہ جھنڈے لگا رہے ہیں۔ جیسا کہ۔۔۔ رضا خانی بریلوی اہل بدعت آئے دن شب وروز بدعات ہی کو فروغ دے رہے ہیں اور یہ بدعات کا کوئی موقع رضا خانی ہاتھوں سے جانے نہیں دیتے۔ جیسا کہ پاکستان میں بھی میلاد کے جلوس کو سنت کا مقام دیا جاتا ہے اور جو میلاد کا جلوس نکالے وہ پکا سنی ہوا۔ اور جو میلاد کے جلوس کی مخالفت کرے وہ پکا وہابی ہوا۔ حالانکہ شریعت اسلامیہ میلاد کے جلوس کا قطعاً کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔ یہ سب کچھ رضا خانی بریلوی اختراعات ہیں اور اہل سنت وجماعت علماء دیوبند قرآن وسنت کے مضبوط دلائل سے ان کی خوب سرکوبی کررہے ہیں اور انشاءاللہ تا قیامت مشرکین ومبتدعین کی سرکوبی کرتے رہیں گے۔

پاک وہند میں بدعات کا فروغ اور علمائے حق!

عید میلاد النبی کے نام پر موجودہ تقریبات کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

پاکستان میں بتدریج لیکن پوری تیز رفتاری کے ساتھ دین اسلام کے نام پر ایسی تقریبات کو قومی حیثیت دی جارہی ہے جن کا کوئی بھی تعلق اسلام سے نہیں ہے لیکن عوام وخواص میں معروف یہیں ہو چکا ہے۔ کہ یہ تقریبات اسلام ہی کا تقاضا ہیں ان میں شرکت کرنا سعادت دارین کا ذریعہ ہے اور ان میں شرکت سے محرومی موجب خسارہ ہے۔

ان تقریبات کا دائرہ تو بے حد وسیع ہے لیکن ان میں سب سے زیادہ نمایاں مقام بزرگوں، اہل اللہ، اصحاب معرفت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور خود حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے یوم ولادت اور یوم وفات کا ہے ______ آغاز تو شیعہ وشنیعہ حضرات سے ہوا کہ انہوں نے خالصتہً سیاسی مقاصد کے لئے اپنے سیاسی حریفوں کے خلاف اشتعال انگیزی اور اپنی مظلومیت کے اظہار کی خاطر تعزیہ داری کے جلوس نکالے تو اہل سنت وجماعت علماء دیوبند قرآن وسنت وسلف صالحین

کی پاکیزہ تعلیم کی رو سے ان جلوسوں کو دین میں بدعت کی حیثیت دیتے ہیں اور ان میں شرکت کو گناہ یقین کرتے ہیں۔ رضا خانی فرقہ بریلویہ نے بزرگان دین کے ایام وفات وولادت منانے شروع کئے اور کچھ عرصے سے بزرگوں کی مقابر پر عرس کرنے لگے۔ بات کچھ آگے بڑھی تو نعمان بن ثابت حضرت امام ابوحنیفہؒ کا عرس بھی منایا جانے لگا۔ اور میلاد النبی ﷺ کی محفلیں زیادہ اہتمام سے منائی جانی لگیں مگر ان تمام رسومات کے خلاف اہل سنت وجماعت دیوبند نے قرآن وسنت کے روشن اور مضبوط دلائل سے ان محفلوں اور جلسوں کی مخالفت کی جو بزرگوں اور حضور ﷺ کی ایام وفات وولادت کے نام پر منعقد کئے جاتے تھے۔ رضا خانی بریلوی اہل بدعت نے ایک قدم اور آگے بڑھایا۔ اور میلاد النبی ﷺ کے جلوس کا آغاز کیا چنانچہ تقسیم سے قبل متحدہ ہندوستان کے چند شہروں میں میلاد کے موقع پر جلوس نکلنے لگے۔ لیکن تقسیم کے بعد بعض حکمرانوں کی ذاتی دلچسپی کے باعث پاکستان میں میلاد النبی کی جلوسوں کو زیادہ اہمیت دی جانے لگی۔ اس روز سرکاری چھٹی تسلیم کرلیگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے "بارہ وفات" کی جگہ "عید میلاد النبی" کے لفظ نے لے لی۔ جبکہ رضا خانی بریلوی اہل بدعت کے تنظیم المدارس کے کورس میں عقائد پر مبنی ایک کتابچہ شامل کورس کیا ہے اس میں بھی بارہ ربیع اول کو بارہ وفات لکھا ہے اور رضا خانی بریلوی غلام رسول رضوی نے تفہیم البخاری، شرح بخاری میں بارہ وفات لکھا ہے ملاحظہ فرمائیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۱ھجری میں چاشت کے وقت پیر کے روز ۶۳ برس کی عمر شریف میں اکمال دین اسلام کر کے انتقال فرمایا۔ تفہیم البخاری شرح بخاری ج ۱ ص ۱۴ طبع اول۔ اور اس دن جلوسوں کے اہتمام میں حکومت براہ راست شامل ہوگئی۔

اب اس موقعہ پر چراغاں ہوتا ہے۔ ریکارڈ توڑ جلسے جلوس نکلتے ہیں یارسول اللہ یاغوث اعظم، یا علی، یا حیدر یا پنجتن پاک کے نعرے لگتے ہیں اور ان جلوسوں میں بھنگڑہ ناچ ناچا جاتا ہے۔ دیوانے اور مست کہلانے والے رقص کرتے ہیں۔ ڈھولوں اور باجوں ٹھمکوں کی تھاپ پر عاشق کہلانے والے

جھومتے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کے مابین ان جلوسوں میں بے حجابا اختلاط ہوتا ہے اوباش ان جلسوں کی آڑ میں عورتوں کو تنگ کرتے ہیں۔

حضرات گرامی رضا خانی بریلویوں کی عقل پر ماتم کریں کہ لفظ جلوس کا معنی بیٹھنے کا ہے۔ جیسا کہ جلسہ ہوتا ہے تو جلسہ میں آنے والے لوگ بیٹھ کر سنتے ہیں یا کہ تمام حاضرین چل پھر کر جلسہ سنتے ہیں۔ تو اسی طرح جلوس کا معنی بیٹھنے کا ہے۔ نہ کہ جلوس میلاد النبی کے موقع پر ٹریکٹر ٹرالیوں پر سوار ہو کر یا مکانوں اور دیواروں پر چڑھ کر یا دیگر سواریوں پر بیٹھ کر یا ساتھ چل پھر کر جلوس میں شامل ہو کر نعرہ بازی کرنا اور کئی خلاف شرح افعال قبیحہ وشنیعہ کرتے جانا اور یہ کہنا کہ جلوس میلاد النبی جا رہا ہے بالکل لغو اور باطل ہے

شہروں کے مکانوں و بلڈنگوں اور گلی کوچوں اور بازاروں کو دلہنوں کی طرح آراستہ کرنے پر کروڑوں روپے صرف ہو جاتے ہیں اور اب بات اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ جو شخص ان مشاغل میں شریک نہیں ہوتا۔ اسے محبت رسول سے محرومی تصور کیا جاتا۔ اور زبان وقلم سے اس کی مذمت کی جاتی ہے جلوس کے ساتھ اس روز قوالی، طبلہ وسارنگی پر نعت خوانی، سماع کی محفلیں، مجالس میلاد میں حضور ﷺ کی آمد کے اعلانات پر قیام اور اس قسم کے وہ مشاغل بڑے زور شور سے جاری ہیں جن کے بارے میں واضح طور پر یہ بات کہی جاسکتی ہے۔ کہ ان میں سے بعض امور تو صریح طور پر حرام ہیں اور بعض کے ڈانڈے شرک سے جا ملے ہیں۔

اور جلوسوں میں چلنے والے اوباش لڑکے دائیں بائیں مکانوں کی چھتوں کی طرف نظر اندازی کر کے اپنے اپنے جذبات کو تسکین دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ان رسوم میں جو بدتمیزیاں ہوتی ہیں ان سے قطع نظر جو اسراف ہوتے ہے۔ (اس سال صرف لاہور میں عید میلاد کی تیاریوں پر 1 لاکھ 70 ہزار روپے کے لگ بھگ خرچ ہوا ہے) اسے بھی نظر انداز کیجئے تعطیل عام سے جو کروڑوں روپیہ ضائع ہوتا ہے اسے بھی فراموش کر دیجئے جو مواعظ اس موقع پر

ہوتے ہیں۔ ان کی سطحیت اور مضرت رسانی کو بھی بالائے طاق رکھیئے۔ اس قسم کی ظاہری رسوم پرستی سے قوم کے اندر سے روح عمل جس طرح فناہ ہوا کرتی ہے۔ اور ہو رہی ہے اسے بھی ثانوی درجے میں رکھیئے اور صرف اس بات پر غور کیجئے کہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کے لئے سال بھر میں دو عیدیں مقرر فرمائی تھیں اب لوگوں نے ختم نبوت کی مہر کو توڑ کر شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں تیسری عید کا اضافہ کر لیا ہے اور ان جلوسوں کو جن کا کوئی سراغ عہد نبوت، عہد صحابہ، عہد تابعین، عہد تبع تابعین اوان کے بعد بھی کئی صدیوں تک نہیں ملتا۔ آج ان کو دین کی حیثیت دی جا رہی ہے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ امت کے جن ادوار میں اس مظاہرہ دین کو اختیار نہیں کیا گیا۔ کیا ان کا دین ناقص تھا؟ کیا وہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مطہر سے محبت نہیں رکھتے تھے؟ اور اگر محبت رسول ﷺ کا معیار اس نعرہ بازی، جلوس سازی، چراغاں اور اسراف وتبذیر ہی ہے۔ جو آج عشق رسول کا سب سے بڑا مظہر اتم تسلیم کر لی گئی ہے۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وائمہ کرام رحمہ اللہ علیہم اور ان کروڑوں اولیاء اللہ کے بارے میں کیا کہا جائے گا۔ جن کا کوئی بھی تعلق ان محدثات وبدعات سے نہیں ہے۔ لیکن ہم اس بحث سی الگ ہو کر آج ان علماء حق سے جو عقیدۃً ان رسوم کو بدعت اور احداث فی الدین کہا کرتے تھے۔ جنکے اسلاف نے ان کے خلاف معرکہ آرائیاں کی تھیں۔ اور جن کا علم آج بھی ان امور کو بدعت ہی قرار دیتا ہے ان سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر آج آپ نے ان بدعات سے عملی مصالحت اختیار کر لی ہے۔ اگر آپ کسی نہ کسی نوع کا تعاون، ان بدعات سے کرنے لگے ہیں یا کم از کم یہ کہ آپ اس سب کچھ کو دیکھ کر سکوت اختیار کر رہے ہیں۔ تو کیا آپ مطمئن ہیں۔ کہ میدان حشر میں آپ اس سوال کا جواب دے پائینگے کہ جب تم اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ دین کو مسخ کیا جا رہا ہے۔ دین کے نام پر بدعتیں اس انداز سے انجام دی جا رہی ہیں۔ کہ گویا اصل دین یہی ہے۔ اوتم مشاہدہ کر رہے تھے کہ تمہاری اپنی حکومت بے علمی اور دین سے ناوقفیت کی بنا پر ان بدعات کو سرکاری سطح پر

انجام دینے لگی ہے۔ اوراس کے کارکنوں کی صلاحیتیں اخلاص کے ساتھ ان بدعات کے فروغ میں ضائع ہورہی تھیں، توتم خاموش کوں رہے تھے؟ کیاتم خوف ملامت سے خاموش رہے تھے؟ یامداہنت فی الدین کا تیدق لاحق ہوگیا تھا۔؟ جواب دوورنہ تمہاراانجام بھی انہی لوگوں جیسا ہوگا جن کوابھی حوض کوثر پر کہاجانے والا ہے۔

سحقاً سحقاً لمن غیر بعدی

کیامخلوق کوحاجات میں پکارنا عبادت ہے؟

رضا خانی بریلوی اہل بدعت قبوری شریعت یعنی کہ رضا خانی شریعت پرعمل کر کے شریعت اسلامیہ کوپس پشت ڈال کررضا خانی شریعت پرعمل کرر ہے ہیں کہ جس شریعت میں مخلوق خدا کومشکل کشا اورحاجت روامانتے ہیں اورشریعت اسلامیہ کوصرف بطورڈ ھال استعمال کرتے ہیں۔

ہاں بے شک حاجات میں پکارنا عبادت ہے اورنذ ر دینا عبادت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ان مطالب کو جاننے والے اور کوئی نہیں اوررسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خودارشادفرماتے ہیں کہ دعاعبادت ہےاورقرآن کریم سے دلیل پکڑکرارشادفرماتے ہیں کہ دعاعبادت ہے توہمیں شک پھرشک باقی رہا۔ چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر ج۴ص۸۵۔اس آیت ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سید خلون جہنم داخرین ۔(سورۃ ۴۰ آیت ۲۰)

حضرت علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قال لامام احمد عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الدعاء ھو العبادۃ ثم قرنا ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سید خلون جہنم داخرین۔

وھکذ ارواہ اصحابہ السنن الترمذی والنسائی وابن ماجہ وا بن ابی حاتم و ابن جدیر ایضاً کلھم من حدیث الا عمش بہ وقال ترمذی حسن صحیح رواہ ابوداؤد والترمذی والنسانی و ابن جریرا ایضاً عن حدیث شعبۃ عن منصورو الاعمش کلاھما عن زربہ ورواہ ابن حبان والحاکم فی صحیحھما وقال الحاکم صحیح الاسناد یعنی امام ترمذی ۔نسائی۔ ابن ماجہ ابن ابی حاتم ابن جریر۔ ابوداؤد ابن حبان حاکم اور احمد نے روایت کیا۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔دعا ہی وہ عبادت ہے۔ اس کی سند میں آپ نے آیۃ ادعونی استجب لکم الآیۃ تلاوت فرمائی۔ مجھے پکارو میں قبول کروں گا۔ جو لوگ میرے پکارنے سے تکبیر کرتے ہیں۔ جہنم میں داخل کیے جائیں گے۔ آگے ارشاد فرماتے ہیں۔ ان الذین یستکبرون عن عبادتی ای عن دعائی و توحیدی سید خلون جہنم د اخرین یعنی جوصرف میرے پکارنے پربس نہیں کرتے بلکہ غیروں کوبھی پکارتے ہیں وہ ذلیل ہوکرجہنم میں داخل کیے جائیں گے۔قرآن میں ارشاد ہے۔

ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الیٰ یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون واذا حشرالناس کانوا لھم اعداء وکانو ابعبادتھم کافرین۔ (سورہ ۴۶ احقاف آیت ۲)۔

ترجمہ: اوراس سے بڑھ کرکوئی براہے جواللہ کے سوااسے پکارتا ہے جوقیامت تک اس کے پکار نیکا جواب نہ دے سکے اورانہیں ان کے پکارنے کی خبر بھی نہ ہو۔ اور جب لوگ جمع کیے جائیں گے

تو وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت کے منکر ہوں گے۔ یعنی کہ اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو پکارے ان لوگوں کو جو اس کی دعا قیامت تک قبول نہیں کر سکتے اور ساتھ ہی اس کے سنتے بھی نہیں اور قیامت میں اس کی عبادت کا انکار کردیں گے اور کہیں گے کہ ہمیں نہیں پکارا۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا

i) یوم یحشر ھم جمیعاً ثم یقول للملائکۃ اھولاء ایاکم کانوا یعبدون۔

ii) قالوا سبحنک انت ولینا من دونھم بل کانوا یعبدون الجن اکثرھم بھم مؤمنون۔ (سورۃ ۳۴ آیت ۴۰،۴۲)

ترجمہ: اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہی ہیں جو تمہاری عبادت کیا کرتے تھے وہ عرض کریں گے تو پاک ہے ہمارا تو تجھ ہی سے تعلق ہے۔ نہ ان سے بلکہ یہ شیطانوں کی عبادت کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر انہی کے معتقد تھے۔

یعنی کہ جس وقت قیامت میں سب کو اللہ تعالیٰ جمع کرے گا۔ تو فرشتوں کو کہے گا کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے وہ کہیں گے اے اللہ تو شریک سے پاک ہے اور تو ہی ہمارا مولا ہے یہ لوگ شیاطین کے کہنے سے ہم کو پکارا کرتے تھے۔

اس سے ثابت ہوگیا کہ جو لوگ مقربین بارگاہ الٰہی کو پکارتے ہیں وہ سخت گمراہ ہیں اس سے زیادہ گمراہ دوسرا کوئی نہیں اور یہی کفر ہے۔ کیونکہ کافر ہی سب سے زیادہ گمراہ ہوتا ہے۔ حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

ہر کہ خواند غیر حق را اے پسر   کیست در عالم ازدا گمراہ تر

جو غیر خدا کو پکارے   اس سے زیادہ گمراہ کوئی بھی نہیں

از خدا خواہ آنچہ خواہی اے پسر   نیست در دست خلائق خیر و شر

خدا سے مانگ جو کچھ مانگنا ہے   کیونکہ مخلوق کے ہاتھ میں نفع ونقصان نہیں ہے

مولانا روم مثنوی دفتر چہارم ص ۳۲۸ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

معنی اللہ گفت آں سیبویہ   یو لھون فی الحوائج ھم لدیہ

گفت اتینا فی حوائجنا الیک   والتمسنا ھاد وجدنا ھالدیک

یعنی سیبویہ نے فرمایا کہ اللہ وہ ہے جس کی طرف حاجات میں رجوع کیا جائے۔ اپنی حاجات لیکر ہم تیرے پاس آئے اور تو نے ہماری حاجات پوری کردیں۔

مطلب یہ ہے کہ جس ہستی کو انسان اپنا حاجت روا سمجھ کر اس کی طرف رجوع کرے وہ اس کا معبود ہو گیا اور اس کا پکارنا حاجت میں عبادت ہے۔ یہی ہمارا مطلب تھا کہ دعا یعنی حاجت طلبی کسی غائب سے ہو جو ہماری نظروں سے غائب ہونے کے باوجود اس کو کسی مقام سے یہ نہ سمجھا جائے کہ دور ہے بلکہ ہر مقام میں موجود ہے وہاں وہ ہر مقام پر روحانی طور پر ہر جگہ حاضر و ناظر ہے ہی وہ اپنے علمی روحانیت کے اعتبار سے حاضر و ناظر ہے عقیدہ کی بناء پر جب اس کو پکارا جائے تو یہ پکارنا عبادت ہی سو یہ معاملہ صرف خدا سے کرنا چاہیے کیونکہ لائق عبادت صرف خدا ہی ہے اور اگر غیر سے یہ معاملہ کیا جائے تو شرک ہے۔ ارشاد ہے۔ قل انما ادعوا ربی ولا اشرک بہ احداً (سورت نمبر ۷۲ آیتنمبر ۲۰)

ترجمہ: اے پیغمبر فرما دیجئے کہ میں تو صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ نیز ارشاد ہے:

فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔

ترجمہ: پھر جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی امید رکھے تو اسے چاہیے کہ اچھے کام کرے اور اپنے

رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے یعنی کہ جس کسی کو دن قیامت کا یقین ہے اسے چاہیے کہ عمل صالح کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی غیر کو شریک نہ کرے۔

آیۃ ثانیہ سے معلوم ہوا کہ عبادت میں شریک بنانا درست نہیں اور پہلی آیت میں غیر کو بلانا شرک گردانا ہے۔ تو معلوم ہو گیا کہ دعا عبادت ہے۔ نیز ارشاد ہے۔

قل یاایھا الکفرون لا اعبد ماتعبدون۔(پارہ ۳۰)

ترجمہ: کہ اے کافرو! میں ان کی عبادت نہیں کرتا۔ جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور ارشاد ہوا:

قل انی نھیت ان اعبدالّذین تدعون من دون اللہ(سورہ نمبر ۶ آیت نمبر ۵۶)۔

ترجمہ: اے پیغمبر کہہ دو مجھے منع کیا گیا ہے اس سے کہ بندگی کروں ان کی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو یعنی کہ آیت کریمہ میں مخالفین توحید سے علی الاعلان مقاطعہ کا حکم دیا گیا ہے اور میرا کام صرف اتنا تھا کہ تمہارے مقابلہ میں دب کر حقانیت کو نہ چھوڑ دوں اور اس مقام پر تو ایک جگہ ماتعبدون سے بھی تعبیر فرمایا۔ دوسری جگہ الذین تدعون سے تعبیر فرمایا تو معلوم ہوا کہ دعا عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ جس کو سمجھ دے اس کے لئے تو کافی ہے اور جس کی دل پر مہر طبع ہو چکی ہے اس کا خدا حافظ۔

حضرات گرامی ہم رضا خانی بریلویوں اہل بدعت کی عقل پر حیران ہیں کہ یہ لوگ دن رات حق تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں سے فائدہ بھی اٹھا رہے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ لوگ توحید خدا سے کیونکر بیزار ہیں۔ توحید خدا کو صحیح معنوں میں ماننے بغیر اور اس پر پختہ عقیدے قائم کیے بغیر اور خالق اور مخلوق کا فرق کیے بغیر ہرگز کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ ورنہ قیامت کے دن ذلت آمیز رسوائی کے سوا کچھ پلے نہ پڑے گا۔

جبکہ رضا خانی غلام مہر علی بریلوی نے اہلسنت و جماعت علماء دیوبند شکر اللہ تعالیٰ مساعیہم کے خلاف سراپا کذب کتاب "دیوبندی مذہب" لکھی تو اس کتاب میں حق تعالیٰ کی توحید کا پرچم بلند کرنے

والوں کے خلاف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذخیرہ احادیث اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے والوں کے خلاف اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معیار حق بتانے والوں کے خلاف اور اولیاء کرام فقہاء عظام رحمۃ اللہ علیہم اور اہل سنت و جماعت علما دیوبند محدثین کرام رحمہ اللہ تعالیٰ کہ جنہوں نے قرآن وسنت کی صحیح معنوں میں خدمت کی اور اب بھی خدمت کر رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ تا قیامت کرتے رہیں گے۔ خلاف بدزبانی اور ان کے خلاف طرح طرح کے من گھڑت الزامات والتہامات کا بازار خوب گرم کیا گیا اور رضا خانی بریلوی بدعتی غلام مہر علی بریلوی نے اپنی کتاب میں جہاں حماقتوں کے بے شمار گل کھلائے ہیں تو وہاں اہل سنت و جماعت علماء دیوبند شکر اللہ تعالیٰ مساعیھم کے خلاف من گھڑت اور عقائد باطلہ وفاسدہ منسوب کرنے کی احمقانہ کوشش یہ کی ہے کہ اہلسنت و جماعت علماء دیوبند خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے گستاخ ہیں؟ العیاذ باللہ۔ ایسے بے بنیاد اور باطل الزامات عائد کر دیئے ہیں۔ یوں تو جھوٹوں اور مفتریوں اور کذابوں سے کوئی دور خالی نہیں رہا مگر جس ڈھٹائی اور تھوک کے حساب سے رضا خانی غلام مہر علی بریلوی نے کذب وافتراء سے کام لیا ہے اس کی مثال ہرگز نہیں دی جا سکتی اور پھر بدفہمی اور غباوت میں تو ان کا مقابلہ نہیں اور رضا خانی غلام مہر علی بریلوی نے اپنے پیشوا آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی غضب اللہ علیہ کے دل ودماغ کی تمام تر سیاہی اور اس کے مکروں چہرے کی عبوست اور اس کے نامہ اعمال کی تمام تر بدبختیاں وبدنصیبیاں اہلسنت و جماعت علماء دیوبند شکر اللہ تعالیٰ مساعیھم کے روشن چہروں پر ملنے کی ناپاک جسارت کی ہے اور جب بندہ ناچیز نے رضا خانی غلام مہر علی بریلوی کی کتاب کے من گھڑت اور سراپا کذب حوالہ جات کو پڑھا اور دل میں آیا کہ کیا اتنے بڑے جھوٹے کذاب مفتری خائن اور بددیانت وبدفہم وافتراء پرداز کی بخشش ہو سکتی ہے؟ اور اس کی ناپاک سعی سے بندہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ ایسے کذاب کی بخشش ہرگز نہیں ہو سکتی اور یقیناً نہیں ہو سکتی۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو بخش دے تو

اس کو مکمل قدرت وطاقت ہے۔ کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ لیکن مشرک کے بارے میں تو حق تعالیٰ کا واضح اعلان ہے کہ مشرک کی ہرگز بخشش نہ ہوگی۔ کیونکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں مشرک اور بدعتی جنت میں ہرگز نہ جائے گا۔ بلکہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور اہل حق دیوبند کے خلاف رضا خانی بریلوی نے غالباً یہ عزم کرلیا تھا کہ اہل سنت وجماعت علماء دیوبند کے خلاف بہرصورت یلغار کرتا رہوں گا چاہے کتنا ہی ذلیل و رسوا ہی کیوں نہ ہونا پڑے مگر یہ کہاں کا فلسفہ ہے کہ کسی کا جرم کسی اور کے سر تھوپ دیا جائے جیسا کہ شیعہ مولوی مظہر علی اظہر کا قول یہ کافر اعظم ہے یا قائداعظم (بلفظہٖ دیوبندی مذہب ص ۳۴۴ طبع ۲) مولوی مظہر علی اظہر کے اس مکروہ وغلیظ قول کو اہل سنت وجماعت علماء دیوبند کی طرف جعلی طور پر منسوب کر دیا ہے اور اس رضا خانی بریلوی غلام علی نے بدیانتی اور خیانت کرتے وقت عالم آخرت کو فراموش کر دیا اور حیران ہوں اس رضا خانی بریلوی پر کہ اس کذاب مفتری نے کہیں بے ضابطہ طور پر پڑھا بھی ہے کہ نہیں جس کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ قائداعظم محمد علی جناح بانی پاکستان کے خلاف غلیظ شعر کس نے کہا ہے ورنہ یہ رضا خانیت اور بریلویت کا جاہل وکیل بقیہ تمام رضا خانی بریلویوں کا بھی بیڑا غرق کردے گا رضا خانی غلام مہر علی بریلوی کو اور تمام رضا خانی بریلویوں کو حقیقت میں اہل سنت وجماعت علماء دیوبند سے یقیناً نفرت ہے کیونکہ علماء اہل سنت و جماعت دیوبند نے تمہارے بابا اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے خودساختہ سراپا کذب رضا خانی دین کی خوب بنیادیں اکھڑ دی ہیں ذرا اپنے رضا خانی عقیدت کی سیاہی بھی تو دیکھتے کہ جس رضا خانی عقیدے کی تمام تر سیاہی تم نے علماء اہل سنت کے عقائد صحیحہ وحقہ پر تقسیم کرنے کی ناپاک کوشش کی اور رضا خانی بریلوی نے جتنے بھی باطل وفاسد عقائد علماء اہل سنت دیوبند کی طرف بڑے شاطرانہ وعیارانہ انداز میں منسوب کئے ہیں تمام کے تمام الزامات واتہمات اتنے ہی بورے اور بے وقعت و بے دلیل ہیں کہ جنکی شرعی طور پر قطعاً کوئی حیثیت ہی نہیں۔ صرف رضا خانی بریلوی نے پر فریب طریقہ سے بات کا بتنگڑ، رائی کا پہاڑ اور پر کا پرندہ بنا دیا ہے اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ رضا

خانی غلام مہر علی بریلوی کی کتاب پڑھنے سے تو اس کی غلیظ اور ناپاک ذہنیت کا یقین ہو جاتا ہے اور پوری کتاب میں سینہ زوری سے اور دھاندلی کی گئی ہے اس کی تمام کتاب اول تا آخر اہل سنت وجماعت علماء دیوبند شکر اللہ تعالیٰ مساعیھم کے خلاف سراسر الزام وبہتان وافتراء عظیم ہے اور رضا خان غلام مہر علی بریلوی نے 1956ء میں اہل سنت وجماعت علماء دیوبند کے خلاف دل آزار اور سراپا کذب کتاب بنام "دیوبندی مذہب" کا علمی محاسبہ لکھی اور پورے پاکستان میں رضا خانی بریلوی امت نے علماء اہل سنت دیوبند کے خلاف بدتمیزی کا طوفان برپا کر دیا کہ ہمارے مولوی صاحب نے دیوبندیوں کے خلاف بڑی ضخیم کتاب اس کی اور ایسے دلائل اور حوالہ جات پیش کئے ہیں کہ جن کا آج تک کوئی دیوبندی جواب نہیں دے سکا اور حقیقت یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت علماء دیوبند کے علماء نے رضا خانی غلام مہر علی بریلوی کی سراپا کذب اور جھوٹ کا طومار اور اکاذیب کا دفتر کتاب اور صاحب مؤلف کو قطعاً کوئی اہمیت نہ دی اور نہ ہی اس کی کتاب کو کسی درجہ سے کوئی حیثیت نہ دی۔ کیونکہ علماء اہل سنت دیوبند نے کہا کہ جھوٹ کے طومار کا کیا جواب دیں۔ ہرگز نہ دینا چاہیے خواہ مخواہ ایک گھٹیا آدمی کو اہمیت دینا اور منہ لگانا ہے۔ اور رضا خانی غلام مہر علیٰ صاحب بزعم خویش اپنی کم عقلی سے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ میرا اور میری لکھی ہوئی کتاب کا اچھا خاصا مقام ہے۔ بس اس کی کتاب کا جواب نہ لکھنے صرف وجہ یہی تھی کیونکہ علماء دیوبند کے خلاف لکھی جانے والی اکاذیب کا اس دفتر کتاب "دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ" اول سے لیکر آخر تک یعنی کہ ابتدا سے لیکر انتہاء تک سراپا کذب والزامات واتہامات اور جھوٹ کا طومار ہے اس لئے اس کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھا گیا اور نہ ہی ایسے کذاب اور جھوٹے مئولف رضا خانی بریلوی کو منہ لگانا چاہیے اور ایسے کذاب مئولف کو منہ لگا کر اس کی اہمیت مت بڑھاؤ اور اس کی کتاب کیبارے میں علماء اہل سنت دیوبند نے کہا رضا خانی غلام مہر علی بریلوی کی کتاب "دیوبند مذہب" کو اگر جلا کر اس پر ہاتھ سینک دیئے جائیں تو اس کی سراپا کذب اور اکاذیب کا دفتر ہونے کی وجہ سے خطرہ ہے کہ ہاتھوں میں کوڑھ نہ چل

جائے اور جب رضا خانی بریلوی اہل بدعت کی طرف سے رضا خانی غلام مہر علی کی کتاب بنام دیو بندی مذہب کا علمی محاسبہ کو سہارا بنا کر آئے دن نئے نئے فتنہ وفساد اور مذہبی فضا متعفن ہونے لگی اور رضا خانی بریلوی اہل بدعت نے مذہب اسلام کے آب شیریں کو مکدر کرنے لگے تو وقت کے پیش نظر وقت کی ایک اہم ضرورت تھی کہ عامۃ المسلمین کو رضا خانی بریلوی امت کے عقائد باطلہ اور خیالات فاسدہ اور انتہائی غلط وخلاف شرع عقائد واعمال کی ریشہ دوانیوں سے امت واحدہ میں افتراق وانشقاق کی خبیث شجرکاری سے بچ سکیں تو اس سلسلہ میں بڑی اہم ضرورت تھی کہ جسکو بندہ ناچیز نے اللہ تعالی کے فضل وکرم سے اہل سنت و جماعت علماء دیو بند شکر اللہ تعالی مساعیہم کی طرف سے بطور فرض کفایہ بریلوی مذہب کا علمی محاسبہ 5 جنوری 1988ء میں لکھ کر ادا کر دیا ہے جبکہ رضا خانی غلام مہر علی بریلوی نے اپنی سراپا کذب کتاب علماء اہل سنت دیو بند کے خلاف دسمبر 1956ء میں لکھی اور عرصہ طویل تمیں 30 سال تک کسی سنی حنفی دیو بندی نے اس کا جواب لکھنے کے طرف توجہ نہ فرمائی اور تمیں 30 سال کی طویل مدت کے بعد محض اللہ تعالی کے فضل وکرم اور احسان سے بندہ ناچیز کو حق تعالی نے یہ اعزاز عطا کیا کہ اس کتاب کا جواب لکھنے کی توفیق بخشی اور حق تعالی کے فضل وکرم سے بندہ نے رضا خانی بریلوی غلام مہر علی کی طرف سے اہل سنت و جماعت علماء دیو بند پر لگائے گئے تمام تر الزامات واتہامات وافترا پردازی اور من گھڑت عقائد باطلہ وفاسدہ کا جواب الحمدللہ ثم الحمدللہ براہین قاطعہ ودلائل ساطعہ ودلائل قاہرہ سے علمی تحقیق مدلل اور دندان شکن لکھ کر اکابر اہل سنت و جماعت دیو بند کا قرض اتار دیا ہے اور اللہ تعالی کا یہ خاص احسان عظیم ہے کہ جس ذات پاک نے بندہ ناچیز کو کتاب لکھنے کی توفیق عطا کی ہے اور انشاء اللہ ہم یہ پیشین گوئی کرتے ہیں کہ یہ کتاب شائع ہوتے ہی رضا خانی بریلوی بدعتیوں میں صف ماتم ضرور بچھ جائے گی جو کہ قارئین کرام کے پیش خدمت ہے اور اہل سنت و جماعت علماء دیو بند شکر اللہ تعالی مساعیھم کی خدمت میں گزارش ہے کہ بندہ ناچیز کی اس ادنی سی کاوش کو دین اسلام کی بہت بڑی خدمت سمجھیں اور امید ہے کہ

علماء اہل سنت و جماعت دیو بند اس پرفتن دور میں میری اس حقیر سی کوشش کے بدلہ میں بندہ کے حق میں دعائے خیر فرمائیں گے اور رضا خانی غلام علی بریلوی اور دیگر رضا خانی بریلویوں کی خدمت میں دردمندانہ گزارش ہے کہ ______

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے   نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوایاں ہوتیں

قارئین محترم رضا خانی غلام مہر علی بریلوی کی کتاب "دیو بندی مذہب کا علمی محاسبہ" ابتدا سے لیکر انتہا تک نہایت شرم ناک خیانت وبدیانتی اور قطع وبدید و بے بنیاد الزامات واتہامات وجھوٹ کا طومار اور اکا زیب دفتر ہے اور اس رضا خانی غلام مہر علی بریلوی کی کتاب کی حقیقت یہ ہے کہ ابتدا جھوٹ اور انتہا جھوٹ کا خوب عملی مظاہر کیا گیا ہے۔

بس یہی وجہ تھی کہ اہل سنت و جماعت علماء دیو بند کثر اللہ تعالی جماعتہم نے رضا خانی غلام مہر علی بریلوی کی کتاب کا جواب دینے کی توجہ نہ فرمائی ورنہ عرب وعجم والے علماء اہل سنت دیو بند کی علمی جلالت اور شہرت کو مان چکے ہیں اور علماء اہلسنت دیو بند کے علم وتقوی پر عرب وعجم والے فخر کرتے ہیں اور جن کے علم وتقوئی پر اللہ کی فرشتے بھی رشک کرتے ہیں جب کہ اہل سنت و جماعت علماء دیو بند شکر اللہ تعالی مساعیہم اللہ تعالی کے فضل وکرم سے علمی دنیا میں اپنے علم وتقوی کا لوہا منوا چکے ہیں اور ان حضرات اہل سنت و جماعت دیو بند کے خلاف رضا خانی بریلوی نے انسانیت سوز زبان استعمال کی اور ان حضرات کے علم وتقوئی کو شاطرانہ وعیارانہ طریقہ سے مجروح کرنے کے لئے اس ذات شریف نے ظالمانہ اور سفیہانہ رویہ اختیار کیا گیا لیکن ہم ان کا انکی زبان میں جواب دینے پر بے حد مجبور ہیں اور اس کے قلم کی ناپاک سیاہی اور اس کے رضا خانی کرتوت نے ہمیں بریلوی مذہب کا علمی محاسبہ نامی کتاب لکھنے پر مجبور کر دیا ہے۔ کتاب لکھنے کے سلسلہ میں پیش قدمی ہماری طرف سے ہرگز نہیں بلکہ رضا خانی غلام مہر علی بریلوی کی کتاب بنام "دیو بندی مذہب کا علمی محاسبہ" شائع ہوئی ہے جس کا ہم نے بریلوی مذہب کا علمی محاسبہ

کے نام سے مدافعانہ جواب دیا ہے اور کتاب کا جواب لکھنے سے صرف اور صرف مدافعت اور احقاق حق مطلوب ہے چونکہ رضا خانی غلام مہر علی بریلوی نے اپنی کتاب میں رضا خانی حملوں اور سینہ زوری سے مولوی احمد رضا خان بریلوی غضب اللہ علیہ کے قلم کی نحوست اور منحوس چہرے کی تمام تر سیاہی اور عبوست کو اہل سنت و جماعت و دیو بند شکر اللہ تعالیٰ مساعیہم کے روشن چہروں ملنے کی ناپاک جسارت کی جس کی وجہ سے بندہ کو مجبوراً رضا خانی بریلوی مذہب کی حقیقت کو پوری طرح بے نقاب کرنے کے لئے کچھ لکھنا پڑا۔ بندہ ناچیز کی اس کاوش کو جارحانہ ہرگز نہ سمجھا جائے بلکہ ایک ردعمل سمجھا جائے اور کبھی کبھی ردعمل شدید بھی جایا کرتے ہیں پھر بھی اس شدت میں مورد الزام رضا خانی غلام مہر علی بریلوی تحصیل چشتیاں ضلع بہاول نگر ہی کو سمجھنا چاہیے جو اس شدید ردعمل کا باعث بنا ہے اور علماء اہل سنت و جماعت دیو بند ہی کو حق تعالیٰ نے یہ مقام عطا کیا ہے کہ تمام مذاہب باطلہ کی بیخ کنی کے لئے شاید اللہ تعالیٰ نے انہیں نامزد کر رکھا ہے اور دین اسلام کے ہر مقام پر علماء اہل سنت دیو بند کے خدام اپنا اپنا مورچہ سنبھالے بیٹھے ہیں تاکہ کوئی رسوائے زمانہ دین اسلام کے پاکیزہ درخت کی کسی شاخ کو اپنے موذی جراثیم والے کینسر سے متاثر نہ کر سکے اور حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے علماء اہل سنت دیو بند توحید و سنت کا پرچم پاک و ہند کے کونے کونے شہر شہر قریہ قریہ بستی بستی لہرا رہے ہیں اور حق تعالیٰ کے فضل و کرم اور احسان سے علماء اہل سنت و جماعت دیو بند کے قرآن و سنت پر مبنی دلائل کے سیل رواں کے سامنے رضا خانی بریلوی فرقہ کو آنکھیں بند کئے بغیر ہرگز کوئی چارہ کار نہیں ہوگا کیونکہ ان کے بڑے گرو بابا جی بھی علمی میدان آپاہج تھے علماء اہل سنت و جماعت و دیو بند کے قرآن و حدیث کے دلائل صحیحہ کے مقابلہ میں رضا خانی بریلوی مذہب کی کاغذ کی کشتی انشاء اللہ یقیناً ڈوب جائے گی کیونکہ رضا خانی بریلوی فرقہ کے تو نہ دان میں سوائے کفر و شرک اور بدعات کے کچھ بھی نہیں رضا خانی بریلوی تو نہ دان بس یہی کچھ ہے اور اہل سنت و جماعت علماء دیو بند اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے توحید و سنت کا پرچم لہرا رہے ہیں اور تا قیامت لہراتے رہیں گے۔ جبکہ ان کے مقابلے

میں رضا خانی بریلوی شرک و بدعت کے حامی بنے ہوئے ہیں اور ماحی توحید و سنت کا مکروہ کردار ادا کر رہے ہیں اور اہل سنت و جماعت علما دیو بند شکر اللہ تعالیٰ مساعیہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے توحید و سنت کا پرچم اٹھایا اور آج تک اٹھائے ہوئے ہیں اور زندگی کے کسی موڑ پر پرچم توحید پر آنچ نہیں آنے دی اور کسی مقام پر پرچم کو سرنگوں نہیں ہونے دیا بلکہ بلند سے بلند تر کیا ہے جس کی وجہ سے عرب و عجم بلکہ ہر مخالف اور موافق کو تسلیم ہے کہ پاک و ہند حتیٰ کہ عرب و عجم میں بھی توحید و سنت کے پرچم کو لہرایا ہے تو اہلسنت و جماعت دیو بند شکر اللہ تعالیٰ مساعیہم کی قرآن و سنت پر مبنی دینی اور علمی اور تبلیغی و اصلاحی خدمات کو ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کو ذات وصفات میں وحدہ لاشریک ماننا توحید ہے

اللہ تعالیٰ کی ذات کو سب مانتے ہیں ہندو کافر بھی خدا کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں اکثر مسلمان بھی اس شرک میں گرفتار ہیں۔ خالص توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو مع اس کی صفات کے ساتھ مانا جائے اور اس کی صفات میں کسی دوسرے کو شریک نہ کیا جائے آج کل مسلمان اللہ تعالیٰ کی صفات میں دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات حاضر و ناظر ہے اللہ کے سوا کوئی حاضر و ناظر نہیں یہاں تک کہ حضور علی الصلوٰۃ والسلام بھی حاضر و ناظر نہیں ہیں اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب والشہادۃ نہیں نہ کوئی نبی اور نہ کوئی ولی قرآن مجید میں ایک واقعہ آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت مبارکہ تھی۔ کہ سفر میں جاتے وقت قرعہ دال کر ایک بیوی کو ساتھ خدمت کے لئے لے جاتے تھے ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ عائشہ کو ساتھ سفر میں لے گئے۔ راستہ میں جب قافلہ ٹھہرا تو حضرت عائشہ صدیقہ قضائے حاجت کے لئے رات کو بارہ تشریف لے گئیں پیچھے قافلے کے چلنے کا حکم ہو گیا حضرت عائشہ صدیقہؓ چونکہ بہت نازک تھیں اس لئے ان کے کجاوے کو اٹھانے کو جو صحابی متعین تھے انہوں نے سمجھا کہ عائشہؓ اندر ہیں

انہوں نے کجاوہ کو دیکھا نہیں اور اٹھا کر لے گئے۔ جب حضرت عائشہ صدیقہؓ قضائے حاجت کے اور جنگل سے واپس آئیں تو قافلہ کو نہ پا کر وہیں کپڑا اوڑھ کر لیٹ گئیں کہ حضور ﷺ مجھ کو نہ پا کر واپس تلاش کرنے کے لئے یہاں آئینگے ایک صحابی قافلے کے پیچھے رہا کرتا تھا تا کہ کوئی چیز پیچھے رہ جائے یا گر پڑے تو وہ اٹھا کر لے آئیں۔ انہوں نے جب ان کو کپڑا اوڑھ کر لیٹے دیکھا تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اس سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی آنکھ کھل گئی۔ اس صحابیؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو پردہ کرا کرا اپنے اونٹ پر بٹھا کر خود مہار پکڑ کر قافلے کے ساتھ مل گئے منافقین نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگا دی حضور ﷺ کو سخت پریشانی ہوئی آپ بہت غمگین رہنے لگے کئی دن خاموش اور پریشان رہے بالآخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عائشہؓ کی برائت کا حکم نازل ہوا تب جا کر حضور ﷺ کی پریشانی دور ہوئی اس واقعہ سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ حاضر و ناظر اور عالم الغیب والشہادہ نہ تھے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو کیوں اتنا پریشان ہوتے کیا حضور ﷺ ان منافقین سے ڈرتے تھے؟ اگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہوتے تو ان منافقین سے فرماتے کہ اے بے ایمانو! مجھے تو پتہ ہے کہ عائشہ صدیقہؓ پاک ہیں تم ان پر کیوں تہمت لگاتے ہو تم جھوٹے ہو اللہ تعالیٰ کی صفات فقط اسی میں ہیں اور کسی میں نہیں۔

هو الله الذی لااله الا هو عالم الغیب والشهادة هو الرحمٰن الرحیم۔

ترجمہ: وہی اللہ ہے کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں عالم الغیب والشہادہ ہے وہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

آج کل بزرگوں کی بزرگی بڑھانے کے لئے کہا جاتا ہے۔ کہ ہمارے پیر ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ ان کو ہر ایک چیز کا علم ہے۔ ان جاہلوں کو یہ پتہ نہیں۔ کہ اس طرح ہم خدا کی ساتھ شریک ٹھہرا کر مشرک بن رہے ہیں۔ یاد رکھو۔ مشرک ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کو ذات و صفحات میں

واحدہ لاشریک ماننا توحید ہے مگر کوئی اللہ تعالیٰ کو ایک مانے مگر اس کی صفات میں غیروں کو شریک ٹھہرائے وہ مشرک ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں ۷۳ فرقے ہونگے:

ثنتان وسبعون فی النار وواحدة فی الجنته۔

ترجمہ: ۷۲ فرقے ان میں سے دوزخ میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔

صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ وہ ایک فرقہ جنت میں کونسا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما انا علیه واصحابی۔

ترجمہ: جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔

آج کل جو بزرگوں کو نبیوں کے برابر اور نبیوں کو خدا کے براب کر دکھائے وہ پکا مسلمان پہنچا ہوا ہے اور جو کچھ یہ کہے لا الہ الا اللہ۔ کہ فقط خدا کی ذات ہے۔ وہ وہابی تیجے، ساتے، دسویں اور چہلم، ششماہی اور سالانہ ختم شریف میں یتیموں کا مال نہ کھائے فقط خدا تعالیٰ کی ذات کو پکارے اپنی تمام مشکلات و حاجات میں پکارے وہ پکا وہابی۔ پس یہ ہے معیار رضا خانی بریلوی امت کا جو کہ سراسر پیٹ کا دھندہ اور گمراہی کا پھندہ ہے۔

اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کی دینی اور علمی خدمات

حضرت خاتم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جسے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

انما اخاف علی امتی ائمة مضلین لا تذال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق لا یضر هم من خذلهم حتی یاتی امر الله وهم کذالک (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۳، جامع ترمذی ج ۲ ص ۵۰ سنن ابن ماجہ ص ۳)

ترجمہ: مجھے اپنی امت پر زیادہ ڈر گمراہ کرنیوالے پیشواؤں کا ہے میری امت میں سی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہ کر باطل پر غالب رہے گی۔ اس کو رسوا کرنے والے اسے ذرہ برابر نقصان نہیں

پہنچاسکیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے گی اور وہ جماعت اسی طرح حق پر قائم اور باطل پر غالب ہوگی۔

جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہوئے اس وقت آپ نے دین اسلام کو واضح، روشن اور صاف وشفاف دین کی حالت میں چھوڑا اور جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس دین متین کے امین تھے۔ وہ صحبت نبوی کے فیض یافتہ اور ظاہر و باطن میں مزکی ومطہر تھے اسلئے صحابہ کے بعد امت کے گمراہ ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ اس امت کو ایسے پیشوا اور ائمہ میسر آئیں۔ جو نصوص شرعیہ کو محرف کر کے اور احکام اسلامیہ کو مسخ کر کے امت کو صراط مستقیم اور راہ ہدایت سے گمراہ کریں۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے ایسے پیشواؤں کو امت کے لئے سب سے زیادہ خطرناک قرار دیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ میری امت میں جہاں گمراہ کرنیوالے علماء اور پیشوا ہونگے۔ وہاں میری امت میں سے ایک جماعت ہر زمانہ میں ایسی بھی موجود رہے گی۔ جو خود حق پر قائم ہوگی۔ اور اس کے عقائد واعمال اور اخلاق واطوار کا سارا نظام بعینہ وہی ہوگا جو کتاب وسنت کی صورت میں موجود ہے۔ اور جس پر میں اور میرے صحابہ گامزن ہیں۔ وہ کتاب وسنت کی روشنی میں ائمہ ضلالت کے مکر وفریب اور دجل دافترا کو بے نقاب کریگی۔ توحید وسنت کی راہ واضح اور روشن کرے گی۔ اور دلائل قاطعہ اور براہین قاہرہ سے حق کو باطل پر غالب رکھے گی۔

اسی جماعت حقہ اور طائفہ منصورہ کی کوششوں کی بدولت دین اسلام اپنی اصلی شکل وصورت اور حقیقی روح درواں کے ساتھ اب تک دنیا میں موجود چلا آرہا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک کے درمیانی عرصہ میں حق و باطل اور هدایت و ضلالت کی باہمی آویزش وچپقلش کا مطالعہ کیا جائے۔ تو صاف معلوم ہوجائے گا کہ ہر دور میں کس طرح ائمہ ضلالت نے امت کو جہنم کی طرف کھینچنے کی کوشش کی اور پھر کس طرح طائفہ حقہ نے امت کی صحیح راہنمائی کر کے اسے گمراہی سے بچایا۔ صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں فتنہ انکار ختم نبوت اس کے بعد فتنہ رفض وخروج، فتنہ اعتزال وتجہم، خلق قرآن، تجہم وغیرہ اور آخری زمانہ میں فتنہ دین الٰہی، سجود لغیر اللہ اور فتنہ طوفان بدعات وغیرہ یہ تمام علماء سوء اور پیشوایان ضلالت نے کھڑے کئے، اور امت کو ٹکڑوں ٹکڑوں میں تقسیم کیا۔ ہر زمانہ میں ائمہ ہدائی اور طائفہ منصورہ نے ان فتنوں کا مقابلہ کیا۔ اور امت کو صرط مستقیم پر قائم رکھنے کی کوشش کی۔

دسویں صدی کے آخر میں ہندوستان کی مزہبی فضا اسقدر تاریک اور غبار آلود ہوچکی تھی کہ توحید وشرک اور سنت وبدعت میں امتیاز ناممکن ہوگیا تھا۔ یہ سب کچھ مغل بادشاہوں کی ہندوؤں سے ازدواجی تعلقات اس سے معاشرتی مراسم، رافضی وزراء اور ارکان سلطنت کے اثر ورسوخ اور اکبر کے دین الٰہی کا نتیجہ تھا۔ اسوقت کے پیشوایان ضلالت اور علماء سوء نے بادشاہوں کو تعظیمی سجدہ کرنے کے جواز کا فتویٰ بھی صادر کردیا تھا۔ اسوقت اللہ تعالیٰ نے وقت کے مجدد شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ کو پیدا کیا۔ جنہوں نے جان پر کھیل کر حکومت وقت اور جی حضوری مولویوں کا مقابلہ کیا اور شرک وبدعت کے مٹانے میں اپنی زندگی صرف کردی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے تجدیدی کارناموں کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے خاندان ولی اللہی کو پیدا کیا جسکی دینی، تبلیغی واصلاحی اور علمی خدمات نے نہ صرف ہندوستان کا بلکہ ساری دنیا کو ظاہری اور باطنی علوم ومعارف سے مالا مال کردیا۔

حضرت امام ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے ہندوستان میں سب سے پہلے قرآن مجید کا فارسی ترجمہ کیا۔ پھر کیا تھا علماء سوء اور پیران سیاہ کار نے ان کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی برپا کردیا۔ اور ان پر کفر کے فتوے لگادیئے۔ اس سے ان کو اپنی ریاستیں اور گدیاں خطرہ میں آنے لگیں۔ کیونکہ قرآن مجید کے ترجمہ کی وجہ سے جب لوگ قرآن کی اصلی تعلیمات سے واقف ہوجائینگے۔ تو ظاہر ہے کہ علماء بدعت کے فریب کا آسانی سے شکار نہیں ہوسکیں گے یہی وجہ ہے کہ آج بھی مبتدعین ان سے ناراض ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ رضا خانی مولوی محمد عمر کی کتاب مقیاس حنفیت (ص ۵۷۵) حضرت شاد

صاھب کے چار صاحبزادے تے۔ 'ورچاروں ہی آفتاب و ماہتاب تھے۔ آج پاک و ہند میں کون ہے جو اس خاندان کا خوشہ چین نہیں۔ اس خاندان کے علمی اور مجاہدانہ کارنامے رہتی دنیا تک یادگار رہیں گے، اسی خانوادہ کے ایک بطل جلیل امام المجاہدین وامام الموحدین حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل دہلویؒ تھے۔ جنہوں نے ایک طرف شرک، بدعت اور بدعملی کے خلاف قلمی جہاد کیا۔ اور دوسری طرف ملک کو کافروں سے پاک کر کے اس میں اسلامی حکومت قائم کرنے کی خاطر شمشیر بکف ہو کر حضرت مولانا سید احمد شہید کی قیادت میں ایک لشکر جرار کے ساتھ سکھوں سے جہاد کیا اور لڑتے لڑتے عین معرکہ کارزار میں اپنے قائد حضرت مولانا سید احمد شہیدؒ کے ساتھ جام شہادت نوش فرمایا۔ آج اہل بدعت اللہ کی راہ میں ان خاک وخون میں تڑپ کر جان دینے والوں کو بھی گالیاں دیتے۔ اور ان کو اسلام کو دشمن سمجھتے ہیں۔ اور تقریروں اور تحریروں میں ان مغلظات سنانے کو عبادت سمجھتے ہیں۔ جن لوگوں کا اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے مخلص مجاہدین سے یہ سلوک ہو ان کے بارے میں خود ہی فیصلہ کر لیجئے۔ کہ ایمان و اسلام سے ان کا تعلق کس نوعیت کا ہے کہ حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کا سب سے بڑا جرم جس کی وجہ سے وہ اہل بدعت کے معتوب ہیں یہ ہے کہ انہوں نے توحید وسنت کے احیا اور شرک و بدعت کے رد میں تقویۃ الایمان کتاب لکھی جس نے ان کے قصر بدعت میں تہلکہ مچادیا۔

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے فرزند حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کے نواسے حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰقؒ تھے۔ جو اپنے زمانہ میں مسندالوقت تھے اور ہندوستان میں علم حدیث میں سب سے بڑا حلقہ، درس انہی کا تھا۔ آپ کے شاگرد سینکڑوں کی تعداد میں اطراف و اکناف عالم میں پھیل چکے تھے۔ آپ ہی علماء دیوبند کے علمی سلسلہ کے مورث اعلی ہیں۔ آپ کے خصوصی شاگرد حضرت مولانا شاہ عبدالغنی مجددیؒ، حضرت مولانا محمد مظہر نانوتویؒ اور حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ تھے۔ اول الذکر کے شاگرد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد

گنگوہیؒ۔ ثانی الذکر کے شاگرد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ اور حضرت مولانا حسین علی واں بھچرویؒ اور ثالث الذکر کے شاگرد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہم اللہ تعالی علیہم رحمت واسعہ اور آج ان کے شاگردوں کا حلقہ اسقدر وسیع ہو چکا ہے کہ اس کی پیمائش ناممکن ہے۔ آج اگر اہل بدعت کی نئی شریعت اور انکے خود ساختہ دین و مذہب کو دیکھا جائے اور ساتھ ہی علماء دیوبند کی اصلاحی، تبلیغی، تدریسی اور تصنیفی سرگرمیوں پر نظر ڈالی جائے تو آئمہ مضلّین (گمراہ کرنیوالے پیشواؤں) اور طائفہ منصورہ کا تقابل صاف نظر آتا ہے۔

علماء دیوبند کی دینی اور ملی خدمات کا دائرہ نہایت وسیع ہے اور ہر دینی میدان میں ان کی گرانقدر خدمات موجود ہیں۔ علماء دیوبند کی صد سالہ تاریخ اور ان کی ملی خدمات کا اگر تفصیلی جائزہ لیا جائے۔ تو اس کے لئے سینکڑوں صفحات کی کئی مجلّات درکار ہیں۔ کاش کہ دارالعلوم دیوبند کے متوسّلین اس کام کی طرف توجہ فرماتے) حسب ذیل سطور میں سرسری جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱) اصلاح عقائد

حنفی دیوبندی مکتبہ فکر کی سب سے بڑی خصوصیت جو اسکو فرقہ بریلویہ سے ممتاز کرتی ہے وہ توحید وسنت کی پابندی ہے۔ اللہ تعالی کو ذات و صفات میں واحد و یکتا ماننا۔ اللہ تعالی کی صفات کارسازی اور اس کی تمام صفات مختصہ میں کسی نوری، ناری اور خاکی کو شریک نہ سمجھنا نہ ذاتی طور پر اور نہ عطائی طور پر، زندگی کے ہر معاملہ میں خواہ اس کا تعلق زندگی کے کسی شعبہ سے ہو۔ بدعت اور احداث فی الدین سے کلی اجتناب کرنا اور ہر معاملہ میں سنت نبوی کو اپنا راہنما بنانا۔ یہ ہے سنّیت اور حنفیت۔

دیوبندیت کا امتیازی نشان ہے۔ علماء دیوبند نے ہمیشہ اہل بدعت کیمقابلہ میں تقریر و تحریر کے ذریعے اس نہج پر کتاب وسنت کے مطابق عقائد کی اصلاح کا کام کیا اور ہر کام میں سنت نبوی پر عمل کرنے کی تلقین کی۔

۲) تدریس

دارالعلوم دیو بند ایشیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی ہے جس سے اب تک ہزاروں علماء مفسرین، محدثین اور مناظرین، محققین ،صوفیائے کاملین، مبلغین ،اہل قلم ،مفتی اور مصنفین پیدا ہوئے جو دنیا کے کونے کونے میں خدمت دین میں مصروف ہیں۔ دارالعلوم کے فیض یافتہ علماء کے جاری کردہ مدارس عربیہ کی تعداد اگر صرف پاک و ہند ہی سے جمع کی جائے۔تو ہزاروں تک پہنچ جائے۔سنی حنفی دیو بندی مدارس عربیہ کا مقصد ٹھوس دینی تعلیم دینا علما اور مصنفین پیدا کرنا۔ مسلمانوں کے دینی شعور کو بیدار کرنا اور ان کو جہالت کی تاریکیوں سی نکال کر علم کی روشنی سے ہمکنار کرنا ہے۔سنی حنفی دیو بندی مدارس کفر سازی کی فیکٹریاں نہیں ہیں کہ ان میں کافر ساز ملا پیدا کر کے ملک میں پھیلا دیئے جائیں۔ جو قریہ بقریہ قدم بقدم ،شہر بہ شہر شرک وبدعت پھیلائیں اور توحید وسنت کے حامیوں پر کفر کے فتوے لگائیں۔اور خوب مزے اڑائیں۔

۳) تصنیف

اہل سنت و جماعت علماء دیو بند نے سو سال کی مختصر سی مدت میں تصنیف و تالیف کے میدان میں اسقدر کثیر اور قابل قدر کام کیا ہے کہ شاید ہی دنیا کی کسی دوسری اسلامی درسگاہ کے علماء نے اتنے عرصے میں کیا ہو۔علوم اسلامیہ کا کوئی فن نہیں۔جس میں علماء دیو بند کی مستقل اور گرانمایہ تصنیفات موجود نہ ہوں۔

مثلاً علم تفسیر بیان القرآن از حضرت تھانوی ؒ تفسیر جواہر القرآن از حضرت واں بھچروی ؒ معارف القرآن مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع ؒ اور معارف القرآن حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی ؒ تفسیر معالم العرفان حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی دامت برکاتہم مشکلات القرآن از حافظ الحدیث حضرت علامہ سید انور شاہ ؒ کشمیری علم الحدیث میں فیض الباری شرح صحیح بخاری۔ فتح الملہم شرح صحیح مسلم۔از حضرت شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ بذل المجہود شرح سنن داؤد از حضرت مولانا خلیل

احمد سہارنپوری ؒ، اوجز المسالک شرح موطا امالک ،از حضرت مولانا محمد ذکریا کاندھلوی ؒ الکوکب اللدی ، العرف اشذی شرح کتاب آلاثار امام محمد از حضرت مولانا مفتی مہدی حسن صاحب ؒ۔ شرح کتاب معانی آلآ ثار طحاوی از حضرت مولانا محمد یوسف بنوری ؒ حاشیہ طحاوی از حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب (غیر مطبوعہ) التعلیق الصبیح شرح مشکوۃ ،احیاء، سنن ،اعلاء السنن آ ثار السنن ۔ترجمان السنہ وغیر ہا۔اس کے علاوہ تمام فنون میں مستقل تصنیفات اور حواشی بے شمار ہیں۔اہل سنت علماء دیو بند کی تصانیف کا ایک معتد بہ حصہ شرک و بدعت کے رد میں مشتمل ہے۔اہل بدعت نے مولوی احمد رضا خان صاحب سے لے کر اب تک سینکڑوں کتابیں اور رسالے مختلف بدعات بلکہ بعض شرکیہ و کفریہ اعمال کی تائید میں لکھے ہیں۔جن کے جواب میں اہل سنت علماء دیو بند کی طرف سے توحید و سنت کی حمایت میں سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں ۔ جنہوں نے مسلمانوں کے عقائد و اعمال کو شرک و بدعت کی آلائشوں سے محفوظ رکھنے کا سامان بہم پہنچانا۔اہل سنت علماء دیو بند کی تصانیف کا یہی وہ حصہ ہے۔جس پر اہل بدعت زیادہ برہم اور پیخ پا ہیں اور جن کی وجہ سے ان کا دین و مذہب خاک میں ملا جا رہا ہے۔اور وہ آپے سے باہر ہو کر علماء اہل سنت دیو بند کو پیٹ بھر گالیاں اور مغلظات سنا کر بھی سیر نہیں ہوتے اور علماء اہل سنت دیو بند صرف آج رضا خانی بریلوی اہل بدعت کی بازاری گالیوں کا تختہ مشق محض اس لیے بنے ہوئے ہیں کہ علماء اہل سنت آج ان کی بازاری گالیوں کا نسخہ مشق محض اس لئے بنے ہوئے ہیں کہ علماء اہل سنت دیو بند نے اپنے آپ کو اور اپنی زبان و قلم کو توحید و سنت لئے وقف کر دیا ہے۔

تکفیر اہل حق اہل سنت و جماعت علماء دیو بند شکر اللہ تعالی مساعیہم

رضا خانی بریلوی اہل بدعت ہمیشہ سے آئے دن نئے دن رضا خانی کرشمے اور رضا خانی گل کھلاتے رہتے ہیں اور رضا خانی بریلویوں کی طرف سے یہ کوئی نئی چیز نہیں اس سے پیشتر بھی علمائے حق اہل سنت دیو بند کو اپنے سب و شتم کا تختہ مشق بناتے رہتے ہیں ان کی دریدہ دہنی اور تندخوئی نے دین و

مذہب کے نام پر اسلام کی جڑیں کھوکھلی کی ہیں۔ اور اہل حق کو ان کے ہاتھوں جو روحانی اذیتیں پہنچی ہیں وہ اسلامی تاریخ کا افسوسناک سانحہ ہے۔ یہ لوگ اب بھی موقعہ بہ موقعہ اپنے ذہنی تعصبات اور تفریق پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے کسی نہ کسی فتنہ کو کھڑا کرتے رہتے ہیں جس سے اسلامی اجتماعیت کی شان کو بڑا زبردست صدمہ پہنچتا رہتا ہے۔

رضا خانی بریلویوں کی جانب سے چند گنے چنے اعتراضات کے جواب میں علماء حق اہل سنت دیوبند کی جانب سے بے شمار لٹریچر اور تحریریں شائع ہوچکی ہیں۔ مقصد اگر دین فہمی اور اصلاح ہو۔ تو پھر معاملہ بڑی آسانی کے ساتھ حل ہوسکتا ہے۔ لیکن جب بات شر پسندی اور بغض وعناد وشرم ناک خیانت تک پہنچ جاتی ہے تو پھر وہی ہوتا ہے جس کا مشاہدہ آپ اور ہم کر رہے ہیں۔

ان لوگوں نے نہایت ہی غیر ذمہ داری کے ساتھ علمائے اہل سنت دیوبند کی تصانیف سے ناتمام عبارات کے ناتمام ٹکڑے سیاق وسباق سے علیحدہ کر کے ان کو خود ساختہ معنی پہنا کر عامۃ المسلمین کے سامنے پیش کر دیے اور کہہ دیا کہ دیکھو جی بکہ یہ عقائد ہیں علماء دیوبند کے۔ اس کے باوجود یکہ بار باران ناتمام عبارات کے بارہ میں توضیحات وتشریحات کی جاچکی ہیں اور ان بے غبار اور بے داغ عبارات کے مصنفین کی مراد بھی واضح کی جاچکی ہے۔ مگر رضا خانی بریلویوں کی جانب سے ایک رٹ ہے۔ جو برابر لگائی جارہی ہے۔ حالانکہ اس طرح کے موقع کے لئے بہت پرانا مقولہ یہ ہے۔ کہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیاں اور ہماری دنیا کے لوگ مصنف ہی کی بیان کردہ مراد پر یقین کرتے ہیں۔ مگر رضا خانی بریلویوں کے یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ مصنف کی مراد متعین کرنے کا حق خود اس کو نہیں بلکہ ہمیں حاصل ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ضد اور ہٹ دھرمی کی بدترین مثال ہے۔ مگر اسکا کیا جائے کہ انہیں اس پر اصرار ہے ان رضا خانی بریلویوں کا مشن ہی اختلاف اور منفی پہلو پر مبنی ہے۔ کوئی مثبت پہلو ان کے سامنے ہے ہی نہیں۔ جس کو وہ پیش کریں۔ سوائے اسکے دوسروں کی تکفیر وتفسیق اور تضلیل ہی ان کا

اسلام اور ان کا مشن ہے۔ حضرت سید سالار مسعود غازی قدس سرہ کے سجادہ نشین نے ایک کتاب بنام فسادی ملا شائع کی ہے۔ جس میں ان کے جو کارنامے دکھلائے ہیں۔ ان کا حاصل یہ ہے کہ دیوبندی کافر اور ان کے کفر میں شک کرنیوالا بھی کافر ندوی کافر اور ان کے ماننے والے بھی کافر لیگی کافر اور ان کے سربراہ سے لے کر ادنیٰ سے ادنیٰ لیگی تک سب کافر کانگرسی علماء اور ان کے ماننے والے بھی سب کافر اس کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ ہندو پاکستان میں بسنے والوں میں سے سوائے چند رضا خانی میلاد خواں بریلویوں کے شاید کوئی ایک فرد بھی دائرہ اسلام سے منسلک نہیں لیکن سوال یہ ہے کہ یہ لوگ کافر ہوں یا مسلم لیکن تکفیر کنندہ حضرات آخر وہ کونسا مثبت مشن رکھتے ہیں کہ جس کو وہ اسلام میں منسلک کر کے دنیا سے منوانے کے کوشش کر رہے ہوں۔ آیا کوئی تعلیمی تحریک انہوں نے جاری کی کہ جس سے دنیا کو بلائے جہل سے نجات ملی ہو۔ یا کوئی تبلیغی مشن جاری کیا جس سے کفار دائرہ اسلام میں جوق در جوق داخل ہوئے ہوں؟ یا کوئی اقتصادی، تمدنی اور سیاسی تحریک چلائی ہو۔ جس سے مسلمانوں کی معاشرت، گھریلو اور شہری زندگی شائستگی اور تہذیب کی حدود میں آگئی ہو؟ وغیرہ وغیرہ ظاہر ہے کہ جواب نفی میں ہوگا حسن اتفاق سمجھئے۔ یا بریلویوں کی قسمت سے سوئے اتفاق کہئے کہ یہ سارے مقاصد انہیں لوگوں کے ہاتھوں پورے ہوئے، اور ہورہے ہیں کہ جن کی تکفیر سے قلم وزبان کی نفسانی لذتیں حاصل کی جارہی ہیں علماء اہل سنت دیوبند نے تعلیمی تحریک جاری کی تو ہندوستان کے ہر قریہ قریہ، بستی بستی، شہر شہر بلکہ بیرون ہند کے ہر ہر شہر میں دینی مدارس کا ایک جال بچھا کر رکھ دیا ایشاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کی سو سالہ زندگی میں اس کے بے شمار فضلاء نے دنیائے اسلام کے ہر ہر خطہ میں پہنچ کر علوم نبوت کو پھیلایا اور سنت اور اتباع سنت سے دنیا کو آشنا کیا اسکے فضلاء نے تبلیغی سلسلے جاری کئے۔ تو آج ہی دنیائے اسلام ہی پر منحصر نہیں بلکہ دینا کے ہر تمدن ملک میں پہنچ کر انہوں نے اللہ کے کلمہ حق سے لوگوں کو آشنا کیا تمدنی اور قومی تحریکات میں بخوبی حصہ لیا۔ تو قلوب وجذبات میں آزادی کی ایک لہر دوڑا دی تصنیفی میدان میں آئے تو علوم قرآن اور

کتاب وسنت کو اجاگر کر دکھایا اور درسیات کے سلسلے میں قرآن مجید کی تفسیریں کتب حدیث کی شروح ،کتب فقہ کے حواشی اصول فقہ اور اصول حدیث کی تشریحات اور دوسرے علوم وفنون میں تصنیفات کی ہزار ہا ذخیرے جمع کر دیئے ہیں ایک حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ہی کو لیا جائے جن کی تکفیر میں یہ جماعت نہایت سرگرمی سے دوڑتی بھاگتی رہی ہے اور جن کی تحریر کردہ کتب میں ہر علم وفن کی کتابیں شامل ہیں جو اردو۔ فارسی، عربی کے ذریعہ منصۂ ظہور پر آئی ہیں۔ اس طرح کے ہزار ہا مصنف فضلاء دیوبند میں نمایاں ہوئے۔ بیعت وارشاد کا سلسلہ شروع کیا۔ تو لاکھوں لاکھ انسانوں کو تصوف کی تعلیمات سے آشنا بنا کر تصوف کے اشغال اور اعمال پر لگا دیا۔ بہر حال تعلیم، تبلیغ، تصنیف، تذکیر اور تنظیم ملت وغیرہ کا کوئی میدان نہیں ہے کہ جس میں ان فضلاء نے بڑھ چڑھ کر بلکہ بے مثالی کیساتھ حصہ نہ لیا ہو۔ جس سے آج ہندو پاک میں دینی مسئلہ بتلانے والے افراد کا وجود قائم ہے۔ لیکن خدا کی قدرت ہے کہ یہ دین کو ہر ہر گوشہ میں نمایاں کرنیوالے تو کافر؟ اور دنیا کو جہالت کی ظلمتوں میں رکھنے والے جن کا کوئی بھی مثبت مشن نہیں وہ پکے مسلمان؟ ذہنی سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ آخر تکفیر کے سوا رضا خانی جماعت کا مثبت مشن کیا ہے، جس کے نہ ماننے پر وہ پوری دنیا کو کافر بنانے میں دریغ نہیں کر رہی ہے۔ پھر اگر رضا خانی بریلویوں کا کوئی مثبت مشن بھی ہوتا تو اس کے پھیلانے کی تدبیر نفرت انگیزی وفتنہ انگیزی اور منافرت باہمی نہیں ہوسکتی تھی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلی چیز جو دنیا سے مٹائی وہ منافرت اور فتنہ انگیزی تھی۔ ان سرکشوں اور دشمنوں کو جو اسلام کے نام سے چڑتے تھے۔ اپنے پاکیزہ کردار اپنے سچے اسوہ حسنہ اور مقدس انداز زندگی سے اپنے سے قریب تر فرما کر دین کی غلامی کے سلسلے میں شامل رفرما دیا۔ اگر آپ بھی کفار عرب کو اوکافر کہہ کر ہی خطاب فرماتے تو پھر یا مسلم کہنے کی کبھی دنیا میں نوبت نہیں آسکتی تھی۔ آج رضا خانی بریلویوں کے تنگ ذہنوں میں دیو بندی، ندوی، اعظم گڑھی، لیگی، کانگرسی، سب کے سب کافر ہی ہیں تو رضا خانی بریلویوں نے اپنے مسلک

تبلیغ کے سلسلہ میں وہ کونسا کردار پیش کیا ہے جو دلوں کو مسخر کر کے لوگوں کو ان کے رضا خانی بریلوی مذہب پر لے آتا۔

کون نہیں جانتا کہ اس برصغیر میں مذہب اسلام پر باہر سے کتنے حملے ہو چکے ہیں عیسائی پادریوں کی یلغار آریہ سماج کا فتنہ اور قادیانیت کا فتنہ کوئی بتائے کہ ان حملوں سے اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ کے لئے میدان میں کون اترا؟ عیسائیت اور آریہ سماج کے مقابلہ میں بانی دارالعلوم دیوبند حجتہ الاسلام، حجتہ اہل سنت علی العالمین حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ میدان میں آئے اور اپنے مناظروں اور تصانیف سے اپنے مدّ مقابل کے دانت کھٹے کر دیئے بلکہ دانت ہی نکال دیئے اور بالآخر عیسائی پادریوں کو جنہوں نے پورے ہندوستان کو عیسائی بنانے کا بیڑا اٹھایا ہوا تھا انکو فرار ہونے پر مجبور کر دیا اور دوسری طرف آریہ سماج کی سرگرمیاں بالکل ہی سرد پڑ گئیں پھر بعد میں ابن شیر خدا سلطان المناظر بن حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری رحمت اللہ علیہ وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں قادیانیت کے ابھرتے ہوئے فتنہ کی سرکوبی کرنے کے لئے علامہ زماں امام المحدثین حافظ الحدیث امام الفقہاء سراج السالکین عارف کامل حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ زبدۃ الکاملین برہان الواصلین اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی رحمتہ اللہ علیہ مہتم دارالعلوم اسلامیہ دیوبند اور حضرت مولانا محمد علی مونگیروی رحمتہ اللہ علیہ اور خطیب ایشیاء مبلغ اسلام حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور مفسر قرآن امام اولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ اور مبلغ اہل سنت حضرت مولانا لال حسین اختر رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ ہم نے سوکوبی فرمائی اور شرک وکفر وبدعات کے امڈتے ہوئے سیلاب کو روکنے کیلئے شیخ المحدثین وسید المفسرین سید الاولیاء حضرت مولانا حسین علی واں بھچراں رحمتہ اللہ علیہ اور استاذ المحدثین مقدام المفسرین جامع المعقول والمنقول مناظر اسلام ولی کامل حامی توحید وسنت قامع شرک وبدعت شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمتہ اللہ علیہ اور عارف ربانی عارف یگانہ مبلغ

اسلام زبدۃ السالکین سراج السالکین زبدۃ الکاملین خطیب سحر بیاں حامی توحید وسنت قاطع شرک وبدعت شیخ طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری رح خطیب جامع مسجد شاہ فیصل گیٹ گجرات پنجاب اور سید المحدثین وسید المفسرین جامع المعقولات والمنقولات حامی توحید وسنت قاطع شرک وبدعت رئیس المحققین شیخ المشائخ حافظ الحدیث امام الفضلاء شمس الفضلاء استاذ العلماء سند العلماء حضرت مولانا قاضی شمس الدین رح شیخ الحدیث وتفسیر جامع صدیقیہ گوجرانوالہ پنجاب سابق استاذ الحدیث دار العلوم اسلامیہ دیوبند سیدی وسندی ومرشدی بخاری دوراں رازی زماں بقیۃ السلف حجۃ الخلف جامع المعقولات والمنقولات ماہر فن اسماء الرجال استاذ العلماء رئیس المحققین ناشر عقیدۃ الاکابر ربیع ریاض الاسلام جامع الفضائل شمس فلک الشریعۃ البیضاء وبدر سماء الطریقۃ الغراء فخر الاماثل امام اہل سنت محدث اعظم پاکستان سند العلماء شیخ طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ ابو الزاہد محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم وفیوضہم شیخ الحدیث والتفسیر مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ پنجاب پاکستان اور منبع العلوم ومخزن الفہوم محی السنۃ الغراء ماحی البدعۃ الظلماء سند العلماء نمونہ سلف عروۃ الحبل المتین رئیس الشیوخ الکرام قطب فلک العلوم والعرفان شیخ المحدثین المحقق نبیل ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ امام فن اسماء الرجال حضرت مولانا علامہ محمد شریف کشمیری رح شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ خیر المدارس ملتان ، فاضل جلیل علامہ نبیل مبلغ اسلام حسام بے نیام لاعدائے اسلام حامی توحید وسنت ماحی شرک وبدعت خطیب پاکستان ضیاء الاسلام حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد اور عالم بے بدل جامع الکمال صادق الاحوال فاضل عصر مجاہد حق گو حضرت علامہ محمد اکرم قادری الاشعری دامت برکاتہم بمقام مہتہ جھیڈو تحصیل چشتیاں ضلع بہاول نگر اور رئیس الموحدین رئیس المناظرین سید المحدثین ومقدام المفسرین جامع المعقول والمنقول المحدث جلیل فقیہ زمان صفوۃ الصلحاء اسوۃ العلماء حضرت مولانا محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ پنج پیر صوبہ سرحد سید المفسرین نمونہ سلف استاذ العلماء سند الابرار وسند العلماء وحید

العصر فرید الدہر عالم حقانی ناشر عقیدہ الاکابر زبدۃ العلماء العارفین قدوۃ الفضلاء الراسخین جامع الاصول و الفروع جامع المعقول والمنقول مخزن محاسن الاخلاق ذوالمجد الفاخر والفہم الباہر مجاہد حق گو مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد زرولی خان مدظلہ العالی شیخ الحدیث وتفسیر وصدر دار الافتاء جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی اور فاضل جلیل علامہ نبیل مجاہد اسلام مناظر اسلام فاضل عصر مجاہد حق گو حضرت علامہ ابو اسامہ عبد الرؤف فاروقی الازہری مدظلہ العالی مہتمم جامعہ اسلامیہ جی ٹی روڑ کاموں کے گوجرانوالہ پنجاب خطیب اعظم لاہور اور حامی توحید وسنت قامع شرک وبدعت عالم بے بدل فاضل اجل فاضل اکمل مجاہد جلیل علامہ نبیل فاضل بے نظیر وکیل صحابہ مناظر اہل سنت حضرت علامہ محمد نواز بلوچ دامت برکاتہم مہتمم جامعہ ریحان المدارس جناح روڑ گوجرانوالہ پنجاب اور محقق العصر مفسر العصر محدث العصر جامع المعقول والمنقول حامی توحید وسنت قامع شرک وبدعت حضرت مولانا ابو محمد عبد الغنی الجاجروی رح شیخ الحدیث والتفسیر مدرسہ عربیہ بدر العلوم حمادیہ رحیم یار خان۔

رئیس المناظرین ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ عالم بے بدل فاضل جلیل علامہ نبیل محقق العصر حامی توحید وسنت قامع شرک وبدعت حضرت علامہ محمد یونس نعمانی دامت برکاتہم صدر جماعت اشاعت التوحید والسنۃ راولپنڈی اور سلطان المناظرین فخار المتکلمین زبدۃ العلماء العارفین قدوۃ الفضلاء الراسخین تاج الادباء سراج الکملا عالم حقانی حضرت مولانا علامہ منظور احمد نعمانی رح مدیر الفرقان لکھنو انڈیا اور رئیس المناظرین عمدۃ المتکلمین مخدوم العلماء علامہ فہامہ العالم التحریر حضرت علامہ خالد محمود مدظلہ ایم ۔اے۔ پی ایچ ڈی ڈائرکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر یو۔ کے اور فاضل متجر فخر المدرسین فاضل جلیل فاضل اجل مجاہد ملت حضرت مولانا قاری عبد الرشید رح مدرس جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور اور جب غیر مقلدین نے فقہا احناف کے خلاف پاکستان میں فتنہ وفساد کا بازار خوب گرم کیا تو جب غیر مقلدین گستاخی اور توہین کے میدان میں اس قدر حد سے بڑھنے لگے کہ دن رات اپنی تحریروں اور تقریروں میں

فقہاء احناف کی شان میں خصوصاً صدر الائمہ شمس الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخیاں کرنے میں انتہا کر دی تو اللہ تعالی کے فضل وکرم اور احسان سے وکیل حنفیت امام المناظرین مناظر یگانہ فاضل یگانہ رئیس المتکلمین تاج العلماء قدوۃ الفضلاء علامۃ الدہر مبلغ اسلام امام المجاہدین رئیس المحققین عالم باعمل حضرت مولانا علامہ محمد امین صفدر اوکاڑوی رح اور غیر مقلدین کے فقہاء احناف پر لگائے گئے تمام تر الزامات واتہامات کا قرآن وحدیث کے دلائل قاہرہ سے دندان شکن جواب دیتے رہے اور غیر مقلدین کے علماء ان کے سایہ سے بھی بہت ڈرتے تھے کونکہ عقائد حقہ اہل سنت وجماعت علماء دیوبند کے ہیں اور سنت رسول اللہ صلی الہ علیہ وسلم کے اقرب ترین مسلک اہل سنت و جماعت ہی ہے اور اللہ تعالی کے فضل وکرم سے علماء اہل سنت دیوبند نے تمام مذاہب باطلہ کی خوب خبر لی ہے جس کی مثال علمی دنیا میں ہرگز نہیں ملتی اور شمس المناظرین فخر اہل سنت استاذ الاساتذہ فاضل حقانی مخدوم العلماء محقق العصر عالم متبحر فخر المدرسین فاضل نقطہ داں حضرت مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی دامت برکاتہم استاد الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ پنجاب اور مجاہد اسلام مبلغ اسلام مجاہد جلیل اسوۃ الاصفیاء ذروۃ سنام الدین فخر السادات عالم تحریر شیخ طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا سید مشتاق علی شاہ دامت برکاتہم محلہ گوبند گڑھ کالج روڑ گوجرانوالہ پنجاب اور اسوۃ العلماء استاذ العلماء صدر المناظرین امام الفضلاء ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ حضرت مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سابق خطیب مرکزی جامع مسجد اہل سنت شیرانوالہ گیٹ گوجرانوالہ کہ جنہوں نے اپنے ماہنامہ پرچہ العدل کے ذریعے تمام زندگی مسلک احناف کی بے مثال خدمت کی۔ غرض کہ انگریز بدبخت بھی ایشاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند سے خوف زدہ رہتا تھا جس کا یہ کہنا ہے کہ یہ دارالعلوم نہیں ہے بلکہ یہ میرے لئے توپ خانہ بنا ہوا ہے اور رئیس المناظرین استاذ العلماء فاضل یگانہ سیبویہ زمانہ عالم باعمل فقیہ العصر امام العارفین واقف اسرار معرفت امام الاصفیاء مخدوم العلماء محقق جلیل حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

سابق مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان اور مجاہد حق گر خطیب اہل سنت فاضل بے نظیر فاضل جلیل۔ فاضل عصر عالم بے بدل مجاہد ملت فاضل اکمل حامی توحید وسنت قاطع شرک وبدعت حضرت مولانا علامہ محمد اسماعیل محمدی مدظلہ خطیب جامع مسجد اہل سنت شاہراہ فاروق اعظمؓ کامونکے ضلع گوجرانوالہ پنجاب جو دن رات تقریر وتحریر کے ذریعہ سے توحید وسنت کی اشاعت کر رہے ہیں اور روافض یعنی کہ شیعیت کی تردید اور بیخ کنی کے لئے پاک وہند میں حق تعالی نے اپنے فضل وکرم سے اہل سنت وجماعت علماء دیوبند ہی کو اعزاز بخشا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرا بازی کرنے والے اخبث الکائنات شیعہ جو چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کئے بغیر ہرگز دم نہ لیتے تھے اور گستاخی وتوہین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سلسلہ میں حد درجہ تک بڑھ گئے۔ اور اللہ تعالی کے فضل واحسان سے ہند وپاکستان میں وحید العصر فرید الدہر شمس الفضلاء سید المناظرین زبدۃ العلماء العارفین قدوۃ الفضلاء الراسخین علامہ فہامہ حضرت مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ اور پاکستان میں سیدی واستازی وسندی علامہ زماں امام المناظرین عمدۃ المتکلمین استاز العلماء محقق جلیل مبلغ اسلام شیخ العلماء استاذ الاساتذہ فخر اہل سنت نمونہ سلف جامع الفضائل وکیل صحابہ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالستار تونسوی دامت برکاتہم وفیوضہم صدر دار المبلغین تنظیم اہل سنت وجماعت ملتان شہر اور المحقق نبیل اسوۃ الاصفیاء رئیس المناظرین اسوۃ العلماء استاذ العلماء ترجمان صحابہ ترجمان اہل سنت جامع الکمال صادق الاحوال حضرت علامہ مولانا دوست محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ کوٹ ادو ضلع لیہ اور شہید اسلام مجاہد حق گو وکیل صحابہ مجاہد اہل سنت خطیب اہل سنت مبلغ اہل سنت فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا محمد حق نواز جھنگوی رح نے صبر وتوکل علم وحکمت اور ہمت واستقلال سے مسلح ہو کر روافض یعنی کہ اخبث الکائنات شیعہ کے خلاف میدان میں نکلے اور مردانہ وار اس فتنہ کبریٰ روافض کا مقابلہ کیا اور بفضلہٖ تعالیٰ اب بھی مقابلہ کر رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالی کے فضل وکرم سے علمی طور پر اہلسنت وجماعت علماء دیوبند نے فتنہ کبری یعنی کہ شیعہ کا پاک وہند سے جنازہ نکال دیا

ہے اور حق تعالی نے علماء اہل سنت دیو بند کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ تمام مذاہب باطلہ کی سرکوبی اور بیخ کنی کرنے کرنے کے لئے علماء دیو بند نے سر دھڑ کی بازی لگادی اور مسلک حق کی خاطر سب کچھ قربان کر دیا اور مذاہب باطلہ کی بیخ کنی اور سرکوبی کرنا علماء اہل سنت دیو بند کے حصہ میں آیا ہے جو ہر میدان میں الحق یعلو اولا یعلیٰ علیہ کا پرچم اٹھائے ہوئے ہیں سینکڑوں علماء اہل سنت و جماعت دیو بند شکر اللہ تعالی مساعیہم میں سے ہم نے صرف چند اسمائے گرامی پیش کئے ہیں ورنہ تفصیل سے اگر یہ فہرست پیش کی جائے تو ایک مستقل تصنیف اس کے لئے درکار ہے اور اب علماء اہل سنت دیو بند کے جانشین مذاہب باطلہ کی بیخ کنی اور سرکوبی کرنے کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اور اس کے علاوہ اہل سنت و جماعت علماء دیو بند ملک کو آزاد کرانے کی جدوجہد میں علمائے دین پیش پیش اور نمایاں رہے۔ یہ سب وہی حضرات ہیں۔ جن پر آج رضا خانی بریلوی اہل بدعت کی جانب سے کفر کے بے دریغ فتوے لگائے جارہے ہیں ورنہ انگریز کی غلامی کے اس دور میں یہ " کافر ساز ملاملوانے " تو انگریز کی حاشیہ برادری پر نازاں رہے۔

لازماً اس راز سے تو آپ بھی ہیں باخبر سو برس کس نے کیا انگریز کے در کا طواف
غوث اعظم کی لحد پر حملہ آور کون تھے کس ستمگر نے جلایا ان کے مرقد کا غلاف

سوال یہ ہے کہ جب اسلام اور مسلمانوں پر کوئی حملہ آور ہوتا ہے تو بزعم خویش یہ " دردمندان اسلام " اس وقت کہاں ہوتے ہیں یا ان کی سرگرمیوں کی حدود صرف مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کے لئے مخصوص ہیں اس کی مثال تو ایسی ہوگی۔ کہ جیسے درخت کے تنے پر کلہاڑا چلتا دیکھ کر تو اس کا نگران خاموش کھڑا تماشا دیکھتا رہے مگر درخت کی شاخوں کے بارے میں جھگڑنے لگے کہ انہیں کوئی ہاتھ نہ لگائے۔ ظاہر ہے کہ اگر درخت ہی نہ رہا تو شاخوں کے تحفظ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ کوئی مثبت مسلک اور مشن ہی رضا خانی بریلوی اہل بدعت کے ہاتھ میں نہیں ہے کہ جس کے لئے پاکیزہ کردار اور جذب وکشش کی تدابیر کی ضرورت پیش آئے۔ بلکہ

حقیقی مسلک یہ ہے۔ کہ دنیا کے ہر اچھے مشن اور مسلک اور اچھی اور باکردار شخصیت سے نفرت دلا کر کاٹا جاتا رہے۔ تا کہ لوگ ان کاٹنے والوں کے ساتھ وابستہ رہ سکیں اور یہ وابستگی کیوں درکار ہے؟ سو اس کی توجیہ کا بہترین خلاصہ اور لب لباب جامع الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں کہ

کس بانکپن سے رند خرابات نے کہا یہ ذکر و وعظ سلسلہ ناؤ و نوش ہے

میں جہاں تک سمجھتا ہوں کہ شرک و بدعات کے اس مسلک کا جس میں ہر صوبے اور ہر شہر اور ہر قصبہ کی بدعات الگ الگ ہیں۔ خلاصہ اور مغز صرف دو چیزیں نکلتی ہیں۔ کھانا پینا اور گانا بجانا۔ ایک طرف محرم کا کھچڑا۔ رجب شریف کی حلوہ پوڑیاں یعنی کونڈے شریف، شب برات کا حلوہ، عرسوں کے الائچی دانے یعنی مخانے۔ نیاز کی مٹھائیاں، تیجے کا پلاؤ گوشت، دسویں کا مربے والا زردہ، چہلم کا قورمہ اور برسی کے لڈو برفی اور کھانا وغیرہ اور دوسری طرف ڈھول ڈھمکا۔ گراموفون۔ ہارمونیم۔ آلات موسیقی اور قوالی وغیرہ یہ دو رکن ہیں کہ جن پر پورے بریلوی مذہب کی بنیاد قائم ہے۔

حضرات صوفیائے کرام قدس اللہ اسرارہم کا وہ علمی اور عرفانی سکر جو عشق و محبت الٰہی تزکیہ نفس تعلق مع اللہ اور روحانی مقامات سے حاصل کیا جاتا تھا۔ آج باجے گاجے یعنی کہ آلات موسیقی قوالی وغیرہ اور جسمانی ونفسانی لذات سے دکھلانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس لئے اس میں شور اور ڈھونگ ہے۔ ورنہ حقیقی عشاق اور محبان خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے غیرت رہی ہے۔ کہ وہ اپنے بارے میں عشق کا ذرہ برابر بھی اظہار کریں۔ عشق کی پہلی منزل ترک دعویٰ ہے نہ ادعا اور شور، عشق کی دوسری منزل وارفتگی ہے۔ نہ کہ خودی کو پرورش کر کے دوسروں کی تحقیر و ملامت کر کے بہر حال اس طبقہ رضا خانی بریلوی اہل بدعت کی حالت و معاملات گالی گلوچ، تفریق بین المسلمین اور قطع روابط کی مساعی۔ نفرت باہمی پیدا کرنے کی کوشش، اس کی واضح دلیل ہے۔ کہ ان رضا خانیوں کے پاس ان مذکورہ عنوانات کے سوا کوئی

مذہب نہیں ہے ورنہ وہ اسٹیجوں پر مثبت پہلو اور دلائل کے ساتھ اسے شفقت ومحبت اور ملنساری سے پیش کرتے ظاہر ہے۔ کہ یہ نفرت انگیزی، بدگوئی اور کشیدگی کا مسلک نہ صرف مسلم قوم ہی کے اوپر ایک بد نما دھبہ ہے۔ بلکہ ملک اور قوم کی کوئی صحیح خدمت بھی نہیں ہے۔ اگر ملک کو اسی طرح نفرت باہمی اور اشتعال انگیزی کا شکار بنایا جاتا رہے گا۔ تو آخر اس کا کیا انجام ہوگا۔ یہ مسئلہ ملک اور قوم کے سربرآوردہ اور ذمہ دار لوگوں کے سوچنے کا ہے۔

جہاں تک اس رضاخانی اہل بدعت کے مذہب کی حقیقت واشگاف کرنے کا تعلق ہے ہم نے بہترین اسلوب سے یہ فریضہ انجام دیا ہے اور نہایت خلوص اور بے لوثی کے ساتھ میدان میں اترے ہیں۔ تمام حضرات فضلائے دیوبند سے خواہ وہ بلاواسطہ فاضل دیوبند ہوں یا بالواسطہ میری نیاز مندانہ درخواست ہے خواہ وہ دنیا کے کسی بھی خطہ میں رہتے ہوں کہ وہ جزوی اور فروعی مسائل میں نظری اور فکری اختلافات کو اہمیت نہ دیتے ہوئے اہل سنت وجماعت کے تحفظ کے لئے اجتماعی طور پر جدوجہد اور سعی فرمائیں ورنہ اگر اصل مسلک اہل سنت وجماعت کو ہم نے اپنی سستی یا غفلت سے کمزور کر دیا یا علم سنت کی روشنی کو ہم نے پھیکا ہونے دیا تو اس سے جہل کی ظلمات اور کفر وشرک وبدعات فروغ پا کر قلوب پر چھا جائیں گی۔ اس لئے ضرورت ہے کہ تمام حضرات اہل علم وفضل اکثریت منتسبین دیوبند ہی ہیں جو اس موقف کو پہنچائیں اور دین اسلام کی خدمت کرنے میں دن رات ایک کر دیں۔ اور قرآن وسنت کی دعوت کو لے کر اٹھو اور دنیا کے کونے کونے میں پھیل جاؤ۔ جہاں تک بندہ ناچیز سمجھتا ہے جرأت مندانہ اقدام تمام فضلائے دیوبند کی علمی اور عملی تائید کا مستحق ہے اور بندہ نے محض اپنے جذبۂ خلوص اور حق پسندی اور صرف صداقت اہل سنت سے اس میدان میں اپنے کو ڈال کر ان اکابر اسلام کی حمایت فرمائی ہے اور ان کی ارواح طیبہ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے جنہوں نے حقیقتاً اپنی زندگیاں دین اسلام کے فروغ اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے وقف کر دی تھیں اور کر دی ہیں۔ جنہوں نے اپنی زبان وقلم اور تیغ وسنان سے اللہ کا نام

اونچا کیا اور اپنی ہستیوں کو اس کی راہ میں فناہ کر دیا۔ یہ بندہ ناچیز کا ایک قلمی جہاد ہے۔ جس کے لئے اگر اس وقت اعوان کی کچھ کمی بھی ہے۔ تو یہ یقیناً زیادت اور کثرت سے بدلیگی۔ حق اپنے اعوان خود جمع کر لیتا ہے۔ حقانی حق کو پکڑے رہتا ہے اور حق ہزروں کو پکڑ کر حقانی کا ساتھی اور اس کا ہمنوا بنا دیتا ہے۔ جبکہ بندہ نے یہ قدم اپنی شہرت کے لئے ہرگز نہیں اٹھایا بلکہ اللہ تعالی کی رضا مقصود ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اللہ تعالی کے دوستوں کا دفاع اور حمایت کی ہے۔

اب آخر پر آپ حضرات مشرکانہ عقائد باطلہ وخیالات فاسدہ کی حقیقت اور تاریخ پڑھ لیں تاکہ آپ حضرات پر گمراہ کن عقائد وخیالات فاسدہ اور عقائد باطلہ اور مشرکانہ عقائد کی تاریخ واضح ہو جائے ،پیش خدمت ہے۔ لہذا ملاحظہ فرمائیں تاکہ آپ کے مطالعہ میں مزید اضافہ ہو سکے۔

مشرکانہ عقائد کی مختصر تاریخ

قرآن مجید کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں شرک کا آغاز ہوا۔ اور حضرت نوح علیہ السلام سب سے پہلے پیغمبر ہیں جن کو ردشرک کے لئے دنیا میں بھیجا گیا۔ قوم نوح علیہ السلام سے پہلے ریا، بغض وحسد، قتل وخون اور کئی دوسرے گناہ تو لوگوں میں موجود تھے۔ مگر ان میں شرک جلی کا کہیں سراغ نہیں ملتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس دوران میں جو پیغمبر مبعوث ہوئے مثلاً حضرت شیث علیہ السلام ور حضرت ادریس علیہ السلام ان کی تعلیمات اخلاقی اور معاشرتی اصلاحات تک محدود تھیں اور ان کے تذکروں میں ردشرک کا کوئی ذکر اذکار نہیں۔

شرک کی داغ بیل

اپنے آباؤاجداد اور بزگان سلف سے محبت وعقیدت انسان کا ایک فطری جذبہ ہے۔ جس سے کوئی صحیح الحواس انسان خالی نہیں بزرگان دین اللہ کے نیک بندے چونکہ سب سے زیادہ اللہ تعالی کے فرماں بردار ہوتے ہیں اور اولاد اور متبعین کے لئے ان کا طرز زندگی اطاعت باری تعالی کا بہترین نمونہ

ہوتا ہے۔ اس لئے نیک اولاد اور مخلص متبعین کے دلوں میں ان کی محبت اور عقیدت نہایت گہری اور پختہ ہوتی ہے۔ شیطان نے انسان کی اسی محبت وعقیدت سے فائدہ اٹھا کر بنی آدم کو شرک کی راہ دکھائی اور رفتہ رفتہ اسے شرک کی نجاستوں میں ملوث کر کے اس کا دین وایمان برباد کرنے میں کامیاب ہوگیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے بیان کے مطابق شرک کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے پانچ بزرگ اور اولیاء اللہ تھے جن کے نام یہ ہیں۔ بلکہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب ہی ان کے الفاظ سے باندھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ باب وداً ولا سواعاً ولا یغوث و لا یعوق ونسراً۔ i) ود ii) سواع iii) یغوث iv) یعوق v) نسر، یہ پانچوں اللہ کے نیک بندے اور بڑے عبادت گذار تھے۔ یعنی کے ان کے یہ پنج تن پاک تھے۔ جو کہ اسماء رجال صالحین من قوم نوح (صحیح بخاری ص۷۳۲، ج۲) یعنی یہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک آدمیوں اور اولیاء اللہ کے نام ہیں۔ ود کے بارے میں بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ حضرت شیث علیہ السلام کا نام ہے اور بعض نے یہاں تک کہا ہے کہ یہ پانچوں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے تھے اور بہت نیک اور فرماں بردار تھے۔ بہرصورت ان کی اولاد اور ان کی قوم کو ان سے انتہائی محبت اور عقیدت تھی۔ جب یہ اولیاء اللہ اپنے اپنے وقت پر اللہ کو پیارے ہو گئے تو ان کے پسماندگان کو ان کی جدائی کا شدید غم ہوا اور کچھ لوگ تو مارے غم کے ان کی قبروں پر ہی بیٹھے رہے۔

شیطان نے جب لوگوں کی انتہائی محبت وعقیدت دیکھی اور ان کی جدائی پر ان کا شدید غم اور رنج والم کو دیکھا تو ان کو گمراہ کرنے اور شرک میں مبتلا کرنے کی عجیب تدبیر سوچی، انسانی شکل میں متشکل ہو کر لوگوں کے سامنے ظاہر ہوا اور ان سے کہنے لگا کہ تم اس قدر غم کیوں کرتے ہو، میں تم کو ایک ایسی تدبیر بتاتا ہوں جس سے تم اپنا غم کا مداوا بھی کر سکتے ہو۔ یعنی کہ غم کو ہلکا کرنے کی تدبیر کا مشورہ شیطان ملعون نے دیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے بڑے اشتیاق سے اسے کہا کہ فوراً بتاؤ۔ شیطان نے کہا کہ میں تم کو ان بزرگوں

کی شکلوں پر ان کے مجسمے (بت) بنا کر لا دیتا ہوں، تم ان مجسموں کو ان بزرگوں کی خانقاہوں میں یعنی ان جگہوں میں جہاں وہ زندگی میں اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے نصب کر دینا، اور ان بتوں کو انہی بزرگوں کے ناموں سے موسوم کر دینا اور ہفتہ میں کبھی کبھار یا روزانہ ان بتوں کی زیارت کرتے رہنا اس سے ان بزرگوں کی یاد تازہ رہے گی۔ اور تمہارے غم کا بھی مداوا ہوتا رہے گا۔ شیطان کی اس معصومانہ خیر خواہی سے وہ لوگ بہت متاثر ہوئی اور اس کی پرفریب اسکیم کا دل وجان سے خیر مقدم کیا، بس پھر کیا تھا شیطان نے ان کو پانچوں بزرگوں کی شکلوں پر پانچ مجسمے (بت) بنا کر لا دیئے۔ لوگوں نے بڑی عقیدت ومحبت سے ان بتوں کو ان بزرگوں کی خانقاہوں میں نصب کر دیا، اور ان بزرگوں کے ناموں سے ان کو موسوم کر دیا۔ اور جب دل چاہتا ان کی زیارت کر لیتے۔ یہ سلسلہ عرصہ دراز تک جاری رہا اور ان لوگوں نے زیارت سے آگے تجاوز نہ کیا۔

جب یہ دور ختم ہو گیا اور نئی پود پل کر جوان ہوئی تو پھر شیطان انسانی شکل میں ان کے پاس آیا اور بڑے ہی ناصحانہ اور معصومانہ انداز میں ان کو بتایا کہ تمہارے آباؤ اجداد تو ان بتوں کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے اور ان کی رضاجوئی کیلئے ان کی عبادت بھی کیا کرتے تھے اور حاجات ومشکلات میں ان سے توسل کرتے تھے۔ ان لوگوں کو چونکہ آپنے آباؤ اجداد کا عمل تو معلوم نہیں تھا، اس لئے شیطان کے فریب میں آگئے اور ان بتوں کی عبادت شروع کر دی اور مشکل کشائی اور حاجت روائی کے لئے ان سے دعائیں کرنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نہایت مختصر اور جامع الفاظ میں اس روداد کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما هلکوا وحی الشیطن الی قومهم ان انصبوا الی مجالسهم التی کانوا یجلسون انصابا وسموها باسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا هلک اولئک و تنسخ العلم

عبدت (صحیح بخاری ص ۷۳۲ ج ۲)

یعنی یہ پانچوں بزرگ نوح علیہ السلام کی قوم کے اولیاء اللہ کے نام ہیں جب وہ فوت ہو گئے تو شیطان نے ان کے پسماندگان کو یہ بات بتائی کہ تم ان کے بت بنا کر ان کی نشست گاہوں میں نصب کر لو اور ان بزرگوں ہی کے ناموں پر ان کے نام بھی رکھ لو، لیکن ان بتوں کی اس وقت تک عبادت نہیں کی گئی، جب تک یہ پہلی نسل ہلاک نہیں ہو گئی اور پچھلی نسلوں کو ان بتوں کی اصل حقیقت کا علم متغیر اور مسخ ہو کر پہنچا، اس لئے ان کی عبادت ہونے لگی۔

امام محمد بن قیسؒ فرماتے ہیں:

کانو اقوما صالحین بین ادم و نوح وکان لهم اتباع یقتدون بهم فلما ماتو ا قال اصحابهم الذین یقتدون بهم لوصور ناهم کان اشوق لنا الی العبادة اذاذکرنا هم فصّو روهم فلما ماتوا وجاء آخرون رب الیهم ابلیس فقال انما کانوا یعبدون و بهم یسقون المطر فعبدوهم (البدائیة والنهایة جلد اص ۱۰۵،۱۰۶)

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیانی زمانے کے یہ نیک لوگ تھے، اور بہت سے لوگ ان کے متبع اور معتقد تھے جب وہ فوت ہو گئے تو ان کے معتقدین نے کہا کہ اگر ہم ان کے مجسمے بنا کر رکھ لیں تو ان کو دیکھ کر ان کی یاد تازہ ہو جایا کرے گی اور اس طرح عبادت الٰہی میں بہت شوق و ذوق پیدا ہو جایا کرے گا۔ چنانچہ انہوں نے ان کے مجسمے بنا کر رکھ لئے جب یہ لوگ مرکھپ گئے اور نئی نسلیں آئیں تو شیطان نے ان کو یہ پٹی پڑھائی کہ تمہارے باپ دادا تو ان کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اور انہیں کے صدقے ان پر بارش برستی تھی (اور دوسری حاجتیں بر آتی اور مشکلیں آسان ہوتی تھیں) چنانچہ نئی پود نے ان بتوں کو پوجنا اور پکارنا شروع کر دیا۔

محمد بن قیسؒ کے بیان سے اور حضرت ابن عباسؓ کے قول کے درمیان کوئی تضاد نہیں، ممکن ہے کہ ان معتقدین کے اپنے دلوں میں بھی ان بزرگون کے بت بنا کر رکھنے کا خیال پیدا ہوا ہو اور پھر شیطان متمثل ہو کر ان کے اس خیال کو تقویت دی ہو۔

گھر گھر بت

حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ ان پانچوں میں سب سے بڑا وڈ تھا، وہ سب سے زیادہ نیک اور صالح تھا، سب سے پہلے اس کی وفات ہوئی (روح المعانی ص ۷۷ ج ۲۹) سب سے پہلے اسی کی پوجا شروع ہوئی یہاں تک کہ رہ گھر میں اس کا بت رکھ لیا گیا۔ جس کی تفصیل مورخ ابن کثیرؒ نے امام محمد باقرؒ سے اس طرح بیان کی ہے۔

ذکرناودّار جلا صالحا وکان محببا فی قومه فلما مات عکفوا حول قبره فی ارض بابل و جزعو اعلیه فلما رأی ابلیس جزعهم علیه تشبه فی صورة انسان ثم قال انی اری جزعکم علی هذا الرجل فهل لکم ان اصورلکم مثله فیکون فی نادیکم فتذ کر و نه قال نعم فصور لهم مثله قال ووضعوه فی نادیهم وجعلوایذکرونه فلما رأی مابهم من ذکره قال هل لکم ان اجعل فی منزل کل واهد منکم تمثالا مثله لیکون له فی بیته فتذکرونه قالوانعم قال فمثل لکل اهل بیت تمثالا مثله فاقبلو افجعلوایذکرونه به قال وادرك ابناؤهم فجعلوا یرون مایصنعون به قالوا وتنا سلوا و درس اثرذکر هم ایاه حتی اتخذوه الٰها یعبدونه من دون الله اولاد فکان اول ما عبد غیر الله ودّا الصنم الذی سمبوه ودّا (البدایة والنهایته ص ۱۰۶ ج ۱)۔

یعنی وڈ ایک نیک آدمی تھا اور اپنی قوم میں نہایت محبوب تھا جب اس کی وفات ہوگئی تو اس کے معتقدین اس کی قبر کی گرد بیٹھ گئے اور نہایت بے صبری کا اظہار کرنے لگے جب ابلیس نے ان کا یہ حال دیکھا تو انسانی شکل میں متمثل ہو کر ان سے کہنے لگا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اس مرد صالح کی وفات پر بڑی جزع فزع کر رہے ہو، کیا میں تم کو اس کی تصویر نہ بنا کر لادوں جو ہر وقت تمہاری مجلس میں رہے اور تم اسے یاد کر کے سکون دل حاصل کرتے رہو، انہوں نے اس تجویز کو بہت پسند کیا تو ابلیس نے وڈ کی تصویر بنا کر انہیں لادی جسے انہوں نے اپنی مجلس میں رکھ لیا اور اسے دیکھ کر اس کی یاد تازہ کرنے لگے۔ جب ابلس لعین نے دیکھا کہ وہ اسے بکثرت یاد کرتے ہیں تو ان سے کہنے لگا کہ میں تمہیں اس جیسی بہت سی تصویریں کیوں نہ بنا کر دے دوں تا کہ ہر گھر میں اس کی تصویر ہو جائے اور تم ہر وقت اسے یاد کر سکو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا۔ ان معتقدین کی اولاد نے اپنے باپ دادا کو ود کے بت کی جس طرح زیارت کرتے دیکھا تھا اسی طرح وہ بھی کرنے لگے، یہاں تک کہ کئی نسلوں کے بعد یہ محض زیارت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور بعد کی نسلوں نے وڈ کی زیارت کے ساتھ اس کی عبادت اور پوجا پاٹ بھی شروع کر دی، اس طرح دنیا میں سب سے پہلے اللہ کے سوا وڈ کی عبادت کی گئی۔

قوم نوح علیہ السلام کے شرکیہ عقائد

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی مشرک قوم کے سامنے جن الفاظ سے دعوت توحید پیش فرمائی اور قوم نے دعوت توحید کے مقابلہ میں وجو جوابی فقرے استعمال کئے ان سے ان کے شرکیہ عقائد پر کافی روشنی پڑتی ہے، حضرت نوح علیہ السلام نے قوم سے فرمایا:

ولقد ارسلنا نوحاً الیٰ قومه فقال اعبدوا یقوم اعبدوالله مالکم من اله غیره افلا تتقون (سورة المومنون ۲۳ آیت ۲۳)

اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کے پاس بھیجا پھر اس نے کہا اے میری قوم (صرف) اللہ

(ہی) کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں (اور نہ ہی کوئی تمہارا معبود اللہ کے سوا بننے کے لائق ہے) پھر تم کیوں نہیں ڈرتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ قوم نوح اللہ کے سوا غیروں یعنی مذکورہ بالا پانچ بزرگوں کی عبادت کرتی تھی اور ان کو اللہ کے سوا الہ (معبود) سمجھتی تھی اور عبادت کے مرکزی رکن دو ہی ہیں۔ اول اپنے معبود کی رضا جوئی کیلئے عملی طور پر اس کی تعظیم بجالانا، دوم اسے نفع و نقصان کا مالک و مختار اور متصرف و کارساز سمجھ کر پکارنا، چنانچہ قوم نوح میں یہ دونوں باتیں موجود تھیں۔ وہ اپنے معبودوں کے آگے سجدے بھی کرتے تھے، ان کو مالک و مختار سمجھ کر پکارتے اور ان کو نافع و ضار و معطی وغیرہ سب کچھ ہی سمجھتے تھے۔

قالو الاتباعهم ان الهتکم خیر من اله نوح لان الٰهتکم یعطونکم المال والولد واله نوح لا یعطیه شیأ لانه فقیر (تفسیر کبیر ص ۳۰۸ ج ۸)

قوم نوح علیہ السلام کے پیشواؤں نے اپنے متبعین سے کہا کہ تمہارے معبود نوح علیہ السلام کے معبود سے بہتر ہیں۔ العیاذ باللہ۔ کیونکہ تمہارے معبود تو تم کو مال اور اولاد دیتے ہیں اور نوح کا خدا اسے کچھ نہیں دے سکتا کیونکہ وہ مفلس ہے۔

آج کل کے ایک غالی بدعتی رضا خانی نے ان کی کیا خوب ترجمانی کی ہے۔

خدا کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے؟ جو کچھ لینا ہے وہ لے لیں گے محمد ﷺ سے

(ہفت روزہ العدل ص ۵، ۲۰ اگست ۱۹۳۰، گوجرانوالا)

جب ابلیس نے قوم نوح علیہ السلام کو شرک کی تلقین کی تھی تو اس نے ان کو صاف صاف یہ عقیدہ سکھایا تھا کہ تم ان کی عبادت کرو، یہ تم پر مہربان ہونگے اور تم پر بارش برسائیں گے۔ اور دوسری حاجتوں اور مشکلوں میں تمہارے کام آئیں گے۔

فجاء هم الشيطن فقال كان اباء كم يعبدونها فترحمهم و تسقيهم المطر فعبدوها۔تفسیر قرطبی ص ۳۰۸ ج ۱۸)

شیطان ان کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ تمہارے باپ دادا تو ان کی عبادت کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے یہ معبود ان پر مہربانی فرماتے اور ان کے لئے بارش برساتے تھے چنانچہ وہ ان کی عبادت میں لگ گئے۔

مشرکین قوم نوح علیہ السلام کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ ان کے معبود نافع وضار بھی ہیں یعنی ماننے والوں کو نفع پہنچانے اور ان سے مصائب کو دور کرنے اور نہ ماننے والوں کو مختلف تکلیفوں میں مبتلا کرنے کی طاقت اور قدرت رکھتے ہیں چنانچہ انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب میں دو چیزیں پیش کیں۔ اول یہ کہ وہ دیوانہ ہے اور دوم یہ کہ ہمارے جن معبودوں کی وہ بے ادبی کرتا ہے ان کی اس پر مار پڑی ہے اور (العیاذباللہ) وہ حواس باختہ ہوگیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

كذبت قبلهم قوم نوح فكذبوا عبدنا وقالوا مجنون و ازدجر (پ ۵۴ آیت ۹ قمر، رکوع ۱)

ان لوگوں سے پہلے قوم نوح علیہ السلام نے تکذیب کی چنانچہ انہوں نے ہمارے بندے (نوح علیہ السلام) کو جھٹلایا اور کہا وہ دیوانہ ہے اور حواس باختہ ہوگیا ہے۔ یعنی کہ ان سے پہلے قوم نوح نے بھی جھٹلایا تھا۔ پس انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا اور کہا کہ یہ نوح دیوانا اور پاگل ہے اور اسے جھڑک دیا۔ پھر نوح نے اپنے رب کو پکارا کہ میں تو مغلوب ہوگیا، تو میری مدد کر، تو پھر حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت نوح علیہ اسلام کی مدد کی۔

چنانچہ حضرت مجاہدؒ سے منقول ہے۔

معنی از دجرای استطیر جنونا (معالم التنزیل ص ۲۲۸ ج ۶) تفسیر ابن کثیر ص ۲۶۳ ج ۴)

اور امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں۔ وقال وازدجرای طرد (مفردات ص ۲۱۱)

بالکل اسی طرح جس طرح حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت توحید کے جواب میں ان کی قوم نے کہا تھا۔ ان نقول الا اعترك بعض الهتنا بسوء۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔

طوفان نوح علیہ السلام میں ان مشرکین کو غرق کرنے کے واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے جس انداز سے بیان فرمایا ہے اس سے ان کے ایک اور مشرکانہ عقیدے کا سراغ ملتا ہے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ ان کے معبود اللہ تعالیٰ کے مقرب اور محبوب ہونے کے وجہ سے ان کو اللہ کے عذاب سے بچالیں گے اور ہر آڑے وقت میں ان کے کام آئیں گے۔ لیکن جب اللہ کا عذاب بصورت طوفان آب آپہنچا تو سب کے سب غرق ہو گئے اور جن معبودوں کو وہ اپنے حافظ و ناصر و حاجت روا، مشکل کشا اور خدا کی یہاں سفارشی سمجھتے تھے ان میں سے کوئی بھی ان کی مدد کو نہ پہنچا۔

مما خطيئتهم اغرقوا فادخلوا نارا فلم يجدوا لهم من دون الله انصارا (پ ۲۹ سورۂ نوح ۷۱ آیت ۲۵)

اپنے گناہوں کے سبب وہ غرق کئے گئے پھر دوزخ میں داخل کئے گئے۔ اور خدا کے سوا ان کو کوئی مددگار میسر نہ ہوئے۔ یعنی کہ انہوں نے اپنے لیے سوائے اللہ کے لئے کوئی مددگار نہ پایا۔

حضرت علامہ ابوالسعود حنفیؒ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں۔

وفيه تعريض باتخاذ هم الهته من دون الله تعالى و بانها غير قادرة على نصرهم (تفسیر ابی السعود برحاشیہ کبیر ص ۳۱۱ ج ۸)

اور اس میں تعریض ہے کہ انہوں نے (قوم نوح علیہ السلام) نے اللہ کے سوا معبود بنا رکھے تھے نیز اس پر تعریض ہے کہ وہ (ان کے خود ساختہ معبود) ان کی مدد پر قادر نہیں ہیں۔

اور امام رازیؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

وهذا تعريض بانهم انما وظبوا على عبادة تلك الاصنام لتكون رافعة للآفات عنهم جالبة للمنافع اليهم فلما جاء هم عذاب الله لم ينتفعوا بتلك الاصنام وما قدرت تلك الاصنام على دفع عذاب الله عنهم وهو كقوله ام لهم الهة لمنعهم من دوننا واعلم ان هذه الاية حجة على كل من عوّل على شيء غير الله تعالى (تفسير كبير ص ۳۱۲۔۳۱۱ جلد۸۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان مشرکوں نے ان معبودوں کی عبادت میں اس لئے زندگیاں بسر کیں تا کہ وہ ان سے مصائب دور کریں اور ان کے لئے منافع حاصل کریں تو جب اللہ کا عذاب (بصورت طوفان) آ پہنچا تو ان کو ان معبودوں سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا اور وہ ان سے اللہ کا عذاب نہ ہٹا سکے۔ یہ بعینہ اللہ کے اس ارشاد کی مانند ہے۔

ام لهم الهة الخ۔ کیا ہمارے سوا ان کے کوئی اور معبود ہیں جو ان کو عذاب سے محفوظ رکھ سکیں؟ اور جان رکھو کہ یہ آیت ہر اس شخص پر حجت ہے جو اللہ کے سوا کسی اور چیز پر بھرسہ اور اعتماد کرتا ہے۔

قوم نوح علیہ السلام کے بعد مشرکین کے عقائد

طوفان نوح علیہ السلام سے ایک دفعہ ساری زمین شرک اور مشرکین وجود سے بالکل پاک ہوگئی اور عرصہ دراز تک پاک رہی حضرت نوح علیہ السلام کے بعد شرک کی دوبارہ ابتدا کس طرح ہوئی؟ اس سلسلے میں اگرچہ کوئی تاریخی صراحت نہیں مل سکی لیکن قوم نوح علیہ السلام میں ابتداء شرک کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابلیس نے جس طرح قوم نوح علیہ السلام کو ناصح و مشفق بن کر گمراہ کیا اور شرک کی راہ پر ڈال دیا۔ تو حضرت نوح علیہ السلام کے بعد کے لوگوں کو بھی اسی طرح ہی شرک میں مبتلا

کیا ہوگا۔ البتہ تاریخ سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ طوفان کے بعد سب سے پہلے قوم عاد میں شرک کی وبا پھوٹی جن کی اصلاح کیلئے اللہ تعالی نے حضرت ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ مورخ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔

والمقصود ان عادا وهم عاد الاولى كانوا اول من عبد الاصنام بعد الطوفان وكان اصنامهم مما ثلثة صمودا وهرا فبعث الله فيهم اخاهم هودا عليه السلام فد عاهم الى الله الخ (البدایۃ والنہایۃ ص ۱۲۱ ج ۱)

اور مقصد یہ ہے کہ عاد یعنی عاد اولی سب سے پہلی قوم ہے جس نے طوفان کے بعد بت پرستی شروع کی اور ان کے بت تین تھے۔ صدا، صمود اور ہرا۔ تو اللہ تعالی نے ان کے خاندانی بھائی حضرت ہود علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث فرمایا جنہوں نے ان کو توحید باری تعالی کی طرف دعوت دی۔

لیکن تاریخ قدیم کے بعض ماہرین کہتے ہیں کہ ان کے معبودان باطل بھی قوم نوح علیہ السلام کی طرح ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر ہی تھے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اثر مروی ہے، اس میں ہے کہ ان کے ایک صنم کا نام صمود اور ایک کا نام ہباء تھا۔ (قصص القرآن ص ۸۹ ج ۱)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس نے قوم عاد کو ان کے قریب العہد بزرگوں کے بتوں کے علاوہ ان پانچ قدیم بزرگوں کے مجسمے بھی بنا کر دے دیئے ہونگے۔ یہ مجسمے اور بت چونکہ اللہ کے نیک بندوں کے تھے مشرکین ان کے ساتھ عبادت اور تعظیم کا جو سلوک بھی کرتے تھے اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ بزرگ ان سے خوش رہیں گے اور ان کی حاجت برآری اور مشکل کشائی کریں گے۔ نیز اللہ تعالی کے یہاں ان کے سفارشی ہونگے۔ قوم نوح علیہ السلام کی طرح مشرکین قوم عاد کا بھی عقیدہ تھا کہ ان کے معبود مختار و متصرف ہیں، مصائب و مشکلات میں ان کی مدد کرتے ہیں اور رزق کی کشائش و بندش بھی ان کے اختیار میں ہے۔ چنانچہ جب حضرت ہود علیہ السلام نے ان کو توحید کی دعوت دی تو انہوں نے جواب میں کہا:

قال الملاء الذين كفروا من قومه اناً لنرٰك فى سفاهة واناً لنظنّك من الكٰذبين. قال يٰقوم ليس بى سفاعة ولٰكنى رسول مّن رّبّ العالمين۔(سورۃ ۷ آیت ۶۶۔۶۷)

اس کی قوم کے کافر سردار بولے ہم تو تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں۔فرمایا اے میری قوم میں بے وقوف نہیں ہوں لیکن پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔یعنی کہ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا امانت دار اور خیر خواہ ہوں۔

حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

ای هذا الامر الذى تدعونا اليه سفه بالنسبة الى مانحن عليه من عبادة هذه الاصنام التى يرتجى منها لنصروالرزق الخ(البدايته و النهايته ص ۱۲۳ ج ۱)

یعنی جس چیز کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے وہ ہمارے مسلک کی نسبت سراسر حماقت ہے، کیونکہ ہم تو ان معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن سے مدد اور رزق کی امید کی جاتی ہے۔

مشرکین قوم عاد اپنے معبودوں کو نافع وضار بھی سمجھتے تھے،ان کا خیال تھا کہ وہ اپنے ماننے والوں کو نفع پہنچانے اور نہ ماننے والوں کو نقصان پہنچانے کی قدرت بھی رکھتے ہیں۔چنانچہ انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں یہ بھی کہا تھا۔

ان نقول الا اعترٰك بعض اٰلهتنا بسوء.(سورۃ ۱۱ آیت ۵۴)

ہم تو یہی کہتے ہیں کہ تجھے ہمارے کسی معبود نے بری طرح سے جھپٹ لیا ہے یعنی کہ ہمارا قول تو یہی ہے کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے تمہیں خرابی میں مبتلا کر دیا ہے۔

ان کا مطلب یہ تھا کہ حضرت ہود علیہ السلام نے ان کے معبودوں کی عبادت سے لوگوں کو منع کر

کے ان کو ناراض کر لیا ہے اور انہوں نے بطور سزا (العیاذ باللہ) حضرت ہود علیہ السلام کی عقل وہوش سلب کر لی ہے،اور وہ دیوانوں کی طرح ہر وقت بے تکی باتیں کرتے رہتے ہیں۔حضرت مجاہدؒ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے۔سببتا اٰلهتنا و عبتها فاجنتك(ابن جریر ص ۳۴ جلد ۱۲)

تو نے ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں اور ان کی توہین کی جس کی وجہ سے انہوں نے تمہیں دیوانہ بنادیا۔

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

وما نظن الانك مجنون فيما تزعمه و عندنا انما اصابك هذا ان بعض اٰلهتنا غضب عليك فاصابك فى عقلك فاعترك جنون بسبب ذالك(البدایہ ولنہایہ ص ۱۲۴ ج ۱)

اور ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ جو کچھ تو کہتا ہے یہ سب دیوانگی کی باتیں ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ یہ جنون تمہیں اس لئے لاحق ہو گیا ہے کہ ہمارے بعض معبود تم سے ناراض ہو گئے ہیں اور انہوں نے تمہاری عقل میں فتور پیدا کر دیا ہے اور اس وجہ سے تمہیں جنون لاحق ہو گیا ہے۔

معبودان باطل کی عبادت سے روکنے کو وہ ان کی توہین تصور کرتی تھے۔ان کے نزدیک ہود (علیہ السلام) کی بات مان لینے میں ان کے ان معبودوں اور بزرگوں کی توہین وتحقیر تھی جن کو وہ خدائے اکبر کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ اور شفیع مانتے تھے اور اس کیلئے ان تصویروں اور مجسموں کو پوجتے تھے کہ وہ خوش ہو کر ہماری سفارش کریں گے اور عذاب الٰہی سے نجات دلائیں گے۔(قصص القرآن ص ۹۳ ج ۱)

قوم عاد کے بعد قوم ثمود کی باری آتی ہے،قوم ثمود، عاد اولی کے ان افراد کی نسل سے تھی جو حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ ہلاکت سے بچ گئے تھے اور یہی نسل عاد ثانیہ کے نام سے معروف ہوئی، قوم ثمود یعنی عاد ثانیہ بھی اپنی پیش رو عاد اولی کی طرح مشرک تھی اور انہی جیسے عقائد ونظریات کے حامل،

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے علاوہ اپنے خودساختہ خداؤں اور اپنے مزعومہ معبودوں کی پرستش بھی کرتے تھے۔ اس قوم میں اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے ایک فرد حضرت صالح علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرما کر دعوت توحید کے لئے بھیجا۔

کواکب پرستی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے شرک کی ایک نئی راہ کھول دی۔ وہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے علاوہ ستاروں اور بادشاہ وقت کی پرستش بھی کرنے لگے۔ وہ ستاروں کو ذی روح اور کرہائے عالم میں موثر و متصرف سمجھتے تھے اور ان کی مورتیاں بنا کر پوجا پاٹ کرتے اور ان پر نذر و نیاز چڑھاتے تھے۔ انہوں نے ہر ستارے کیلئے جداگانہ ہیکل بنا رکھا تھا ہر ہیکل پر باقاعدہ میلہ قائم کرتے جیسے کہ آج کل رضا خانی بریلوی اہل بدعت مقابر اولیاء اللہ پر نذر و نیاز چڑھاتے اور میلے ٹھیلے اور عرس وغیرہ قائم کرتے ہیں اور قربانیوں کے نذرانے پیش کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ارض بابل میں پیدا ہوئے جب وہ بڑے ہوئے اور ان کی اور ان کے بھائیوں کی شادیاں بھی ہو گئیں تو ان کے والد ان سب کو ہمراہ لے کر ارض کنعان میں چلے گئے اور بیت المقدس کے گردونواح میں حران میں اقامت پزیر ہوئے۔ ارض بابل، بلاد بیت المقدس، ارض جزیرہ شام اور دمشق وغیرہ تمام علاقوں میں کوو کب پرستی کا دور دورہ تھا۔ علامہ ابن کثیرؒ رقمطراز ہیں:

وکانو یعبدون الکواکب السبعة والذین عمروا مدینة دمشق کانواعلی ھذا الذین یستقبلون القطب الشمالی و یعبدون الکواکب السبعة بانواع من الفعال و المقال و لھذا کان علی کل باب من ابواب دمشق السبعة القدیمة ھیکل لکوکب منھاو یعملون لھا اعیاد او قرابین وھکذا کان اھل حران یعبدون ولکواکب والاصنام الخ(البدایة

والنهاية ص ۱۴۰ ج ۱)

اور وہ سبعہ سیارہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور جن لوگوں نے شہر دمشق آباد کیا تھا وہ بھی اسی (کواکب پرستی کے) دین پر تھے، وہ قطب شمالی کی طرف متوجہ ہو کر مختلف اعمال و اقوال سے سات ستاروں کی پرستش کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دمشق کے قدیم ساتوں دروازوں میں سے ہر دروازے پر ایک سیارے کا ہیکل تھا جہاں وہ اس کے لئے سالانہ اجتماع (عرس یا میلہ) اور قربانیوں کا اہتمام کرتے تھے۔ اسی طرح اہل حران بھی ستاروں اور بتوں کی پرستش کرتے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہایت بلیغ اور حکیمانہ انداز میں کواکب پرستی پر تبصرہ فرمایا اور سیاروں کے تغیر احوال سے ان کے ناقابل الوہیت ہونے پر استدلال کیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی تفصیل مذکور ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب قوم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ رات کو زہرہ سیارہ (جوان کا ایک الہ اور معبود تھا) غروب ہو گیا اور نمود صبح سے چاند (ایک اور معبود) کی روشنی سلب ہو گئی اور سورج (ان کا سب سے بڑا دیوتا اور معبود) بھی زمین کی اوٹ میں چھپ گیا تو حضرا براہیم علیہ السلام نے مشرکین کو ان ستاروں کے تغیر احوال کی طرف متوجہ کیا اور فرمایا کہ دیکھو یہ سیارے متغیر الحال ہیں اور ایک حال پر قائم نہیں رہ سکتے ان کی روشنی ان کی اپنی نہیں اور وہ اپنی روشنی سے اپنے پرستاروں کو ہر وقت منور نہیں رکھ سکتے اور ہر وقت ایک حال سے دوسرے حال میں متبدل ہوتے رہتے ہیں اور ہر وقت چکر لگاتے رہتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مجبور محض ہیں اور ایک دوسری زبردست طاقت کے قبضہ و کنٹرول میں ہیں اس لئے کہ وہ کسی طرح بھی معبود بننے کے لائق نہیں ہیں۔

قرآن مجید سے ملکۂ سبا اور اس کی قوم کے بارے میں بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ آفتاب پرست تھے اور سورۂ نمل میں بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ میں مذکور ہے کہ جب ہدہد کچھ دیر غیر حاضر رہنے کے بعد حاضر ہوا تو اس نے ملکۂ سبا اور اس کی قوم کے بارے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے

حسب ذیل انکشاف کیا:

وجدتها وقومها یسجدون للشمس من دون الله وزیّن لهم الشیطٰن اعمالهم فصدّهم عن السّبیل فهم لا یهتدون (پ ۱۹ سورۃ نمل نمبر ۲۷ آیت نمبر ۲۴)

ترجمہ: میں نے پایا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کے سوا سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال کو انہیں آراستہ کر دکھایا ہے اور انہیں راستہ سے روک دیا سو وہ راہ پر نہیں چلتے یعنی کہ میں نے اس (ملکۂ سبا) کو اور اس کی قوم کو اللہ کے سوا سورج کے آگے سجدہ کرتے پایا:

کواکب پرستی کا منشا

مشرکین نے جب دیکھا کہ سورج، روشنی اور حرارت کا سرچشمہ ہے، چاند نور اور برودت کا منبع ہے۔ اس کے علاوہ شمس وقمر اور دیگر ستاروں کو بعض تکوینی آثار وخواص کا حامل پایا تو وہ ان سیاروں کو حوادث روزگار میں مؤثر اور کارگاہ عالم میں متصرف ومختار، نافع وضار اور غائب دان سمجھ کر ان کی عبادت کرتے اور ان کو حاجت اور مشکل کشائی کے لئے پکارنے لگے اور ان کے ناموں پر باقاعدہ معبدہ بھی تعمیر کر لئے کہ جس طرح آج کل رضاخانی بریلوی اہل بدعت نے مقابر اولیاء اللہ پر قبے اور عمارتیں تعمیر کرتے ہیں۔ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

النجامون ذهبوا الى ان النجوم تستحق العبادة وان عبادتها تنفع فى الدينا ورفع الحاجات اليها حق، قالوا قد تحققنا ان لها اثرا عظيما فى الحوادث اليومية وسعادة المرء وشقاوته و صحته وسته وان لها نفوسا مجردة عاقلة تبعثها علىٰ الحركة ولا تغفل عن عبادها فبنوا هياكل على اسمائها وعبدوها (حجته الله البالغه ص ۴۶ ج ۱)

منجمین یا ستارہ پرست اس بات کے قائل ہیں کہ سیارے عبادت کے مستحق ہیں اور ان کی

عبادت دنیا میں کام آتی ہیں، نیز وہ اس بات کے معتقد ہیں کہ ستاروں کے حضور حاجتیں پیش کرنا درست ہے وہ کہتے ہیں کہ ان کو اس بات کا یقین ہے کہ روزمرہ کے حوادث و واقعات میں انسان کی سعادت (خوش بختی) اور شقاوت (بدبختی) میں، تندرستی اور بیماری میں، ستاروں کو بہت بڑا دخل ہے۔ نیز ان کا عقیدہ ہے کہ سیارے جاندار ہیں اور ان میں ذی شعور نفوس مجردہ ہیں جو ان کی حرکت کا باعث ہیں اور وہ اپنے پرستاروں سے کبھی بے خبر نہیں ہوتے۔ انہوں نے ان کے ناموں پر عبادت خانے تعمیر کر لئے اور ان کے عبادت کرنے لگے۔

ستارہ پرستوں کی ظاہر بین نگاہیں سیاروں کے ظاہری آثار وخواص پر ہی جم کر رہ گئیں، اور وہ ستاروں کے ہی ہو کر رہ گئے۔ ان کے کوتاہ بین عقلیں اس حقیقت کو نہ پاسکیں کہ جس طرح وہ خود خدا کی مخلوق اور اس کے عاجز ولاچار بندے ہیں اسی طرح تمام سیارے بھی اسی کے پیدا کئے ہوئے اور اسی کے محکوم ہیں اور پورا نظام شمسی اسی کے زیر تصرف اور اسی کے قبضہ واختیار میں ہے۔ اس لحاظ سے ان میں اور سیاروں میں کوئی فرق نہیں تو سیاروں کے لئے الوہیت کا استحقاق کس طرح ثابت ہوا؟

بانی بریلوی مذہب خود عذاب میں ہیں؟

حامی شرک وبدعت ماحیٔ توحید وسنت مجدد بدعات مولوی احمد رضا خاں بریلوی خود اپنی زبان حال سے کہہ رہے ہیں میرے بدکاریوں اور ریاکاریوں اور سیاہ کاریوں کے دفتر کھلے ہوئے ہیں اور میں خدا تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہوں اے شفیع محشر مجھے آ کر بچالیں۔

چنانچہ مولوی احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کی دفتر بچالو آ کر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے
کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کسی حساب میں ہے

رسالہ انیس اہل سنت ص ۳۰ محرم سلسلہ تبلیغ نمبر ۳۴ نومبر ۱۹۸۲ء فیصل آباد

ناشر دارالعلوم گیلانیہ رضویہ گلبر گربی فیصل آباد

مندرجہ بالا اشعار کا ترجمہ اور تشریح اور وضاحت کی قطعاً ضرورت نہیں ہے اپنے معنیٰ میں عام و فہم اور مفہوم میں بڑے واضح ہیں بس اب تو رضا خانی بریلوی امت کے پیروں اور مولویوں کو چاہیے۔ کہ استخارہ کر کے معلوم کریں اور بتلائیں کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوے جہنم کے کس طبقہ میں ہیں۔

مزید پڑھیے

اب میں ایک عبرت ناک واقعہ منظوم جناب لیاقت مآب منشی امور الخیال صاحب بریلوی کی نظم جس کو صوفی محمد علی صاحب قادری بریلوی نے ۱۳۴۳ھ میں شائع کیا تھا بشکریہ مولانا ریاض احمد صاحب قاسمی فیض آبادی مدرسہ اہل سنت والجماعت ہیلی میسور اسٹیٹ پیش کر کے رضا خانی دین کا خاکہ پیش کرتا ہوں کہ قرآن اور حدیث کو چھوڑ کر جن توہمات میں امت کو مبتلا کیا وہ کیا ہیں

رضا خانی بریلوی امت کے خدا کی حقیقت حال

خواب عبرت منظوم

شاہ جی حضرت محمد شیر تھے امی عجب — عالم علم لدنی واقف اسرار رب
صاحب کشف وکرامت ناظر انوار حق — ہادی راہ طریقت عاشق محبوب رب
ان کے ادنی ایک خادم اور مرید باصفا — شیخ، صدیقی، قریشی، قادری عالی نسب
جن کی خدمت میں رہا کرتا ہوں حاضر ایک دن — تھا دو شنبہ یا سہ شنبہ آخری ماہ رجب
میں جو پہنچا دیکھا میں نے ان کو عادت کیخلاف — دم بخود خاموش بیٹھے ہیں بصد رنج وتعب
خدمت عالی میں میں نے دست بستہ عرض کی — آج ہیں حضرت پریشاں خیر تو ہے کیا سبب
بھر کے آہ سرد بولے دل نہیں قابو میں اج — ایسا عبرت ناک میں خواب دیکھا پچھلی شب
کل جو تھا روزہ ہزاری رات بھر جاگا گیا — آخری شب سونے لیٹا نیند آئی نے تب

کچھ یوں ہی جھپکی سی آئی دیکھا وہ منظر عجب — دل کے ٹکڑے ہوگئے تھے آنکھ لگ جانا عجب
مولوی صاحب کو دیکھا پا برہنہ ہیں کھڑے — ننگے سر ہیں بال بکھرے مسخ صورت خشک لب
چشم گریاں سینہ بریاں زخم خوردہ چور چور — کنکھجورے سانپ، بچھو تھا مجسم قہر رب
گرزہائے آتشیں کے جسم عریاں پر نشان — پوچھا میں نے کیا ہوا یہ بولے مالک کا غضب
کیوں ہوا رو کر کہا اعمال بد کی ہے سزا — ہے خدا کا قہر مجھ پر ہے خودی اس کا سبب
میں خدا کے خاص بندوں کو سمجھتا تھا برا — بویا جو دنیا میں تھا میں کاٹتا ہوں اس کو اب
ناخلف اولاد میری خود غرض میرے مرید — اس ہلاکت کے ہیں باعث موجب رنج وتعب
کس قدر بدذات ہیں مفس، فریبی، لعنتی — پیٹ پالو بے حیا، دنیا کے کتے، بے ادب
ہائے دھوکے دے کے مجھ کو جھوٹے فتوے لے لئے — رنڈیوں کے مال مارے کر لئے چندے غصب
جن کو میں کافر تھا کہتا ہیں وہ جنت میں مکیں — انتہا کی ان پہ رحمت اور محبت انوار رب
حور وغلماں ان کے خادم، باغ جنت ان کا گھر — ہیں ڈٹے کوثر پہ سب، محروم ہوں میں تشنہ لب
کھل گئی آنکھیں جو دیکھی آ کے اپنی فرد جرم — درج ہیں لاکھوں خطائیں، کوڑیوں میرے لقب
مفتری، غدار، مفسد، حاسد وغاصب لعین — کفر ساز، ایمان فروش وخبث باطن بے ادب
بوالہوس، عیار، جھوٹا بدعمل، کافر پرست — مبتلائے معصیت اور عادی طیش و طرب
تھا شفاعت کا مجھے لے دے کے باق آسرا — پر رسائی آپ کے دربار میں مشکل ہے اب
کیونکہ میں لکھتا تھا بے علمی سے عبدالمصطفی — ٹھہرا مشرک، ہوگئے برگشتہ خود شاہ عرب
اور بھی مردود ہیں لیکن نہ مجھ سے بدنصیب — کر رہے ہوں جس پہ لعنت دوزخی بھی سب کے سب
تنگ اور تاریک سی ایک کوٹھڑی میں قید ہوں — نت نئے جور وتشدد، سختیاں ہیں روز و شب
اس پہ طرہ خود غرض اولاد مری لالچی — جانشیں سب سے بڑا بدذات پاجی بے ادب

فاتحہ کے حیلہ سے خود کھائے مرغ کا پلاؤ   کڑکڑائے دوسرا پھلائے گر دست طلب

سوڈا اور مڑا اور پھر پری دال بکھری ماش کی   گوشت خصی بکرے کا ہو جو مرغن سب کا سب

چادریں چڑھواتے ہیں بددین مری قبر پر   ان کے کارن ٹوٹتے ہیں مجھ پہ یہ قہر وغضب

بارہا میں نے دکھائی اپنی حالت خواب میں   ہے شکم پرور جو مری ناخلف اولاد سب

کچھ توجہ تک نہ کی لللہ اتنا کیجئے   آپ ہی پیغام میرا یہ سنا دیں سب کو اب

چار دن کی زندگی ہے موت ہے سر پر کھڑی   قبر کھولے منہ پڑی ہے غافلو کیسا غضب

صاف کہتا ہوں میں سن لیں اور عمل اس پر کریں   بدنصیب اولاد مری پیرو ان بے ادب

لغو تصنیفات تھیں باطل عقیدے تھے مرے   گر کیا ان پر عمل مردود ہوں گے سب کے سب

بدعتیں میں نے گھڑی تھیں جاہ شہرت کیلئے   علم والا جانتا تھا مجھ کو جاہل بے ادب

مت برا کہنا کسی کو یاد رکھنا یہ مثل   باادب ہے بانصیب، بےنصیب وبے ادب

آنے والی ہیں بلائیں بد زبانو لو پناہ   بجلیاں قہر وغضب کی بس گریں گی تم پہ اب

چہرے ہو جائیں گے کالے اور زبان سڑ جائیگی   مبتلائے برص ہوگا کوئی کوڑھی بے ادب

باولے کتے کی صورت وہ پھریں دیوانہ وار   کارگر کوئی دوا ہوگی نہیں جز توبہ اب

توبہ سے بھی گر رہے محروم ازلی بدنصیب   یہ سمجھ لیں نار دوزخ چھوڑتی ہے ان کب

گڑگڑا کر پھر کہا ہوتا ہوں رخصت والسلام   بس دعائے مغفرت کی آپ سے بھی ہے طلب

آپ کے پیر طریقت ہیں بڑے عالی مقام   ان کے صدقے میں مری ہو جائے بخشش کیا عجب

پوچھا میں نے کون تھے وہ بولے حضرت چپ رہو   جن کو عالم تھے سمجھتے چند جاہل بے ادب

نام کیا میں ان کا لوں ہے پردہ پوشی کیخلاف   اور شریعت میں منع ہے متفق ہیں اس پہ سب

مت گھڑے مردے اکھیڑو خاک ڈالو بھول جاؤ   مانگو بخشش کی دعا ہوتا کہ اس پہ فضل رب

بعد اس کے عاجزی کے ساتھ یوں کہنے لگے   مرے مالک مرے خالق مرے مولا مرے رب

مانا وہ خاطی بھی تھا بدکار و مجرم روسیاہ   ہے خطاؤں پر پشیماں جرم سے اقرار اب

یا الٰہ العالمین صدقہ رسول پاک کا   از طفیل انبیاء و اولیاء غوث و قطب

بخش دے اس کی خطائیں درگزر کر چھوڑ دے   آب رحمت سے بجھا دے آتش قہر وغضب

ننگے سر ہے پاؤں برہنہ جسم عریاں خوں فشاں   اپنے دامن میں چھپا لے مرے آقا اس کو اب

گالیاں دیں جن کو اس نے اور کافر تک کہا   اس کا یہ حال زبوں معلوم ہوگا ان کو اب

درگزر وہ بھی کریں گے اے خدا تو بخش دے   مرے مولا تیرے بندے ہیں غنی وہ سب کے سب

بعد اس کے آپ نے فرمایا بہتر ہے یہی   چاہے سب کریں بس توبہ استغفار اب

جو سنے اس خواب کو ہے اس پہ واجب دوستو   اس بچارے کے لئے وہ بھی کرے بخشش طلب

جب مسلمان صاحب باطن کریں گے بلیقیں   بس دعائے مغفرت اس کے لئے بھی روز و شب

مسلمانو! اس خواب سے عبرت حاصل کرو اللہ تعالیٰ سب وک صراط مستقیم پر استقامت نصیب فرمادے۔ یہ خواب کسی دیوبندی کو نہیں آئی جن بزرگ کو یہ خواب آئی ہے انہوں نے اس کی تشہیر اس واسطے کی ہے لوگ اعلٰے حضرت (مولوی) احمد رضا خاں (بریلوی) کے لئے دعا کریں شاید بخشش ہو جاوے۔

۱۳۴۰ھ میں احمد رضا خاں کی وفات ہوئی ہے اور ۱۳۴۳ھ میں صوفی صاحب کو یہ خواب آیا اور بریلی سی ۴۳ھ میں طبع ہو کر منظر عام پر آئی ہے لیکن تعجب ہے کہ رضا خانیوں نے توبہ کیوں نہیں کی۔ شاید آج کسی کے دل میں اتر جائے مری بات اور توبہ نصیب ہو جاوے۔ منقول از رضاخانی دین ص ۵۰ تا ۵۴ از محقق العصر حضرت علامہ مفتی محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

بانی بریلوی مذہب جہلاء کے پیشوا ہیں؟

رضا خانی بریلوی محمد مسعود احمد اپنے آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بندہ ایک مجلس میں گیا تو وہاں حاضرین میں ایک عالم فاضل شخص بھی موجود تھے تو اس عالم فاضل نے کہ کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے مقلدین وتبعین اور پیروی کرنے والے تو زیادہ تر جاہل ہوتے ہیں یعنی کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی جاہلوں کے پیشوا تھے۔ چنانچہ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے عہد کے جلیل القدر عالم تھے مگر علمی حلقوں میں اب تک صحیح تعارف نہ کرایا جاسکا جدید تعلیم یافتہ طبقہ تو بڑی حد تک بالکل نابلد ہے چنانچہ ایک مجلس میں جہاں یہ راقم بھی موجود تھا ایک فاضل نے فرمایا کہ مولانا احمد رضا خاں کے پیرو تو زیادہ تر جاہل ہیں گویا آپ جاہلوں کے پیشوا تھے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فاضل بریلوی اور ترک موالات ص ۵ محمد مسعود احمد بریلوی

نوٹ: بانی مذہب بریلوی کا تعارف برصغیر میں تو خوب ہوا ہے کیوں نہیں ہوا اور اہل علم کو یہ بات تسلیم ہے کہ علمی حلقوں میں مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے علمی کمالات بالکل زیرو ہیں بانی مذہب بریلوی نے نہ تو اپنی زندگی میں قرآن مجید کی تفسیر لکھی صرف ایک ترجمہ قرآن کیا تو وہ بھی تمام علمی حلقوں میں غلط ثابت ہوا اور حکومت سعودی عرب نے اس پر مکمل پابندی لگادی۔اور نہ ہی کسی حدیث کی شرح عربی میں لکھنے کی توفیق ہوئی۔اور نہ ہی کسی حدیث کی کتاب کا ترجمہ وتشریح کی نہ ہی کسی فقہ کی کتاب کا ترجمہ اور تشریح کرنے کی ہمت ہی نہیں ہوئی الغرض کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی غضب اللہ علیہ کو اللہ تعالی نے علمی کام کرنے کی توفیق ہی نہیں دی جیسا کہ آلحضرت بریلوی نے تمام زندگی باضابطہ دورہ حدیث نہیں پڑھایا اور نہ ہی خود باضابطہ طور پر درس نظامی کسی سے مکمل پڑھا یعنی کہ نہ ہی اول سے لے کر دورہ حدیث تک خود کسی سے پڑھا اور نہ کسی کو اول سے لے کر دورہ حدیث تک کسی کو باضابطہ پڑھایا اور کبھی حدیث پڑھانے کا ایک آدھ دفعہ موقع مل ہی گیا۔تو وہ بھی انداز غیر شرعی اپنایا جو یقیناً قابل نفرت ہے۔

چنانچہ رضا خانی، احمد یار خاں گجراتی بریلوی لکھتے ہیں کہ آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کھڑے ہو کر حدیث پڑھایا کرتے تھے عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

اعلی حضرت (مولوی احمد رضا خاں بریلوی) قدس سرہ کتب حدیث کھڑے ہو کر پڑھایا کرتے تھے دیکھنے والوں نے ہم کو بتایا کہ خود بھی کھڑے ہوتے تھے انکا یہ فعل بہت ہی مبارک تھا۔

جاء الحق حصہ اول ص ۲۵۶۔

حضرات گرامی مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا مندرجہ بالا فعل یقیناً غیر شرعی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام اور تبع تابعین عظام رحمتہ اللہ تعالی علیہم کے طریقہ تعلیم دینے کے بالکل خلاف ہے کھڑے ہو کر طریقہ تعلیم یورپین کا طریقہ ہے لیکن آپ حضرات اہل سنت وجماعت علماء دیوبند کے دینی مدارس میں جا کر دیکھیں تعلیم حدیث وتفسیر اور درس نظامی وغیرہ کے اسباق مدرسین سلف صالحین کے طریقہ کے مطابق بیٹھ کر پڑھتے اور پڑھاتے ہیں اور مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا طریقہ یقیناً قابل نفرت ہے۔

اب رضا خانی بریلوی بدعتی مدارس والوں کو تو غیرت رضا خانی بریلوی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے اپنے مدارس رضا خانیہ بریلویہ بدعتیہ میں مدرسین کو طریقہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے مطابق کھڑے ہو کر شب وروز اسباق پڑھانے چاہیں تاکہ طریقہ رضا خانی بریلوی بدعتی کا خوب عملی مظاہرہ ہو سکے اب سوچنے کی بات ہے کہ یا تو مولوی احمد رضا بریلوی کا طریقہ تعلیم مکروہ اور قابل نفرت ہے یا پھر رضا خانی بریلوی امت کا بیٹھ کر اسباق پڑھانے کا طریقہ تعلیم مکروہ اور قابل نفرت ہے دونوں میں سے ایک گروہ یا چیلوں کا عمل ضرور قابل نفرت اور لائق مذمت ہے اور مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے اپنی تمام زندگی میں ایک ہی کام کیا اور وہ بھی اپنے ذاتی خیالات کا مجموعہ کہ جس کا نام فتاوی رضویہ ہے جو حقیقت میں فتاوی ردّیہ ہے جو ردّی کی ٹوکری میں پھینکنے کے یقیناً قابل ہے اس فتاوی رضویہ کو بھی علمی

حلقوں میں قطعاً وہ مقام حاصل نہیں جو علمی حلقوں میں مقام حاصل ہونا چاہیے تھا اور علمی حلقوں میں فتاوی رضویہ یقیناً غیر معتبر اور غیر ثقہ اور غیر مقبول فتاوی ہے کیونکہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے فتاوی کوئی معیاری اور علمی تو ہرگز نہیں سمجھے جاتے بلکہ جو دل میں آیا جیسے آیا بس لکھ دیا جب کہ آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے پہلے مختلف عنوانات پر کچھ رسائل لکھے پھر ان رسائل کو جمع کر کے فتاوی رضویہ کے نام سے شائع کر دیا اور فتاوی رضویہ میں کسی فتوی کا نہ تو سوال کا نمبر ہے اور نہ ہی جواب کا نمبر ہے رضا خانی بریلوی امت نے ان تمام رسائل کو اکٹھا کر کے پھر انہی رسائل کو دوبارہ فتاویٰ رضویہ کا نام دے کر اس میں شائع کر دیئے۔ پھر ان کو دوبارہ شمار کر کے لوگوں کو باور کرا دیا کہ ہمارے آلہ حضرت بریلوی نے ایک ہزار کتب تصنیف کی ہیں جبکہ بقول رضا خانی امت کے اپنے آلہ حضرت بریلوی کے مختلف عنوانات پر رسائل جن کی تعداد پانچ سو لکھی گئی اور انہیں دوبارہ فتاویٰ رضویہ میں شامل کر کے ایک ہزار تعداد شمار کر لی۔ اگر اس حقیقت سے پردہ اٹھایا جائے تو یہ سب ڈرامہ نظر آئے گا۔ جو کہ سراسر جھوٹ اور غلط بیانی ہے اگر مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے تمام رسائل کو فتاویٰ رضویہ سے الگ کر دیا جائے تو فتاوی رضویہ کا سرے سے نام ہی ختم ہو جائے گا اور اب تو رضا خانی بریلوی امت کے تقریباً ایک درجن مولویوں نے فتاوی رضویہ میں اپنی طرف سے نئے نئے اور عجیب وغریب اضافے کر کے فتاوی رضویہ کا سرے سے ہی نقشہ ہی تبدیل کر دیا اور جگہ جگہ پر تحریفات کی بھر مار کر دی ہیں اور رضا خانی بریلوی امت نے قدیم فتاوی رضویہ جو بقول رضا خانی بریلویوں کے بارہ جلدوں پر مشتمل ہے اس میں لایعنی اور غیر مفید اور بے مقصد طوالت سے خواہ مخواہ اوراق سیاہ کیے ہیں۔ رضا خانی بریلوی امت نے اپنی ذاتی ناپاک مقصد کی خاطر اس میں اس قدر بے مقصد تشریحات کر ڈالیں کہ بارہ جلدوں کو رضا خانی سینہ زوری سے اور بیہودہ خلاف شرح لغو تحقیقات سے تقریباً بیس جلدیں بنا ڈالی ہیں جس سے اصل فتاوی رضویہ کا نقشہ ہی سرے سے تبدیل کر دیا اور یہ فتاویٰ رضویہ صرف مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا ہی نہیں سمجھا جائے گا بلکہ تقریباً

ایک درجن رضا خانی اور بھی اس میں شامل ہیں۔ یعنی کہ اب فتاویٰ رضویہ گرو جی اور چیلوں کا مجموعہ بن گیا ہے۔ اور رضا خانی بریلوی اب سوچیں اور سمجھیں کہ جس فتاویٰ کا ترجمہ اور تشریحات کرنے والے اور لغو تحقیقات اور خلاف شرح تشریحات کرنے والے تقریباً ایک درجن بریلوی مولوی ہوں تو اس فتاویٰ کا نام کیا رکھا جائے؟ بینوا مفصلاً و توجروا کثیراً۔

اور اس فتاوی رضویہ کی مشہوری اور شہرت کرنے میں پوری ذریت احمد رضا نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن اس کے باوجود فتاویٰ رضویہ علمی حلقوں میں یقیناً قابل نفرت سمجھا گیا۔ اور رضا خانی بریلوی امت نے اس کو تحریفات اور لایعنی تبصروں کا ذخیرہ بنا دیا۔ فتاوی رضویہ حقیقت میں یہ فتاوی ردّیہ ہی ہے یہ کوئی اسلامی فتاویٰ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ فتاوی رضویہ یہ فتاوی رضا خانیہ بریلویہ بدعتیہ ہے جس کا قرآن و سنت کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں بلکہ دور کا بھی واسطہ نہیں اور رضا خانی محمد مسعود احمد بریلوی نے ٹھنڈا سانس لیکر درد بھرے لہجے میں اپنے دل کی بات کا خوب اظہار کرتے ہوئے ایک بہت بڑا شکوہ کر ڈالا کہ ہمارے پیشوا مولوی احمد رضا خاں بریلوی یعنی کہ آلہ حضرت بریلوی کا علمی حلقوں میں تعارف نہیں کرایا جا سکا۔ تو رضا خانی بریلوی امت نے فتاوی رضویہ جس کی کل بارہ جلدیں تھیں اس میں بے پناہ تحریفات کر کے اس کی تقریباً بیس جلدیں بنا ڈالیں تو اس سے آلہ حضرت بریلوی کا علمی حلقوں میں بے پناہ تعارف ہوا۔ اس سے بڑھ کر اس ذات شریف کا کیا تعارف ہونا چاہیے آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا تعارف علمی حلقوں میں ان الفاظ سے کیا جاتا ہے کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی امام المصلّین اور مکفر المسلمین حامی شرک وبدعت ماحی توحید وسنت مجدد بدعات بقول رضا خانی محمد مسعود احمد بریلوی کے تلمیذ رحمٰن ہیں یعنی کہ خدا تعالی کے شاگرد ہیں وغیرہ وغیرہ۔ منحوس القابات سے پہچانے اور مانے جاتے ہیں یہی آلہ حضرت بریلوی کا تعارف اور یہی آلہ حضرت کا اصلی مقام ہے اور یہی رضا خانی بریلوی امت کے پیشوا ہیں یہی تو وہ کارہائے نمایاں ہیں کہ جس کی وجہ سے آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی پوری دنیا

اسلام میں حامی شرک و بدعت اور ماحی توحید وسنت کا عظیم فریضہ سرانجام دینے کی وجہ سے مشہور و معروف ہو گئے۔ آلہ حضرت بریلوی اپنے زمانہ کے مکفر المسلمین ومجدد بدعات اور امام المضلین کے امام مانے جاتے تھے۔

خادم اہل سنت و جماعت علماء دیوبند

ناچیز سعید احمد قادری عفی عنہ

خطیب جامع مسجد فاروقی حنفی دیوبندی،

محلہ سید پاک صدیق ٹاؤن دھلے گوجرانوالہ پنجاب پاکستان

5 جنوری 1988ء۔

عہد

وَمَا توفِیقی اِلّا باللہ

یہ بات صاف سنو اے اصاغرِ بدعت
تمہارے شرک کے ایوان ڈھا کے چھوڑوں گا
جو لوگ سنتِ میرِ اُمم سے باغی ہیں
انہیں خدا کے غضب سے ڈرا کے چھوڑوں گا
خدا کی ذات پہ بہتان باندھنے والو!
تمہارے رخ میں نقابیں اُٹھا کے چھوڑوں گا
نچا رہے ہو مریدوں کو خانقاہوں میں
یہ راز ہر کہ ومہ کو سنا کے چھوڑوں گا
غریب قوم کی جبیں تراشنے والو!
تمہیں ضرور ٹھکانے لگا کے چھوڑوں گا
بپھر گئے ہو مزاروں کی روٹیاں کھا کر
تمہارا نام و نشان تک مٹا کے چھوڑوں گا
زباں دراز فقیہو! یہ بات یاد رہے
تمہاری توند کمر سے ملا کے چھوڑوں گا
دل و دماغ پہ یہ بات نقش کر لینا

اُٹھا رہے ہو جو فتنے مٹا کے چھوڑوں گا
تمہاری کھیپ کی فتویٰ فروش نسلوں کو
خدا گواہ ! مسلماں بنا کے چھوڑوں گا
کیا ہے عہد رسالت مآبؐ سے میں نے
خدا کا خوف دلوں پر بٹھا کے چھوڑوں گا
جو گالیوں میں یگانہ ہیں ان رذیلوں کو
نبیؐ کے خُلق کا نقشہ دکھا کے چھوڑوں گا
یہ لوگ شیوۂ کافر گری سے باز آئیں
وگرنہ ان کی دکانیں جلا کے چھوڑوں گا
خُدا کے دین کا مفہوم و مدّعا کیا ہے
یہ اک سبق انہیں شورش پڑھا کے چھوڑوں گا

=====================

بریلوی مذہب کا علمی محاسبہ

رضا خانی مؤلف غلام مہر علی بریلوی خذلہ اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرہ نے اپنی کتاب بنام "دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ" جو کہ اکاذیب کا دفتر اور افتراء و بہتان کا طوفان اور جھوٹ کا طومار ہے کو تالیف کرنے میں اول تا آخر نہایت شرمناک خیانت سے کام لیا۔ یوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ رضا خانی مؤلف نے غالباً کتاب لکھتے وقت یہ پختہ عہد کر رکھا تھا کہ وہ لازماً ہر حوالہ غلط اور بگاڑ کر نقل کرے گا اور کوئی حوالہ بھی قطع و برید کیے بغیر ہرگز پیش نہ کرے گا اور یونہی بے ربط و بے مقصد حوالے نقل کرتا چلا جائے گا۔

لہذا رضا خانی مؤلف نے "دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ" نامی کتاب تالیف کرتے وقت ابتداء جھوٹ اور انتہا جھوٹ سے کام لے کر مسیلمہ کذاب کی یاد کو پھر سے تازہ کیا اور بے بصیرت مؤلف نے اپنی محدود سُوجھ بُوجھ کے مطابق اپنی کتاب کے ص ۳۰ پر فتاویٰ رشیدیہ کے فتویٰ کو نقل کرتے وقت اس قدر خیانت کی ہے کہ عالم آخرت کو فراموش کر دیا اور اس بین الاقوامی خائن و کذاب نے اپنی کتاب میں شروع سے لے کر آخر تک کہیں بھی حوالہ نقل کرتے وقت خوفِ خدا محسوس نہیں کیا بلکہ خائنین اور کذابین کی پوری پوری نمائندگی کی ہے جیسا کہ اس ناخواندہ مؤلف نے سستی شہرت حاصل کرنے کی خاطر "دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ" کتاب تالیف کر ڈالی تا کہ سادہ لوح عوام کالانعام مجھے بہت بڑا مصنف اور علامہ فہامہ سمجھیں اور ذریت احمد رضا خوش فہمی میں مبتلا ہو گئی کہ ہمارے مولوی صاحب نے اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کے خوب پول کھولے ہیں وغیرہ وغیرہ حقیقت یہ ہے کہ رضا خانی مؤلف نے اہل سنت و جماعت اولیاء کرام محدثین دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کے خلاف غلط عقائد منسوب کر کے علماء ربانیین کی صحیح اور بے غبار عبارات کا غلط مفہوم بیان کر کے اپنی عاقبت تباہ کی ہے اور حق تعالیٰ کے عذاب کو چیلنج کیا ہے کیونکہ رضا خانی مؤلف کی کتاب میں کذب و افتراء و بہتان و فتنہ انگیزی کا طومار باندھا ہوا

ہے۔ جبکہ بندہ ناچیز نے "دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ" نامی کتاب دیکھی تو خیال پیدا ہوا کہ یہ کتاب جو آوارہ ذہن رضا خانی مؤلف نے اہل سُنت علماء دیوبند کے خلاف لکھی ہے۔ دلائل و براہین سے لبریز شائستہ وشُستہ اور کوئی معیاری ہوگی۔ مگر دیکھنے کے بعد سخت مایوسی ہوئی اور کہنا پڑا کہ۔ ع

بلبل فقط آواز ہے، طاؤس فقط رنگ

رضا خانی غلام مہر علی بریلوی اور رضانی اُمت اس فخریہ پیش کش "دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ" نامی کتاب پر بغلیں نہ بجائیں بلکہ اپنے آوارہ ذہن مؤلف کی عقل پر ماتم کریں۔

رضا خانیو! آپ نے مثال سُنی ہوگی، جیسا مُنہ ویسا طمانچہ بس رضا خانی غلام مہر علی کی کتاب کے جواب میں بندہ کی کتاب بریلوی مذہب کا علمی محاسبہ ویسا ہی طمانچہ ہے جیسا مُنہ۔ اور بندہ ناچیز کی طرف سے یہ طمانچہ اس قدر زناٹے دار طمانچہ ہوگا جس کے لگنے کے بعد پوری ذریتِ احمد رضا کے چہرے تبدیل ہو جائیں گے اور ذریتِ احمد رضا چیخ و پکار کرے گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بندہ ناچیز کی تالیف بریلوی مذہب کا علمی محاسبہ کو دلائل و براہین وحقائق وشواہد ودلائل قاہرہ سے قطعاً خالی نہ پائے گی۔ تاہم اس کتاب میں مندرجہ حوالہ جات کے پورے پورے ذمہ دار ہیں۔ لیکن رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب میں ہر حوالہ قطع و برید اور عدل وانصاف وشرافت ودیانت کے تمام تقاضوں کو پامال کرتے ہُوئے پیش کیا ہے اور خیانت و بددیانتی، فریب کاری، مکاری، اس بدنصیب مؤلف کی فطرت میں داخل ہے۔ دوسرے معنوں میں رضا خانی مؤلف کو فطرتی خائن سمجھیں۔ جس نے خیانت بددیانتی کو اپنے لیے توشۂ آخرت سمجھا ہوا ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رشیدہ کا فتویٰ نقل کرنے میں زبردست خیانت سے کام لیا اب آپ رضا خانی مؤلف کی خیانت ملاحظہ فرمائیں۔

ہندوؤں کی دیوالی کی پوڑیوں کا مسئلہ اور رضا خانی مؤلف کی خیانت

خیانت نمبر 1: ہندوؤں کی دیوالی کی پوڑیاں کھانا جائز ہیں۔ بلفظہٖ دیوبندی مذہب ص ۳۰ طبع دوم

مؤلف غلام مہر علی بریلوی۔

نوٹ: رضا خانی مؤلف نے خیانت پر مبنی حوالہ مذکورہ نقل کرنے کے بعد اس پر لمبا چوڑہ بے بنیاد تبصرہ کر ڈالا کہ علماء دیوبند کے نزدیک ہندوؤں کی پوڑیاں کھانا جائز ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

قارئین کرام: مندرجہ بالا خیانت قطب الاقطاب، فقیہ اعظم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمت اللہ علیہ کے فتاویٰ رشیدیہ کے فتویٰ میں کی گئی ہے اور یہی دیوالی کی پوڑیاں والا خیانت پر مبنی حوالہ رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۰ کے علاوہ صفحہ نمبر ۴۰، صفحہ نمبر ۲۱۵، صفحہ نمبر ۲۲۰، صفحہ نمبر ۲۳۸ صفحہ نمبر ۲۷۰، صفحہ نمبر ۳۴۷ پر بھی نقل کیا ہے۔ رضا خانی مؤلف نے اپنی کہ کتاب کو ضخیم کرنے کی خاطر ایک ہی حوالے کو کئی مقامات پر تحریر کر ڈالا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ کتاب کی ضخامت بڑھانی مقصود تھی۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ ورنہ ایک ہی حوالہ کو بار بار نقل کرنے کا مطلب ہی کیا اور فتویٰ مذکورہ میں رضا خانی مؤلف نے قطب الاقطاب حضرت شیخ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ اہل سُنت وجماعت اولیاء کرام محدثین یوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتھم کے نزدیک "ہندوؤں کی دیوالی کی پوڑیاں کھانا جائز ہیں"۔

حضرات! پہلے آپ فتاویٰ رشیدیہ کی پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں تو پھر فیصلہ کریں کہ رضا خانی مؤلف غلام مہر علی بریلوی نے ایک صحیح فتویٰ کو کس طرح توڑ موڑ کر پیش کیا اور یہ تاثر دینے کی غلط کوشش کی گئی کہ مذکورہ بالا فتویٰ کی عبارت قطب الاقطاب فقیہ اعظم امامِ ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ رشیدیہ ہی کی عبارت ہے۔

چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ کے فتویٰ کی اصل عبارت درج ذیل ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ کی اصل عبارت

سوال: ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پُوری یا اور کچھ کھانا بطور

تحفہ بھیجتے ہیں اوران چیزوں کالینااور کھانا، استاد حاکم ونوکر مسلمان کودرست ہے یانہیں۔

جواب: درست ہے فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ صفحہ ۱۲۳ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ اردو بازار دہلی۔

قارئین کرام: رضا خانی مؤلف نے محدّث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح فتویٰ سے یہ غلط مطلب اخذ کیا کہ شیخ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ہندوؤں کی دیوالی کی پوڑیوں کو حلال وطیّب قرار دیتے ہیں۔ حضرات گرامی! صحیح فتویٰ کو بگاڑنا جرم عظیم ہے۔ہم نے فتاویٰ رشیدیہ کے فتویٰ کی عبارت کو من وعن نقل کردیا ہے، جسے آپ نے بغور پڑھااور آپ نے رضا خانی مؤلف غلام مہر علی کی پیش کردہ عبارت کو بھی بغور پڑھا کہ اس کوتاہ فہم مؤلف نے فتویٰ کی اصل عبارت کونقل کرنے کی زحمت گوارہ نہیں کی بلکہ اپنی طرف سے اختراع پرمبنی عبارت نقل کرڈالی اور سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی غرض سے فتاویٰ رشیدیہ کا جلد نمبراور صفحہ نمبر بھی نقل کردیا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ قطب الاقطب فقیہٗ اعظم امام ربانی کے فتویٰ کو سوال وجواب پورانقل کرتے ،لیکن ہرگز ایسانہیں یا۔ بلکہ خیانت سے کام لیا۔علاوہ ازیں جوعبارت رضا خانی مؤلف نے نقل کی ہے۔ یہ عبارت فتاویٰ رشیدیہ میں موجود ہی نہیں ۔ یہ رضا خانی مؤلف کی خود ساختہ عبارت ہے۔

ناظرین! آپ فیصلہ فرمائیں کہ جوعبارت رضا خانی غلام مہر علی بریلوی نے اپنی کتاب میں پیش کی ہے۔کیا محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کے عین مطابق ہے۔ ہرگزنہیں اور یقیناً نہیں اور اگر رضا خانی مؤلف فتاویٰ رشیدیہ کی پوری عبارت اول تا آخر پوری نقل کردیتے تو کسی قسم کا وہم تک نہ ہوتا۔مگر کرتے ہی کیوں جبکہ اسلاف کی عبارات میں خیانت و بدیانتی کرنا،مولوی احمد رضا خاں بریلوی اوراس کے مقلدین کی گھٹی میں پڑاہوا ہے۔مگران کا کام صرف اورصرف یہی ہے کہ اہل سُنت و جماعت اولیاء کرام محدثین دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کے خلاف عامۃ المسلمین کے جذبات کوابھارنا اورعوام الناس کو مغالطوں میں الجھادینا اس کورضا خانی فرقہ ضال ومضل خدمت اسلام سمجھتا ہے۔ حالانکہ ہمارے پیشوا

قطب الاقطاب فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ بالکل بے غبار ہے اوراس فتویٰ میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ یہ کھانا بطور تحفہ و ہدیہ ہے۔ اوراس سوال میں مرکزی نقطہ تحفہ ہی ہے۔ چونکہ ہرقوم اپنے خوشے کے ایا میں اچھا کھانا تیار کرتی ہے۔اس لیے اس دن تحفے تحائف بھیجنے کا بھی خیال رہتا ہے۔اوراس عبارت میں استادوغیرہ کا بھی ذکر موجود ہے۔اب سوال یہ ہے کہ کیا مشرکوں اور کافروں سے ہدیہ اور تحفہ لینا ناجائز ہے؟۔

صحیح بخاری شریف جلد اول ص ۳۵٦ میں باب ہے۔ باب قبول الہدایہ من المشرکین پھراس کے تحت اجمالاً چند احادیث کا تذکرہ ہے۔ مثلاً ایک یہ کہ ایک جابر اور کافر بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کوحضرت ہاجرہ علیہا السلام بطور تحفہ و ہدیہ دی تھی اور ایک یہ کہ ایلہ کے بادشاہ اُکیدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "سفید خچر" ہدیۃً دی تھی اور ایک یہ کہ غزوہ خیبر کے موقع پر یہود نے سازش کی کہ بکری کے گوشت میں زہر ڈال کر آپ کودعوت دی اور آپ نے قبول کی اوراس کے بعد پھر بعض مفصل احادیث ہیں اور صحیح بخاری شریف جلد ۲ ص ٦۳۷ کی روایت میں ہے کہ آپ نے اس دعوت میں سے کچھ کھایا بھی تھا۔

اب وہ احادیث ملاحظہ فرمائیں تاکہ آپ کی آنکھوں کا دھند جالا دور ہوجائے۔تاکہ آئندہ بھی تم سے اہل سنت علماء دیوبند کے کے خلاف غیر اسلامی حرکت قطعاً سرزد نہ ہو:

قبول الهدية من المشركين و قال ابو هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم هاجر ابراهيم عليه السلام بسارة فدخل قرية فيها ملك او جبار فقال اعطوها اجر و اهديت للنبى صلى الله عليه وسلم شاة فيها سم وقال ابو حميد اهدىٰ ملك ايلة للنبى صلى الله عليه وسلم بغلة بيضاء و كساة برداً و كتب بيحرهم ـ حدثنا عبدالله بن محمد حدثنا يُونس بن محمد حدثنا شيبان عن

قتادة حدثنا انس قال اهدی للنبی صلی الله لیه وسلم۔الله علیه وسلم جبة سندس وکان ینهی عن الحریر فعجب الناس منها فقال و الذی نفس محمد بیدِ ہ لمنادیل سعدبن معاذ فی الجنة احسن من هذا وقال سعید عن قتادة عن انس ان اکیدر دومة اهدیٰ الی النبی صلی الله علیه وسلم۔

حدثنا عبدالله بن عبدالوهاب حدثنا خالد بن حارث حدثنا شعبة عن هشام بن زید عن انس بن مالك ان یهودیة اتت النبی صلی الله علیه وسلم بشاة مسرمومة فاکل منها فجئ بها فقیل الا نقتلها قال فما زلت اعرفها فی لهوات رسول الله صلی الله علیه وسلم ۔ (بخاری ج ۱ ۔ ص ۳۵٦)۔

مشرکوں کا تحفہ قبول کرنا

ترجمہ: اورابو ہریرہؓ نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ ابراہیمؑ سارہ (اپنی بی بی) کو لے کر (نمرود کے ملک سے) ہجرت کر گئے ایک بستی میں پہنچے جہاں کا بادشاہ ظالم تھا (اس نے سارہ کو بُلا کر دست درازی کرنا چاہی اس کا ہاتھ سوکھ گیا) تب یوں کہنے لگا۔ ہاجرہ لونڈی اس کو دے کر نکالو اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زہر آمیز بکری تحفہ بھیجی گئی اور ابوحمید نے کہا کہ ایلہ (ایک شہر ہے وہاں) کے حاکم نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نقرہ خچر تحفہ بھیجا اور آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک چادر بھیجی اور اس کے مُلک کی اس کو سند لکھ دی۔

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یونس بن محمد نے کہا۔ ہم سے شیبان نے ۔انہوں نے قتادہ سے کہا۔ ہم سے انس نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سندس (باریک ریشمی کپڑے) کا ایک چغہ ہدیہ دیا گیا اور آپ لوگوں کو ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرماتے تھے۔ لوگوں نے وہ چُغہ دیکھ کر تعجب کیا (کیسا عمدہ کپڑا ہے) آپ نے فرمایا قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں محمد

کی جان ہے۔ سعد ابن معاذ کی تولیں بہشت میں اس سے اچھی ہیں اور سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے روایت کیا کہ دومہ کے بادشاہ اکیدر نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ بھیجا۔

ہم سے عبداللہ بن عبدلوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن حارث نے کہا، ہم سے شعبہ نے انہوں نے ہشام بن زید سے انہوں نے انس بن مالک سے ایک یہودی عورت (زینب) زہر آمیز بکری آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفہ لائی ۔ آپ نے اس میں سے کچھ کھایا (صحابہؓ سے فرمایا تم نہ کھاؤ اس میں زہر ہے) اس عورت کو پکڑ کر لائے پوچھا اس کو قتل کر ڈالیں آپ نے فرمایا نہیں، انسؓ نے کہا میں اس زہر کا اثر آپ کے تالوؤں میں برابر دیکھتا رہا۔

قالت عائشة کان النبی صلی الله علیه وسلم یقول فی مرضه الذی مات فیه یا عائشة ما ازال اجد السم الطعام الذی اکلت بخیبر فهذا اوان وجد ت انقطاع ابهری من ذلك السم۔ بخاری ج ۲ ص ٦۳۷

حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں یوں فرماتے تھے عائشہ (رضی اللہ عنہا) مجھ کو اب تک اس زہر آلود بکری کا گوشت کھانے کی تکلیف محسوس ہوتی ہے جو خیبر میں نے کھایا تھا اب مجھ کو معلوم ہوا۔ اس زہر کے اثر سے میری زندگی کی رگ کٹ گئی۔

مندرجہ بالا احادیث سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوئی کہ مشرکوں سے ہدیہ وتحفہ وغیرہ لینا جائز ہے۔ رضا خانی مؤلف اپنی کوتاہ فہمی کی وجہ سے خواہ مخواہ محدث گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے صحیح فتوی کو غلط سمجھ بیٹھا اس کی مثال یوں سمجھئے کہ مریض کو میٹھی چیزیں بھی کڑوی معلوم ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ جو شرک وبدعت کا بیمار ہو تو اس کو بھی صحیح فتوی غلط ہی نظر آئے گا۔ جیسا کہ رضا خانی مؤلف آوارہ ذہن غلام مہر علی صاحب کو غلط نظر آیا۔ حالانکہ امام ربانی فقیہ اعظم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کا فتوی احا

دیث نبویہ کی روشنی میں بالکل درست ہے۔

غرض کہ ہمارے پیشوا فقیہ اعظم امام اہل سنت قطب الاقطب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتوی میں اجتہاد سے ہرگز کام نہیں لیا۔ بلکہ قبول الهدایة من المشرکین کے شرعی قواعد کے تحت مسئلہ نقل فرمایا ہے۔ آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے اندھے مقلد نے فتاوٰی رشیدیہ کی بے غبار عبارت پر اعراض تو کر دیا۔ لیکن یہ قطعاً نہ سوچا کہ اپنے ہاتھوں سے بُنے ہوئے شرک و بدعت کے پرفریب جال میں کہیں ہمارے آلہ حضرت بریلوی تو نہیں پھنس رہے۔ کاش کہ رضا خانی موئف نے اپنے آلہ حضرت بریلوی کے ملفوظات اور عرفانِ شریعت اور مولوی احمد یار گجراتی کی تفسیر نور العرفان کا مطالعہ کیا ہوتا تو اس مذہبی یتیم سے محدّث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف یہ مذموم حرکت کبھی سرزد نہ ہوتی نیز محدّث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی کے خلاف کوئی ٹوٹی پھوٹی دلیل بھی پیش نہیں کی کہ غیر مسلموں کے تحائف کا لینا شرعاً ناجائز و حرام ہے تو اس پر کوئی دلیل شرعی پیش کرتے اور ہم پیشین گوئی کرتے ہیں کہ رضا خانی مئولف محدّث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی کے خلاف کوئی دلیل بھی پیش نہیں کر سکے گا۔

رضا خانی آوارہ ذہن مئولف نے تو ہمارے پیشوا محدّث گنگوہی حمۃ اللہ علیہ کے فتاوٰی رشیدیہ کے صحیح فتوی پر تو بے جا اعتراض کر دیا۔ حالانکہ اس مخبوط الحواس کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ذخیرہ احادیث میں کسی بات کی صراحت موجود ہے کہ جس طرح مشرکوں سے ہدیہ و تحفہ لینا جائز ہے تو اسی طرح مشرکوں کو ہدیہ و تحفہ دینا بھی جائز ہے۔ چنانچہ بخاری جلد اوّل میں مشرکوں کو تحفہ دینے کے متعلق پورا باب باندھا ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں تاکہ تمھارے آوارہ ذہن مؤلف کی آنکھوں کا گردوغبار دور ہو جائے۔

الهدية للمشركين و قول لله تعالىٰ لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم فى الدين ولم يخرجو كم من ديار كم ان تبرو هم و تقسطو ا اليهم۔

حدثنا خالدبن مخلد حدثنا سليمان بن بلال قال حدثنى عبدالله بن

دينار عن ابن عمرؓ قال راى عمر حلة على رجل تباع فقال للنبى صلى الله عليه وسلم اتبع هذه الحلة تلبسها يوم الجمعة واذا جاء ك الوفد فقال انما يلبس هذا من لا خلاق له فى الآخرة فاوتى رسول الله صلى الله عليه وسلم منها بحلل فارسل الى عمر منها بحلة فقال عمر كيف البسها وقد قلت فيها ماقلت قال انى لم اكسكها لتلبسها تبيعها اوتكسو ها فارسل بها عمر الى اخ له من اهل مكة قبل قبل ان يسلم. بخارى ج ١ ص٣٥٧۔

حدثنا عبيد بن اسما عيل حدثنا ابو اسامة عن هشام عن ابيه عن اسماء بنت ابى بكرؓ قالت قد مت على امى و هى مشركة فى عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستفتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت و هى راغبة افاصل امى قال نعم صلى امك. بخارى جلد ١ ص ٣٥٧۔

مشرکوں کو تحفہ بھیجنا اور اللہ تعالیٰ نے اسوۂ ممتحنہ میں فرمایا اللہ تم کو ان کافروں کے ساتھ انصاف اور سلوک کرنے سے منع نہیں کرتا۔ جو دین کے مقدمہ میں تم سے نہیں لڑے (جیسے عورت بچے وغیرہ) نہ تم کو انہوں نے تمہارے گھروں سے نکال باہر کیا۔

ہم نے خالد بن مخلد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے کہا مجھ سے عبداللہ بن دینار انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ ایک شخص (عطارد بن حاجب) ایک ریشمی کپڑے کا جوڑا بیچ رہا ہے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، آپ یہ جوڑا خرید لیجئے اور جمعہ کے دن اور جب باہر کے لوگ آپ کے پاس آتے ہیں۔ اس وقت پہنا کیجئے۔ آپ نے فرمایا یہ تو وہ پہنے گا جو آخرت میں بے نصیب ہے۔ پھر ایسا ہوا کہ ویسے ہی کپڑے کے کئی جوڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے آنحضرتؐ نے ان میں سے ایک جوڑا حضرت عمرؓ کو بھیجا۔ انہوں نے عرض کیا یا

رسول اللہ ! میں اس کو کیونکر پہنوں اپ تو عطارد کے جوڑے میں ایسا ایسا فرما چکے ہیں آپ نے فرمایا میں نے یہ جوڑا تجھے اس لیے نہیں دیا کہ خود اس کو پہنے تو اس کو بیچ ڈال یا کسی اور کو پہنا۔ پھر حضرت عمرؓ نے وہ جوڑا اپنے ایک مشرک بھائی کو جو مکہ میں تھا، ابھی اسلام نہیں لایا تھا۔ بھیج دیا۔

ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا۔ کہا ہم سے ابُو اسامہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اسماء بنت ابی بکرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں میر ماں (قتیلہ بنت عبدالعزی، آئی وہ مشرک تھی، میں نے اس کو گھر میں نہ آنے دیا۔ نہ اس کا تحفہ لیا) اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں نے عرض کیا، میری ماں میا (محبت) سے میرے پاس آئی ہے۔ کیا میں اس سے سلوک کروں۔ آپ نے فرمایا ہاں اپنی ماں سے سلوک کرو۔

قارئین کرام صحیح مسلم کی روایت جو کتاب الجہاد میں موجود ہے۔ اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ کافر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدیہ قبول کیا ہے۔ اب رضا خانی بریلوی اہل بدعت سوچیں اور سمجھیں کہ ہمارے پیشوا حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ رشیدیہ پر کیسے شافی جواب ہوا۔ کچھ سمجھ آیا یا نہیں؟ انشاء اللہ ضرور آیا ہوگا اور یقیناً آیا ہوگا۔ اور رضا خانی اہل بدعت کا فتاویٰ رشیدہ کے فتویٰ پر اعتراض کرنا حدیث پاک کی روشنی میں فرسودہ ہے۔

رضا خانی مؤلف تو فتاویٰ رشیدیہ کے فتوے کو غلط ثابت کرنے کے چکر میں پڑے ہوئے تھے۔

لیکن احادیث مبارکہ سے تو مشرکوں کو تحفہ دینا بھی ثابت ہوا۔ معلوم ہوا کہ شریعت اسلامیہ کی روشنی میں جب مشرکوں کو ہدیہ وتحفہ دینا اور لینا دونوں جائز ہیں تو جیسا کہ احادیث نبویہ سے ثابت ہوا۔ لیکن اگر کوئی رضا خانی جو خبطی ہو چکا ہو۔ تو وہ صحیح فتوے کو خواہ مخواہ غلط ثابت کرتا پھرے تو اس کی اس مذموم حرکت سے اہل حق کی علمی شہرت کو قطعاً نقصان نہیں پہنچے گا۔ اور جو اہل حق کی علمی شہرت کو نقصان پہنچانے کی مذموم کوشش بھی کرے گا۔ تو وہ اپنی عاقبت تباہ کرے گا۔ اس سے اہل سنت و جماعت اولیاء کرام محدثین

دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کی شان میں یقیناً کچھ فرق نہ آئے گا یعنی کہ ان کے پائے ثبات کو جنبش تک نہ آئے گی۔

کیونکہ اہل سنت علماء کا اوڑھنا بچھونا ہی قال اللہ وقال الرسول ہے۔

اب ہم رضا خانی مؤلف کو دعوت سخن دیتے ہیں کہ اب آیئے توجہ فرمایئے ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ آپ کے نام نہاد مجدد مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے کفار کے اس تحفہ کے لینے کو تہوار کے دوسرے دن لینے کو جائز قرار دیا ہے۔ اب ذرا ہوش میں آؤ اور اپنی آنکھوں سے تعصب کی عینک اتار کر دیکھیں تو تمہیں اپنے آلہ حضرت بریلوی کا فتویٰ بخوبی نظر آ جائے گا۔ فتویٰ کو بھی پڑھتے جایئے اور ساتھ ساتھ اپنی جہالت کا ماتم بھی کرتے جایئے۔ چنانچہ آلہ حضرت بریلوی ایک سوال کے جواب میں یوں ارشا دارشاد فرماتے ہیں۔

ہولی اور دیوالی کی مٹھائی کھانا جائز؟

1- عرض: کافر جو ہولی دیوالی میں مٹھائی بانٹتے ہیں۔ مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اس روز نہ لے۔ ہاں دوسری روز دے تو لے لے۔

ملفوظات احمد رضا خاں بریلوی۔ ج ا ص ۱۱۵۔ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی

آلہ حضرت بریلوی کی نفیس تحقیق؟

2- مسئلہ: ہندو کے یہاں کی شیرینی پر فاتحہ دینا جائز ہے یا نہیں اور اس کے گھر کا کھانا درست ہے یا نہیں

الجواب: اولیٰ یہ ہے کہ فاتحہ کے لئے شیرینی مسلمانوں کے یہاں کی ہو اور ہندوؤں کے یہاں گوشت حرام ہے۔ باقی کھالوں میں مضائقہ نہیں۔ اگر کوئی وجہ شرعی مانع نہ ہو۔

عرفان شریعت ج ا ص ۷، از آلہ حضرت بریلوی مطبوعہ سُنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ

روڈ فیصل آباد۔

قارئین محترم: غور فرمائیے رضا خانی مؤلف کے آلہ حضرت بریلوی بھی کفار کی ہولی دیوالی کی مٹھائی کے لینے کو جائز اور ہندوؤں کے ہاں سے بغیر گوشت کے باقی تمام کھانوں کے جن میں ہولی دیوالی کی پوریاں وغیرہ بھی داخل ہیں۔ اپنی نفیس تحقیق کی روشنی میں جواز کا فتوی دے دیا ہے۔ باقی شرعی مانع اور کیا ہوسکتا ہے، کیونکہ ہولی اور دیوالی میں مسلمان شریک نہیں ہوا اور نہ ہی ان دنوں کی تعظیم اس کے دل میں ہے۔ ہندو خود بطور تحفہ مسلمانوں کے گھر پوڑیاں وغیرہ بھیجتا ہے اور غیر مسلم کا تحفہ اور ہدیہ قبول کرنا درست ہے۔ لیکن فتاویٰ رشیدیہ کے سوال میں بطور تحفہ کا لفظ صراحتاً موجود ہے۔ اب الہ حضرت بریلوی کے فتویٰ سے ثابت ہوا کہ کفار ہولی اور دیوالی میں مٹھائی تقسیم کرتے ہیں۔ اس کا لینا جائز ہے اور ان کے نزدیک ہندوؤں کے یہاں سے آئی ہو شیرینی پر فاتحہ دینا بھی جائز ہے۔ ہاں اولیٰ یہ ہے کہ مسلمانوں کے گھر سے آئی ہو شیرینی پر فاتحہ دینا بھی جائز ہے۔ ہاں اولیٰ یہ ہے کہ مسلمانوں کے گھر سے آئی ہوئی شیرینی پر فاتحہ دی جائے اور لفظ اولیٰ اس کا واضح قرینہ ہے۔ رضا خانی مؤلف ذرا ادھر بھی توجہ فرمائیے اور مولوی احمد یار گجراتی کی بھی سنتے جائیے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ اگر رضا خانی مؤلف مولوی احمد یار گجراتی بریلوی کی تفسیر نور العرفان کو بھی ایک نظر دیکھ لیتے تو اس ذات شریف اور باطن کے اندھے کو محدث گنگوہیؒ کا بے غبار اور صحیح فتویٰ قطعاً غلط نظر نہ آتا۔ لیکن یہ بھی نہ سوچا کہ اپنے کسی اور رضا خانی بریلوی کی کسی کتاب کو تو دیکھ لیا جائے۔ شاید وہ بھی علماء دیوبند کی کسی کتاب کو تو دیکھ لیا جائے۔ شاید وہ بھی علماء اہل سنت دیوبند کی حمایت میں کچھ لکھ تو نہیں گئے۔ یہ رضا خانی مؤلف ایسی جانچ پڑتال کیسے کرتے کہ لیکن جس کی کھوپڑی سے بوجہ شرک و بدعات کے عقل بستر بوریا اٹھا کر رخصت ہو چکی ہو۔ اس کوڑھ مغز اور کور چشم کا کیا علاج ہے۔

رضا خانی مؤلف ذرا توجہ فرمائیے کہ تمہارے رضا خانی بھائی مولوی احمد یار گجراتی بریلوی تفسیر نور

العرفان میں تحریر کرتے ہیں کہ کافر کے گھر سے کھانا کھانا جائز ہے۔ اب سوچیں کہ تم نے فتاویٰ رشیدیہ کے صحیح فتویٰ کے خلاف اپنے رضا خانی فعل سے تم نے کیا گل کھلائے ہیں۔ اب اپنے رضا خانی بریلوی کی بھی سنتے جائیے اور ذرا غور و فکر بھی کرتے جائیے کہ تمہیں کیا کرنا چاہیے تھا۔ لہذا تفسیر نور العرفان کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

کافر کے گھر سے کھانا جائز؟

چنانچہ مولوی احمد یار گجراتی ارقام فرماتے ہیں:

کافر سے خرید و فروخت جائز ہے۔ دوسرے یہ کہ کافر کا پکایا ہوا کھانا مسلمانوں کے لئے حرام نہیں کیونکہ شہر میں سب دکاندار کافر تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے گھر برسوں کھانا کھایا۔ ہمارے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ظہور نبوت سے پہلے برسوں ابو طالب کے گھر کھانا کھایا۔

(تفسیر نور العرفان ص ۴۷۱ ناشر ادارہ کتب اسلامیہ گجرات شہر چوک پاکستان)

رضا خانی مؤلف اب بتاؤ کیا بھاؤ بکی تمہیں تو ہمارے پیشوا محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ جو شرعی قوانین کے تحت تھا پر اعتراض کر دیا کہ کافر سے ہدیہ و تحفہ لینا جائز نہیں۔ لیکن آپ کے مولوی احمد یار خان گجراتی بریلوی تو اپنی عمدہ تحقیق کے تحت فتویٰ صادر فرما رہے ہیں۔ کہ فرعون کے گھر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے برسوں کھانا کھایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب کے گھر سے برسوں کھانا کھایا لہذا کافر کے گھر سے کھانا کھانا بلا کراہت جائز ہوا۔ مولوی غلام مہر علی صاحب اب بتاؤ آپ کے آلہ حضرت بریلوی کا وہ فتوے جو ملفوظات اور عرفان شریعت اور مولوی احمد یار خاں گجراتی بریلوی کا فتویٰ جو نور العرفان میں درج ہے۔ اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ غیرت ایمانی اور غیرت انسانی کا تقاضہ تو یہ ہے کہ وہی فتویٰ اپنوں پر بھی لگاؤ جو فتویٰ تم نے ہمارے پیشوا محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پر لگایا یا پھر آلہ حضرت بریلوی اور مولوی احمد یار گجراتی کی لغو تحقیق پر بے شمار لعنت بھیجیں۔

کافر سے ہدیہ لینا جائز ہے

علاوہ ازیں غزوہ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فروہ بن نفاثہ کا ہدیہ دیے ہوئے خچر پر سوار تھے لہذا صحیح مسلم کی روایت سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر سے ہدیہ قبول کیا۔ حدیث ملاحظہ فرمائیں:

قال عباس شهدت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم حنين فلزمت انا وابوسفيان بن الحارث بن عبد المطلب رسول الله صلى الله على وسلم فلم نفارقه ورسول الله صلى الله عليه وسلم على بغلة له بيضاء اهداها له فروة بن نفاثة الجذامى .الخ(مسلم ج ٢ كتاب الجهاد)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ حنین میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میں اور حضرت ابوسفیان بن حارف بن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہے اور آپ سے بالکل الگ نہیں ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سفید رنگ کے خچر پر سوار تھے جو آپ کو فروہ بن نفاسہ نظامی نے ہدیہ دیا تھا۔

رضا خانی غلام مہر علی کو اب آخر میں پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کا فتویٰ پیش کرتے ہیں کہ جس شخصیت کو یہ رضا خانی اپنا پیر و مرشد و پیشوا ماننے کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ مہریہ میں مرقوم ہے ملاحظہ فرمائیں:

سوال اول:

اہل ہنود کا طعام کھانا درست ہے یا نہ۔ کیونکہ اکثر لوگ کھاتے ہیں۔ اور بعض منع فرماتے ہیں اور بعض جائز براہ کرم سندات کے ساتھ آپ مسئلہ کو خوب واضح کریں۔

سوال چہارم:

روٹی کو بھنگی کا خشک ہاتھ لگ جائے تو روٹی پلید ہو جاتی ہے۔ یا نہ۔ بنا علیہ اگر مسلمان کسی جانور کو ذبح کرے اور گوشت کو غیر مسلم مثل بھنگی تقسیم کرے تو اس کے ہاتھ لگنے سے گوشت پلید ہو جاتا ہے یا نہیں۔

جواب سوال اول:

جب تک کہ کوئی نجاست ظاہری یقیناً اعضاء ظاہرہ کافر پر نہ لگی ہو اس وقت تک اس کے ہاتھ سے کھانا پکوانا، پانی بھروانا، ماکولات تر مثل روغن زرد و شہد و گوشت وغیرہ منگانا، تقسیم کرانا، سب درست ہے۔ اس واسطے کہ نجاست کافر کی صرف اعتقادی ہے۔ نہ نجاست ظاہری۔ چنانچہ بحر الرائق میں مرقوم ہے:

لما انزل النبى صلى الله عليه وسلم المشركين فى المسجد و مكنهم من المبيت فيه على ما فى الصحيحين علم ان المراد بقوله تعالىٰ انما المشركون نجس النجاسة فى اعتقادهم اور خزينة الروايات ميں ہے۔لا بأس بعيادة اهل الذمة وحضور جنائزهم واكل طعامهم والمعاملة معهم اور فتاویٰ حامدیہ میں ہے۔ والاطعمة التى يتخذها اهل الشرك ويتوهم فيها اصابة النجاسة كل ذالك محكوم بطهارته حتىٰ يتيقين بنجاستها۔

(فتاویٰ مہریہ طبع اول)

رضا خانی مہر علی صاحب ذرا توجہ فرمائیے کہ آپ کے پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے تو محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کی اور بھی تائید اور تصدیق فرما دی۔ اب بتائیں کیا فتویٰ ہے۔ علاوہ ازیں اپنے

پیرومرشد پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کا ایک اور فتویٰ بھی پڑھ لیجئے۔ تاکہ آپ کے فتاویٰ رشیدیہ کے فتویٰ کے خلاف کچھ رہے سہے موذی جراثیم بھی جڑ سے بالکل ختم ہو جائیں گے۔ چنانچہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی فتویٰ دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

سوال سوم:

ہدایہ وغیرہ کتب فقہ میں جو لکھا ہے۔ سؤ الآدمی طاھر ۔ کیا یہ کافر اور مسلم دونوں کے متعلق ہے؟ حرام خور بھنگی کا جوٹھا کس طرح پاک ہوتا ہے۔ تصریح کریں۔

جواب سوال سوم:

آدمی کا جوٹھا پاک ہے۔ خواہ وہ آدمی مسلم ہو یا کافر۔ بشرطیکہ نجاست ظاہری سے اس کا منہ پاک وصاف ہو۔ چنانچہ بحرالرائق میں مرقوم ہے۔ سؤ رالآدمی طاھر لا فرق بین الجنب والطاھر والحائض والنفساء والصغیر والکبیر والمسلم والکافرو الذکرو الانثی فان سؤرالکل طاھر وطھور من غیر کراھۃ ۔

مندرجہ بالا فتویٰ جناب پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے اپنے فتویٰ میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ کافر کا جھوٹا پاک ہے خواہ آدمی مسلمان ہو یا کافر۔ (فتاویٰ مہریہ طبع اول)

فی سبیل اللہ فساد

بریلی کے علمائے تکفیر پنجاب مرحوم کے بعد شہروں میں زبان درازی کی اس حد پر آ گئے تھے کہ ان کے نزدیک حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانا توی ؒ شیخ الاسلام رشید احمد گنگوہیؒ، شیخ الحدیث علامہ انور شاہ کاشمیریؒ، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور انتہا یہ ہے کہ رئیس المجاہدین حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ بھی کافر وملحد تھے؟ ان لللہ وانا الیہ راجعون۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

تڑپے ہیں مُرغ قبلہ نما آشیانے میں

ان فتویٰ فروش واعظوں کا یہ سلسلہ وشتم تحریری وتقریری سامنے آیا تو انتہائی صدمہ اور اس کے ساتھ تعجب ہوا کہ اس قسم کی خود کاشتہ فصل بھی یہاں موجود ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل ۱۲۹ اشعار اس محاسبہ کا حرف آغاز تھے۔ جو اس خانوادہ تکفیر کی مدارات کے لئے اس آرزو کے ساتھ بے اختیار زبان پر آ گئے تھے۔۔۔

شاید کہ اُتر جائے کسی دل میں میری بات

دل میں اگر ملال نہ لائیں بریلوی
باتیں کروں گا ان سے یقیناً کھری کھری
کافر گری کی رسم پہ نازاں ہے کون شخص
کس خاندانِ علم کا شیوہ ہے بُت گری
تکفیر کس کے منبر و محراب کی دلیل
کس کی زباں ہے دعوت و ارشاد سے تہی
کھولے ہیں کس نے اپنی قباؤں کے پیچ و خم
روندی گئی ہے کس کے عماموں کی برتری
کھاتا ہے کون دین فروشی کی روٹیاں
بکتی ہے کس دُکان پہ شرع پیمبری
بغداد کس کی "تیغ جہاندار" کا ہدف
بیتا ہے کس پہ حادثہ چرخ چنبری

کچھ یاد بھی ہے دین فروشانِ عَصرِ نَو !
کیوں کر دلوں سے شرمِ رسولؐ خُدا گئی
نانوتویؒ پہ کفر کا فتویٰ؟ حیا کرو !
توہین کر رہا ہے رسالتؐ کی تھانویؒ ؟
دشنام ہو گئے ہیں کمالاتِ دیوبند
تضحیک کا شکار ہیں ایمان و آگہی
سر خیلِ ملحداں ہیں شہیدانِ بالا کوٹ؟
یارانِ خود فروش ! یہ اندازِ خُود سری؟
احمد علیؒ کی ذات پہ کیچڑ اچھال کر
کرتے ہو ایک عاشقِ صادق کی ہمسری
لاؤ کہاں سے انورؒ و محمودؒ کا جواب
کِس پر غرور؟ کِس پہ جتاتے ہو برتری ؟
کل تک تھے آپ لارڈ کلایو کے خانہ زاد
پاتے تھے خاندانِ حکومت سے رہبری
کشکول لے کے شرعِ فروشی کا ہاتھ میں
یہ ذکر وعظ ہے کہ نوائے گداگری
سی آئی ڈی سے کہنہ روابط کی آڑ میں
لوگوں کے دل میں اپنی بٹھاتے ہو برتری
تم وارثِ سموم و خزاں ہو خُدا گواہ

تم سے بنے ہیں گوہرِ شپ تاب کنکری
کہتا ہوں صاف صاف خدایانِ ذکر وعظ !
میری طرف سے دل پہ لکھو حرفِ آخری
چھوڑا نہ تم نے شیوہ کافر گری اگر
رولوں گا خاکِ پا میں تمہاری سکندری
ننگا کروں گا تم کو شرافت کے نام پر
حکماً اتار دوں گا نقابِ فسوں گری
نکلوں گا لے کے پرچمِ فاروقؓ ذی وقار
دنیا پہ آشکارا ہے میری شناوری
وقت آ گیا کہ تیغِ علیؓ بے نیام ہو
خیبر سے بڑھ کے آپ کا فتنہ ہے گشتنی
آتا نہیں قلم پہ کوئی ناروا خیال
رُکتا نہیں زباں پہ کوئی حرفِ گُفتنی
اِس کاروبارِ کفر پہ شیخ الحدیث ہو؟
یوں کر رہے ہو دینِ پیمبرؐ کی چاکری؟
یہ بات اور صاف کہو بُزدلانِ شہر
کئی سال کی ہے ڈپٹی کمشنر کی نوکری؟
کب تک رہے ہو خفیہ وظیفہ سے فیض یاب
جس نے سکھا دیے تمہیں آدابِ کافری
سوچا بھی ہے کہ آپ کے فتوؤں کی آب و تاب

رکھتی ہے اپنے دامنِ صد چاک میں نمی
کہتا ہے تم سے گنبدِ خضریٰ کا تاجدارؐ
زیبا ہے جس کو دونوں جہانوں کی سروری
نانوتویؒ کی معنوی اولاد کے خلاف
طوفانِ سب و شتم ہے ایماں کی جاں کنی
جو کچھ لکھا ہے ، دل سے لکھا ہے خدا گواہ
شورش نہیں یہ محض نواہائے شاعری

زاغ معروف کی حلت کا مسئلہ

رضا خانی مؤلف دیوبندی مذہب کی علمی بے بضاعتی اور کورچشمی اور بے ایمانی جو اہل سنت و جماعت اولیاء کرام محدثین دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کے حوالوں میں مجرمانہ خیانت اور بددیانتی کا ایسا بدترین مظاہرہ کیا کہ جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ جب اصل کتاب سے حوالہ دیکھا جاتا ہے تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ رضا خانہ مؤلف نے بددیانتی اور خیانت کو اپنے اوپر کس قدر واجب کر رکھا ہے۔ جیسا کہ آوارہ ذہن مؤلف نے فتاوٰی رشیدیہ کا فتوی نقل کرنے میں بدترین خیانت سے کام لیا جس کو اصل فتویٰ سے کچھ بھی مناسبت نہیں۔ لیجئے اب رضا خانی مؤلف کی خیانت ملاحظہ فرمائیں۔

خیانت نمبر 2:

رضا خانی مؤلف کی خیانت

"ہندوؤں کی مرغوب غذا کوے کے گوشت کو کھانا ثواب قرار پایا"

(بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ 31 طبع دوم مؤلف غلام مہر علی بریلوی)

آوارہ ذہن مؤلف نے اپنی اختراع پر مبنی حوالہ پر کمال بے حیائی کے ساتھ یہ سرخی قائم کر ڈالی کی علماء دیوبند کے ہاں کوا کھانا جائز وغیرہ وغیرہ

ناظرین کرام! مندرجہ بالا خیانت قطب الاقطاب فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے فتویٰ میں کی گئی ہے اور محدث گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ پر رضا خانی مؤلف نے یہ بہتان عظیم باندھا ہے کہ فتاوٰی رشیدیہ میں ہے کہ ہندوؤں کی مرغوب غذا کوے کا گوشت کھانا ثواب قرار پایا ہے اور یہی بدترین خیانت پر مبنی حوالہ رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ 31 کے علاوہ صفحہ 40 صفحہ 215 صفحہ 238 صفحہ 348 پر بھی نقل کیا ہے۔

حضرات گرامی! قبل از آپ فتاوٰی رشیدیہ کی پوری عبارت ملاحضہ فرمائیں تو پھر فیصلہ کریں کہ رضا خانی مؤلف کس قدر آوارہ ذہن آدمی ہے اور کس قدر صحیح اور بے داغ فتویٰ کو بگاڑ کر پیش کیا اور عوام الناس کو باور کرانے کی غلط حرکت کی گئی ہے۔ اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کے نزدیک مطلقا کوا کھانا جائز ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ ثابت کرنے کی رضا خانی غلیظ حرکت کی گئی ہے کہ نقل کردہ عبارت ہی فتاوٰی رشیدیہ کی ہے۔ جو کہ سراسر دھوکہ اور فراڈ ہے۔ چنانچہ آپ فتاوٰی رشیدیہ کی اصل عبارت ملاحظہ فرمالیں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ رضا خانی مؤلف کتنا کذاب اور لائسنس یافتہ خائن ہے۔

سوال:۔ جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کوا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا۔ یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔

جواب:۔ ثواب ہوگا۔ فتاریٰ رشیدیہ ج ۲ صفحہ ۱۳۰ طبع کتب خانہ رحیمیہ اردو بازار دہلی۔

حضرات! آپ نے مندرجہ بالا فتاوٰی رشیدیہ کا فتویٰ پڑھا اور رضا خانی مؤلف کا نقل کردہ حوالہ اوّل تا آخر تحریف پر مبنی ہے اس کو بھی پڑھا اب آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ رضا خانی مؤلف نے فتاد

ی رشیدیہ کے فتویٰ کو کس قدر بگاڑ کر پیش کیا ہے۔ اور سرے سے ہی فتویٰ کا نقشہ ہی تبدیل کر دیا۔ آوارہ ذہن مؤلف کی آوارگی کا اندازہ کریں۔ کہ فتویٰ کو مع سوال و جواب نقل کرنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ بلکہ اپنی طرف سے اختراع پر مبنی عبارت نقل کر ڈالی تاکہ عامۃ المسلمین کے اذہان سے اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کا علمی وقار نکل جائے اور جو عبارت رضا خانی مؤلف نے نقل کی ہے اس کو اصل فتویٰ کی عبارت کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں۔ وہ تمام کی تمام عبارت رضا خانی مؤلف کی پیٹ کی پیداوار ہے مؤلف مذکور نے فتویٰ میں تحریف کر کے علماء یہود کی یاد کو تازہ کیا ہے۔ ورنہ محدّث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روشن تحقیقات کے عین مطابق ہے جس میں شک کرنا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت میں شک کرنا ہے۔ اور پھر مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ عوام کالانعام کو دھوکہ دینے کی غرض سے اس ناعاقبت اندیش مؤلف نے اپنی خود ساختہ عبارت کو کتاب میں نقل کرنے کے بعد جلد نمبر اور صفحہ بھی درج کر دیا حالانکہ رضا خانی مؤلف نے جو عبارت فتاویٰ رشیدیہ کے حوالہ سے حضرت شیخ المشائخ محدّث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کی ہے۔ اصل میں اس عبارت کا کوئی لفظ فتاویٰ رشیدیہ میں سرے سے موجود ہی نہیں۔ بلکہ رضا خانی مؤلف نے اپنی طرف سے من گھڑت عبارت پیش کی ہے۔ حضرات گرامی رضا خانی مؤلف کی نقل کردہ عبارت کو محدّث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کے ساتھ ملائیں اور موازنہ کریں تو بات بلکل واضح ہو جائے گی۔ کہ مؤلف مذکور نے عبارت نقل کرنے میں شرمناک خیانت کا مظاہرہ کیا ہے ورنہ عدل و انصاف کا تقاضہ تو یہ تھا کہ فتویٰ کو اوّل تا آخر پورا نقل کرتے لیکن ہرگز ایسا نہیں کیا اور اپنی طرف سے اپنے گندے ذہن کی بنا پر ایک غلط عبارت بنا کر تحریر کر دی حقیقت یہ ہے جو فطرتی مشرک اور رجسٹرڈ شدہ بددیانت ہو اس سے دیانتداری کی توقع عبث ہے، ورنہ رضا خانی مؤلف سے اس قسم کی خلاف شرع حرکت ہرگز سرزد نہ ہوتی۔ جب کہ ان کے الہ حضرت بریلوی بھی اس مرض خبیثہ کے شکار تھے رضا خانی مؤلف اب آیئے اور توجہ فرمایئے اور

ہمارے پیشوا قطب الاقطاب فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کی تائید میں سلف صالحین کے چند ارشادات سردست ملاحظہ فرمایئے۔ چنانچہ امام محمد بن محمد سرخسی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب مبسوط میں کوّے کی اقسام اور ان کے احکام کے بارے میں بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

فان کان الغراب بحیث یخلط فیاکل الجیف تازہ والحب تارۃ فقدروی عن ابی یوسفؒ انہ یکرہ لانہ اجتمع فیہ الموجب للحل والموجب للحرمتہ وعن ابی حنفیۃؒ انہ لا بأس باکلہ وھو الصحیح علی قیاس الداجۃ فانہ لا بأس باکلما (مبسوط سرخسیؒ ص ۲۲۶ ج ۱۱)

ترجمہ: اگر کوّا وہ ہو جو کبھی گندگی کھاتا ہے اور کبھی دانے تو حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ مکروہ ہے کیونکہ اس میں حلّت اور حرمت کے دونوں موجب جمع ہو چکے ہیں اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس کے کھانے میں کو حرج نہیں۔ اور یہی صحیح ہے۔ مرغی پر قیاس کرتے ہوئے۔ کیونکہ اس کے کھانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ الخ

رضا خانی غلام مہر علی صاحب اب بتلایئے تو سہی کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو تو تم بھی اپنا پیشوا تسلیم کرنے کا دعویٰ کرتے ہو۔ چہ جائے کہ یہ تمہارا دعویٰ سرے سے ہی سراسر غلط ہے۔ مندرجہ بالا عبارت کو بار بار پڑھیے اور غور کیجئے کہ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ سے کیا روایت نقل کر گئے ہیں اور کس طرح اس کو صحیح قرار دے چکے ہیں۔ اور اس کو بھی نظر انداز نہ کریں کہ کیا کوّے کی حلت کے بارے میں حکم ہمارے پیشوا ہی سے ثابت ہے کہ یا کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کچھ ثبوت تو مل گیا ہے یا نہیں۔ ذرا بتاؤ تو سہی جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔

چنانچہ فقہاء کرام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم لکھتے ہیں:

واما ما یختلط فیتناول النجاسة و الجیف و یتناول غیر ها علی و جه لا یظهر اثر ذالك فی لحمه لا باس باکله . (فتاوی قاضیخاں علی هامش الهندیه : ص ۳۵۹ ج ۳)

ترجمہ: جو جانور خلط کرتا ہو یعنی نجاست اور مردار کے ساتھ ساتھ دوسری پاک چیزیں بھی کھاتا ہو اور اس مردار و نجاست خوری کا اثر اس کے گوشت میں ظاہرہ ہوا ہو تو ایسے جانور کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

امام علاؤالدین ابوبکر کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

فحصل من قول ابی حنیفة ؒ ان ما یخلط من الطیور لا یکره اکله کالدجاج و قال ابو یوسف رحمه الله یکره لان غالب اکله الجیف. (بدائع الصنائع ص ٤٠ ج٥)

ترجمہ: امام ابوحنیفہؒ کے قول سے معلوم ہوا کہ جو پرندے حلال و حرام دونوں طرح کی غذا کھاتے ہیں وہ مکرہ نہیں ہیں جیسے مرغی اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ مکروہ ہیں۔ کیونکہ ان کی غالب غذ مردار ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہو گیا کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر کسی جانور کی غذا میں مردار و نجاسات کا غلبہ ہو تو وہ بھی حرام ہے یہی وجہ ہے کہ وہ عام پھرنے والی مرغی کو بھی مکروہ قرار دیتے ہیں۔

حضرت امام ابو یوسفؒ کا فتویٰ کہ مرغی کھانا حرام ہے (فتویٰ ملاحظہ فرمائیں)

وقال ابو یوسف رحمه الله تعالیٰ یکره العقعق کما یکره الدجاجة المخلاة (فتاوی قاضی خان علی هامش الهندیه : ص ٣٥، ج ٣)

ترجمہ: حضرت امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے کہ عقعق مکروہ (تحریمی) ہے جیسا کہ عام کھلی

پھرنے والی مرغی مکروہ ہے۔

امام ابو یوسفؒ کے مسلک پر گوفتویٰ نہیں ہے۔ فتویٰ امام ابوحنیفہؒ کے قول پر ہے لیکن بایں ہمہ اگر کوئی شخص امام ابو یوسفؒ کے غیر مفتی بہ قول کو اپناتے ہوئے "معروف کوّے" کو مکروہ قرار دینا چاہے تو:

اولاً : اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے مقلدین پر اعتراض کرے۔

ثانیاً : چونکہ عام طور پر مرغیاں کھلی اور آزاد پھرتی رہتی ہیں س لئے اس کو "وصایا شریف" کے "مرغ پلاؤ" سے بھی دستبردار ہونا پڑے گا۔

ثالثاً : کھلی پھرنے والی مرغی امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یقیناً مکروہ ہے۔

ہم تو صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ "معروف کوّا" ایک جانور ہے جس میں حرمت کا کوئی شرعی سبب نہیں پایا جاتا ہے لہذا وہ بالاجماع حلال ہے۔ اگر کوئی صاحب اس کو عقعق قرار دیتے ہیں تو ملک العلماء امام علاء الدین کاسانیؒ فرماتے ہیں:

والغراب الذی یاکل الحب و الزرع و العقعق و نحوها حلال بالاجماع - (بدائع الصنائع ص ٣٩ ج ٥)

ترجمہ: وہ کوا جو صرف دانے اور کھیتی کھاتا ہے اور عقعق وغیرہ بالاجماع حلال ہیں۔

اگر کوئی صاحب اس کو "غراب ابقع" یعنی چتکبرا کوا قرار دینا چاہیں تو بڑی خوشی سے اور اگر اس کو "غراب اسود" یعنی خالص سیاہ کوا قرار دینا چاہیں تو سرآنکھوں پر کیوں کہ علامہ اکمل الدین محمد بابرتیؒ "غراب ابقع اور "غراب اسود" کی تین قسمیں بیان کرتے ہیں۔

اما الغراب الابقع والاسود فهو انواع ثلثة نوع یلتقط الحب ولا یاکل الجیف و لیس بمکروه و نوع لا یاکل الا الجیف و هو الذی سماه المصنف الا بقع و

انہ مکروہ و نوع یخلط یاکل الحب مرۃ و الجیف اخریٰ ولم یذکرہ فی الکتاب وھو غیر مکروہ عندہ مکروہ عند ابی یوسف والاخیر ھو العقعق۔(عنایہ علی ہامش الفتح ص ۴۹۹ج ۹)

ترجمہ: غراب الفع اور غراب اسود کی تین قسمیں ہیں ایک قسم صرف دانے چگتی ہے مردار خور نہیں ہے یہ مکروہ نہیں ہے اور ایک قسم صرف مردار خور ہے مصنفؒ نے اسی کو "ابقع" کہا ہے یہ مکروہ ہے اور ایک قسم دونوں طرح کی غذائیں کھالیتی ہے۔ کتاب (قدروی) میں اس کا ذکر نہیں ہے مام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔اس قسم کی عقعق کہتے ہیں۔

لہذا جولوگ معروف کوّے کو "غراب البقع 'یا" غراب اسود "مانتے ہیں ان کو اسے مذکورہ تین قسموں میں سے اس قسم میں داخل ماننا ہوگا جو حلال وحرام دونوں طرح کی چیزیں کھانے والی ہے یعنی عقعق۔لیکن چونکہ پہلے ہم بحوالہ "بدائع الصنائع" لکھ آئے ہیں کہ "عقعق" بالاجماع حلال ہے اور اس مذکورہ بالاعبارت سے پتہ چلتا ہے کہ "عقعق" میں امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کا اختلاف ہے۔ لہذا تطبیق کی صورت یہ ہے کہ عقعق کی دو قسمیں ہیں۔ایک قسم کی خوراک میں نجاست اور مردار غالب ہے۔عقعق کی اس قسم میں اختلاف ہے۔دوسری قسم کی خوراک میں چونکہ نجات اور مردار کا غلبہ نہیں ہے اس لئے وہ بالاجماع حلال ہے اور ہمارے علاقہ کا یہ "معروف کوّا) عقعق کی اسی وسری قسم میں شامل ہونے کے باعث بالاجماع حلال ہوگا۔

برادران اسلام قریب قریب تمام ہندوستان میں اس متعارف کوّے کی حلت وحرمت کا شوروغل ہوا بات تو صرف اس قدر تھی کہ کوّے کو متعدد حلال وحرام اقسام میں یہ دیسی کوا جو عموماً بستیوں مین پایا جاتا ہے۔امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک حلال ے لیکن چونکہ متروک الاستعمال ہے اس لیے نہ کسی نے اس کے کھانے کا خیال کیا نہ استفتاء کی ضرورت پیش آئی بلکہ عوام کا خیال یہی رہا کہ حرام کوّا

یہی ہے۔لہذا اسہارنپور کے کسی باشندے نے حضرت شیخ المشائخ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ سے استفتا کیا اور مولانا ممدوح نے معمولی طور پر وہ جواب دے دیا جو اپنے استاد حضرت مولانا شاہ مملوک علی صاحبؒ سے سُنا اور اپنی ذاتی تحقیق سے کتب فقہ میں تحقیق فرمایا تھا کہ "مذہب حنفیہ میں یہ کوّا حلال ہے البتہ کوّے کی وہ قسم حرام ہے جو البقع کہلاتی ہے وہی موذی وفاسق ہے اور وہی کرگس کی طرح نجاست خور" ہے۔

اتنی سی معمولی بات پر نام نہاد مولویوں نے اپنا کمالِ علم یہ ظاہر فرمایا کہ وعظا تقریر فتوے اشتہارات رسائل اخبار جملہ مراحل طے کر ڈالے اور اپنے اکابرو اساتذہ کو گالیاں دیں اور عوام سے دلوائیں حالانکہ متعارف کوّے کا یہ مسئلہ کوئی جدید مسئلہ نہیں ہے۔مرحوم علماء سلف کے زمانہ میں بھی استفساء ہوئے اور اس کی حلت ظاہر ہوئی لیکن زمانہ کا اقتضاد اور چودہویں صدی کی آزادی کا منشاء ہے کہ عقل وفہم کو، اصول شریعت کو، مذہب حنفیت کو، سب کو بالائے طاق رکھ کر آنکھیں بند کر کے وہ وہ خامہ فرسائی کی گئی کہ قطع نظر اس کے شرعی مسئلہ ہونے کے عام سلیم الطبع، مہذب حضرات بھی اس کو سخت نا مناسب سمجھتے ہیں۔درحقیقت ان کی تردید میں وقت ضائع کرنا محض بے سود اور اپنے اکابر کو بُرا کہلوانے کا سبب بننا ہے۔اس لیے کمترین نے ہندوستان کے مشہور ومعروف علماء اور مرحوم اکابردین کے فتاویٰ محض احقاق حق کی غرض سے جمع کیے۔

فتویٰ سند العلماء قدوۃ العلماء زبدۃ الفقہاء شیخ طریقت رہبر شریعت
حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ۔اندریں مسئلہ کہ کوّا دیسی جو عموماً بستیوں میں پایا جاتا ہے حلال ہے یا حرام۔فقہاء نے بعض اقسام کوّے کو حلال لکھا ہے اور بعض کو حرام اب یہ دریافت کرنا منظور ہے کہ یہ کوا قسم حرام میں ہے یا حلال میں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: کتب فقہ میں تعیین اقسام غراب میں الفاظ مختلف ہیں مگر جب یہ فیصلہ خود کتب فقہ میں مذکور ہے کہ مدار اس کی خوراک پر ہے۔ پس یہ کوا جو ان بستیوں میں پایا جاتا ہے اگر یہ عقعق نہ ہو تو بھی اس کی حلت میں شبہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ جب وہ بھی خلط کرتا ہے اور نجاستہ وغلہ ودانہ سب کچھ کھاتا ہے تو اس کی حلت بھی مثل عقعق کے معلوم ہوگی خواہ اس کو عقعق کہا جاوے یا نہ کہا جاوے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (رشید احمد)

فتویٰ فقیہ العصر محدّث اعظم حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوری رحمۃ اللہ علیہ

الجواب:

یہ معمولی کوا جو میلے اور دانے سے پرورش پاتا ہے کبھی دانہ کھاتا ہے اور کبھی میلا امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک حلال ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ مگر اصح یہ ہے کہ حلال ہے۔ فی التنویر و شرحہ الدر المختار تنویر اور درمختار میں ہے کہ:

حل (غراب الذرع) الذی یاکل الحب (و الارنب و العقعق) ھو غراب یجمع بین اکل جیف وحب والاصح حلہ ۔ فی رد المحتار ھو قول الامام و قال ابو یوسف یکرہ۔

غراب الزرع جو کہ صرف دانہ کھاتا ہے حلال ہے نیز خرگوش اور عقعق بھی حلال ہے۔ عقعق وہ کوا ہے جو دانہ اور مردار دونوں کھالیتا ہے اور اس کا حلال ہونا ہی زیادہ صحیح ہے۔ ردالمختار میں ہے کہ یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ مکروہ ہے۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

والغراب الابقع مستخبث طبعاً فاما الغراب الذرعی الذی یلتقط الحب

مباح طیب وان کان الغراب بحیث یخلط فیاکل الجیف تارۃ والحب اخری فقدروی عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ انہ یکرہ وعن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ انہ لا باس باکلہ و ھو الصحیح علی قیاس الدجاجۃ۔

غراب ابقع (جو صرف مردار کھاتا ہے) طبعاً گندہ ہے اور غراب زرعی جو (صرف) دانہ چگتا ہے مباح اور پاکیزہ ہے اور اگر کوا ایسا ہو جو مردار اور دانہ دونوں کھالیتا ہو تو اس کے بارے میں امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ مکروہ ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کے کھانے مین کوئی حرج نہیں یہی صحیح ہے۔ جیسا کہ مرغی دونوں چیزیں کھانے کے باوجود حلال ہے۔

عنایہ شرح ہدایہ میں ہے:

واما الغراب الاسود والابقع فھو انواع ثلثہ نوع یلتقط الحب ولا یاکل الجیف ولیس بمکروہ و نوع منہ لا یاکل الا الجیف وھو الذی سماہ المصنف الا بقع الذی یاکل الجیف وانہ مکروہ و نوع یخلط یاکل الحب مرۃ و الجیف اخری و لم یذکرہ فی الکتاب و ھو غیر مکروہ عند ابی حنیفۃ رح مکروہ عند ابی یوسفؒ قولہ وکذالغداف وھو غراب القیظ لا یوکل واصل ذالک ان ما یاکل الجیف فلحمہ نبت من الحرام فیکون خبیثا عادۃ وما یاکل الحب لم یوجدفیہ ذالک و ما خلط کا الدجاج والعقعق فلا بأس باکلہ عندابی حنیفۃ و ھو الاصح لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکل الدجاجۃ وھی مما یخلط۔

غراب اسود وابقع کی تین قسمیں ہیں، اول جو (صرف) دانہ چگتا ہے اور مردار نہیں کھاتا یہ بالاتفاق مکروہ نہیں ہے۔ دوم جو صرف مردار ہی کھاتا ہے اور اسی کو مصنف نے ابقع کہا ہے یہ مکروہ (تحریمی) ہے۔ سوئم جو مردار اور دانہ دونوں کھالیتا ہے۔ اس کو مصنف نے کتب میں ذکر نہیں کیا۔ یہ امام ابوحنیفہؒ

کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔ مصنف کا قول کہ ایسے ہی غداف (غراب القیظ) ہے یعنی غراب ابقع کی طرح یہ بھی نہیں کھایا جاتا اور کوّے کے بارے میں قاعدہ (کلیہ) یہ ہے کہ جو کوا صرف مردار کھاتا ہے اس کا گوشت چونکہ حرام سے پیدا ہوتا ہے اس لئے عادہ خبیث ہے ولہذا اس کا کھانا ممنوع اور جو کوا صرف دانہ کھاتا ہے۔ اس میں یہ وجہ نہیں پائی جاتی۔ اس لئے حلال ہے۔ اور جو کوا دونوں کھالیتا ہے۔ وہ مرغی کے مانند ہے اور عقعق کے کھانے میں امام ابوحنیفہ کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے یہی صحیح ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغی کھائی ہے جو کہ دانہ اور گندگی دونوں کھاتی ہے۔

بحرالرائق شرح کنزالدقائق کے تکملہ میں ہے:

الغراب ثلثته انواع نوع یاکل الجیف فھسب فانہ لا یوکل ونوع الحب فحسب فانہ یوکل ونوع یخلط بینھما وھو ایضا یوکل عند الامام وھو العقعق لانہ کالدجاج وعن ابی یوسف انہ یکرہ اکلہ لانہ غالب اکلہ الجیف والاول اصح

ترجمہ: کہ کوّے کی تین قسمیں ہیں۔ اول جو فقط مردار کھاتا ہے یہ نہیں کھایا جاتا دوم جو فقط دانہ کھاتا ہے یہ کھایا جاتا ہے سوم جو مردار اور دانہ دونوں کھالیتا ہے یہ بھی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کھایا جاتا ہے۔ اور اسی کو عقعق کہتے ہیں کیونکہ یہ مرغی کے مانند ہے اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اس کا کھانا مکروہ ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا قول زیادہ صحیح ہے۔ زیلعی شرح کنز میں ہے۔

الغراب ثلثة انواع نوع یاکل الجیف فحسب فانہ لا یوکل ونوع یاکل الحب فقط فانہ یوکل ونوع یخلط بینھما وھو ایضا یوکل عند ابی حنیفة وھو

العقعق لانہ کالدجاج وعن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ انہ یکرہ لان غالب ماکولہ الجیف والاول اصح۔

ترجمہ: کہ کوّے کی تین قسمیں ہیں۔ اول جو صرف مردار کھاتا ہے اسے نہیں کھایا جاتا۔ دوم جو صرف دانہ کھاتا ہے۔ یہ کھایا جاتا ہے سوم جو دونوں کھالیتا ہے یہ بھی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کھایا جاتا ہے یہی عقعق کہلاتا ہے اس لیے کہ یہ مرغی کے مانند ہے اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ مکروہ ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار ہے۔ امام ابوحنفیہؒ کا قول زیادہ صحیح ہے۔

صاحب جامع الرموز "الابقع الذی یاکل الجیف" کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں لفظ ابقع مجاز مرسل غراب سے ہے اور غراب کی تین قسمیں ہیں (1) ابقع جس میں سواد اور بیاض ہے (2) اسود (3) زاغ الذی یاکل الجیف یعنی سوائے جیفہ اور جثہ میت کے دوسری چیز نہ کھاوے۔ اس قید کا فائدہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

وفیہ اشار بانہ لو اکل کل من الثلثة الجیف واحب جیمیعا حل ولم یکرہ وقالا یکرہ والاول الصح لما نی الخزانة وغیرہ۔

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر (مذکورہ) تینوں قسم کے کوے مردار اور دانہ دونوں چیزیں کھائیں تو یہ سب بلا کراہت حلال ہوں گے۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ مکروہ ہوں گے لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے جیسا کہ خزانہ وغیرہ میں ہے۔

نوٹ: اب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ثابت ہوا کہ جو کوّا غلاظت اور دانے وغیرہ دونوں چیزیں کھاتا ہے۔ وہ مکروہ نہیں ہے اور بقول حضرت سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کے یہی بات صحیح ہے۔ کہ جس طرح مرغی کہ غلاظت بھی کھاتی ہے اور دانے وغیرہ بھی کھاتی ہے۔ مگر حلال ہے۔ ان عبارات سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ کوّے کی حلّت حرمت کا دارومدار غذا پر رکھا ہے۔ جس کوّے کی غذا محض

دانہ ہے وہ حلال ہے اور جس کی غذا محض جیفہ ہے۔ وہ حرام ہے اور جس کی غذا مخلوط ہے۔ کبھی دانہ اور کبھی جیفہ وہ مختلف فیہ ہے اصح مسلک امام الائمہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے وہ یہ ہے کہ حلال ہے۔

فتوی حضرت مولانا علامہ ابومحمد عبداللہ صاحب ناظم دینیات مدرستہ العلوم علی گڑھ

اس دیسی کوے میں امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف ہے امام صاحب فرماتے ہیں کہ اس کا کھانا مکروہ نہیں اور صاحبین فرماتے ہیں کہ مکروہ ہے لیکن اس مسئلہ میں امام صاحب ہی کا قول مختار اور اصح کتب معتبرہ سے پایا جاتا ہے۔ چنانچہ عبارات ذیل سے ظاہر ہے۔ پس یہ دیسی کوا انجاست بھی کھاتا ہے اور دانہ ٹکڑا بھی کھاتا ہے حلال ہے۔

عنایہ میں ہے:

ونوع يخلط ياكل الحب مرة والجيف مرة اخرى وهو غير مكروه عند ابى حنيفة ومكروه عند ابى يوسف انتهى۔

کہ جو کوا مردار اور دانہ دونوں کھالیتا ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔

اور سراج منیر میں ہے:-

والغراب الذى ياكل الجيف والحب يوكل على الاصح وهو المختار۔

کہ وہ کوا جو مردار اور دانہ دونوں کھاتا ہے اصح روایت کے مطابق کھایا جائے یہی پسندیدہ ہے۔

اور جامع الرموز میں ہے:

والاول اصح كما فى الخذانة وغيرها کہ قول اوّل زیادہ صحیح ہے۔ جیسا کہ خزانہ وغیرہ میں ہے۔

اور عینی میں بھی ہے۔ والاول اصح انتہیٰ کہ قول اوّل زیادہ صحیح اور عالمگیریہ میں ہے۔

انه لا بأس باكله وهو الصحيح علىٰ قياس الدجاجة كذا فى المسوط انتہیٰ۔ کہ اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہی صحیح ہے جیسا کہ مرغی دونوں چیزیں کھانے کے باوجود حلال ہے ایسے ہی مبسوط میں ہے اور خزانۃ المفتیین میں ہے:

وفى الخزنة المفتيين يوكل على الاصح انتى۔ کہ اصح روایت کے مطابق کھایا جائے۔

فتویٰ حضرت مولانا مفتی سعد اللہ صاحب مرحوم مفتی ریاست اسلامیہ رام پور

الجواب: کہ فی الوقع غراب خورندہ حبوب ونجاست نزد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حلال ست و نزد امام ابو یوسفؒ مکروہ کذا فی الہدایۃ وغراب مذکورہ اور زبان عرب عقعق گویند واصح درین باب قول امام اعظم است۔

سوال اوّل کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت دانہ اور گندگی کھانے والا کوا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حلال ہے اور امام یوسفؒ کے نزدیک مکروہ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور اس کوے کو عربی میں عقعق کہتے ہیں اور اس مسئلہ میں زیادہ صحیح قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔

كما فى الدرالمختار العقعق هو غراب يجمع بين اكل الحب والجيف ولا صح حلد انتى و فى العناية والعقعق فلا بأس باكله عند ابى حنيفة وهو الاصح لان النبى صلى الله عليه وسلم اكل الداجاجة وهى مما يخلط انتى۔

ذخیرۃ العقبیٰ میں ہے۔

وفى ذخيرة العقبى الغراب اربعة انواع نوع ياكل الجوب فقط يقال له غراب الذرع كما سياتى فهو حلال اتفاقا لانه ليس من سباع الطيور ولا ياكل الجيف ونوع ياكل الجيف فحسب فهو حرام اتفاقا ونوع معدود من سباع الطير فهو حرام اتفاقا ونوع يجمع بين الحب والجيف وهو حلال عند الاعظم

وهو العقعق الذی يقال له بالفارسية (عكه) لانه كالدجاجة والثانی انه يكره لان غالب اكله الجيف والاوّل اصح كذا فے التبين انتی۔

کہ کوّے کی چار قسمیں ہیں اول جو صرف دانا کھاتا ہے اسے غراب الزرع کہا جاتا ہے جیسا کہ عنقریب آئے گا یہ بالاتفاق حلال ہے کیونکہ یہ پرندہ درندوں میں سے نہیں ہے اور نیز مردار بھی نہیں کھاتا ہے۔ دوم جو صرف مردار کھاتا ہے یہ بالاتفاق حرام ہے سوم جو پرندہ درندوں میں سے شمار کیا گیا ہے وہ بھی بالاتفاق حرام ہے۔ چہارم جو دانہ اور مردار دونوں کھالیتا ہے یہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حلال ہے اور یہ عقعق کہلاتا ہے۔ اور فارسی میں عکہ کیونکہ یہ مرغی کے مانند ہے دوسرا قول یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار ہے اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے جیسا کہ تبیٖن میں ہے۔

اور خزانۃ المفتیین میں ہے:-

الغراب الاسود الذی ياكل الحب والزرع يوكل وما ياكل الجيف والحب يوكل على الاصح انتی۔

کہ وہ کالا کوا جو (صرف) دانہ کھاتا ہے وہ کھایا جائے اور جو مردار اور دانہ دونوں کھاتا ہے یہ بھی اصح روایت کے مطابق کھایا جائے۔

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد لطف اللہ مرحوم ریاست رام پور

شیخین رحمہما اللہ افقہ الفقہاء صاحب ترجیح نے فتاویٰ قاضی خان میں نقل کیا ہے۔

وهو هذا عن ابی یوسف رحمة الله انه قال سألت ابا حنيفةؒ عن العقعق فقال لا بأس به فقلت انه ياكل النجاسات فقال انه يخلط النجاسة بشیء اخر كالدجاجة لا بأس به و قال ابو یوسف يكره العقعق كما يكره الدجاجة المخلات۔

حضرت امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے عقعق کے کھانے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے میں نے کہا کہ وہ گندگی کھاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ گندگی کے ساتھ دوسری پاک اشیاء بھی کھاتا ہے لہذا کوئی حرج نہیں ہے۔ اور امام ابویوسفؒ نے فرمایا کہ عقعق مکروہ ہے جیسا کہ باہر پھرنے والی مرغی مکروہ ہے۔ قارئین کرام فی الوقع جو کوا دانہ اور نجاست دونوں کھاتا ہے امام صاحبؒ کے نزدیک بلا کراہت حلال ہیں۔

ہدایہ میں ہے۔

وقال ابو حنيفةؒ لا بأس باكل العقعق لانه يخلط النجاسة فاشبه الدجاجة و عن ابی یوسفؒ انه يكره لان غالب اكله الجيف۔

کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا عقعق کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مردار اور دانہ دونوں کھالیتا ہے لہذا اعرغی کے مشابہ ہوا اور امام ابویوسفؒ سے مروی ہے یہ مکروہ ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار ہے۔ زیلعی میں ہے والاول اصح کہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

عنایہ میں ہے:

وما يخلط كالدجاج والعقعق فلا بأس باكله عند ابی حنيفةؒ وهو الاصح لان النبی صلے الله عليه وسلم اكل الدجاجة و هی مما يخلط۔

کہ جو کوّا مردار اور دانہ دونوں کھاتا ہے وہ مرغی کی طرح ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عقعق کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہی زیادہ صحیح ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغی کھائی ہے حالانکہ وہ مردار اور دانہ دونوں کھاتی ہے۔

فتویٰ امام المحدثین شیخ المفسرین سند العلماء شیخ الہند

حضرت مولانا علامہ محمود حسن رحمتہ اللہ علیہ

تمام فقہائے حنفیہ یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کوے کی غذا محض نجاست و مردار ہے تو وہ قسم بالاتفاق حرام ہے اور اگر محض غلہ اور دانہ کھاتا ہے مردار بالکل نہیں کھاتا تو بالاتفاق حلال ہے اور اگر دانہ و مردار دونوں چیزیں کھاتا ہے تو وہ قسم مختلف فیہ ہے۔ امام ابوحنیفہؒ حلال اور امام ابو یوسف اس کو مکروہ فرماتے ہیں اور معتبر اور اصح قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔ مگر مزید اطمینان و قطع توہمات کے خیال سے ایک دو عبارت بھی نقل کیے دیتا ہوں۔

وان كان الغراب بحيث يخلط فياكل الجيف تارة والحب اخرى فقد روى عن ابى يوسفؒ انه لا بأس باكله وهو الصحيح على قياس الدجاجة كذا في المبسوط ـ وعالمگيريه

اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ جونسا کوا دانہ و مردار دونوں چیزیں کھاتا ہے اس کو امام ابو یوسفؒ مکروہ اور امام ابوحنیفہؒ حلال فرماتے ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کا قول اس بارہ میں صحیح اور معتبر ہے اور جو کوا دونوں چیزیں کھاتا ہے اس کا اور مرغی کا ایک ہی حکم ہے۔ عالمگیریہ میں فتاویٰ قاضی خان سے جو مسئلہ کوے کے بارہ میں نقل کیا ہے اس میں یہ قاعدہ کلیہ نقل فرماتے ہیں۔ فكان الاصل عنده ان ما يخلط كالدجاج لا بأس۔ یعنی جو جانور مثل مرغی اور کوے کے دانہ و نجاست دونوں چیزیں کھاتے ہیں امام ابوحنیفہؒ کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ وہ سب حلال ہیں البتہ امام ابو یوسفؒ ان سب کو مکروہ فرماتے ہیں ان عبارات سے بے تکلف یہ بات معلوم ہوگئی کہ کسی صورت کا کوا ہو مگر جو دونوں چیزیں کھاتا ہے وہ کیا بلکہ ایسے تمام جانور پرندہ امام صاحب (ابوحنیفہؒ) کے یہاں حلال اور ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ

ہیں اور اصح قول امام (ابوحنیفہؒ) کا ہے۔ فتاویٰ شامی وغیرہ میں مذکور ہے۔

وحل غراب الزرع هو غراب اسود صغير يقال له الذاغ وقد يكون محمر المنقار والرجلين قال القهستاني واريد به غراب لم ياكل الا الحب سواء كان ابقع او اسود اوزاغا وتمامه في الذخيرة انتهى۔

غراب الزرع حلال ہے یہ ایک کالا چھوٹے جسم والا کوا ہے جسے زاغ بھی کہا جاتا ہے اور کبھی یہ سرخ چونچ اور سرخ پاؤں والا بھی ہوتا ہے قہستانی نے فرمایا اس سے وہ کوا مراد ہے جو صرف دانہ کھاتا ہے خواہ وہ چتکبرا ہو کالا ہو یا زاغ ہو یہ ساری تفصیل ذخیرہ میں ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ہر سہ اقسام مذکورہ اسود ابقع سب میں پائی جاتی ہیں اور مدار حلت و حرمت ہر ایک نوع میں غذا پر ہے الوان و اشکال کو اس حلت و حرمت میں کوئی دخل نہیں بلکہ ہر لون اور ہر ایک شکل کے کوے میں بوجہ اختلاف غذا حلال حرام مختلف فیہ تینوں قسمیں جاری ہیں جب یہ دونوں باتیں ذہن نشین ہو چکیں کہ مدار حلت و حرمت اس مسئلہ میں کوئی دخل نہیں اور مردار خور اور دانہ کھانے والے اور دونوں میں اختلاط کرنے والے اسود و ابقع ہر ایک نوع میں پائے جاتے ہیں کسی نوع کے ساتھ مخصوص نہیں تو اب یہ بات خوب واضح ہوگئی کہ کوا جو ہمارے دیار میں موجود ہے چونکہ دونوں چیزیں کھاتا ہے اس لیے بلاتردد امام ابوحنیفہؒ کے مذہب میں بلاکراہت حلال ہے۔

فتویٰ فخر المحدثین رئیس المتکلمین قامع اساس المبتدعین

حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ

یہ دیسی کوا جو ہندوستان کی بستیوں میں پایا جاتا ہے مذہب حنفیہ کے موافق حلال ہے۔ بلکہ دانہ اور مردار دونوں کھاتے ہے لہذا حلال ہوا جیسے دجاجہ (مرغی کا گوشت) کہ دانہ و نجاست کھاتی ہے اور

حلال ہے اسی وجہ سے جناب شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لحم دجاجہ (مرغی) تناول فرما کر امت کو بتلا دیا کہ یہ خبث جو جیفہ خواری اور دانہ خواری سے پایا جاتا ہے مستوجب حرمت کو نہیں ہے بناء علیہ ہمارے فقہاء رحمۃ اللہ علیہم نے تمام ان جانوروں کو جو نہ منصوص التحریم ہیں اور نہ علل مذکورہ میں سے کسی علت کے نیچے داخل ہیں بلکہ ایسے غراب کو جو مردار بھی کھاتا ہے اور دانہ بھی کھاتا ہے بالتصریح حلال فرمایا ہے۔

ہدایہ میں ہے۔

ولا یوکل الابقع الذی یاکل الجیف و کذا الغداف قال ابو حنیفۃ لا باس یاکل العقعق لانہ یخلط فاشبہ الدجاجۃ و عن ابی یوسفؒ انہ یکرہ لان غالب اکلہ الجیف۔

کہ ابقع کوا جو کہ مردار کھاتا ہے نہ کھایا جائے اور ایسے ہی غداف (بھی نہ کھایا جائے) امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ عقعق کے کھانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ مردار اور دانہ دونوں کھاتا ہے لہذا مرغی کے مشابہ ہوا اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار ہے۔ چنانچہ شرح ہدایہ اور دیگر فقہاء نے اس کی تصریح فرمائی۔ حاشیہ ہدایہ میں ہے۔

قال القدوری فی شرحہ المختصر الکرخی قال ابو یوسف سألت ابا حنیفۃ عن العقعق فقال لا بأس بہ فقلت انہ یأکل الجیف فقال انہ یخلط بشئی آخر فحصل فی قول ابیحنیفۃؒ ان ما یخلط لا یکرہ اکلہ۔

قدوری نے مختصر الکرخی کی شرح میں بیان فرمایا ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے عقعق کے کھانے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں میں نے کہا کہ وہ گندگی کھاتا ہے ہے آپ نے فرمایا کہ وہ گندگی کے ساتھ دوسری پاک اشیاء بھی کھاتا ہے لہذا کوئی حرج نہیں پس امام ابو حنیفہؒ کی قول سے ثابت ہوا کہ جو کوا دونوں چیزیں کھائے اس کا کھانا مکروہ نہیں

ہے۔ حاشیہ ہدایہ کی عبارت سے واضح ہے کہ جو جیفہ خوار جانور خلط کرتا ہو۔

اور جیفہ اور دانہ دونوں کھاتا ہو حلال ہے جیسے دجاجہ (مرغی) اور عقعق اور یہ دیسی کوا ابھی خلط کرتا ہے تو یہ بھی حلال ہوا ہاں صرف امام ابو یوسفؒ نے عقعق بارے میں خلاف کیا اور مکروہ فرمایا اور دلیل یہ فرمائی ہے۔ لان غالب اکلہ الجیف اسی وجہ سے دجاجہ (مرغی) کو جس کا غالب اکل نجاست نہ ہو مکروہ نہیں فرمایا تو اس سے ثابت ہوا کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حرمت میں وہ جیفہ خواری بھی موثر ہے جو غالب ہو اگرچہ اس بارے میں راجح اور معتبر قول امام اعظمؒ (ابو حنیفہؒ) کا ہے کیونکہ اسی کو فقہاء نے اصح اور صحیح فرمایا ہے اور امام ابو یوسفؒ کا قول غیر معتبر اور غیر مفتی بہ اور مرجوع ہے۔ بحر الرائق میں ہے۔

اما الغراب الابقع فلانہ یاکل الجیف فصار کسباع الطیر والغراب ثلثۃ انواع نوع یاکل الجیف فحسب فانہ لا یوکل ونوع یاکل الحب فحسب فانہ یوکل ونوع یخلط بینہما وھو ایضا یوکل عند الامام وھو العقعق لانہ کالدجاج وعن ابی یوسف انہ یکرہ لان غالب اکلہ الجیف والاول اصح۔

کہ غراب ابقع چونکہ مردار کھاتا ہے لہذا وہ پرندہ درندوں کے حکم میں ہے اور کوے کی تین قسمیں ہیں اول جو فقط مردار کھاتا ہے یہ نہیں کھایا جاتا دوم جو فقط دانہ کھاتا ہے یہ کھایا جاتا ہے سوم جو مردار اور دانہ دونوں کھالیتا ہے یہ بھی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کھایا جاتا ہے اور اسی کو عقعق کہتے ہیں کیونکہ یہ مرغی کے مانند ہے اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ اس کا کھانا مکروہ ہے۔ کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار ہے اور امام ابو حنیفہؒ کا قول زیادہ صحیح ہے۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ جو کوا خلط کرتا ہے وہ عقعق ہے تو یہ دیسی کوا بھی خالط ہے تو یہ بھی عقعق ہوا۔ درمختار میں ہے۔

والعقعق ھو غراب یجمع بین اکل جیف وحب والاصح حلہ

شامی میں ہے۔

قال فی العنایة اما الغراب الابقع والاسود فهو انواع ثلثة نوع یلتقط الحب والا یاکل الجیف ولیس بمکروه ونوع لا یاکل الاالجیف وهو الذی سماه المصنف الابقع وانه مکروه ونوع یخلطیاکل الحب مره والجیف اخری ولم یذکره فی الکتاب و هو غیر مکروه عنده مکروه عند ابی یوسف والاخیر هو العقعق۔

ان عبارات سے جیسا یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ دیسی کوا عقعق ہے۔اسی طرح یہ بھی بتصریح ثابت ہوتا ہے کہ عقعق غراب کی ایک نوع ہے جو ان اقسام ثلاثہ میں داخل ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ غراب ان اقسام ثلاثہ میں منحصر ہے۔اس کی کوئی نوع اقسام ثلاثہ مذکورہ سے خارج نہیں ہے اور انواع ثلاثہ میں سے جس نوع کی حرمت ہے وہ صرف بوجہ جیفہ خواری ہے۔لاغیر تو اس صورت میں گوظاہر عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیسی کوا جو عقعق ہے فیما بین شیخینؒ مختلف فیہ ہے مگر یہاں بھی اگر امام ابو یوسفؒ کی تعلیل کو دیکھا جاتا ہے تو اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عقعق کی نوع میں وہ صنف مختلف فیہ ہے جس کا غالب اکل مردار ہو اور جس صنف کا غالب اکل مردار نہ ہوگا وہ بالاتفاق حلال ہوگی اور یہ دیسی کوا اصناف عقعق میں سے غالب مردار نہیں کھاتا بلکہ غالب اناج کھاتا ہی لہذا اس کی حلّت مختلف فیہ نہ ہوگی بلکہ متفق علیہ ہوگی بالجملہ حلّت وحرمت کا مدار کسی تسمیہ اور کسی حلیہ اور کسی رنگ پر نہیں ہے اس کا مدار صرف کھانے پر ہے خواہ اس کا نام عقعق ہو یا نہ ہو اس کا حلیہ اور رنگ کسی طرح کا ہو اگر اس کی غذا صرف مردار ہے تو بالاتفاق حرام ہے اور اگر اس کی غذا صرف دانہ ہے تو بالاتفاق حلال ہے اور اگر مردار اور دانہ دونوں غذا ہیں اور مردار غالب ہے تو مختلف فیہ ہے بقول راجح حلال ہے اور بقول امام ثانی مرجوح مکروہ ہے اور غالب غذا دانہ ہے تو وہ بھی بالاتفاق حلال ہے۔تمام دنیا جانتی ہے کہ یہ دیسی کوا ہوا

اور خلا میں پنجہ سے شکار نہیں کرتا اور نہ اس کے پنجہ میں اتنی قوت ہے۔چڑیا کا بچہ بھی اگر لے جاتا ہے تو چونچ میں پکڑ کر لے جاتا ہے ہاں بعض اوقات پنجہ سے پکڑ کر کھاتا ہے جیسا طوطا بھی پنجہ میں پکڑ کر کھاتا ہے تو تمام روایات سے بالاتفاق ثابت ہوا کہ یہ دیسی کوا حلال ہے اور اگر مختلف فیہ تسلیم بھی کر لیا جائے تاہم حسب قول راجح مفتیٰ بہ جو امام اعظم (ابوحنیفہؒ) کا قول ہے حلال ہے اور بمقابلہ اس کے امام ابو یوسفؒ کی روایت مرجوح اور غیر معتبر ہے۔

فتویٰ حکیم الامت مجدد دین وملت فقیہ العصر شیخ المشائخ
حضرت مولانا اشرف تھانویؒ

کتب فقہ میں مصرح ہے کہ جو کوا صرف غلہ کھاتا ہو بالاتفاق حلال ہے اور جو صرف نجاست کھاتا ہو بالاتفاق حرام ہے۔اور جو دونوں چیزیں کھاتا ہو وہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حلال ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔

فی الدر المختار وحل (غراب الذرع) الذی یاکل الحب والارنب والعقعق هو غراب یجمع بین اکل جیف و حب والاصح حله الا فی رد المحتار قال فی العنایته واما الغراب الابقع والاسود فهو انواع ثلثة نوع یلتقط الحب ولا یاکل الجیف ولیس بمکروه و نوع لایاکل الا الجیف وهو الذی سماه المصنف الابقع وانه مکروه ونوع یخلط یاکل الحب مرة والجیف اخری ولم یذکره فی الکتاب وهو غیر مکروه عنده مکروه عند ابی یوسف وفی العالمگیریة عن البدایع وقاضیخان والمسبوط ونحوه۔

پس اگر کسی عالم نے ایسے کوّے کو جو نجاست اور دانہ دونوں کھاتا ہے بنا پر فتویٰ امام ابوحنیفہ رحمتہ

اللہ علیہ کے جن کے ہم لوگ اصل میں مقلد ہیں حلال کہہ دیا تو اس میں براہ نفسانیت بلا کسی دلیل شرعی کے طعن و تشنیع کرنا کسی کو بالخصوص مقلدین امام ابوحنیفہؒ کو کس طرح جائز ہوگا۔ اور اگر کوئی امام ابو یوسفؒ کے قول کو بنا پر مخالفت کرے تو اول تو کسی امام یا مفتی کے قول کو اپنی ہوائے نفسانی کی اتباع کا حیلہ اور ذریعہ بنانا کب جائز ہے۔ دوسرے امام ابو یوسفؒ کوے اور مرغی کو ایک ہی حکم میں فرماتے ہیں اور دونوں کی کراہت کے قائل ہیں۔

فی العالمگیریة عن فتاوی قاضی خان و قال ابو یوسف یکره العقعق کما تکره الدجاجة قلت و قد مرّ تفسیر العقعق عن ردالمحتار بما یخلط انفا.

ترجمہ۔ عالمگیریہ میں بحوالہ قاضی خان ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ عقعق مکروہ ہے جیسا کہ مرغی مکروہ ہے اور عقعق کی تفسیر شامی کے حوالے سے گذر چکی ہے کہ جو مردار و دانہ دونوں کھائے تو چاہیے کہ مرغی میں بھی مثل کوے کے کراہت کو تسلیم کریں۔ تیسرے اگر کوئی امام ابو یوسف کے قول پر عمل کرنا چاہتا ہے تو خیر وہ اپنے فعل کا مختار ہے۔ مگر مقلدین و متبعین امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر جو بنا بر دلیل شرعی کے حکم کر رہے ہیں طعن و تشنیع کرنا کون سی دلیل شرعی سے جائز ہوسکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اگر کوئی شخص اعتقاد حلت کے ساتھ کھانے سے طبعاً منقبض ہو اس پر کوئی جبر ملامت نہیں مگر شرط یہ ہے کہ حلال سمجھنے والوں یا کھانے والوں پر طعن و تشنیع نہ کرے کہ یہ امر گناہ کبیرہ وحرام ہے۔

فتویٰ امام الفقہاء حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ

اقول و بہ نستعین یہ کوا دیسی جوان بلاد میں ہوتا ہے امام اعظم (ابوحنیفہؒ) کے نزدیک حلال ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ ہے اور قول امام اعظم ابوحنیفہؒ اصح ہے۔ کیونکہ یہ کوا خلط کرنے میں مثل مرغی کے ہے اور مرغی حلال ہے۔ اصل یہ ہے کہ مدار اس کے حلت و حرمت کا غذا پر ہے۔ جو کوا محض مردار و نجاست خوار ہے۔

وہ بالاتفاق حرام ہے۔ اور وہی محمل ہے۔ حدیث خمس فواسق کا اور جو کوا محض دانا کھاتا ہے وہ بالاتفاق حلال ہے۔ اور جو کوا دونوں چیزیں کھاتا ہے دانا روٹی وغیرہ بھی اور نجاست وغیرہ بھی جیسے مرغی وہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک حلال ہے اور یہی صحیح ہے۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ ہے جیسا کہ مرغی بھی ان کے نزدیک مکروہ ہے۔ جیسا کہ عنایہ شرح ہدایہ میں ہے۔

و اصل ذالک ان ما یاکل الجیف فلحمه نبت من الحرام فیکون خبیثاً عادةً و ما یاکل الحب لم یوجد فیه ذالک و ما خلط کالدّجاج و العقعق فلا باس باکله عند ابی حنیفهؒ و هو الاصح لان النبی علیه السلام اکل الدجاجة و هی مما یخلط انتهی.

اسی طرح شامی جلد خامس صفحہ ۱۹۴ میں ہے۔

و اما الغراب الابقع و الاسود و انوع ثلثة نوع یلتقط الحب و لا یاکل الجیف و لیس بمکروه نوع لا یاکل الا الجیف و هو الذی سماّ المصنف الابقع و انه مکروه و نوع یخلط یاکل الحب مرة و الجیف اخری ولم یذکره فی الکتب و هو غیرمکروه عنده مکروه عند ابی یوسفؒ الخ.

اس عبارت سے واضح ہے کہ مدار حلت و حرمت کا غذا پر ہے نہ رنگ پر اور واضح ہوا کہ مرغی میں جو اختلاف درمیان امام اعظم ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے در بارہ کراہت و عدم کراہت ہے یہ بوجہ جلالہ ہونے کے نہیں ہے۔ کیونکہ جلالہ تو بالاتفاق مکروہ ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ بھی اس کو مکروہ ہی فرماتے ہیں بوجہ متغیر و منتن ہونے لحم کے اور اس میں مرغی ہی کی تخصیص نہیں بلکہ اونٹ گائے و بکری جو جانور جلالہ ہو وہ بالاتفاق مکروہ ہے ہکذا فی کتب الفقہ۔

فتویٰ حضرت مولانا علامہ محمد شاہ صاحب کشمیریؒ مدرسہ قومی میرٹھ انڈیا

چناچہ فتاویٰ قاضی خان میں بالتصریح مذکور ہے۔

الجلالة هی التی تعتاد اکل الجیف والنجاسات ولا تختلط فیغیر لحمها فیکون منتنا۔

جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جسے جاست کھانے کی ایسی عادت ہو کہ کبھی اپنی غذا مختلط نہ کرے پس ایسے جانور کی غذا گوشت کو متغیر کر دیتی ہے۔ کہ وہ بدبودار ہو جاتا ہے۔

مذکورہ بالا تحقیق اور جالہ کی توضیح سے صراحۃً ثابت ہو گیا کہ وہ پرند جو ذی مخلب نہ ہو اور جس کی غذا مخلوط ہو کہ کبھی وہ دانہ کھائے اور کبھی نجاست یعنی میلا وہ جلالہ نہیں ہے اور نہ اس میں حرمت کی کوئی علت پائی جاتی ہے جیسے مرغی۔ اسی بناء پر اکثر فقہاء نے کوے کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ پہلی قسم وہ کوا ہے جس کی غذا صرف نجاست اور مردار ہو اس کا نام ابقع ہے

دوسری قسم: وہ کوا جس کی غذا صرف دانہ ہو اس کو فقہاء غراب الزرع کہتے ہیں اس کا کھانا بالاتفاق حلال ہے۔ جیسا کہ بحرالرائق میں مذکور ہے کہ:

ونوع یاکل الحب فحسب فانه یوکل۔ کوے کی ایک قسم ہے کہ فقط دانہ ہی کھاتا ہے وہ بیشک کھایا جاتا ہے۔

تیسری قسم: وہ کوا ہے جس کی غذا مخلوط ہو یعنی کبھی دانہ کھائے اور کبھی نجاست کی قسم ہے جس کی حلّت مختلف فیہ ہے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس کا کھانا مکروہ ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کا کھانا حلال ہے۔ فقہائے محققین نے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے قول کو اصح اور مفتیٰ بہ قرار دیا ہے۔ عالمگیریہ میں مذکور ہے۔

وان کان الغراب بحیث یخلط فیاکل الجیف تارة رالحب اخری فقد روی

عن ابی یوسف انه یکره و عن ابی حنیفةؒ لا بأس باکله وهو الصحیح علی قیاس الدجاجه کذافی المبسوط۔

اور اگر کوا ایسا ہے جس کی غذا مختلط ہے کہ کبھی مردار کھائے اور کبھی دانہ تو ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ اس کا کھانا مکروہ ہے اور امام ابوحنیفہؒ سے روایت ہے کہ اس کے کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں اور یہی قول صحیح ہے۔ مرغی پر قیاس کر کے ایسا ہی مبسوط میں مذکور ہے۔

تحقیق اور حق پسند طبیعتوں کو مذکورہ بالا تقریر سے خوب ملوم ہو گیا ہوگا کہ شریعت محمدیؐ میں ہر پرند جانور کی حلّت وحرمت کا مدار اس کے ذو مخلب ہونے نہ ہونے اور خوراک وغذا پر ہے۔ شکل وشباہت یا رنگ وحلیہ کو حلّت وحرمت میں کچھ دخل نہیں چنانچہ فتاوائے عالمگیری میں امام صاحب ابوحنیفہؒ کا کلیہ قاعدہ اس خاص قسم کے کوے کی حلّت کے بارے میں جس کا نام عقعق ہے یہی مذکور ہے کہ غذا میں اختلاط کرنے ولا اجانور حلال ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

عن امام ابی یوسفؒ قال سألت ابا حنیفة عن العقعق فقال لا باس به فقلت انه یاکل النجاسات فقال انه یخلط النجاسة بشیٔ اٰخر ثم یاکل فکان الاصل عنده ان ما یخلط کالدجاج لا باس به وقال ابو یوسف یکره العقعق کما تکره الدجاجة کذافی فتاوی قاضی خان۔

ابو یوسف سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے سوال کیا عقعق کے بارے میں امام صاحبؒ نے فرمایا کچھ حرج نہیں، میں نے کہا وہ تو نجاست کھاتا ہے فرمایا وہ نجاست کو دوسری شے سے مخلوط کرتا ہے۔ پھر کھالیتا ہے۔ پس امام صاحبؒ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ جو جانور اپنی غذا مخلوط کرے وہ مرغی کی مثل ہے اس کے کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں، اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ عقعق مکروہ ہے جس طرح مرغی مکروہ ہے ایسا ہی فتاویٰ قاضی خان میں مذکور ہے۔

اور اگر کسی فقہ کی کتاب میں کسی خاص کوے کا خاص حُلیہ بیان کیا گیا ہے وہ محض سمجھانے کی غرض سے ہے حلت وحرمت کا موقوف علیہ بنانے کے خیال سے نہیں ۔غرض تمام مذکورہ بالا تقریر کا ماحصل یہ ہے کہ یہ کوا جو عام طور پر بستیوں میں پایا جاتا ہے مذہب حنفیہ میں حلال ہے اس لیے کہ مشاہدہ اس بات کا شاہد ہے کہ یہ نہ اپنے پنجوں سے خلا میں شکار کرتا ہے اور نہ نجاست ومردار کھانے کا ایسا عادی ہے کہ دانہ کھاتا ہی نہ ہو بلکہ مثل مرغی کے ہے کہ دانہ بھی کھاتا ہے اور نجاست بھی کھالیتا ہے ۔اس لیے گو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مرغی کی مثل مکروہ ہے لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک بلا کراہت حلال ہے اور یہی قول صحیح ومفتیٰ بہ ہے۔

جامع المعقولات والمنقولات استاذ العلماء مفتی اعظم پاکستان

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

زاغ معروف کی حلت کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

سوال: فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۴۵ پر مولانا نے لکھا ہے زاغ معروف یعنی کوا کھانا ثواب ہے اس کو پڑھ کر نہایت بے چینی ہوئی اس کا جواب مدلل تحریر فرمایا جائے۔

الجواب: اصل بات یہ ہے کہ یہ کوا جو ہمارے یہاں عام طور پر ہوتا ہے اور جو دانہ وغیرہ بھی کھا جاتا ہے وربعض نجاست بھی کھالیتا ہے۔اس کا حکم مُرغی کا سا ہے۔یعنی حلال ہے۔شامی وغیرہ میں اس کی تصریح ہے اور فتاویٰ رشیدیہ میں جو ثواب لکھا ہے وہ ایک وقتی وجہ سے لکھا گیا ہے۔یعنی جس جگہ لوگ اس کو حرام سمجھتے ہیں وہاں اس کا کھانا ایک شرعی حکم کی تبلیغ واظہار حق کا حکم رکھے گا اور ظاہر ہے کہ اس میں ثواب ہے باقی کوے کی حلت سو یہ فقط فتاویٰ رشیدیہ کا لکھا ہوا نہیں ، بلکہ حنفیہ کی تمام کتب شامی ، درمختار ، بدائع عالمگیری وغیرہ میں موجود ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۲ یعنی امداد المفتین کامل مبوب ۹۲۹-۹۳۰)

قطب الاقطاب فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا فتویٰ جو تذکرۃ الرشید میں بایں الفاظ درج ہے اور فقہا کرام کی تحقیقات کے عین مطابق ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

سوال: شرع کا کیا حکم ہے کہ کوا دیسی جو عموماً بستیوں میں پایا جاتا ہے۔حلال ہے یا حرام ہے فقہا نے بعض اقسام کوے کو حلال لکھا ہے اور بعض کو حرام۔اب یہ دریافت کرنا منظور ہے کہ یہ کوا قسم حرام میں ہے یا حلال میں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: کتب فقہ میں تعین اقسام غراب میں الفاظ مختلف ہیں ۔مگر جب یہ فیصلہ خود کتب فقہ میں مذکور ہے کہ مدار اس کی خوراک پر ہے۔پس یہ کوا جو ان بستیوں میں پایا جاتا ہے۔اگر یہ عقعق نہ ہو تو بھی اس کی حلّت میں شُبہ نہیں ہے۔اس لیے کہ جب وہ بھی خلط کرتا ہے اور نجاست وغلہ ودانہ سب کچھ کھاتا ہے تو اس کی حلّت بھی مثل عقعق کے معلوم ہوگی۔خواہ اس کو عقعق کہا جاوے یا نہ کہا جاوے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔تذکرۃ الرشیدیہ ج ۱ ص ۱۷۸۔ بندہ (رشید احمد گنگوہی عفی عنہ)

اب ہم معروف کوے کی حلّت کے بارے میں مکہ معظمہ کا فتویٰ نقل کرتے ہیں کہ زاغ معروف کوے کی حلت کا فتویٰ جو قطب القطاب فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا اور اس پر رضا خانی سیخ پا ہوگئے۔معروف کوے کی حلّت کا فتویٰ من وعن پیش کرتے ہیں تاکہ رضا خانی امت اور خاص کر رضا خانی مؤلف غلام مہر علی صاحب کے تمام تر خیالات فاسدہ وملعونہ کافور ہوجائیں اور کسی سادہ لوح انسان کو کبھی بھی دھوکہ میں مبتلا نہ کرسکیں۔ملاحظہ فرمائیں۔

دربارہ حِلّت غراب مکّہ معظّمہ کا فتویٰ

الحمد لله وحده ، رب زدني علما، الغراب المذكور حلال من غير كراهة عندابي حنيفة ؒ وهو الا صح وهو المسمىٰ بالعقعق بتصريح فقهاننا رحمهم الله و اصاب من افى بحله رجوا ز اكله و كيف يلام

الحنفی علی اکل ماھو حلال عندا مامه من غیر کراهة والا صل فی حل الغراب وحرمته الغذاء و کونه ذا مخلب لا بصورته ولونه کما یدل علیه تصریحات فقھا ئنا فی غالب معتبرات المذهب کمافی البحر الرائق والدرالمختار والعنایة و غیر ھا وفیما نصه جامع الرموز اشعار بانه لواکل کل من الثلاثه الجیف والحب جمیعا حل ولم مکر وقد یکره والاول اصح فثبت مما صرح به علما ئنا ان الغراب بانواعه سواء کان عقعقا اوعیره اذاکان یجمع بین جیف وحب یجوزاکله عندا ما منا الاعظم والله اعلم. قاله بضمه وامر برقمه. عبدلله بن عباس بن صدیق مفتی مکّه المشرفتبه.

اسی مضمون کا علماء مدینہ منورہ کا بھی فتویٰ موجود ہے (تذکرۃ الرشید حصہ اول: ص ۱۷۸)۔ اس تحریر کے بعد مسئلہ ایسا واضح ہوگیا کہ ان کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔

فبایّ حدیث بعده یؤمنون. (رشید احمد عفی عنہ)

قارئین کرام! اب زاغ معروف کی حلت کا مسئلہ ایسا بے غبار ہوگیا کہ انکار کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں رہتی اور رضا خانی امت کو مفتیان حرمین شریفین کے فتویٰ کے بعد اپنی غلط حرکات سے باز آ جانا چاہیے کہ ہم زاغ معروف کی حلت کے مسئلہ میں جو بدتمیزی کا طوفان برپا کر رہے ہیں۔ یہ فقہاء عظام رحمۃ اللہ علیہم کی تحقیقات اور خاص کر حضرت الامام الائمہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت کو مجروح کر رہے ہیں یعنی کہ ان کی فقاہت پر اعتراض کر رہے ہیں جو کہ سراسر کوتا فہمی اور بدبختی ہے۔ حضرات ہن نے اپنے پیشوا قطن الاقطاب فقیہ اعظم امامِ ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ جو زاغ معروف کی حلت کے بارے میں ہے۔ اس کی تائید میں فقہا عظام کی تحقیقات نقل کی ہیں کہ ہمارے پیشوا

شیخ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اجتہاد ہر گز نہیں کیا۔ بلکہ حضرت امام الائمہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور فقیہان مکہ مدینہ کی تحقیق کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ شیخ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ بالکل سلف صالحین کی تحقیقات کے عین مطابق ہے۔ اب رضا خانی مؤلف غلام مہر علی صاحب کو چاہیے کہ ہمارے پیش کردہ دلائل پر کوئی ذاغ معروف کی عدم حلت کے بارے میں کوئی دلیل شرعی پیش کریں اور جرأت و دلیری سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کو غلط ثابت کریں تا کہ معلوم ہو جائے کہ حضرت امام الائمہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نقابت پر اعتراگ کرنے والے سیاہ کار بدکار، شاطر عیار، بدبخت اس دنیا میں موجود ہیں۔ جو حضرت امام ابوحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں کیڑے نکالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم یہ پیشین گوئی کرتے ہیں۔ کہ رضا خانی مؤلف غلام مہر علی صاحب ہمارے پیش کردہ دلائل قاطعہ و دلائل ساطعہ پر کوئی دلیل شرعی ہر گز نہ پیش کر سکیں گے اور یقیناً نہ پیش کر سکیں گے۔

جب کوئی دلیل پیش کریں گے تو پھر ہم دیکھیں گے کہ

غلام مہر علی بریلوی کونسے جانور کا نام ہے۔

حضرات گرامی! رضا خانی مؤلف نے جب ہی کوئی حوالہ اہل سنت علماء حق دیوبند کی کتب سے نقل کیا تو تب ہی قطعہ و برید سے نقل کیا۔ لیکن اس شاطر و عیار مؤلف نے یہ قطعاً نہ سوچا کہ رضا خانی کتب کہ جن میں یقیناً قابل گرفت اور غلیظ وملعون حوالوں کے انبار موجود ہیں۔ کاش کہ ان کو بھی ایک نظر دیکھ لیا جاتا۔ لیکن یہ رضا خانی مؤلف تعصب میں اس قدر اندھا ہوگیا کہ اس نے اپنے گھر کی خبر ہر گز نہ لی اور اہل سنت علماء حق کے پیچھے لٹھ لیے پھرتا ہے، لیکن ہم نے بھی خالق کائنات سے اس بات پر عہد کر رکھا ہے کہ جب تک تو نے بندہ کے جسم میں روح رکھی ہے۔ اس وقت تک رضا خانیت کا پوسٹ مارٹم کرتا رہوں گا۔ یعنی کہ اس فرقہ ملعونہ کے گمراہ کن عقائد واضح کرتا رہوں گا اور اس شاطر فرقہ کے مکروہ چہرے سے نقاب نوچتا رہوں گا تا کہ رضا خانی امت کو معلوم ہو جائے کہ اولیاء کرام محدّثین دیوبند کی شان میں

گستاخی کرنے پر کس قدر رسوائی وذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ رضا خانی مؤلف آوارہ ذہن کو غیر کا تنکا تو نظر آ گیا۔ لیکن اپنی آنکھوں کا شہتیر نظر نہ آیا۔ اب رضا خانی مؤلف کو ہمارے دلائل قاطعہ اور دلائل قاہرہ پڑھ کر بخوبی معلوم ہوجائے گا کہ کتنے بیس کا سو (۱۰۰) ہوتا ہے۔

حضرات گرامی! آپ نے سلف صالحین فقہا عظام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اور خصوصاً صدر الائمہ شمس الائمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کو بخوبی پڑھے اور اہل سنت و جماعت علماء دیوبند شکر اللہ تعالیٰ مساعیہم چونکہ حضرت امام دیوبند حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں جس کی نسبت ہم اہل سنت و جماعت حنفی کہلاتے ہیں اور آپ حضرات رضا خانی بریلوی امت کے فتاویٰ بھی ہمارے پیشوا محدث اعظم فقیہ اعظم قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کی تائید وتصدیق میں آئندہ اوراق پر ملاحظہ فرمائیں گے اور حیرت کی بات ہے کہ رضا خانی امت کے پیشوا اور گروجی مولوی احمد رضا خاں بریلوی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کا بایں طور پر دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی حنفی قطعاً نہیں ہیں بلکہ پکے بدعتی بلکہ مجدد شرک و بدعات کے حامی ہیں اور ماحی توحید وسنت کے مقام پر فائز ہیں اور ہمارے پیشوا محدث اعظم فقیہ اعظم قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی یہ زندہ کرامت ہے کہ علماء اہل سنت ودیوبند کی تائید میں حق تعالیٰ کی ذات پاک نے آلہ حضرت بریلوی سے ایسی بات لکھوا کر جس سے علماء اہل سنت ودیوبند کی زبردست تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی صدر الائمہ شمس الائمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی روشن تحقیقات اور فقاہت کی بایں الفاظ تائید وتصدیق کرتے ہیں۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

تعلیمات مولوی احمد رضا خاں بریلوی اور رضا خانی بریلوی امت کے لئے لمحہ فکریہ

اگرچہ کتب حنفیہ میں یہاں قول صاحبین پر بھی بعض نے فتویٰ دیا مگر اصح واحوط واقدم قول سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور فقیر کا معمول ہے کہ کسی مسئلہ میں بے خاص مجبوری کے قول امام سے عدول گوارا نہیں کرتا جس کی تفصیل جلیل میرے رسالہ اجلی الاعلام بان الفتویٰ علی القول الامام میں ہے اذا قال الامام فصدقوه فان القول ماقال الامام۔

ہم حنفی ہیں نہ کہ یوسفی یا شیبانی۔ (ملفوظات احمد رضا خاں بریلوی ج ۲ ص ۲۹۔۳۰ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

فتویٰ مولوی احمد رضا خاں بریلوی

مذہب اربعہ اہل سنت سب رشد و ہدایت پر ہیں جو ان میں سے جس کی پیروی کرے اور عمر بھر اسی کا پیرو رہے کبھی کسی مسئلہ میں اس کے خلاف نہ چلے وہ ضرور صراط مستقیم پر ہے۔ اس پر شرعاً کوئی الزام نہیں ان میں سے ہر مذہب انسان کے لئے نجات کو کافی ہے تقلید شخصی کو شرک یا حرام ماننے والے گمراہ ضالین متبع غیر سبیل المؤمنین ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۱۵۱ سن طباعت فروری ۱۹۸۰ء مطبوعہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد)

ارشاد آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی

رد المحتار میں ہے الحکم و الفتیا بالقول المرجوح جهل و خرق للاجماع۔

قول مرجوع پر حکم اور فتویٰ جہل ہے اور جماع کا توڑنا اور قطعاً معلوم کہ اجماع امت کا توڑنے

والا کم از کم فاسق آئمہ میں کون ایسا ہے حتیٰ کہ صحابہ جس کا کوئی نہ کوئی قول مرجوح نہیں وہ معاذ اللہ معاذ اللہ نہ جاہل نہ فاسق لیکن جو قول جمہور کے خلاف ان کسی کے قول مرجوح پر حکم یا فتویٰ دے وہ ضرور جاہل و فاسق ہے۔ حرمت سجدہ تعظیم ص ۹۰ سن طباعت بار اول ۱۹۷۷ء ناشر نوری بک ڈپو لاہور۔

قارئین کرام! آپ نے حامی شرک و بدعت و ماحی توحید و سنت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی تحقیق و تعلیمات و حکم و ارشاد و فتویٰ وغیرہ بخوبی پڑھا اور یہ الگ بات ہے کہ تمام زندگی مولوی احمد رضا خاں بریلوی بجائے سنت رسول کے حامی ہونے کے حامی بدعات کا طریقہ سرانجام دیا۔ اور ذریت احمد رضا خاں کس قدر بے لگا ہو کر اپنے پیشوا سے روگردانی کر کے کہیں کی کہیں جا رہی ہے اور رضا خانی امت اپنے پیشوا آلہ حضرت کا ارشاد اور فتاویٰ رضویہ کا فتویٰ اور حرمت سجدہ تعظیم میں درج فتویٰ کو کس طرح پس پشت ڈالچکے ہیں حالانکہ آلہ حضرت بریلوی نے تو اس حد تک اپنے فتاویٰ اور کتب میں صراحت کر دی ہے کہ فقیر کا معمول ہے کہ کسی مسئلہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کے خلاف ہرگز نہیں کرتا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ ہم مقلد ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کہ جس کی نسبت سے ہم حنفی کہلاتے ہیں۔ اور ہم حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد نہیں ہیں جس کی نسبت سے ہم یوسفی کہلاتے اور نہ ہی ہم حضرت امام محمد بن الحسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں جس کی نسبت سے ہم شیبانی کہلائیں بلکہ ہم صرف اور صرف حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں اور جس کی نسبت سے ہم حنفی کہلاتے ہیں۔

رضا خانی بریلویو اب جواب دو کتب کس قدر اپنی سینہ زوری اور کس منہ سے ذاغ معروف کی حلت کے مسئلہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے انحراف کر رہے ہو۔ حالانکہ آپکے پیشوا مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے فرمایا کہ بغیر مجبوری کے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ سے رو گردانی کرنے والا جاہل فاسق اجماع امت کا توڑنے والا اور سراط مستقیم سے بھٹکا ہوا ہے اور حضرت

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ پر عمل کرنا اصح احوط اور مقدم بلکہ اقدم ہے اور پھر آلہ حضرت بریلوی نے تحریر کیا کہ آئمہ اربعہ میں سے جس امام کے فتویٰ پر چلے تو تمام زندگی اس ایک امام کی پیروی میں گزار دے تو رضا خانی بریلوی امت نے تمام زندگی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ پر کیسے چلیں گے جبکہ ذاغ معروف کے مسئلہ میں رضا خاں امت دن رات حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فتویٰ کی پرزور تردید کر رہے ہیں۔ یہ تمام زندگی مسلک کے احناف پر کیسے چلیں گے جبکہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ ذاغ معروف پر اس قدر سیخ پا ہو گئے ہیں کہ حضرت ابوحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کی پرواہ تک نہ کی بلکہ احمد رضا خاں بریلوی کی تقلید کر لی اور حنفیت کو چھوڑ دیا۔ اگر رضا خانی بریلوی اپنے الہ حضرت بریلوی کے ارشاد ہی کو مان لیں تو تب بھی حضرت ابوحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ذاغ معروف حلال ہے کو یقیناً ماننا پڑے گا لیکن جن لوگوں کے منہ شرک و بدعات کی لذتیں لگ چکیں ہوں وہ کیسے حنفیت کو قبول کر کے اس پر عمل پیرا ہوں گے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو لوگ حامی توحید و سنت نہ بن سکے وہ حامی حنفیت کیسے بنیں گے ہرگز نہیں بن سکتے۔ اور جو فرقہ ازلی طور پر حامی شرک و بدعت اور ماحی توحید سنت و ماحی حنفیت ہو ان سے اسلامی توقع عبث ہے۔ بلکہ رضا خانی بریلوی زبانی طور پر خانہ پوری کرنے کے لئے بطور داؤ نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی لیتے ہیں کہ ہم حنفی ہیں حالانکہ یہ حنفی ہرگز نہیں ہیں بلکہ یہ پکے بدعتی ہیں۔

اور رضا خانی بریلویوں کا عجیب طریقہ ہے کہ ان کے پیشوا تو یہ حکم دے رہے ہیں کہ حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کے خلاف ہرگز گوارا نہیں اور رضا خانی بریلوی شب و روز حنفیت کے خلاف عملی مظاہرہ کر رہے ہیں اور مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا یہ کہنا کہ جس امام کیقول پر عمل کرے پھر پوری زندگی اسی کا ہو کر رہے لیکن جب بریلوی رضا خانی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر سنت رسول کو چھوڑ کر شرک و بدعات پر عمل کر رہے ہیں تو یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دامن کے ساتھ کیسے

وابستہ رہیں گے۔ آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے فتویٰ سے معلوم ہوا کہ رضا خانی بریلوی نہ تو سنت رسول کے پیروکار ہیں اور نہ ہی حنفیت کے پیروکار ہیں۔ خدا جانے یہ سنت رسول اور حنفیت سے آزاد ہو کر شرک و بدعات کی کیوں پیروی کر رہے ہیں۔ حالانکہ نہ ان کا تعلیمات رسول پر عمل ہے اور نہ ہی تعلیمات رضا خان پر عمل ہے۔ قرآن وسنت اور حنفیت یہ آزاد گروہ ہے جو اپنی من مانی کر رہا ہے۔

بقول رضا خانی امت کے آلہ حضرت بریلوی کا حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید میں بظاہر اس حد تک جنون ظاہر ہوتا ہے جس کی تفصیل میں آلہ حضرت بریلوی نے ایک رسالہ اجلی الاعلام بان الفتویٰ مطلقا علی قول الامام لکھا۔ لیکن اتنا کچھ لکھنے اور ماننے کے باوجود آلہ حضرت بریلوی اور ذریت احمد رضا ذاغ معروف یعنی کہ آبادی میں پھرنے والا کوا کی حلت کے قائل نہیں ہوئے جبکہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ذاغ معروف یعنی کہ آبادی میں پھرنے والے کوے کے حلال ہونے کے قائل ہیں۔ اور آلہ حضرت بریلوی اپنے ہی فتویٰ کی رو سے پکے جاہل ثابت ہوئے اور صراط مستقیم سے یقیناً بھٹکے ہوئے ہیں اور آلہ حضرت بریلوی نے حضرات ائمہ اربعہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی پیروی میں یہاں تک لکھ دیا کہ ان میں سے کسی کی پیروی کرنا تو تاحیات اسی کی پیروی کرے اور تمام عمر اس امام کی تقلید میں گزار دے اور کسی مسئلہ میں کبھی بھی اپنے امام کے فتویٰ کے خلاف ہرگز نہ چلے۔ تو رضا خانی بریلوی امت نے ذاغ معروف یعنی کہ آبادی میں پھرنے والا کوا کہ جس کو حضرت صدر الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حلالق قرار دیتے ہیں۔ تو رضا خانی امت اپنے گروجی مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی تقلید میں حرام قرار دیتے ہیں تو اس حرام پر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ پیش کرتے ہیں کہ حضرت امام قاضی ابو یوسف ذاغ معروف یعنی کہ آبادی میں پھرنے والے کوا کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔ اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تحقیقی فتویٰ کو چھوڑ کر ان کے شاگرد حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے غیر مفتی بہ فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے رضا خانی بریلوی

ذاغ معروف آبادی میں پھرنے والے کوا کو مکروہ جانتے ہیں اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کو تعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں حالانکہ رضا خانی بریلوی امت کے گروجی مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ہم نے یوسفی نہ شیبانی ہیں بلکہ ہم حنفی ہیں تو پھر احمد رضا خاں بریلوی اور ذریت احمد رضا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تحقیقی فتویٰ ذاغ معروف یعنی کہ آبادی میں پھرنے والا کوا حلال ہے۔ اس سے خدا جانے کی بغداوت کر رہے ہیں اگر ذریت احمد رضا خاں کو حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ پر عمل کرنا ہے تو پھر ان کے فتویٰ پر مکمل عمل کریں اور اس کے علاوہ ان کے ہر فتویٰ پر عمل کریں تاکہ مقلد حضرت امام قاضی ابویسف کہلائیں اور پھر تمہیں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تحقیقی فتویٰ کو چھونے کا سبق مل جائے اور حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ جو کہ آپ کے آلہ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کے فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم میں مرقوم ہے کہ صاحبین یعنی حضرت اامما قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام محمد بن الحسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گھوڑا حلال ہے۔

حضرت امام قاضی یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام محمد بن الحسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ کہ گھوڑا حلال ہے

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ گھوڑے کا گوشت کھانا از شرع شریف کے جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو احادیث سے ثابت ہے یا قول فقہاء سے اور فتویٰ اور قول امام اعظم کے ہے یا صاحبین کے؟ بینوا توجرو۔

الجواب: صاحبین کے نزدیک (گھوڑا) حلال ہے اور امام (ابوحنیفہ) مکروہ فرماتے ہیں۔ قول امام پر فتویٰ ہوا کہ کراہت تنزیہی ہے یا تحریمی اور اصح وارجح کراہت تحریم ہے۔ فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۳۶۴ مطبوعہ کراچی۔

نوٹ: مندرجہ بالا فتویٰ سے ثابت ہو گیا کہ صاحبین یعنی حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اله

علیہ اور حضرت امام محمد بن الحسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ گھوڑے کے گوشت کو کھانا حلال کہتے ہیں۔ اور حضرت امام اعظم ابوحنفیہ علیہ گھوڑے کے گوشت کو کھانا مکروہ قرار دیتے ہیں۔ اب رضا خانی بریلویوں کو چاہیے کہ آج ہی سے غیرت ایمانی اور غیرت انسانی اور غیرت رضا خانی کا ثبوت دیتے ہوئے گھوڑے کا گوشت کھانا بھی شروع کر دیں اور میت کے تیجے ساتے دسویں، چہلم، ششماہی اور سالانہ ختم شریف میں بھی گھوڑے کا گاشت پکانے کا بھی مجاہدہ کرنا چاہیے اور گھوڑے کے گوشت سے گوشت پلاؤ بہترین ذائقہ دیں گے اور مہمانوں کی تواضح بھی خوب ہوگی۔ تا کہ آنے والے مہمانوں کی گھوڑے کے قوت والے گوشت سے خوب ضیافت ہو سکے اور مردہ کی روح کو جب فرشتے گھوڑے کا گوشت پکانے اور کھلانے کا اجر وثواب پہنچائیں گے تو آپ کے مردہ کے روح بے حد خوش ہوگی۔ اور سب سے بڑا فائدہ کہ رضا خانی امت کو حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ پر عمل کرنے پر ہوگا۔

حضرات گرامی! امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فتویٰ کہ ذاغ معروف حلال ہے کو چھوڑ کر حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام محمد بن الحسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ پر عمل کر گھوڑے کا گوشت کھا کر مزے اڑانا شروع کر دیں۔ رضا خانی بریلویو ذرا ہوش میں تو آؤ اور توجہ فرماؤ کہ تمہیں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تحقیقی فتویٰ چھوڑنے پر گھوڑے کا گوشت بھی کھانا پڑے گا اور اب حضرت اماما قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور فتویٰ بھی ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت امام قاگی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتیہیں کہ مرغی کھانا بھی مکروہ (حرام) ہے تو اب بتائیں کہ کیا پروگرام ہے کہ مرغی کا گوشت چھوڑنے کا جہاد کروگے؟ مر جائیں گے ہرگز نہ چھوڑیں گے چاہے مردار ہی کیوں نہ ہو۔ بس ہونا مرغی کا گوشت چاہیے۔ چاہے وہ کسی صورت میں ہو۔ یا کہ حضرت امام قاضی ابو یوسف کا فتویٰ چھوڑو گے ؟ تو یقیناً رضا خانی بریلوی امت نے اس مشکل ترین مسئلہ میں قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ کہ مرغی کھانا مکروہ ہے کو چھوڑ دیا اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ پر عمل کرنے میں عافیت سمجھی

کہ مرغی کھانا مکروہ نہیں جبکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا فتویٰ ہے کہ ذاغ معروف یعنی آبادی میں پھرنے والا کوا مرغی کی طرح ہے کہ حلال وحرام دو طرح کی غذا کھاتا ہے لہذا نہ کوا مکروہ ہے نہ مرغی مکروہ ہے۔ دونوں کی غذا ایک ہے تو رضا خانی بریلوی امت کبھی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے در پر گھٹنے ٹیک دیتی ہے اور کبھی حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے در پر گھٹنے ٹیک دیتی ہے تو آپ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ کہ مرغی کھانا مکروہ ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ کہ مرغی کھانا مکروہ ہے

وقال ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ یکرہ العقعق کما یکرہ الدجاجۃ المخلاۃ۔ فتاویٰ قاضی خان علیٰ ہامش ہندیہ ج ۳ ص ۳۵۷۔

ترجمہ: حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ عقعق (کوا) مکروہ ہے۔

نوٹ: اب تو رضا خانی بریلویوں کو مرغ روسٹ اور مرغ پلاؤ سے بھی دست بردار ہونا پڑے گا اور رضا خانی امت ذرا سوچے اور سمجھے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ مانو گے یا کہ امام قاضی ابو یوسف کا فتویٰ مانو گے۔ بینوا توجرو۔

رضا خانی بریلو اب بتاؤ تو سہی کہ تمہیں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تحقیقی فتویٰ چھوڑنے پر حضرت امام قاگی ابو یوسف رحۃ اللہ علیہ کا فتویٰ کہ مرغی کا گوشت کھانا مکروہ ہے تمہیں یقیناً بہت ہی مہنگا پڑے گا کیونکہ اپنے آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے وصایا شریف میں درج شدہ وصیت، مرغ کی بریانی اور مرغ پلاؤ مرغ روسٹ وغیرہ سے کسی آنے والے مہمان کی ضیافت ہرگز نہیں کر سکو گے۔ علاوہ ازیں رضا خانی بریلوی اپنے پیشوا احمد رضا خاں بریلوی کا لرزہ خیز فتویٰ ملاحظہ فرمائیں تا کہ آپ پر واضح ہو جائے کہ حضرت مام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روش تحقیق سے بے پرواہ ہو کر کیسے منہ کی کھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ سائل نے آلہ حضرت نے بریلوی سے پوچھا کیا چمگادڑ اور باگل بھی حلال

ہے۔تو اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنے فتاویٰ رضویہ میں یہ فتویٰ دیا ہے کہ چمگادڑ حلال ہے۔

آلہ حضرت بریلوی کا فتویٰ چمگادڑ حلال ہے؟

چمگادڑ چھوٹا ہو یا بڑا جسے ان دیار میں باگل کہتےہیں اس کی حلت حرمت ہمارے علماء رحم اللہ تعالیٰ میں مختلف فیہ ہے۔بعض اکابر نے اس کے کھانے سے ممانعت فرمائی۔اس وجہ سے کہ وہ ذی ناب ہے مگر قواعد حنفیہ کے موافق وہی قول حلت ہے مطلقاً دانت موجب حرمت نہیں بلکہ وہ دانت جن سے جانور شکار کرتا ہو۔ظاہر ہے کہ چمگادڑ پرند شکاری نہیں لہذا درمختار میں قول حرمت کی تضعیف فرمائی۔

(فتاویٰ رضویہ ج۸ص ۳۶۸۔مطبوعہ کراچی)

رضاخانی بریلویو اب بتاؤ کہ تمہارے گروجی احمد رضا خاں بریلوی تمہیں کس مقام پر لائے ہیں۔

اب تو مہمانوں کی ضیافت پر اور میت کے سوم میں یعنی تیسرے دن اور میت کے چالیسویں میں اور ششماہی میں اور سالانہ ختم شریف میں اور شادیوں کے موقع پر مرغی کا اتنا مہنگا گوشت خریدنے سے تمہاری جان چھوٹ گئی۔کیونکہ حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرغی کا گوشت کھانا مکروہ یعنی کہ حرام ہے۔لہذا مکروہ سے بچنے کے لئے آپ کے گروجی نے آپ کی سہولت کے لئے چمگادڑ کا گوشت جو کہ بغیر قیمت کے کوشش کے ساتھ آپ کو مہیا ہو جائے گا بس اب تو اسی پر ہی کمر بستہ ہو جایئے اور اپنے آلہ حضرت بریلوی کے بابرکت فتویٰ پر عمل پیرا ہو جاؤ تاکہ ہر رضاخانی بریلوی چمگادڑ کا گوشت بھی کھائے اور مزے اڑائے اور ہر قسم کی دعوت میں اس بابرکت گوشت کو عام کیا جائے تاکہ مرغی کے گوشت کی مہنگائی کا بخوبی توڑ ہو سکے اور اپنے آلہ حضرت بریلوی کو جھولیاں اٹھا اٹھا کر دعائیں دیں کہ جس نے تمہیں مہنگائی کے منہ سے نکال کر بغیر قیمت کے ملنے والا چمگادڑ کا گوشت کھانے کا فتویٰ دے دیا

ہے تاکہ ذریت احمد رضا پریشان نہ ہو اور ایسے فتووں کی وجہ سے ہی آلہ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی مجدد بدعات ہی کے لقب سے مشہور ہوئے یعنی کہ آلہ حضرت بریلوی نے وہ کام کر دکھائے ہیں جو اگلوں سے ممکن نہ تھے آلہ حضرت مجدد بدعات احمد رضا بریلوی نے اپنے فتاویٰ رضویہ میں اُلو کے حلال ہونے کا ایک قول بھی نقل کیا ہے۔فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا فتویٰ کہ اُلو حلال ہے

قیل الشقراق لا یوکل والبوم یوکل.

ترجمہ: یعنی بعض نے کہا ہے کہ شقراق نہ کھایا جائے اور بوم کھایا جائے (یعنی کہ اُلو کھایا جائے) عن الشافعی رحمۃ اللہ علیہ قول انہ حلال۔(فتاویٰ رضویہ ج۸ص ۳۶۵ طبع کراچی)

حضرات گرامی! آلہ حضرت بریلوی نے اپنے فتاویٰ رضویہ میں الو کے بارے میں دو قول نقل کیے ہیں ایک قول اُلو حرام ہے ایک قول اُلو حلال ہے تو آلہ حضرت کو چاہیے تو تھا کہ اُلو حرام ہونے کے قول کو ترجیح دیتے اور اس بات پر زور دیتے کہ اُلو حرام ہے بالکل نہ کھایا جائے بلکہ ایک قول حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اُلو کے حلال ہونے کا نقل کر دیا۔حالانکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اُلو حرام ہے تو آلہ حضرت بریلوی نے اُلو کے حلال ہونے کا قول بھی نقل کر دیا تاکہ لوگ اُلو کا گوشت کھا کھا کر اُلو ہو کر ہی رہ جائیں اور جو اُلو کا گوشت کھائے گا وہ دین اسلام کا کام کیسے کر سکے گا۔وہ تو یقیناً اُلو والے کام ہی کرے گا۔اور الو کا گوشت کھانے والوں سے بھلائی کی امید رکھنا اور شریعت اسلامیہ کی خدمت کرنے کا تصور کرنا عبث ہے۔

تب ہی تو آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی دماغی طور پر پکے اُلو ہو کر ہی رہ گئے۔اسی لیے آلہ حضرت بریلوی نے اپنے تحریر کردہ کتب و رسائل میں خبطیوں جیسی تحریریں لکھیں ہیں یہی وجہ ہے کہ آلہ حضرت بریلوی نے توہین خدا تعالیٰ اور توہین انبیاء کرام علیہم السلام اور توہین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور توہین اولیاء اللہ رحم اللہ تعالیٰ کے مرتکب ہوئے ہیں اور احمد رضا خاں بریلوی اپنی کتاب میں خلاف شرع

اور مکروہ عبارات لکھنے کی وجہ سے ہی جہنم کے نچلے طبقہ میں یقیناً جل رہے ہیں۔ ہماری بات پر اگر رضا خانی امت کو یقین نہیں آتا تو رضا خانی بریلوی اپنے گروجی مولوی احمد رضا خان بریلوی کے بارے میں استخارہ کر کے دیکھ لیں کہ احمد رضا خاں بریلوی جہنم کے کس طبقہ میں جل رہے ہیں یاد رکھیں کہ آلہ حضرت بریلوی یہ وہ ذات منحوس ہیں کہ جس نے دین اسلام کا سرے سے نقشہ ہی بگاڑ دیا ہے۔

قارئین محرم! بوم یعنی کہ الو کا گوشت کھانے کے بارے میں اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں چنانچہ شیخ المشائخ قطب الاقطاب فقیہ اعظم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے کہ بوم یعنی کہ الو کھانا حلال نہیں یعنی کہ حرام ہے۔ فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

بوم حلال نہیں ہے اور جن فقہا نے اس کو حلال لکھا ہے ان کو اس کے حال کی خبر نہیں ہوئی۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوّب ص۵۵۲ مطبوعہ کراچی) نوٹ۔ بوم کے معنی الو کے ہیں۔

حضرات گرامی! آپ نے رضا خانی بریلوی امت کے گروجی کا فتویٰ بھی پڑھا کہ فتاویٰ رضویہ میں الو کے حلال کا ایک قول تحریر کیا ہے لیکن صحیح ترین فتویٰ مفتی بہ قول فتاویٰ رشیدیہ سے ہم نے نقل کر دیا ہے کہ اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کا فتویٰ ہے کہ الو کھانا حرام ہے۔ لیکن رضا خانی بریلوی امت کو اپنے آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے اس قول کہ الو حلال ہے پر ضرور بر ضرور عمل کرنا چاہیے اور رضا خانی بریلوی امت کو اپنے آلہ حضرت بریلوی کے نقل کردہ فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے الو کا گوشت ضرور کھانا چاہیے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رضا خانی بریلوی اپنے آلہ حضرت بریلوی کے قول پر عمل کرتے ہوئے الو کا گوشت یقیناً کھاتے ہوں تب ہی تو تمام رضا خانی بریلوی امت تحقیقی مسائل کے میدان میں الو ہو کر ہی رہ گئی ہے۔ بس یہی وجہ ہے کہ رضا خانیوں کو شریعت اسلامیہ کی حقانیت کا فلسفہ سمجھ نہ آیا کیونکہ الو کی غذا نے انس ان کا بیڑا غرق کر دیا ہے اور رضا خانی امت کی عقل پر حیران ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تحقیقی فتویٰ کہ ذاغ معروف یعنی کہ آبادی میں پھرنے والا کوا حلال ہے کو چھوڑ دیا اور

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ کہ الو حلال ہے کو قبول کر لیا۔

بس رضا خانی بریلوی امت کے لئے خطرے کا الارم ہے کہ حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ آبادی میں پھرنے والے کوا کی طرح مرغی کے کھانے کو بھی حرام قرار دیتے ہیں کیونکہ جس طرح کوا دانہ اور گندگی دونوں کھاتا ہے تو اسی طرح مرغی بھی دانہ اور گندگی دونوں کھاتی ہیں لہذا جس طرح کوا کھانا حرام ہے بس اسی طرح مرغی کا گوشت کھانا بھی حرام ہے۔ جس غذا کی بناء پر کوا حرام ہے بس اسی غذا کے اعتبار سے مرغی بھی حرام ہے۔ اب رضا خانی بریلوی امت کو چاہیے کہ حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فتویٰ پر پورا عمل کرتے ہوئے آج ہی سے کوے کی طرح مرغی کے گوشت کو کھانا حرام سمجھیں کیونکہ حضرت قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے آدھے فتویٰ کو ماننا اور آدھے فتویٰ کو چھوڑ دینا کہاں کا عدل و انصاف اور کہاں کی شرافت ہے۔ اور رضا خانی امت پر صدر الائمہ امام اعظم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ کہ آبادی میں پھرنے والا کوا حلال ہے کو پس پشت ڈالنے پر کس قدر وبال اور پھٹکار پڑ چکی ہے کہ کوے کی حلت پر اصح ترین فتویٰ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ جس کو رضا خانی بریلوی امت نے چھوڑ دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود کس قدر سینہ زوری سے اپنے آپ کو پکا حنفی کہتے ہیں جو حقیقت میں پکے بدعتی فی النار ہیں کیونکہ حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ غیر مفتیٰ بہ ہے۔ رضا خانی بریلوی امت نے اپنے رضا خانی بریلوی عقیدے کی غیرت کا جذبہ ہے تو آج ہی سے اعلان کر دیں کہ ہر رضا خانی بریلوی کوے کی طرح مرغی کو حرام سمجھے اور مرغی کا گوشت نہ کھائے کیونکہ حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے مرغی کے گوشت کھانے کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے کہ جس طرح انہوں نے کوے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

الغرض جو حکم حضرت قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا کوے کے بارے میں ہے بس وہی حکم مکروہ تحریمی کا مُرغی کے بارے میں ہے۔ اور اب رضا خانی بریلوی استخارہ کر کے اپنے آلہ حضرت احمد رضا

خاں بریلوی سے پوچھیں کہ آپ کی وصیت پر کیسے عمل کریں گے۔ جبکہ ہم تو بہت بھاری امتحان میں پھنس چکے ہیں کہ آپ نے اپنے وصایا شریف میں یہ وصیت کی ہے کہ مرغی کی بریانی، مرغ پلاؤ، الخ وغیرہ وغیرہ۔

رضا خانی بریلوی امت کو حضرت قاضی امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک نے ان کو بہت بھاری آزمائش میں ڈال دیا ہے کیونکہ رضا خانی بریلوی اپنے آلہ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کے وصایا شریف والی مرغ کی بریانی اور مرغ روسٹ، مرغ پلاؤ اور مرغی کے انڈے ہرگز استعمال نہ کرسکیں گے اور نہ ہی آنے والوں کی مہمان نوازی کرسکیں گے۔ کل بالکل تیجے، ساتے، چہلم، ششماہی، سالانہ رضا خانی ختم شریف، مرغ بریانی اور مرغ پلاؤ وغیرہ اور ابلے مرغی کے انڈے قطعاً استعمال نہ کرسکیں گے اور خصوصاً سبزیوں کے موسم میں مرغ کی یخنی اور مرغ روسٹ اور مرغ بریانی اور مرغی کے انڈے کیسے استعمال کریں گے۔ جب ان کا عقیدہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ پر ہے اور رضا خانی بریلوی امت کی حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کی روس سے غیرت انسانی ختم ہو چکی یا کہ نہیں۔ ذرا غور وفکر تو کرو کہ رضانی حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کو آدھے مانتے ہیں اور آدھے کا انکار کرتے ہیں کیونکہ حضرت قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی فتویٰ میں کوے اور مرغی دونوں کا ذکر کیا ہے کہ دونوں کھانے حرام ہیں۔ اب رضا خانی بریلوی امت کی عقل کا جنازہ اس قدر نکل چکا ہے کہ یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید سے نکل چکے ہیں اور قرآن مجید نے ایسے ہی شیاطین فی الارض اور پھٹکارے ہوئے لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

افتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذلک منکم الا خزی فی الحیوۃ الدنیا ویوم القیامۃ یردون الیٰ اشد العذاب وما اللہ بغافل عما تعملون۔

اولئک الذین اشترو الحیوۃ الدنیا بالآخرۃ فلا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینصرون۔ پ۱ ع۱۰

ترجمہ: قارئین کرام توجہ فرمائیے کہ آلہ حضرت احمد رضا خان بریلوی تو اپنے ملفوظات میں فتویٰ دے رہے ہیں کہ مجھے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کے خلاف کرنا گوارا ہی نہیں اور برملا کہہ رہے ہیں کہ ہم نہ یوسفی ہیں یعنی کہ حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں اور نہ ہم امام محمد بن الحسن شیبانی کے مقلد ہیں اور تف ہو رضا خانی بریلوی امت پر کہ زاغ معروف کی حلت کے مسئلہ میں صدر الآئمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو چھوڑ دیا اور اپنے آلہ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کی لغو تحقیق پر عمل کیا اب یہ سوچیں اور سمجھیں کہ ہم اصل میں کون ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔

کسی نے سچ کہا ہے:

نہ ہی ادھر کے رہے اور نہ ہی ادھر کے رہے   نہ ہی خدا ملا اور نہ ہی وصال صنم

نوٹ: رضا خانی بریلوی امت کو ذرا غور وفکر کرنا چاہیے کہ آلہ حضرت بریلوی تو حکم فرما رہے ہیں کہ انسان جس کا مقلد بنے تمام زندگی اس کی تقلید میں رہے۔ رضا خانی بریلوی اپنے کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد کہتے ہیں لیکن فتویٰ زاغ معروف میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت پر اتر آئے ہیں بس یہ ہیں۔۔۔۔

نہ سنی نہ توں شیعہ مذہب تیرا گلابی   ہر دیگ کے ہیں چمچے یہ احمد رضا کے چیلے

اب آخر پر زاغ معروف کی حلت کے بارے میں رضا خانی بریلوی مولویوں کے تفصیلی فتاویٰ نقل کرتے ہیں تاکہ رضا خانی بریلوی امت کے ناخواندہ آدم نما شیاطین کے خیالات فاسدہ بالکل کافور ہو جائیں اور ان کے بے بنیاد الزامات واتہامات کی مزید بیخ کنی اور پردہ چاک ہو جائے۔

چنانچہ امام الفقہاء شیخ المحدثین سند المحدثین قطب الاقطاب امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے زاغ معروف کی حلّت کے مسئلہ کی تائید میں رضا خانی بریلوی ملاؤں کے فتاوی ملاحظہ فرمائیں کہ رضا خانی بریلوی ملاؤں نے بھی اپنے اپنے فتویٰ میں لکھا ہے کہ آبادی میں پھرنے والا زاغ معروف یعنی کوا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک حلال ہے اب آپ رضا خانی بریلوی ملاؤں کے فتاویٰ پڑھتے جایئے اور اہل سنت و جماعت دیو بند شکر اللہ تعالیٰ مساعیہم کے فتویٰ کی صداقت کا اندازہ فرماتے جایئے کہ علمی طور پر اہل سنت و جماعت علماء دیو بند کا پلہ کس قدر وزنی اور بھاری ہے جو مجدد شرک و بدعات دجال زمانہ آلہ حضرت احمد رضا خاں بریلوی اور ذریت احمد رضا کس قدر ابو جہل اور ابلیس لعین کی پیروی میں لگے ہوئے ہیں چنانچہ رضا خانی بریلوی امت کے فتاویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

رضا خانی مولوی غلام احمد بریلوی لاہور کا فتویٰ

زاغ معروف یعنی کہ آبادی میں پھرنے والا کوا کے حلال ہونے کے بارے میں رضا خانی مولوی غلام احمد بریلوی مدرس اول مدرسہ نعمانیہ لاہور اور دیگر بریلوی مولویوں کے فتاویٰ ملاحظہ فرمائیں:

اصلِ اوّل اس قسم کے مسائل کے جواب میں قول ملک جلیل جل جلالہ ویحرم علیہم الخبائث و رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جس کو مسلم نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ: نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

عن کل ذی ناب من السّباع و کل ذی مخلب من الطیر۔ کذافی المشکوۃ فی الفصل الاول من باب مایحل اکلہ و مالا یحل۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہر کچلی دار درندے سے اور ہر پنجہ گیر پرندے (کے کھانے) سے۔ قاموس میں ہے:

الناب السنّ خلف الرباعیۃ۔

یعنی سامنے کے چاروں دانتوں کے پیچھے (داہنے بائیں) جو ایک ایک (تیز نوکدار) دانت ہوتا ہے اسے ناب کہتے ہیں۔ اور نیز قاموس میں ہے:

السبع بضم الباء وفتحها و سکونها المفترس من الحیوان۔

یعنی سبع پھاڑ کھانے والے جانور کو کہتے ہیں اور افتراس کے معنے قاموس میں اصطیاد کے ہیں۔

اور مخلب کے معنے قاموس میں اس طرح لکھتے ہیں:

المخلب المنجل و ظفر کل سبع من الماشی و الطائر اوهو لما یصیدمن الطیر و الظفر لما لا یصید۔

پس معلوم ہوا کہ مخلب اسی پرندہ کے ناخون کو کہتے ہیں جو شکاری ہو ورنہ یوں تو ہر پرندے کے ناخون ہوتے ہیں۔ چونکہ کلام بر مذہب امامؒ ہے لہذا کتب فقہ حنفی سے امام صاحبؒ امام ابوحنیفہ کا قول لکھا جاتا ہے جو مفتی بہ ہے۔ قدروی میں ہے:

ولا یحوزاکل کل ذی ناب من اسباع و لا ذی مخلب من الطیر۔

ہر کچلی والے درندے اور پنجوں (سے ہوا میں شکار کرنے) والے پرندے کا کھانا جائز نہیں۔

جوہرہ نیرہ شرح قدوری مطبوعہ مصر جلد دوم کے ص ۲۷۹ میں ہے۔

المراد هن ذی الناب ان یکون له ناب یصطا دبه وکذا من ذی المخلب والا نالحما مة لها مخلب والبعیر له ناب وذلك لا تاثیرله۔

مراد ذی ناب سے یہ ہے کہ جس کے لئے ایسی کچلیاں ہوں جن سے وہ شکار کرے اور ایسے ہی ذی مخلب سے (مراد وہ ہے جس کے لئے ایسے پنجے ہوں جن سے وہ شکار کرے) ورنہ تو کبوتر کے پنجے اور اونٹ کی کچلیاں ہوتی ہین حالانکہ (حرمت میں) ان کو کوئی تاثیر نہیں ہے۔

ہدایہ میں قدوری کی عبارت مذکورہ بالا کی دلیل میں حدیث کا لفظ اس طرح نقل کیا ہے:

لان النبی علیہ السلام نہی عن اکل کل ذی مخلب من الطیور وکل ذی ناب من الساع وقولہ من السباع ذکر عقیب النوعین فینصرف الیھما فیتنا ول سباع الطیور والبھا ئم لا کل مالہ مخلب وناب۔

اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر پنجوں (سے ہوا میں شکار کرنے) والے پرندے اور ہر کچلی والے درندے کے کھانے میں منع فرمایا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ من السباع کو دونوں نوعوں کے بعد ذکر کیا ہے لہذا اس کا تعلق دونوں نوعوں کے ساتھ ہوگا اس لیے یہ ارشاد درندہ پرندوں اور درندہ بہائم ہی کو شامل ہوگیا نہ اہر اس جانور کو جس کے پنجے اور کچلیاں ہوں۔ کفایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے:

والموثر فی الحرمة الا یزاء فھو طورًا یکون بالناب و تارةً یکون بالمخلب او الخبث وھو قدیکون خلقة کما فی الحشرات والھوام و قد یکون بعارض کما فی الجلالة۔

اس سے معلوم ہوگیا کہ ہمارے فقہاء رحمہم اللہ کے نزدیک تاثیر حرمت میں صرف دو ہی چیزوں کو ہے ایک تو ایذاء بحکم حدیث متفق علیہ ہے۔ دوم خبث بحکم آیت قرآن اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایذء شرعاً عاد ہی معتبر ہے جو ناب یا مخلب سے ہو اور ناب اور مخلب بھی وہی معتبر ہیں جو ان جانوروں کے سلاح اور ہتھیار اور شکار کے اوزار ہوں مطلق ناخون اور کچلی کا کچھ اعتبار نہیں اور خبث کی دو قسمیں ہیں۔ ایک خلقی جیسے حشرات الارض و ہوام میں دوسری عارضی جیسے جلالہ نجاست خور جانوروں میں۔ پس جب علت حرمت یہی دو چیزیں ہیں، تو اب دیکھنا چاہیے کہ اس دیسی کوے میں علت حرمت موجود ہے یا نہیں اور تو ظاہر ہے کہ علت اوّل یعنی ایذاء جو شرعاً معتبر ہے وہ اس دیسی کوے میں ہرگز نہیں پائی جاتی کیونکہ یہ نہ سباع طیور میں سے ہے نہ سباع بہائم سے کیونکہ سبع کی عام تعریف ہدایہ میں اس طرح لکھی ہے۔

والسبع کل منتھب مختطف جارح قاتل عاد عادةً۔

اور کفایہ شرح ہدایہ میں ہے:

ثم الفرق بین الاختطاف والانتھاب ھو ان الاختطاف من فعل الطیور والانتھاب من فعل السباع غیر الطیور۔ وفی المبسوط المراد بذی الخطفة ما یختطف بمخلبہ من الھواء کالبازی والعقاب ومن ذی النھبة ما ینتھب بنابہ من الارض کالاسد و الذئب۔

پھر فرق اختطاف وانتہاب کے درمیان یہ ہے کہ اختطاف پرندوں کا فعل ہے اور انتہاب ان درندوں کا جو پرندے ہوں۔ مبسوط میں ہے کہ مراد ذی الخطفہ سے وہ جانور ہے جو اپنے پنجے سے ہوا میں اُچک لے جیسے باز اور عقاب اور ذی نہبہ سے مراد وہ جانور ہے جو اپنی کچلیوں کے ذریعہ زمین سے جھپٹ کر اُچک لے غرضیکہ سبع (درندہ) اسی جانور کو کہتے ہیں جو حملہ کرکے جھپٹا مار کر چیز کو لے جائے اور زخمی کرکے قتل کر ڈالے اور یہ صفت اس دیسی کوے میں نہیں پائی جاتی۔ چونچ سے چڑیا کا انڈا یا بچہ اٹھا کے لے جانے یا پنجہ سے ہڈی یا ٹکڑا تھام کر کھانے سے سبع یا موذی یا شکاری جانور نہیں کہلا سکتا۔ رہی دوسری علت یعنی خبث خلقی تو اس دیسی کوے میں نہیں پائی جاتی۔ البتہ خبث کی دوسری قسم یعنی خبث عارضی سو وہ جنس غراب کے بعض اصناف میں پائی جاتی ہے۔ ہدایہ میں ہے:

قال ولا بأس بغراب الذرع لانہ یاکل الحب ولیس من سباع الطیور قال ولا یوکل الابقع الذی یاکل الجیف وکذاالغداف فال ابو حنیفة لا بأس باکل العقعق لانہ یخلط فاشبہ الدجاجة وعن ابی یوسف انہ یکرہ لان غالب اکلہ الجیف۔

پس ہدایہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے عقعق کی کراہت میں ایک روایت ہے کیونکہ صاحب ہدایہ کی عادت ہے کہ عن وہیں کہتا ہے جہاں دو روایتیں ہوں ورنہ عند کہتا

ہے اور نیز معلوام ہوا کہ باعتبار حکم شرعی یعنی حلّت وحرمت کے جنس غراب کی تین قسمیں ہیں۔ حلال بالا تفاق جیسے غراب الزرع۔ دوسری حرام بالا تفاق جیسے ابقع وغیرہ۔ تیسری مختلف فیہ بین الاعظمؒ والثانی فی روایۃ عنہ جیسے عقعق اور جواس کے حکم میں ہے اوران اصناف کی حلّت یا حرمت کی علّت یہی خبث عارضی کا عدم یاوجود ہے پس چونکہ غراب الزرع میں علت حرمت مطلقاً نہیں پائی جاتی اس لیے بالا تفاق حلال ہے اور ابقع وغداف میں چونکہ علّت موجود ہے۔ اتفاقاً حرام ہے اور عقعق میں چونکہ علت حرمت امام صاحب ابوحنیفہؒ کے نزدیک نہیں پائی جاتی ہے اس لیے بلا کراہت حلال ہے اور امام یوسف کے نزدیک ایک روایت میں چونکہ علت حرمت موجود ہے اس لیے مکروہ تحریمی ہے ار شیخینؒ کے عقعق میں اختلاف کرنے کی وجہ یہ ہے کہ امام ابو یوسفؒ قاعدہ للا کثر حکم الکل کو معمول بہا ٹھہراتے ہیں اور امام صاحب ابوحنیفہؒ اس قاعدہ کا اعتبار نہیں کرتی۔ چناچہ صاحب ہدایہ کی تعلیل سے ظاہر ہے کیونکہ امام صاحب ابوحنیفہؒ کے مذہب کی دلل میں لکھا ہے۔ لانہ یخلط فاشبہ الدجاجۃ اور امام ابو یوسفؒ کے مذہب کی تعلیل میں کہالان غالب اکلہ الجیف اب اس تقریر سے ثابت ہوگیا کہ علت حرمت غیر شکاری پرندوں میں جہاں ہوگی خبث عارضی ہوگی، پس کوئی پرندہ خواہ کسی قسم کا کیوں نہ ہو جب اس کی غذا بالکل نجاست ہوگی وہ حرام ہوگا اور جس میں یہ بات نہ پائی جائے گی وہ امام صاحب ابوحنیفہؒ کے نزدیک حلال ہوگا۔ اگر چہ خالط میں ابو یوسفؒ کا خلاف ہے اور صحیح اور مفتیٰ بہ قول امام صاحبؒ کا ہے۔ چنانچہ صاحب بحر وغیرہ فقہاء نے تصریح کی ہے کیونکہ مرغی بالا تفاق حلال ہے اور وہ خالط ہے پس اگر خلط سے خبث عارضی (جو مؤثر فی الحرمت ہے) پایا جاتا ہے تو مرغی بھی حرام ہوتی واذا لیس فلیس پس اب ہمیں اصناف غراب کے ناموں اور حُلیوں کی تفصیل اوران اصناف کے تعیین مصادیق کی بلا طائل تطویل کی کچھ حاجت نہ رہی کیونکہ مدار حلت وحرمت نہ نام پر ہے نہ صورت پر بلکہ کلیۃً نجاست خوار ہونے یا نہ ہونے پر ہے۔ پس گر بالفرض والتقد یرکوئی فرد صنف ابقع کا (بشرطیکہ ذی مخلب نہ ہو) مطلقاً نجاست نہ کھائے۔ چنانچہ کوئی شخص پنجرہ میں اُسے پالے اور دانہ اناج ہی کھلائے نجاست نہ کھانے دے تو وہ حلال ہوگا اور صنف غراب الزرع یا عقعق کا کوئی فرد اگر بالکل نجاست ہی کھانے لگ جائے اور دانہ وغیرہ کچھ نہ کھائے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حرام ہوگا۔ چنانچہ محیط کی عبارت ذیل سے (جو شیخ ابوالمکارم نے شرح مختصر وقایہ میں ماتن کے قول والا الابقع الذی یاکل اجیف کے تحت میں نقل کی ہے) یہ امر ظاہر ہے۔ محیط میں ہے کہ:

وفی المحیط ان الغراب الابقع و الاسود والزرع ثلثة انواع نوع یاکل الحب لا الجیف وهو غیر مکروه ونوع اخر لا یاکل الاالجیف وانه مکروه و نوع اخر اخلط الحب والجیف وهو غیر مکروه عندابی حنیفه مکروه عنه ابی یوسف فوصف الا بقع بما ذكر للتقيد لالمجرداكاشا رة الى علة الحر مت انتهى ما قالا الشيخ ابو الملكارم۔

غراب ابقع واسود وزاغ کی تین قسمیں ہیں۔ اول جو دانہ کھائے مردار نہ کھائے وہ مکروہ نہیں ہے۔ دوم جو صرف مردار کھائے یہ مکروہ (تحریمی) ہے۔ سوئم جو دانہ ارمردار دونوں کھائے یہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ ہے ابقع کو وصف مذکور سے مقید کرنا تقیید کے لئے ہے نہ محض اس کی علت حرمت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے۔

اور صاحب عنایہ اور کفایہ اور قہستانی وغیرہ نے ذخیرے اس کے قریب قریب مضمون نقل کیا ہے پس جب ان نقول معتبرہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ امام صاحب ابوحنفیہؒ کے نزدیک خالط حلال ہے اور اس دیسی کوے کے خالط ہونے میں کسی کو شک نہیں تو اب کالشمس فی النہار ظاہر وروشن ہوگیا کہ یہ دیسی کوا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں حلال ہے بلا کراہت اور یہی مطاوب ہے۔

(هذا ما عندی والله اعلم بالصواب)

نوٹ: مولوی غلام احمد بریلوی مدرس اول مدرسہ نعمانیہ لاہور کا تذکرہ رضا خانی عبدالحکیم شرف قادری نے تذکرہ اکابر اہل سنت کے صفحہ ۲۹۱ پر کیا ہے۔ نیز مولوی احمد الدین چکوالی بریلوی کے بارے میں بھی رضا خانی عبدالحکیم شرف قادری نے تذکرہ اکابر اہل سنت کے صفحہ ۴۴ تا ۴۶ پر کیا ہے اور مولوی غلام احمد بریلوی مدرس اول مدرسہ نعمانیہ لاہور کے متعلق گولڑہ کے مفتی مولوی فیض احمد لکھتے ہیں یہ (مولوی محمد حسن فیضی) صاحب مدرسہ انجمن نعمانیہ میں نئے مدرس تھے اور اپنے پرنسپل اور غالباً استاذ جناب مولانا غلام احمد صاحب کے ہمراہ حضرت قبلہ عالم (گولڑوی) قدس سرہ کے عقیدت مندوں میں شامل تھے۔ مہر منیر ۲۵۵، مطبوعہ پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لمیٹڈ ۱۱۸ جی ٹی روڈ باغبان پورہ، لاہور۔

رضا خانی احمد الدین چکوالی بریلوی کا فتویٰ

مدرس، مدرسہ نعمانیہ و دیگر علماء، لاہور

غرابیکہ خالط بین الحب والجیف است حکمش همین است که درجواب مرقوم شده کمایدل علیه عبارت الذیل۔

دانہ اور مدار دونوں کھانے والے کوے کا حکم یہی ہے جو۔ جواب میں مرقوم ہوا جیسا کہ اس پر عبارت ذیل دلالت کرتی ہے۔ ابراہیم سے مروی ہے:

قال کانوا یکرھون کل ذی مخلب من الطیر و ماأکل الجیف وبه ناخذ فان ما یاکل الجیف کالغداف والغراب الا بقع یستخبث طبعا فاما الغراب الذرعی الذی یلتقط الحب مباح وان کان الغراب بحیث یخلط فیاکل الجیف تارة والحب اخری فقد روی عن ابی یوسفؒ انه یکره وعن ابی حنیفة لا بأس باکله و هو الصحیح علی قیاس الدجاجة کذافی المبسوط عالمگیری جلد ۲ ص ۱۹۴۔

کہ انہوں نے فرمایا کہ فقہاء مکروہ سمجھتے ہیں ہر اس پرندے کو جو پنجوں (سے ہوا میں شکار کرنے) والا ہو۔ یا جو مردار کھائے اسی مذہب کو ہم اپناتے ہیں کیونکہ جو کوا مردار کھاتا ہے وہ غداف کی طرح ہے اور غراب ابقع طبعاً گندہ ہے اور غراب زرعی جو صرف دانہ چگتا ہے۔ مباح ہے اور اگر کوا ایسا ہو جو مردار اور دانہ دونوں کھالیتا ہو تو اس کے بارے میں امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ مکروہ ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں یہی صحیح ہے۔ جیسا کہ مرغی دونوں چیزیں کھانے کے باوجود حلال ہے۔ کذافی المبسوط عالمگیری۔

الجواب الصحیح

غلام احمد مدرس اول مدرسہ نعمانیہ، لاہور — محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور

منقول از فصل الخطاب فی تحقیق مسئلۃ الغراب ص ۸۴ تا ۹۰ اور ۹۸ طبع اول، تاریخ طباعت اگست ۱۹۷۹

رضا خانی مولوی اقتدار احمد نعیمی گجراتی بریلوی کا فتویٰ

رضا خانی اقتدار احمد گجراتی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ زاغ معروفہ یعنی آبادی میں پھرنے والا کوا حلال ہے فتویٰ ملاحظہ ہو۔

پرندہ جس کو اردو میں کوا اور فارسی میں عکہ یا زاغ عکہ کہتے ہیں۔ عربی زبان میں غراب عقعق کہتے ہیں۔ چنانچہ حاشیہ وقایہ جلد چہارم ص ۹۰ پر ہے۔

اعلم ان الغراب اربعة انواع والنوع الرابع حلال عند الامام الاعظم یقال بالفارسیة عکة لانه کالدجاجة۔

ترجمہ: جان لو کہ بے شک غراب چار قسم کا ہے اور چوتھی قسم امام اعظمؒ کے نزدیک حلال ہے۔ فارسی میں اس کو عکہ کہتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ مرغی کی طرح ہے اس کا رنگ سیاہی مائل سفید ہوتا ہے

۔جیسے جنگلی کبوتر (از فیروز اللغات کلاں) یہ دانہ بھی کھاتا ہے اور مردار گوشت بھی۔امام اعظمؒ کے نزدیک اس لیے حلال ہے کہ شکاری نہیں۔

(العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ جلد نمبر ا ص ۵۲۰ مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات پاکستان)

رضا خانی مولوی نظام الدین ملتانی بریلوی کا فتویٰ

کوا چار قسم پر ہوتا ہے۔ایک وہ ہے کہ صرف دانہ ہی چگتا ہے۔جس کو فارسی میں زاغ کہتے ہیں وہ حلال ہے اور جو کوا مردار ہی کھاتا ہے۔وہ حرام ہے اور جو کوا پنجہ سے شکار کرتا ہے وہ بھی حرام ہے جو دانہ بھی کھاتا اور مردار بھی کھاتا ہے جس کو عربی میں عقعق کہتے ہیں وہ امام صاحب (ابوحنیفہ) کے نزدیک حلال ہے لیکن صاحبین کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے اوّل مفتیٰ بہ ہے۔

جامع الفتاویٰ المعروف انوار شریعت ج ۲ ص ۲۰۲ تا ص ۲۰۳ مطبوعہ علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد۔

نوٹ:- رضا خانی بریلوی مولوی کے اس فتویٰ سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہو گیا کہ جو کوا مردار بھی کھاتا ہو اور دانہ بھی کھاتا ہو حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک حلال ہے اور فتویٰ مذکور سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ یہی قول مفتیٰ بہ ہے حضرات گرامی فتویٰ مذکور جس کتاب جامع الفتاویٰ میں درج ہے وہ کتاب جامع الفتاویٰ کوئی بریلوی مذہب کی معمولی فتاویٰ کی کتاب نہ سمجھیں بلکہ یہ کتاب جامع الفتاویٰ المعروف انور شریعت جو کہ سولہ (۱۶) ضخیم حصوں پر مشتمل ہے اور اس جامع الفتاویٰ کے پہلے صفحہ پر یہ لکھا ہوا ہے از افادات مولوی احمد رضا خاں بریلوی، مولوی حامد رضا خاں بریلوی، مولوی نعیم الدین مراد آبادی بریلوی، مولوی محمد سردار احمد بریلوی مولوی نظام الدین ملتانی بریلوی مرتبہ:- مولوی محمد اسلم علوی رضوی قادری مگر افسوس صد افسوس کہ رضا خانی ملٹر غلام مہر علی صاحب کو فقیہ اعظم قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فتویٰ تو قابل اعتراض نظر آ گیا۔لیکن یہی فتویٰ جو حضرت امام ابوحنیفہؒ سے ثابت ہے اس کو نظر نہ آیا۔سچ ہے کہ چمگادڑ کو روز روشن میں نظر نہ آئے تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے۔پس براہین قاطعہ و دلائل قاہرہ سے ثابت ہوا کہ ہمارے پیشوا محدث گنگوہیؒ کا فتویٰ حضرت امام ابو حنیفہؒ کی روشن تحقیقات کے عین مطابق بالکل صحیح ہے علاوہ ازیں جس زاغ معروفہ کی حلت کا فتویٰ ہمارے پیشوا شیخ گنگوہیؒ نے دیا ہے اسی زاغ معروفہ کو خود ذریت احمد رضا نے بھی حلال لکھا ہے اگر رضا خانی مؤلف کو اپنے ملاؤں کی کتب کا مطالعہ کرنا نصیب نہیں تو آیئے ہم آپ کو مزید رضا خانی بریلویوں کے فتاویٰ پیش کرتے ہیں کہ آپ کے رضا خانی بریلویوں نے بھی لکھا ہے کہ جو کوا مردار اور دانہ دونوں کھاتا ہے اس کوے کو حلال لکھا ہے۔

رضا خانی مولوی محمد صالح بریلوی کا فتویٰ

چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

کوا چار قسم ہے۔الخ چوتھا وہ جو دانہ بھی کھاتا ہو اور مردار بھی اس کو عکہ اور عقعق کہتے ہیں حلال ہے نزدیک امام اعظم (ابوحنیفہؒ) کے نزدیک صاحبین کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے مگر اوّل مفتیٰ بہ اور صحیح ہے۔

(فتاویٰ تمیز الکلام فی الحلال والحرام ص ۹ مطبوعہ کانپور)

رضا خانی مولوی احمد یار خاں بریلوی نعیمی گجراتی کا فتویٰ

چنانچہ اپنے فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ در مختار میں ہے۔

وحل غراب الزرع والا رنب العقعق۔

ترجمہ: یعنی کھیتی کا کوا اور خرگوش اور عقعق (کوا) حلال ہے۔

(فتاویٰ نعیمیہ ص ۲۲ مطبوعہ نوری کتب خانہ بیرون بدعت روڈ اندرون شرک روڈ لاہور)

رضا خانی مولوی غلام رسول سعیدی بریلوی کا فتویٰ

رضا خانی بریلوی غلام رسول سعیدی نے آبادی میں پھرنے والے کوّے کو حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے فتویٰ کی رُو سے حلال لکھا ہے فتوی ملاحظہ فرمائیں۔

کوّے کی تین قسمیں ہیں اوّل جو صرف گندگی کھاتا یہ حرام ہے ثانی جو صرف دانہ کھاتا ہے یہ حلال ہے یہ حلال ہے اور ثالث جو مردار اور دانہ دونوں کھانے والا ہے جس کا نام عقعق ہے امام صاحب (ابو حنیفہ) کے نزدیک یہ بھی حلال ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ ہے اسی طرح ہدایہ میں ہے۔

وقال ابو حنیفه لا بأس باكل العقعق لانه يخلط فاشبه الد جاجة وعن ابی یوسف انه مکروه لان غالب اكله الجيف .

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ عقعق کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ وہ گندگی کو دوسری چیزوں کے ساتھ ملا کر کھاتا ہے پس مرغی کے مشابہ ہے اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ عقعق کی غالب خوراک چونکہ مردار ہے اس لیے مکروہ ہے مقالات سعیدی ص ۵۲۴ الطبع سابع۔

نوٹ:۔ رضا خانی بریلوی غلام رسول سعیدی نے اصل فتویٰ نقل کرنے کے بعد پھر اس پر رضا خانی مکروہ تبصرہ کیا ہے جس کو نقل کرنا بندہ نے غیرت انسانی اور غیرت ایمانی کے خلاف سمجھا اس لیے یہاں پر رضا خانی تبصرہ نقل نہیں کیا۔ صرف اصل فتویٰ ہی نقل کیا ہے۔ امام قاضی خانؒ لکھتے ہیں:

وعن ابی یوسفؒ انه قال سألت ابا حنیفه رحمة الله تعالىٰ عن العقعق فقال لا بأ س به فقلت انه یاکل النجا سا ت فقال انه یخلط انی نجاس بشئ اخرا ثم یاکل۔ (فتاویٰ خاضی خان علیٰ ہامش الہندیہ جلد ۳ ص ۳۵۷)

امام یوسفؒ کہتے ہیں میں نے امام اعظم ابوحنیفہؒ سے عقعق کے بارے پوچھا فرمایا کو حرج نہیں

میں نے عرض کیا وہ نجاست کھاتا ہے فرمایا وہ نجاست کو دوسری چیزوں کے ساتھ مخلوط کر کے کھاتا ہے حاشیہ طحطاوی اور فتاویٰ عالمگیری میں بھی یہ عبارت پیش کی گئی ہے۔

(مقالات سعیدی ص ۵۲۵ الطبع سابع)۔

نوٹ: تمام رضا خانی بریلوی بدعتی مشرک فی النار حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے فتوی زاغ معروف کی حلّت کے خلاف فتویٰ دیتے ہیں اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا صحیح بے غبار فتوی جو زاغ معروف کی حلّت کے بارے میں ہے اس کا مفہوم غلط انداز میں پیش کرتے ہیں اور اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کی یہ زندہ کرامت ہے کہ یہ رضا خانی غلام رسول بریلوی رضوی نے تفہیم البخاری شرح بخاری ج ا ص ۲۳۰ پر ہی لکھا دیا کہ جو کوئی حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول کا رد کرے (یعنی کہ ان کی روشن تحقیقات پر عمل نہ کرے) اس پر ریت کے ذرات کے برابر ہمارے رب کی لعنت ہو۔ پس رضا خانی امت کو یہ تحفہ مبارک ہو قبول فرمایئے اور بے شمار لعنت کی بھی لذت اٹھایئے۔

رضا خانی مولوی نور اللہ نعیمی بریلوی اپنے فتاویٰ نوریہ میں لکھتے ہیں کہ آبادی میں پھرنے والا کوّا جو دانہ اور مردار دونوں کھاتا ہے صدر الائمہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک حلال ہے فتاویٰ نوریہ کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں

رضا خانی مولوی نور اللہ نعیمی بریلوی کا فتویٰ

کہ غراب تین قسم ہے ایک قسم وہ کوّا ہے جو صرف مردار کھاتا ہے اور وہ نہ کھایا جائے دوسرا قسم وہ کوّا ہے جو صرف دان کھاتا ہے تو وہ کھایا جائے اور ایک قسم وہ ہے جو مردار اور دانہ دونوں کھاتا ہے اور وہ بھی حضرت امام اعظم کے نزدیک کھایا جاتا ہے اور وہ قسم عقعق ہی ہے۔ اس لیے کہ وہ مرغی کی طرح ہے زیلعی ص ۲۹۵ ج ۵ میں ہے۔

والغراب ثلثه انواع نو ع یاکل الجیف فهسب فانه لا یوکل ونو ع یاکل

الحب فقط فانه یوکل ونوع یخلط بینها وهو ایضا یوکل عند ابی حنیفه وهو العقعق لانه کالدجاج.

(فتاویٰ نوریہ ج ۳ ص ۳۲۸ سن اشاعت ستمبر ۱۹۸۳)

رضاخانی مولوی محمد صادق بریلوی کا فتویٰ مدیر اعلیٰ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ

رضاخانی مذہب کا ترجمان رسالہ رضائے مصطفےٰ میں فتویٰ مرقوم ہے کہ ابقع وہ ہے، جس میں کچھ سیاہی اور سفیدی ہو۔ ابقع سے مراد یہ مشہور کوا ہے جس کی گردن کا رنگ بہ نسبت بازو کے سفید ہوتا ہے۔ (رسالہ رضائے مصطفےٰ ص ۸ ستمبر ۱۹۷۶ء)

رضاخانی غلام مہر علی صاحب اب بتائیں کہ تمہاری آنکھوں کی بینائی کچھ تیز ہوئی اور تمہیں اپنے ملاؤں کے فتاویٰ جو زاغ معروفہ کی حلت کے بارے میں درج ہیں کیوں نظر نہ آئے اور فقیروں کو چھیڑنے کا لطف بھی آیا کہ تم نے تو ہمارے پیشوا فقیہ اعظم قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا بالکل صحیح فتویٰ جو امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تحقیق کے عین مطابق تھا۔ اس کو اپنے باطل نظریات کو تسکین دیتے ہوئے اور عامۃ المسلمین کو اولیاء کرام محدثین دیوبند سے برگشتہ کرنے کے لئے اس موقع پر بڑی عیاری و مکاری سے کام لیتے ہوئے فتویٰ کو بگاڑ کر پیش کیا تاکہ سادہ لوح مسلمان اہلسنت و جماعت علماء دیوبند سے متنفر ہو جائیں۔ مثل مشہور ہے کہ آسمان کو تھوکا اپنے منہ پر ہی آتا ہے اولیاء کرام محدثین دیوبند کہ جن پر اللہ کے فرشتے بھی رشک کرتے ہیں۔ رضا خانی مؤلف نے ان عبارات کو بگاڑ کر اپنی عاقبت تباہ کی ہے واضح رہے کہ رضاخانی مؤلف نے فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت کو نہیں بگاڑا بلکہ اس نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کی عبارت کو بگاڑا ہے کیونکہ محدث گنگوہیؒ نے اجتہاد ہرگز نہیں کیا۔ بلکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ ہی کو نقل کیا ہے۔ جس طرح اس بدنصیب ملاں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے کو بگاڑ کر پیش کرنے میں اور اس بدعت ساز فیکٹری کے بروکر

نے احناف کے صحیح فتوے کا نقشہ تبدیل کرنے میں کوئی خوف محسوس نہیں کیا۔ بلکہ فتویٰ کی عبارت کو پیش کرتے وقت ناعاقبت اندیش نے عالم آخرت کو فراموش کر دیا اور اگر اس کے دل میں ذرہ بھر خوف خدا ہوتا تو اس قسم کی ستم ظریفی سی ہرگز کام نہ لیتا۔ رضاخانی ملاں تم نے اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کی علمی شہرت کو نقصان پہچانے کی سرتوڑ کوشش کی، لیکن پھر دیکھا کہ اولیاء کرام محدثین دیوبند کے صحیح اور پختہ دلائل کے سیل رواں میں رضاخانی مذہب کی کاغذ کی کشتی کیسے ڈوبی؟ اور ہم نے اپنے پیشوا کے صحیح اور بے داغ اور بے غبار فتوے کی تائید میں سلف صالحین کے صحیح اور معتبر فتاویٰ پیش کرنے کے بعد تمہاری تشفی اور بینائی کو تیز کرنے کی خاطر تمہارے رضاخانی ملاؤں کی معتبر کتب سے فتاویٰ پیش کیے ہیں کہ جس زاغ معروفہ کی حلت کا فیوی محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے اس زاغ معروفہ کی حلت کا فتویٰ رضاخانی بریلوی شرک و بدعت پرنٹنگ پریس سے چھپ چکے ہیں جن کو تم نے بغور پڑھ لیا ہے

ما هو جوابکم فهو جوابنا۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے:

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

حضرات گرامی ہمارے پیشوا فقیہ اعظم قطب الاقطاب شیخ المحدثین سید الاولیاء حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے زاغ معروف کی حلت کا فتویٰ صدر الائمہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی روشن تحقیقات کے عین مطابق دیا ہے۔ تو رضاخانی بریلوی امت نے بدتمیزی کا طوفان برپا کر دیا اور طرح طرح کی مکروہ باتیں پھیلا کرنا شروع کر دیں حالانکہ اہلسنت و جماعت علماء دیوبند کا ہر فتویٰ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی روشن تحقیقات کے مطابق ہوتا ہے۔ اور رضاخانی بریلوی امت کو قطعاً یہ توفیق نہیں کہ اپنے فتاویٰ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے فتویٰ کو ترجیح دیں اور قول امام ابوحنیفہؒ کے مطابق فتویٰ دیں۔ بلکہ امام ابوحنیفہؒ کا نام بھی بطور ڈھال کے استعمال کرتے ہیں۔ بس اس رضاخانی بریلوی فرقہ کو حنفیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں کیونکہ یہ وضال و مضل پکا فرقہ پکا مشرک و بدعتی فی النار فرقہ ہے جس کے جہنمی ہونے

میں شک وشبہ کی گنجائش تک نہیں کیونکہ رضا خانی بریلوی امت استخارہ کر کے دیکھ لے کہ انکوانکا گرو جی الہ حضرت احمد رضا بریلوی جہنم میں جلتا ہوا ہی نظر آئے گا۔

ایک اعلان واجب البیان بقول مقلد رضا خان

ایک رضا خان بریلوی نے پوری امت احمد رضا کو پکا ملعون بنا دیا چنانچہ رضا خانی غلام رسول رضوی بریلوی نے تفہیم البخاری شرح بخاری میں تحریر کیا ہے جس کسی نے شمس الائمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے قول کو نہ مانا تو اس پر ریت کے ذرات کے برابر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ایک رضا خانی بریلوی کی فتویٰ سے پوری رضا خانی امت رجسٹرڈ شدہ ملعون ہوگئی۔ کیونکہ رضا خانی بریلوی اپنی عبادت وریاضت میں قول ابوحنیفہؒ چھوڑ دیتے ہیں اور شرک وبدعات اور رسم ورواج والے خلاف شرح کاموں کو ترجیح دیں گے اور قرآن وسنت کے مقابلہ میں شرک وبدعات کی نشر واشاعت کریں گے۔ اور رضا خانی بریلوی اپنی عبادات اور ریاضت کے ہر مسئلہ میں احمد رضا بریلوی کی تحقیقات لغویہ ومنحوسہ وملعونہ پر عمل کریں گے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے تحقیق شدہ قرآن وسنت کے مطابق قول کو پس پشت ڈال دیں گے اب رضا خانی بریلوی امت کے لئے رضا خانی غلام رسول رضوی بریلوی کا اعلان حق ملاحظہ فرمائیں چنانچہ لکھتے ہیں:

لعنت ربنا اعداد رمل علی من ردّ قول ابی حنیفہ

جو ابوحنیفہ کا قول رد کرے اس پر ریت کے ذرات کی برابر ہمارے رب کی لعنت ہو۔ تفہیم البخاری شرح بخاری جلد اص ۲۲۰ تشاعت اول مطبوعہ فیصل آباد

احمد رضا اور ذریت احمد رضا کے شب وروز کے عقائد وہ اعمال قرآن سنت کے صریح خلاف ہونے کی وجہ سے ہر وقت احمد رضا خان اور ذریت احمد رضا پر حق تعالیٰ کی طرف سے موسلا دھار بارش کی طرح لعنت برستی رہتی ہیں کسی لمحے احمد رضا اور ذریت احمد رضا پر حق تعالیٰ کی طرف سے لعنت کی بارش رکتی ہی نہیں بلکہ اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے الغرض کہ رضا خانی امت کے دن رات کے اعمال حضرت امام

ابوحنیفہؒ کی بے غبار روشن تحقیقات کے بلکل خلاف ہیں۔ رضا خانی غلام رسول رضوی بریلوی نے یہ جہاد عظیم کیا ہے یعنی کہ بہت بڑا مجاہدہ کیا ہے۔ کہ اپنے ہی رضا خانی بریلویوں کو حنفیت یعنی کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا دامن چھوڑنے پر ریت کے ذرات کے برابر لعنت کا مستحق بنایا ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر رضا خانی بریلوی بدعتی مشرک فی النار ہی اصل میں ریت کے ذرات کے برابر لعنت کا یقیناً مستحق ہے ان کو ریت کے ذرات کے برابر لعنت کا یہ ہدیہ اور تحفہ بھیجنا ہی چاہیے۔ بلکہ بھیجنے والے پر حق تعالیٰ یقیناً راضی ہونگے اور ایسے شخص نے لعنت کا ہدیہ بھیج کر فریضہ تبلیغ سرانجام دیا ہے۔ کیونکہ شرک اور بدعات کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر وقت پھٹکار اور لعنت پڑتی رہتی ہے۔ اور یہی رضا خانی بریلوی فرقہ اس کا مصداق بنا ہوا ہے اور ایسے ہی حق تعالیٰ کے نافرمان ملعون ومشرک وبدعات کے پجاریوں اور قرآن وسنت کو پس پشت ڈالنے والوں کے لئے حق تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔

اُولٰئك عليهم لعنة الله وَالمَلٰئكةِ والناس اجمعين .خالد ين فيها لا يخفّف عنهم العذاب ولا هم ينظرون پاره ۲ ركوع ۳

نوٹ: رضا خانی بریلوی اپنے رضا خانی غلام رسول رضوی بریلوی کے اعلان سے شرک وبدعات کو چھوڑ کر قرآن وسنت کا صحیح معنوں میں عامل بن جائیں اور شرک وبدعات سے دل وجان سے نفرت کرنے لگیں ورنہ اپنے برے انجام کو جلد ہی دیکھ لیں گے۔

فرزندانِ بدعت کے نام

اس فتنۂ جدید پہ خوفِ خدا کرو — یوں بے لگام ہو کے نہ فتوے دیا کرو!
روٹی کی فکر ہے تو چلے گی اسی طرح — بدعت کے تذکروں کی نمائش کیا کرو!
کیا یہ کہا ہے حضرتِ پیرانِ پیر نے — نور و بشر کی آڑ میں فتنے بپا کرو؟
نانوتویؒ کی ذاتِ ستودہ صفات پر — کافرگری کے شوق میں تہمت دھرا کرو؟

لہرا کے مشرکانہ رسومات کا علَم — تغلیط سنتِ شہ ہر دو سرا کرو

درپردہ اقتدارکی شہ ہےتو کیا خطر؟ — جو کچھ کرو ، ضرورکرو، برملا کرو

اس پر ہے تاجرانہ عقیدت کا انحصار — اربابِ روزگارکی مدح و ثنا کرو

ان بزدلوں کواس کے سوا اورکیا کہوں — حجروں میں اپنے چاک گریباں سیا کرو

شورش کو آپ جیسے فقیہانِ شہرکی — پروا نہیں ہے شوق سے کافرکہا کرو

مکفر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر کا مسئلہ

رضاخانی مؤلف کذاب نی نہایت جعلسازی سے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر فتاویٰ رشیدیہ کے فتویٰ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ معاذ اللہ قطب الاقطاب فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ مکفر صحابہ کو اہل سنت و جماعت سے خارج نہیں سمجھتے ۔حالانکہ یہ بہتان عظیم ہے رضاخانی مذہب کے ناخواندہ وکیل نے فتویٰ کو اوّل تا آخر سمجھا ہی نہیں ۔ بلکہ اپنی کوتاہ فہمی کی بنا پر غلط مفہوم پیش کردیا تاکہ عامۃ المسلمین کے اذہان میں اہل سنت و جماعت محدّثین دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کے بارے یہ غلط تاثر بٹھایا جاسکے رضاخانی کنواں کے مینڈک نے اگر فتویٰ کی عبارت کو بخوبی سمجھا ہوتا یا فتاویٰ رشیدیہ کو اوّل تا آخر بغور بڑھا ہوتا یا اس کے علاوہ تذکرہ الرشید اور فتاویٰ اشرفیہ کا بھی کاش کہ مطالعہ کیا ہوتا تو اس بدنصیب موکف سے محدّث گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے خلاف مذموم حرکت کبھی بھی سرزد نہ ہوتی اور پھر رضاخانی موکف کا گھناؤنا تبصرہ جوکہ سراسر جہالت اور جھوٹ پر مبنی ہے جس میں ذرہ بھر صداقت کا نام ونشان تک نہیں ملتا علاوہ ازیں اگر رسوائے زنانہ موکف نے اپنے آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے ہی ملفوظات کو بغور پڑھا ہوتا تو پھر شیخ محدّث گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ پر بہتان تراشی سے پہلے سوچ لیتے کہ ہمارے آلہ حضرت بریلوی غضب اللہ علیہ نے کس جرم کی پاداش میں صحابی

رسول کو کافر قرار دیا ہے۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی ہرگز نہیں آتی اور قطعاً نہیں آتی

رضانانی موکف کی بے علمی و بدعقیدگی بے ایمانی ودغابازی بھی ملاحظہ فرمائیں فتاویٰ رشیدیہ کے فتویٰ کو بالکل نقل نہیں کیا۔ بلکہ اپنی طرف سے ناپاک عبارت بنا کر اپنی غلیظ ذہنیت کی بنا پر ناپاک اور مکروہ ومردود مفہوم ثابت کرنے کے لئے نہایت شرمناک خیانت سے کام لیا ہے اور رضاخانی اہل بدعت خیانت اور قطع وبرید میں اپنی مثال آپ ہیں۔

رضاخانی مؤلف کی خیانت

خیانت نمبر۳: چنانچہ رضاخانی موکف کی خیانت ملاحظہ فرمائیں

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کافر کہنے والا سُنی رہتا ہے۔

(بلفظ دیوبندی مذہب ص ۱۳۱ طبع دوم، موکف غلام مہر علی بریلوی)

نوٹ:۔ مندرجہ بالا خیانت قطب الاقطاب فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمتہ اللہ کی فتاویٰ رشیدیہ کے جلد دوم ص ۱۴۱ کی فتویٰ میں کی گئی ہے ارر ضاخانی مؤلف نے یہی بد دیانتی پر مبنی حوالہ گرگٹ کی طرح رنگ بدل بدل کر صفحہ نمبر ۱۳۱ کے علاوہ اپنی کتاب میں ص ۳۲_۱۴۱_۱۶۲_۲۲۲_۲۳۳_۴۰۴ پر بھی نقل کیا ہے اب خود فیصلہ کریں کہ رضاخانی موکف کا ایک ہی حوالہ کو مختلف مقامات پر نقل کرنے کا مطلب ہی کیا۔ظاہر ہے کہ کتاب کا حجم بڑھانا مقصود تھا ورنہ ایک ہی حوالہ کو جب ایک جگہ پر نقل کردیا جائے تو پھر باربار نقل کرنا چہ معنی دارد۔

نیز رضاخانی موکف نے اپنی کتاب میں متعدد جگہ پر یہ تحریر کرڈالا کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ علماء دیوبند مکفر صحابہ کو اہل سنت جماعت سے خارج نہیں سمجھتے ۔حالانکہ یہ کذب بیانی اور الزام تراشی ہے۔اب

ہم شیخ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ رشیدیہ کا اصل فتویٰ درج کیے دیتے ہیں ۔ جسے آپ پڑھ کر بخوبی سمجھ جائیں گے کہ رضا خانی اور رضا خانی مؤلف مسیلمہ کذاب اور غلام احمد قادیانی کی طرح جھوٹے اور انہی کے پیروکار ہیں ورنہ حق صداقت کا دامن ہرگز نہ چھوڑتے ۔

اب آپ فتاویٰ رشیدیہ کا اصل فتویٰ ملاحظہ فرمائیں جو شخص صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ۔ ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنی اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا ۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۱ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ اردو بازار دہلی)

رضا خانی مؤلف نے فتویٰ مذکور پر ایعاذ باللہ یہ سرخی قائم کر ڈالی کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کافر کہنے والا سُنی رہتا ہے اور اس پر بے بنیاد تبصرہ کرتے ہوئے کئی اوراق سیاہ کر ڈالے اور اس قسم کا مکروہ دھندہ چلانے کا مقصد صرف اور صرف یہی تھا کہ آلہ حضرت مولوی احمد رضا بریلوی کے کرتوتوں پر پردہ ڈالا جا سکے اور بس ۔ قارئین کرام ! رضا خانی مؤلف نے فتویٰ مذکور کو سرے سے نقل ہی نہیں کیا بلکہ اپنے اختراعی انداز کی مطابق ایک من گھڑت عبارت پیش کردی اور جو عبارت مؤلف مذکور نے پیش کی ہے وہ عبارت اوّل یا آخر فتاویٰ رشیدیہ میں کہیں بھی موجود نہیں بلکہ اپنے باطل نظریات کو تسکین دینے کی خاطر نہایت خیانت سے کام لیا اور اپنی طرف سے ایک عبارت بنا کر نقل کرنا یہ قانونی اور اخلاقی و مذہبی تقاضوں کو پامال کرنا ہے ۔ انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ فتویٰ کی پوری عبارت کو بغور پڑھتے کہ اس میں محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کیا کہنا چاہتے ہیں لیکن ہرگز ایسا نہیں کیا ۔ بلکہ فتویٰ کی عبارت کو غلط معانی پہنانے کی مذموم حرکت کی جو کہ سراسر خیانت ہے ۔

ناظرین یہ عبارت مذکور فتاویٰ رشیدیہ میں کہیں بھی موجود نہیں بلکہ مؤلف مذکور نے خالق کائنات سے بے پرواہ ہو کر اس قسم کی مکروہ حرکت کی ہے جو کسی عام انسان کو بھی زیب نہیں دیتی چہ جائیکہ ایک اپنے آپ کو بریلوی جماعت کا شیخ و مفتی مبلغ، خطیب اور امام کہلوائے ؟

اگر رضا خانی مؤلف گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کو اوّل تا آخر ایک مرتبہ بھی پڑھ لیتے تو مکفر صحابہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہوگا ۔ کی بجائے خارج نہ ہوگا کبھی بھی نقل نہ کرتے ۔

بے شک فتاویٰ رشیدیہ کے قدیم نسخوں میں یہی لکھا ہے لیکن بعد میں اس کی نقل ہوتی رہی ورنہ اصل عبارت یہ تھی ۔

اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت و جماعت سے خارج ہوگا ۔ جس کے چند زبردست قرائن وہیں موجود ہیں ۔

اول: یہ کہ اگر اصل عبارت اس جگہ "خارج نہ ہوگا" ہوتا تو آخری فقرہ کے شروع میں استدراک کا کوئی لفظ لیکن وغیرہ ہوتا اور عبارت اس طرح ہوتی کہ "لیکن وہ اپنے کبیرہ کے سبب سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا ۔

دوم: اس فتویٰ میں مکفر صحابہ کو ملعون لکھا ہے ۔

سوم: لکھنا بھی اس بات پر شاہد ہے کہ وہ اہلسنت جماعت سے خارج ہے اگر وہ اہل سنت و جماعت سے خارج نہ ہوتا تو ہمارے پیشوا محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اس کو ملعون نہ لکھتے ۔

چہارم: مکفر صحابہ کے امام مسجد بنانے کو حرام قرار دیا ہے ۔ جب کہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ مکفر صحابہ اہل سنت جماعت سے خارج ہے ۔

محدث گنگوہی کا فتویٰ کہ رافضی تبرائی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے ۔

سوال: رافضی تبرائی کے جنازہ کی نماز جو کہ اصحاب ثلاثہ کی شان میں کلمات بے ادبی کہتا ہے ۔ پڑھنی چاہیے یا نہیں ۔

جواب: ایسے رافضی کو اکثر علماء کافر کہتے ہیں ۔ لہذا اس کی صلوٰۃ جنازہ پڑھنی نہ چاہیے ۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۴۰ ۔ ۴۱)

نوٹ: فتاویٰ رشیدیہ میں حضرت محدث گنگوہیؒ نے رافضی شیعہ کو برملا کافر قرار دیا ہے چنانچہ فقیہ اعظم قطب الاقطاب حضرت مولانا گنگوہی کا یہ فتویٰ ہی اس کا زبردست قرینہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں بے ادبی کرنے والا یا معاذ اللہ ان کو کافر کہنے والا محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہرگز ہرگز اہل سنت سے نہیں۔ بلکہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔ بہرحال زیر بحث فتویٰ میں مطبع کی غلطی ہے۔ خارج ہوگا کی بجائے خارج نہ ہوگا۔ چھپ گیا اور اس پر اعتراض کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی بدبخت روسیاہ آدمی کلام مجید کی طباعت کی غلطیوں کی وجہ سے حق تعالیٰ پر اعتراض کرنے لگے اعاذ الله وسائر المسلمين۔

فقیہ اعظم قطب الاقطاب امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فتویٰ کہ روافض یعنی کہ شیعہ کافر ہیں۔ نیز فتاویٰ رشیدیہ ہی کی جلد ۲ صفحہ ۵۷، ۵۸ پر ہی فتویٰ درج ہے۔

سوال: جو عورت سنیہ رافضی کے تحت میں ظہور رفض کے بخوشی خاطر رہ چکی ہو۔ پھر رفض یا دوسری شئے کو حیلہ قرار دے کر بلا طلاق علیحدہ ہو جائے اور سنی سے نکاح کر لیوے تو یہ نکاح بلا طلاق شیعہ کے کیا حکم رکھتا ہے اور اولاد سنی کی اگر رافضی ہو جاوے تو پدر سنی کے ترکہ سے محروم الارث ہوگی یا نہیں۔

جواب: جس کے نزدیک رافضی کافر ہے وہ فتویٰ اول ہی سے بطلان نکاح کا دیتا ہے۔ اس میں اختیار زوجہ کا کیا اعتبار ہے۔ پس جب چاہے علیحدہ ہو کر عدت کر کے نکاح دوسرے سے کر سکتی ہے اور جو فاسق کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ امر ہرگز درست نہیں کہ نکاح اول صحیح ہو چکا ہے اور بندہ اول مذہب رکھتا ہے۔ (یعنی کہ رافضی کافر ہے) فقط واللہ تعالیٰ اعلم علیٰ ہذا، رافضی اولاد سنی کو ترکہ سنی سے نہ ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد گنگوہیؒ عفی عنہ۔ فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۵۷۔۵۸ طبع کتب خانہ رحیمیہ اردو بازار دہلی۔

ناظرین کرام! روافض عموماً مکفر صحابہ ہیں اور مکفر صحابہ محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک

بلاشبہ کافر ہیں۔ جیسا کہ حضرت نے خود ہی فتویٰ مذکور میں تصریح فرمادی کہ بندہ اول مذہب رکھتا ہے۔ یعنی کہ مکفر صحابہ کو کافر سمجھتا ہے۔ اس کے علاوہ تذکرۃ الرشید میں بھی محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

ایک مرتبہ مولوی محمد حسین صاحب نے دریافت کیا کہ تکفیر روافض کے بارے میں کیا رائے ہے فرمایا ہمارے اساتذہ تو شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وقت سے برابر تکفیر ہی کے قائل ہیں۔ بعضوں نے اہل کتاب کا حکم دیا ہے اور بعضوں نے مرتد کا مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت کی کیا رائے ہے؟ ارشاد فرمایا میرے نزدیک تو ان کے علماء کافر ہیں اور جہلا فاسق۔ (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۸۶)

رضا خانی مؤلف کس قدر کوڑھ مغز ثابت ہوئے ہیں کہ فتاویٰ رشیدیہ میں یہ کتابت کی غلطی کی وجہ سے مکفر صحابہ اہل سنت سے خارج کی جگہ پر خارج نہ ہوگا۔ چھپ گیا۔ پر تو نظر پڑ گئی۔ لیکن اس فتاویٰ رشیدیہ ہی میں مکفر صحابہ یعنی کہ روافض کے بارے میں کفر کا فتویٰ تمہیں کیسے نظر نہ آیا۔

نیز فتاویٰ رشیدیہ کے علاوہ تذکرۃ الرشید میں بھی تمہیں مکفر صحابہ کے بارے میں کفر کا فتویٰ کیوں نظر نہ آیا۔

رضا خانی مؤلف اب بتاؤ تو سہی کہ تم نے کیسے اب زعم باطل کی بناء پر کہہ دیا کہ محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مکفر صحابہ کو اہل سنت جماعت سے خارج نہیں سمجھتے۔ حالانکہ محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مکفر صحابہ کو اہل سنت جماعت سے خارج ہی سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ اور تذکرۃ الرشید میں فتوی درج ہے۔

اب اس تمام کچھ کے بعد رضا خانی اہل بدعت کے لیے الزام تراشی کی قطعاً کوئی گنجائش تک نہیں رہی۔ اب بھی کوئی کوتاہ فہم نہ سمجھے تو پھر اس کی کھوپڑی ہی اوندھی ہے۔ جب رضا خانی اہل بدعت کی کھوپڑی ہی اوندھی ہے۔ تو پھر اس میں کیا آئے گا۔ ظاہر ہے کچھ بھی نہیں آئے گا۔ اگر آئے گا تو پھر

ابلیسی آئین ہی آئے گا۔ اور بس اس کے علاوہ مزید تشفی کے لیے قطب الاقطاب فقیہ اعظم شیخ المشائخ حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ اشرفیہ میں مکفر صحابہ کے بارے میں فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

تا کہ رضا خانی اہل بدعت کے باطل نظریات پر ایک مرتبہ پھر ضرب کاری لگ جائے کہ اہل سنت و جماعت علماء (علماء دیوبند) مکفر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہ) کو اہل سنت و جماعت سے خارج ہی سمجھتے ہیں حکیم الامت مجدد دین ملت فقیہ العصر حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ کہ مکفر صحابہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔ فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

سوال: زید کہتا ہے کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بدعقیدہ ہوں اور کسی طرح جی نہیں چاہتا کہ ان کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہوں۔ مگر اب تک کہا ہے اور کہتا ہوں اور کہوں گا۔ زید یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ تھے۔ تو صحابی مگر دل میں سلطنت کی محبت رکھتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ کسی طرح سلطنت یا خلافت میرے ہی خاندان میں رہے۔ اسی بناء پر انہوں نے اپنے بیٹے یزید سے کہہ دیا تھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو مار ڈالنا پھر زید اس اخیر جملہ کے خلاف ایک یہ روایت بیان کرتا ہے کہ انہوں نے یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مار ڈالنے کو یزید سے نہیں کہا تھا۔ غرض زید مختلف روایتیں بیان کرتا ہے اور غالباً اول روایت کو صحیح جانتا ہے۔ زید اپنے خیالات کی تائید میں یہ بھی پیش کرتا ہے کہ شمس التواریخ کے مصنف نے بھی اپنی تصنیف میں جا بجا حضرت امیر معاویہ پر طعن کیے ہیں۔ زید یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکے مسلمان نہ تھے۔ البتہ مرتے وقت پکے مسلمان ہو گئے تھے۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ زید جو اپنے کو سُنی اور حنفی کہتا ہے تو ان عقائد اور خیالات کے رکھنے سے اس کی سنیت اور حنفیہ میں کچھ نقصان آتا ہے۔ یا نہیں اور ایسے شخص کو پیچھے نماز وغیرہ پڑھنے میں اور اس کی محفلوں اور جلسوں میں بیٹھنے سے کچھ خرابی تو

نہیں آتی اور یہ ارشاد فرمائیے کہ اہل سنت و جماعت کو حضرت امیر معاویہ اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے کیا عقیدہ رکھنا چاہیے۔ اور شمس التواریخ اور اس کے مصنف جو اکبر آبادی ہیں اور غالباً ابھی زندہ ہوں گے۔ اسلام میں کیا رُتبہ رکھتے ہیں آیا ان کی تصانیف قابل اعتبار ہیں یا نہیں۔

الجواب: حدیث میں ہے:

لا تسبو اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفه متفق علیہ اور حدیث میں ہے۔

اکرمو ا اصحابی فانھم خیادکم ۔ رواہ النسائی اور حدیث میں ہے لاتمس النار مسلما رانی اور ای من رانی رواہ الترمذی اور حدیث میں ہے۔ فمن احبھم فبحبی ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم رواہ الترمذی۔

اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی یقیناً ہیں۔ اس لیے احادیث مذکورہ ان کو شامل ہوں گی۔ پس ان کا اکرام اور محبت واجب ہوگی اور ان کو برا کہنا اور ان سے بغض ونفرت رکھنا، یقیناً حرام ہوگا۔ اور ان سے جو کچھ منقول ہے۔ بعد تسلیم صحت نقل ان اعمال پر ان کے حسنات بلکہ خود ایک وصف صحابیت غالب ہے۔ جیسا ارشاد نبوی ہے۔ فلوان احدکم الخ اس پر دال ہے اور اسی بناء پر لاتمس النار الخ فرمایا ہے۔ پس جو وسوسہ وخطرہ بلا اختیار دل میں پیدا ہو وہ عفو ہے اور جو عقیدہ اور تعلق اختیار سے ہو۔ اس کی اصلاح واجب ہے اور جو شخص با اختیار بدگمانی یا بدزبانی یا بغض و نفرت رکھے گا۔ لامحالہ وہ احادیث بنویہ کا مخالف اور خارج از اہل سنت و جماعت ہے۔ جیسا کہ کتب اہل سنت سے ظاہر ہے۔ اس کی امامت بھی مکروہ (یعنی کہ حرام) ہے۔

(فتاویٰ اشرفیہ ج ۲ ص ۴۳، ۴۴، ۴۵۔ مطبوعہ احسن المطابع دہلی)

حضرات گرامی! متعصب اور ہٹ دھرم کو حقائق کیسے نظر آتے۔ جب تک اپنے مکروہ چہرے

سے رضا خانیت کا لبادہ اتار نہیں پھینکتے اس وقت تک انہیں بدعت سنت نظر آئے گی۔ کفر اسلام نظر آئے گا وغیرہ۔ حالانکہ اہل سنت و جماعت علماء دیوبند مکفر صحابہ کو اہل سنت و جماعت سے خارج سمجھتے ہیں۔ کتابت کی غلطی میں ہوگا کی بجائے نہ ہوگا پر رضا خانی موئف غلام مہر علی صاحب اس قدر سیخ پا ہوئے کہ اہل سنت علماء کے خلاف اس قدر بدتمیزی کا طوفان برپا کیا کہ جی یہ لوگ مکفر صحابہ کو اہل سنت سے خارج نہیں سمجھتے وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ یہ سراسر بہتان عظیم ہے۔ اب آیئے ہم آپ کو آپ کے آلہ حضرت مولوی احمد رضا بریلوی کے ملفوظات کی سیر کرواتے ہیں کہ جس میں انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری صحابی کو کافر شیطان خنزیر اور چور تک کہہ دیا۔ (ایعاذ باللہ)

رضا خانی مؤلف کی کوتاہ فہمی کی دلیل بھی ملاحظہ فرمائیں کہ فتاویٰ رشیدیہ میں کتابت کی غلطی تو ان کی نظر آ گئی۔ لیکن جو صحابی رسول کے خلاف آلہ حضرت بریلوی نے اپنے ملفوظات میں بذبانی اور غلیظ زبان استعمال کی ہے وہ آلہ حضرت بریلوی کے اندھے مقلد کو کیوں نظر نہ آئی۔ اگر فتاویٰ رشیدیہ میں کتابت کی غلطی چھپ جائے تو رضا خانی مؤلف اس کو پر کا پرندہ اور رائی کا پہاڑ اور بات کا بتنگڑ بنا دیا۔

اگر آلہ حضرت بریلوی صحابی رسول کو کچھ کا کچھ کہہ دیں اور کچھ کا کچھ بنا دیں۔ تو پھر بھی یہ ذات شریف بریلویوں کے امام، پیشوا، ہوں؟ اور ہر رضا خانی بریلوی اس بات پر فخر کرتا ہے کہ ہمارے آلہ حضرت ہمارے شیخ طریقت و رہبر شریعت ہیں وغیرہ۔ رضا خانی مؤلف اب آیئے اپنے پیشوا نام ونہاد یعنی کہ شیخ المضلّین اور مجدد بدعات کے وہ ناپاک عقائد جو صحابی رسول کے بارے میں ملفوظات میں مرقوم ہیں۔ ان کو پڑھ کر پھر فیصلہ کریں کہ ایسے شخص کو حضرت والہ حضرت مفتی پیشوا۔ امام شیخ۔ رہبر شریعت۔ شیخ الاسلام والمسلمین مجدد ماۃ حاضرہ وغیرہ وغیرہ کہنا تو درکنار ایک باہوش آدمی بھی نہیں کہا جا سکتا۔ اب اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر اپنے آلہ حضرت بریلوی کی صحابی رسول کے بارے میں ناشائستہ گفتگو ملاحظہ فرمائیں اور بڑے میاں کی جہالت اور بے ضمیری کا اندازہ فرمائیں۔

صحابی رسول عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کافر شیطان خنزیر اور چور تھا؟

چنانچہ آلہ حضرت بریلوی صحابی رسول کے بارے میں بایں الفاظ یوں لب کشائی فرماتے ہیں۔
اب آپ احمد رضا خاں بریلوی کے ملفوظات کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

ایک بار عبدالرحمٰن قاری کہ کافر تھا اپنے ہمرائیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آ پڑا چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا۔ اسے قرأت سے قاری نہ سمجھ لیں بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی پہاڑ پر جا کر ایک آواز تو دی کہ یا صباحاہ یعنی دشمن ہے مگر اس کا انتظار نہ کیا کہ کسی نے سنی یا نہیں۔ کوئی آتا ہے یا نہیں۔ تنہا ان کافروں کا تعاقب کیا وہ چار سو تھے اور یہ اکیلے وہ سوار تھے اور یہ پیادہ مگر نبوی مددان کے ساتھ۔ اس محمدی شیر کے سامنے سے انہیں بھاگتے ہی بنی اب یہ تعاقب میں ہیں اپنا رجز پڑھتے جاتے ہیں۔ انا سلمۃ ابن الاکوع والیوم یوم الرضع میں سلمہ بن اکوع ہوں اور تمہاری ذلت وخواری کا دن ہے۔ ایک ہاتھ گھوڑے کی کونچوں پر مارتے وہ گرتا ہے سوار زمین پر آتا ہے دوسرا ہاتھ اس پر پڑتا ہے وہ جہنم جاتا ہے۔ یہاں تک کہ کافروں کو بھاگنا دشوار ہو گیا۔ گھوڑوں پر سے اپنے اسباب پھینکنے لگے کہ ہلکے ہو کر زیادہ بھاگیں۔ یہ اسباب سب ایک جگہ جمع فرماتے اور پھر وہی رجز پڑھتے ہوئے ان کا تعاقب کرتے اور انہیں جہنم پہنچاتے یہاں تک کہ شام ہو گئی کافر ایک پہاڑی پر ٹھہرے اس کے قریب دوسری پہاڑی پر انہوں نے آرام فرمایا۔ دن ہونے پر وہ اتر کر چلے وہ اسی طرح ان کے پیچھے اور وہی رجز وہی قتل یہاں تک کہ گرد اٹھی۔ یہ قتل وتعاقب کرتے کرتے تھک گئے تھے۔ اندیشہ ہوا کہ مبادا کفار کی مدد آئی ہو جب دامن گرو پٹھا تکبیروں کی آوازیں آئیں اور دیکھا کہ حضرت ابو قتادہ مع دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑوں پر تشریف لا رہے ہیں اب کیا تھا کفار کو گھیر لیا۔ ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فارس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا تھا۔ یعنی لشکر حضور کے سوار جس طرح سلمہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ راجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی لشکر اقدس کے پیادے ابوقتادہ وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود بارگاہ رسالت میں اسد من اسد اللہ ورسولہ فرمایا۔ اللہ ورسول کے شیروں میں سے ایک شیر ان کو اس جہاد کی خبر ان کے گھوڑے نے دی۔ تھان پر بندھا ہوا چمکا انہوں نے چمکارا پھر چمکا فرمایا واللہ کہیں جہاد ہے گھوڑا کس کو سوار ہوئے۔ اب یہ تو معلوم نہیں کہ کدھر جائیں۔ باگ چھوڑ دی اور کہا جدھر تو جانتا ہے چل گھوڑا اڑا اور یہاں لے آیا اس عبدالرحمٰن قاری سے پہلے کسی لڑائی میں ان سے وعدہ جنگ ہولیا تھا۔ یہ وقت اس کے اس وعدہ پورا ہونے کا آیا وہ پہلوان تھا۔ اس نے کشتی مانگی انہوں نے قبول فرمائی اس محمدی شیر (سلمہ بن اکوع) خوک شیطان (عبدالرحمٰن بن عبدالقاری) کو دے مارا۔ خنجر لے کر اس کے سینے پر سوار ہوئے۔ اس نے کہا میری بی بی کے لئے کون ہوگا۔ فرمایا نار اور اس کا گلہ کاٹ دیا سرکاری اونٹ اور تمام غنیمتیں اور وہ اسباب کہ جا بجا کفار پھینکتے اور سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں جمع فرماتے گئے تھے۔ سب لا کر حاضر بارگاہ انور کیا۔

(ملفوظات احمد رضا خاں بریلوی ج ۲ ص ۵۱، ۵۲، ۵۳ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

مذکورہ بالا ملفوظ می آلہ حضرت بریلوی نے صحابی رسول کو برملا کافر، خنزیر، شیطان اور چور تک کہہ دیا اور آج تک کسی بریلوی کے کان پر جوں تک نہ رینگی اور اس کفریہ عبارت کو ہر ایڈیشن میں بخوشی شائع کر رہے ہیں اور مندرجہ بالا ملفوظات کے کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ لیکن کسی رضا خانی بریلوی نے اس کفریہ عبارت کو ملفوظات سے نہیں نکالا۔ بلکہ ہر مسلمان کو اس بات کی وصیت کرتے ہیں کہ آلہ حضرت بریلوی کے ملفوظات پڑھو اور تمھارا ایمان تازہ ہوگا۔ اب آپ اندازہ لگالیں ایسے ملفوظات کو پڑھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے یا کہ ایمان سرے سے ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اور ایک بات یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آلہ حضرت بریلوی کے ملفوظات کی پیشانی پر جلی قلم سے یہ لکھا ہوا ہے کہ مسلمانان عالم کے لئے اعلیٰ ترین دستورالعمل۔

ناظرین کرام! اگر ایسے ملفوظات کو دستورالعمل سمجھا جائے کہ جس میں صحابی رسول کو کافر، خنزیر، شیطان اور چور تک کہہ دیا جائے تو تف ہو ایسے ملفوظات پر کیونکہ ایسے منحوس ملفوظات کو پڑھنے سے انسان کی عقل شیطانی چالوں کا مرکز نہ بنے تو اور کیا بنے۔

ناظرین کرام! آپ نے آلہ حضرت بریلوی کے ملفوظات کا ایک نمونہ اور دستورالعمل ملاحظہ فرمایا کہ صحابی رسول حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کو خنزیر شیطان تک کہہ دیا اور یہ ملفوظ بھی آلہ حضرت بریلوی کے ملفوظات میں برابر چھپ رہا ہے۔ اور رضا خانی بریلوی اس قسم کے نجس ملفوظات شائع کرنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے بلکہ فخریہ شائع کرتے ہیں اور اپنی تقریروں اور وعظوں میں بھی اپنے آلہ حضرت کے ملفوظات کو بڑا جھوم جھوم کر سناتے ہیں اور کبھی ذریت احمد رضا نے کفر کو کفر نہیں کہا، بلکہ کفر کو اسلام ہی سمجھتے ہیں۔ اور بدعت کو بدعت ہرگز نہیں کہا بلکہ سنت مصطفیٰ ہی سمجھتے ہیں وغیرہ وغیرہ حالانکہ مذہب اسلام کا قانون تو یہ ہے کہ کفر کو کفر سمجھیں، اسلام کو اسلام سمجھیں، سنت کو سنت سمجھیں اور بدعت کو بدعت سمجھو۔ لیکن بریلوی مذہب میں الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا ملفوظات آلہ حضرت بریلوی میں صحابی رسول عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کو خنزیر، شیطان اور چور تک کہہ دیا۔

نوٹ: خوک کے معنی خنزیر کے ہیں۔ یعنی یہ کہ خوف شیطان خنزیر شیطان مذکورہ بالا ملفوظات میں آلہ حضرت بریلوی نے صحابی رسول کو کھلم کھلا خنزیر شیطان تک کہہ دیا۔ لیکن کسی رضا خانی بریلوی کی غیرت ایمانی کبھی حرکت میں نہ آئی کہ اس قسم کے منحوس ملفوظات سے صحابی رسول کی شان میں سنگین گستاخی والے ناپاک جملہ کو ملفوظات سے نکالا جائے۔ لیکن تمام رضا خانی بڑی مسرت سے ان ملفوظات کو پڑھتے ہیں اور کسی بریلوی نے اس قسم کے ناپاک منحوس ومکروہ ملفوظات پر نکیر نہیں کی۔ نکیر کیسے کریں جبکہ رضا خانی اپنے آلہ حضرت بریلوی کی وصیت پر مثل قرآن کے عمل پیرا ہیں اور آلہ حضرت نے فرمادیا کہ میرے دین ومذہب پر چلو اور جو دین میری کتب سے ظاہر ہے۔ اس پر عمل کرنا ہر فرض

سے اہم فرض ہے۔ معلوم ہوا کہ بقول آلہ حضرت بریلوی کے صحابی رسول کو کافر خنزیر پر شیطان چور کہنا ہر فرض سے اہم فرض ہوا۔ تب ہی تو رضا خانی اپنے نام نہاد مجدد کے ملفوظات کو دستور العمل سمجھتے ہیں۔ حقیقت میں یہ دستور العمل ہرگز نہیں بلکہ یقیناً منحوس العمل ہے۔ جس ملفوظات میں انبیاء اکرام علیہم السلام اور صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گستاخی ہو وہ دستور العمل ہرگز نہیں۔ اس کو منحوس العمل کہنا چاہیے۔ رضا خانی مؤلف اب بتلائیں تو سہی کہ آپ کے مطالعہ میں کچھ اضافہ ہوا اور تمہاری آنکھوں کی بینائی کچھ تیز ہوئی اپنے آلہ حضرت بریلوی کے ملفوظات کو بار بار پڑھیں اور پھر بتائیں کہ آپ کے آلہ حضرت بریلوی نے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری صحابی رسول کو کافر نہیں کہا؟ خوک شیطان یعنی کہ خنزیر شیطان نہیں کہا؟ اور چور نہیں کہا؟

پس ان تمام کفریات کے باوجود تم ایسے شخص کو امام، پیشوا، مجدد مائتہ حاضرہ، سُنی، حنفی، مفتی، علامہ، مولانا، محی الالسنہ، عاشق رسول، محدث، مفسر وغیرہ وغیرہ سمجھتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے مخبوط الہواس شخص کے بارے میں فاطر العقل ہونے کے پوسٹر شائع کیے جایں اور ایسا شخص تو ابوجہل ملعون سے بھی بدتر ہے۔ چہ جائیکہ اس کو پیشوا اور مقتداء مانا جائے اور رضا خانی اس بات کا کھلم کھلا اعلان کرتے ہیں بلکہ فخر کرتے ہیں کہ ہمارے ہیں آلہ حضرت تف ہو ایسے اعلیٰ حضرت پر جو صحابی رسول کی تکفیر کرے ۔ رضا خانی مؤلف اب بتاؤ کہ ہمارے پیشوا فقیہ اعظم قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ جس میں کتابت کی غلطی کی وجہ سے بجائے خارج ہوگا کی جگہ خارج نہ ہوگا۔ چھپ گیا تو فوراً نظر آیا اور اس فتویٰ کو تم نے خوب اچھالا۔ اب بتاؤ تمہارے آلہ حضرت بریلوی جو کہ صحابی رسول کے بارے میں خیالات ملعونہ رکھتے ہیں۔ ان کے بارے میں تمہارا کیا فتویٰ ہے۔ لطف کی بات تو یہ ہے کہ اپنے آلہ حضرت پر وہی فتویٰ لگاؤ، جو تم نے ہمارے پیشوا محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پر لگایا۔ بینو مفصلاً توجروا کثیراً۔

رضا خانی مؤلف ذرا توجہ فرمائیں تا کہ آپ کو بتلائیں کہ جس صحابی رسول عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کو آپ کے آلہ حضرت بریلوی کافر خنزیر شیطان چور سمجھتے ہیں۔ اسی عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کو اولیاء کرام محدثین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ صحابی رسول قرار دیتے ہیں۔

چنانچہ حضرت علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقمطراز ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن قاری صحابی ہیں

1) قال ابن معين هو ثقة وقيل له صحبة ۔(عينى على البخارى ج ١١ص ١٢٦)

ترجمہ: یعنی ابن معین کہتے ہیں کہ وہ ثقہ ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ صحابی ہیں۔

2) صحیح بخاری شریف میں آپ کی ایک روایت پیش خدمت ہے۔ ویسے تو عبدالرحمٰن بن عبد القاری کی اکابر صحابہ سے روایات کتب احادیث میں موجود ہیں۔

3) عن عروۃ بن زبیر عن عبدالرحمٰن بن عبدالقاری انہ قال خرجت مع عمر بن الخطاب لیلۃ فی رمضان الی المسجد۔ الخ۔

بخاری ج اص ۲۶۹ مشکوۃ ج اص ۱۱۵ موطا امام مالک ص ۹۷۔

ترجمہ: عروہ بن زبیر عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت کرتے ہیں کہ میں رمضان کی ایک رات عُمر بن خطاب کے ساتھ مسجد کی طرف گیا۔

علاوہ ازیں حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کو صحابی شمار کیا ہے۔ چنانچہ رقمطراز ہیں۔

4- عبدالرحمن بن عبدبغير اضافة القارى بتشديد الياء يقال له روية

۔الخ۔ (تقریب التہذیب ص ۲۰۶ مطبوعہ گوجرانوالا)

نوٹ: حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق سے اظہر من الشمس ثابت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری صحابی ہیں۔

قارئین کرام! عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کے صحابی ہونے کے بارے میں محدثین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم میں اختلاف ہے صحابی ہیں یا کہ تابعی ہیں تو بعض نے اس کو صحابی لکھا ہے اور بعض نے اس کو تابعی لکھا ہے الغرض کہ فرمان مصطفیٰ ﷺ کی رو سے دونوں پکے جنتی ہیں یعنی کہ صحابی اور تابعی جیسا کہ حدیث رسول میں ہے اور اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ صفحہ ۲۰۹ پر لکھا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

عبدالرحمن بن عبد القاری .ہو عبدالرحمن بن عبد القاری یقال انه ولد علیٰ عهد رسول الله صلی الله علی وسلم ولیس له منه سماع وما روایة وعدة الواقدی من الصحابة فیمن ولد علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم والمشهور انه تابعی و هو من جملة تابعی المدینه و علمائها سمع عمر بن خطاب. الخ.

عبدالرحمان بن عبدالقاری آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوئے مگر رسول اللہ صلی اللہ وسلم سے ملاقات نہ ہوسکی امام واقدی نے ان کو صحابی کہا ہے مگر صحیح یہ کہ آپ تابعی ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت ہے۔الخ

نوٹ: لہٰذا امام واقدی کی تحقیق کے مطابق عبدالرحمٰن بن عبدالقاری یقیناً اور قطعاً صحابی ثابت ہو گئے

امام واقدیؒ کے بارے میں آخری فیصلہ

رضاخانی غلام مہر علی بریلوی نے حضرت امام واقدی کو اپنی اسی کتاب دیوبندی مذہب طبع دوم

صفحہ ۴۱۷، ۴۱۸ اور طبع سوم صفحہ ۵۲۵ اور ۵۲۶ پر امام واقدی کو حافظ الحدیث، ثقہ، محدث، امیر المؤمنین فی الحدیث کے القابات سے یاد کیا ہے۔ اور ساتھ ہی ایک مقام پر حضرت واقدی کے بارے میں فتح القدیر شرح ہدایہ اور عیون الاثر لابن سید الناس کے حوالہ سے بھی امیر المومنین کے لقب سے یاد کیا ہے رضاخانی غلام مہر علی بریلوی کی نقل کردہ عبارت حضرت امام واقدی کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

فتوح الشام امام واقدی۔ دیوبندی مذہب صفحہ ۴۱۷ طبع دوم طبع سوم ۵۲۵۔ فتوح الشام۔ حافظ الحدیث واقدی۔ دیوبندی مذہب صفحہ ۴۱۸ طبع دوم طبع سوم صفحہ ۵۲۶

واضح رہے کہ امام واقدی ائمہ احناف و اکابرین اسلام کے امام الحدیث اور ثقہ محدث ہیں۔

احناف کے مقتدر امام ابن ہمام فرماتے ہیں وهذا تقوم به الحجة اذ اوثقنا الواقدی فتح القدیر شرح ہدایہ ج ۱ صفحہ ۵۳ امام اہلسنت ابن سید الناس فرماتے ہیں الواقدی امیر المؤمنین فی الحدیث۔ عیون الاثر لابن سید الناس مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۔ اس لئے بعض متعصبین وغیرہ حنفیوں کا امام واقدی پر تنقید کرنا احناف کے نزدیک معتبر نہیں۔

(دیوبندی مذہب صفحہ ۴۱۸ طبع دوم طبع سوم صفحہ ۵۲۶ مؤلف غلام مہر علی بریلوی)

قارئین محترم حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کے بارے میں حضرت امام واقدی کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔ اب آپ حضرت امام واقدی کا فیصلہ پڑھیے کہ حضرت امام واقدی نے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کو صحابی شمار کیا ہے۔ چنانچہ رقم طراز ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری........ وعده الواقدی من الصحابة۔الخ۔(اکمال لصاحب المشکوٰة صفحه ۲۰۹) ترجمہ:۔عبدالرحمٰن عبد بن القاری کو امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ میں شمار کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بھی ذکر کیا ہے۔

دلائل مذکورہ سے یہ بات اظہر من الشمس ثابت ہوئی کہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری صحابی رسول

ہیں اور انگریز سرکار کے خود کاشتہ پودا نے صحابی رسول کی تکفیر کر کے اپنے کو جہنم کی المناک سزا کا مستحق بنایا ہے اور حیرت ہے ایسے عوام کالانعام پر جو ایسے شخص کو امام اور پیشوا تسلیم کرتے ہیں جسے حدیث کے عمومی واقعات کا بھی علم نہیں۔ مثال مشہور ہے جیسی روحیں ویسے فرشتے۔ رضا خانی مؤلف اب بتاؤ تو سہی مکفر صحابہ کون ہوا؟

علاوازیں اگر رضا خانی بریلوی عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کو صحابی نہ سمجھیں تو تابعی ہونا تو ان کا یقینی ثابت ہوتا ہے اور تابعی کو کافر کہنا یہ کہا کا قانون ہے۔

رضا خانی مؤلف نے ہمارے پیشوا پر یہ خالص الزام دھر دیا کہ محدّث گنگوہیؒ مکفر صحابہ کو اہل سنت و جماعت خارج نہیں سمجھتے بلکہ اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کا فتوے ہے کہ مکفر صحابہ کافر ہے اور اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔ جیسا کہ ہم دلائل قاہرہ سے ثابت کیا اور یہ بھی تو ثابت ہو گیا کہ آلہ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی مکفر صحابہ ہیں اور مکفر صحابہ کے بارے میں آپ نے تفصیلی فتوے ملاحظہ فرمایا کہ ایسے شخص کو اہل سنت و جماعت سے خارج سمجھا جائے۔ اور آلہ حضرت بریلوی اپنے عقائد باطلہ اور عبارات کفریہ وملعونہ کی روشنی میں اہل سنت و جماعت سے خارج ہیں۔ چہ جائیکہ رضا خانی بریلوی امت ایسے خبطی شخص کو اپنا امام ومقتدا و پیشوا وغیرہ سمجھیں۔ نوٹ:۔ صحابی رسول عبدالرحمٰن بن عبد القاری کو کافر کہنے سے مولوی احمد رضا خاں بریلوی خود کافر ہو گئے۔ اب رضا خانی بریلوی امت سوچیں سمجھیں اور غور وفکر کریں کہ ہمارے آلہ حضرت بریلوی کس مقام پر فائز ہیں۔ علاوہ ازیں اگر رضا خانی بریلوی عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کو صحابی نہ سمجھیں لیکن تابعی ہونا تو ان کا یقینی ثابت ہوتا ہے۔ تو تابعی کو کافر، خنزیر، شیطان، چور کہنا یہ کہاں کا دستور ہے۔ ظاہر ہے کہ رضا خانی بریلوی مذہب کے ارکان میں سے یہ ایک رکن رضا خانی بریلوی ہے تب ہی تو تکفیر کیمید ان میں سرگرم عمل رہے۔ حضرات گرامی! یہ بات آپ بخوبی یاد رکھیں کہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کو آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے جان

بوجھ کر کافر، خنزیر، شیطان اور چور کہا ہے کیونکہ احمد رضا بریلوی نے اپنے ملفوظات میں یوں فرمایا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کو قرات سے قاری نہ سمجھ لیں بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ احمد رضا بریلوی کو کسی قسم کی غلط فہمی ہرگز نہیں ہوئی بلکہ اس نے اپنے شوق تکفیر سے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کو کافر، خنزیر، کافر اور چور کہہ دیا ہے۔ صحابی رسول عبدالرحمٰن بن عبدالقاری پر احمد رضا بریلوی نے مندرجہ ذیل الزامات عائد کیے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

1) کافر تھا۔ 2) اپنے ہم راہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر حملہ آور ہوا 3) چرانے والے کو قتل کیا۔ 4) اونٹ لے کر بھاگ گیا۔ 5) عبدالرحمٰن بن قاری سے پہلے کسی لڑائی میں وعدہ جنگ ہو لیا تھا۔ 6) خوک یعنی کہ خنزیر کہا۔ 7) شیطان کہا۔ 8) عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کے سینہ پر خنجر لے کر سوار ہوئے۔ 9) اس کا گلہ گھونٹ دیا۔

حضرات گرامی! آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری صحابی رسول پر نو ۹ سنگین قسم کے الزامات عائد کیے ہیں۔ اس سے ہر شخص بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ ایسے شخص کو ایک بہوش آدمی بھی کہا جا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں اور یقیناً نہیں کیونکہ جس کو امت احمد رضا نے کچھ کا کچھ بنا کر پیش کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی جاہلوں کے پیشوا ہیں۔ اور ذریت احمد رضا کی اکثریت تو یقیناً جہلا ہے۔ یہ حقیقت بالکل صحیح ہے۔

حضرات گرامی! اب آپ اصل بات کو سمجھیں کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر حملہ کیا اور چرانے والے کو شہید کیا یہ کون تھا۔ جس کا نام عبدالرحمٰن فذاری تھا۔ کافر تھا۔ جہالت کے پتلے مولوی حمد رضا خاں بریلوی نے جو کہ اپنے وقت کے مسلمہ کذاب ہیں نے ان کو عبدالرحمٰن بن عبد القاری بنا دیا جو کہ سراسر بہتان عظیم ہے اور عبدالرحمٰن فذاری کافر کا تفصیلی واقعہ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۱۴ کے حوالہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا ابو بكر بن ابى شيبة حدثنا ہاشم بن القاسم ح و حدثنا
اسحق بن ابراهيم اخبر نا ابو عامر العقد ى كلاهما عن عكرمة بن عما
ر ح و حدثنا عبدالله بن عبدالرحمن الدار مى وهذا حديثه اخبر نا ابو
على الحنفى عبيد الله بن عبدالمجيد حدثنا عكرمة وهو ا بن عما ر
حدثنى ايا س بن سلمة حدثنى ابى قال قدمنا الحديبيۃ مع رسول الله
صلى الله عليه وسلم ونحن اربع عشرة مائة وعليها خمسون شاة لا
ترويها قال فقعد رسول الله صلى الله عليه وسلم علىٰ جباالركية فاما
دعا واما بصق فيها قال فجا شت فسقينا و استقينا قال ثم ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم دعا نا للبيعة فى اصل الشجر ة قال فبا
يعته اول الناس ثم بايع وبايع حتىٰ اذا كان فى وسط من الناس قال بايع
يا سلمة قال قلت قدبا يعتك يا رسول الله فى اول الناس قال وايضاً
قال ورانى رسول الله صلى الله عليه وسلم عز لا يعنى ليس معه سلا
ح قال فاعطا نى رسول الله صلى الله عليه وسلم حجفة او درقة ثم با
يع حتىٰ اذا كان فى اخر الناس قال الا تبا يعنى يا سلمة قال قلت قد با
يعتك يا رسول الله فى اول الناس وفى اوسط الناس قال وايضاً قال
فبا يعته الثالثة ثم قال لى يا سلمة اين حجفتك او درقتك التى
اعطيتك قال قلت يا رسول الله لقينى عمى عامر عزلاً فاعطيته ايا
ها قال فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال انك كالذى
قال الا ول اللهم ابغنى حبيباء هو ا حب الى من نفسى ثم ان المشركين

راسلو نا اصلح حتىٰ مشىٰ بعضنا فى بعض واصطد حنا قال وكنت
تبيعاً لطلحة بن عبيد الله اسقى فرسه واحسه واخد مه وآكل من طعامه
وتركت اهلى وما لى مها جرا الى الله ورسوله صلى الله عليه وسلم
قال فلما اصطلحنا نحن واهل مكة واختلط بعضنا ببعض اتيت شجرة
فكسحت شوكها فا ضطجعت فى اصلها قال فا تا نى اربعة من
المشركين من اهل مكة فجعلو ا يقعون فى رسول الله صلى الله عليه
وسلم فابغضتهم فتحولت الىٰ شجرة اخرىٰ وعلقو اسلاحهم
واضطجعوا فبينما هم كذلك اذ نادىٰ منا د من اسفل الوادى يا للمها
جرين قتل ابن زنيم قال فاخترطت سيفى ثم شددت علىٰ اولئك الا
ربعة وهم رقود فاخذت سلا حهم فجعلته ضغثاً فى يدى قال ثم قلت
والذى كرم وجه محمد لا يرفع احدمنكم راسه الا ضربت الذى فيه عينا
قال ثم جئت بهم اسوقهم الىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
وجاء عمى عامر برجل من العبلات يقال له مكرز يقوده الىٰ رسول الله
صلى الله صلى الله عليه وسلم علىٰ فرس مجفف فى سبعين من
المشركين فنظر اليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال دعوهم
يكن لهم بدءُ الفُجُور وثناه فعفا عنهم رسول الله صلى الله عليه وسلم
وانزل الله وهو الذى كف ايديهم عنكم وايديكم عنهم ببطن مكة من
بعد ان اظفر كم عليهم الايته كلها قال ثم خرجنا راجعين الىٰ المدينة
فنزلنا منزلاً بيننا وبين بنى لحيان جبل وهم المشركون فاستغفر

رسول الله صلى الله عليه وسلم لمن رقى هذا الجبل لليلة كانه
طليعة للنبى صلى الله عليه وسلم واصحابه قال سلمة فرقيت تلك
الليلة مرتين اوثالثاً ثم قدمنا المدينه فبعث رسول الله صلى الله
عليه وسلم بظهره مع رباح غلام رسول الله صلى الله وسلم و انا معه
وخرجت معه بفرس طلحة انديه مع الظهر فلما اصبحنا اذا عبد
الرحمن الفرادى قد اغار علىٰ ظهر رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاستاقه اجمع وقتل راعيه قال فقلت يارباح خذ هذا الفرس فابلغه
طلحة بن عبيد الله واخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم ان
المشركين قد اغارو علىٰ سرحه قال ثم قمت علىٰ اكمة فاستقبلت
المدينة فنا ديت ثلاثاء يا صبا حا ه ثم خرجت فى آثارالقوم ارميهم
بالنبل وارتجز اقولُ

انا ابن الاكوع   واليوم يوم الرضع

فالحق رجلاً منهم فاصك سهماً فى رحله حتىٰ خلص نصل
السهم الىٰ كتفه قال قلت خذها وانا ابن الاكوع واليوم يوم الرضع .
قال فوالله ما زلت ارميهم واعقربهم فاذا رجع الىٰ فارس اتيت
شجرة فجلست فى اصلها ثم رميته فعقرت به حتىٰ اذا تضايق الجبل
فدخلوا فى تضايقه علوت الجبل فجعلت ارديهم بالجارة قال فما
زلت كذٰلك اتبعهم حتىٰ ما خلق الله من بعير من ظهر رسول الله
صلى الله عليه وسلم الىٰ خلقته وراء ظهرى وخلو بينى و بينه ثم

اتبعتهم ارميهم حتىٰ القوا اكثر من ثلاثين يودة وثلاثين رمحاً
يستخفون ولا يطرحون شيأ الا جعلت عليه اراماً من الحجارة يعرفها
رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه حتىٰ اتوامتضا يقاً من ثنية
فاذا هم قد اتاهم فلان بن بدر الفزار ى فجلسوايتضحون يعنى يتغدون
وجلست علىٰ راس قرن قال الفزارى ما هذا الذى ارى قالو لقينا من
هذا البرح والله ما فارقنا منذ علس يرمينا حتىٰ انتزع كل شى ء فى
ايدينا قال فليقم اليه نفر منكم اربعة قال فصعد الىٰ منهم اربعة فى
الجبل قال فلما امكنونى من الكلام قال قلت هل تعرفونى قالوا لا
ومن انت قال قلت انا سلمة بن الاكوع والذى كرم وجه محمد صلى
الله عليه وسلم لا اطلب رجلاً منكم الا ادركته ولا يطلبنى رجل منكم
فيد ركنى قال احد هم انا اظن قال فرجعو فما برحت مكانى حتىٰ رايت
فوارس رسول الله صلى الله عليه وسلم يتحللون الشجر قال فاذا
اولهم لا خرم الاسدى علىٰ اثره ابو قتادة الانصارى وعلىٰ اثره المقداد
بن الاسود الكندى قال فاخذت بعنان الاخرم قال فولو ا من برين قلت
يا اخرم احذرهم لا يقتطعوك حتىٰ يلحق رسول الله صلى الله عليه
وسلم واصهابه قال يا سلمة ان كنت تو من بالله وليوم الاخر وتعلم ان
الجنة حق والنار حق فلا تحل بينى وبين الشادة قال فخليته فالتقىٰ
هو وعبدالرحمن قال فعقر بعبد الرحمن فرسه وطعنه عبدالرحمن
فقتله وتحول علىٰ فرسه ولحق ابو قتادة فارس رسول الله صلى الله

علیہ وسلم بعبد الرحمن فطعنه فقتله فوالذی کرم وجه محمد صلی
الله علیه وسلم لتبعتهم اعدو علیٰ رجلی حتیٰ ما اریٰ ورائی من
اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم ولا غبار هم شیأ حتیٰ یعدلوا
قبل غروب الشمس الیٰ شعب فیه ما ء یقال له ذوقرد لیشر بوا منه
وهو عطا ش قال فنظرو الی اعدووراءً هم فحلیتهم عنه یعنی اجلیتهم
عنه فما ذا قوا منه قطرة قال و یخرجون فیشتدون فی ثنیة قال فاعدوا
فالحق رجلاً منهم فأصکه بسهم فی نغض کتفه قال قلت خذها وانا
ابن لاکوع والیوم یوم الرضع قال یا ثکلته امه اکوعه بکرةً قال قلت
نعم یا عدو نفسه اکوعک بکرهً قال واردوا فرسین علیٰ ثنیه. قال
فجئت بهما اسوقهما الیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال
ولحقنی عامر بسطیحه. فیها مذقة من لبن وسطیحة. فیها ماء
فتوضات وشربت ثم اتیترسول الله صلی الله علیه وسلم وهو علیٰ
الماء الذی حلیتهم عنه فاذا رسول الله صلی الله علیه وسلم قد
اخذتلک لا بل وکل شی ء استنقذ ت من المشرکین وکل رمح وبردة
واذا بلال نحرنا قاتة من الابل الذی استقذت من القوم واذا هو یشوی
لرسول الله صلی الله علیه وسلم من کبدها وسنا مها قال قلت یا
رسول الله خلنی فانتخب من القوم مائه رجل فاتبع القوم فلا یبقیٰ
منهم مخبر الا قتلته قال فضحک رسول الله صلی الله علیه وسلم
حتی بدت نواجذه فی ضوء النار فقال یا سلمةُ اتراك كنت فاعلاً قلت

نعم والذی اکرمک فقال انهم الان لیقرون فی ارض غطفان قال فجاء
رجل من غطفان فقال نحر لهم فلا ن جزو راً فلما کشفو جلدها راوغبارا
فقالو اتاکم القوم فخرجو ها ربین فلما اصبحنا قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم کان خیر فرساننا الیوم ابو قتادة وخیررجالتنا سلمة
قال ثم اعطانی رسول الله صلی الله علیه وسلم سهمین سهم الفارس
وسهم الرجل فجمعهما الیٰ جمیعاً ثم اردفنی رسول الله صلی الله
علیه وسلم وراء ه علی العضبا ء راجعین الی المدینه قال فبینما نحن
نسیر قال وکان رجل من الانصار لا یسبق شداً قال فجعل یقول
الامسابق الی المدینه هل من مسابق جعل یعید ذلک قال فلما
سمعت کلامه قلت اماتکرم کریماً ولا تهاب شریفاً قال لا الا ان یکون
رسول الله صلی الله علیه وسلم قال قلت یارسول الله بابی وامی
ذرنی فلا سابق الرجل قال ان شئت.قال قلت اذهب الیک وثنیت
رجلی فطفرت فعد وت قال فربطت علیه شرفاً اوشرفین استبقی نفسی
ثم عدوت فی اثره فربطت علیه شرفاً اوشرفین ثم انی رفعت حتیٰ
الحقه قال فاصکه بین کتفیه قال قلت قد سبقت والله قال انا اظن قال
فسبقته الی المدینه قال فو الله ما لبثنا الا ثلاث لیال حتیٰ خرجنا الیٰ
خیبر مع رسول اله صلی الله علیہ وسلم۔

ایاس بن سلمہ کہتے ہیں کہ میرے والد بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
حدیبیہ گئے ، ہم اس وقت چودہ سو افراد تھے اور اس جگہ پانی کی اتنی کمی تھی کہ وہاں پچاس بکریاں بھی

سیراب نہیں ہوسکتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے، پھر یا تو آپ نے کوئی دعا کی اور یا آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا، سو کنوئیں کا پانی جوش میں آ گیا۔ ہم نے خود بھی پانی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کی جڑ میں بیٹھ کر ہم کو بیعت کے لیے بلایا، لوگوں میں سے سب سے پہلے میں نے آپ سے بیعت کی، پھر اور لوگوں نے بیعت کرنا شروع کر دی، حتیٰ کہ جب آدھے لوگوں نے بیعت کر لی تو آپ نے فرمایا: اے سلمہ بیعت کرو، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں تو سب سے پہلے بیعت کر چکا ہوں، آپ نے فرمایا دوبارہ کرو، حضرت ابن اکوع کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلیاللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میرے پاس ہتھیار نہیں ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک ڈھال عطا کی، اس کے بعد آپ نے پھر بیعت یعنی شروع کی، حتیٰ کہ جب آپ سب سے بیعت لے چکے تو آپ نے مجھ سے پھر فرمایا: اے سلمہ تم مجھ سے بیعت نہیں کرو گے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ میں تو پہلی بار سب سے پہلے اور دوبارہ درمیان میں آپ سے بیعت کر چکا ہوں! آپ نے فرمایا پھر سہ بارہ، سو میں نے آپ سے پھر تیسری بار بیعت کی، پھر آپ نے مجھ سے فرمایا تمہاری "ڈھال کہاں ہے جو میں نے تم کو دی تھی؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے چچا عامر کے پاس ہتھیار نہیں تھے، میں نے وہ ڈھال ان کو دے دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور فرمایا: تم بھی اس پہلے شخص کی طرح ہو جس نے کہا تھا اے اللہ مجھے ایسا دوست عطا فرما جو مجھے جان سے بھی زیادہ عزیز ہو، پھر مشرکین نے ہماری طرف صلح کا پیغام بھیجا یہاں تک کہ ہر جانب سے ایک شخص دوسری جانب جانے لگا، اور ہم نے صلح کر لی، حضرت ابن اکوع نے کہا میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ کی خدمت میں تھا، ان کے گھوڑے کو پانی پلاتا اور کھریرا کرتا، ان کی خدمت کرتا اور ان کے ساتھ کھانا کھاتا، کیونکہ میں نے اہل وعیال اور مال کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی تھی، جب ہماری اہل مکہ سے صلح ہو گئی اور ہم ایک دوسرے سے ملنے لگے، تو میں ایک درخت کے پاس گیا اور اس کے نیچے سے

کانٹے صاف کر کے اس کی جڑ میں لیٹ گیا، اتنے میں مشرکین مکہ میں سے چار شخص آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کچھ کہنے لگے، مجھے ان پر غصہ آیا اور میں دوسرے درخت کے نیچے جا کر لیٹ گیا، انہوں نے اپنے ہتھیار لٹکائے اور لیٹ گئے، اسی دوران وادی کے نشیب سے ایک آواز آئی: اے مہاجرو! ابن زنیم کو قتل کر دیا گیا، یہ سنتے ہی میں نے اپنی تلوار نکالی اور ان سوئے چاروں آدمیوں پر حملہ کر دیا، ان کے ہتھیاروں پر میں نے قبضہ کر لیا اور ان کا ایک گٹھر بنا کر اپنے ہاتھ میں رکھ لیا۔ پھر میں نے کہا قسم اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت دی ہے تم میں سے جس شخص نے بھی سر اٹھایا میں اس کے جسم کا وہ حصہ اڑا دوں گا، جس میں اس کی انکھیں ہیں، پھر میں ان کو گھسیٹتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا، ادھر میرے چچا حضرت عامر بھی قبیلہ عبلات کے ایک شخص کو ستر مشرکوں کے ساتھ گھسیٹتے ہوئے لائے، اس شخص کا نام مکرز تھا، حضرت عامر ایک جھول پوش گھوڑے پر سوار تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا: ان کو چھوڑ دو، گناہ کی ابتداء اور تکرار ان کی طرف سے ہوئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معاف کر دیا، اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "جس ذات نے ان کے ہاتھوں سے تم کو روکا اور تمہارے ہاتھوں سے ان کو بچایا جبکہ اللہ تعالیٰ تم کو مکہ میں ان پر غالب کر چکا تھا" پھر ہم مدینہ منورہ جانے کیلیے واپس لوٹے، ہم نے راستہ میں ایک منزل پر قیام کیا جہاں ہمارے اور نبولحیان کے مشرکوں کے درمیان ایک پہاڑ حائل تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کیلیے دعائے مغفرت کی جو اس رات کو پہاڑ پر چڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے لے پہرہ دے، حضرت سلمہ کہتے ہیں کہ میں اس رات کو اس پہاڑ پر دو یا تین بار چڑھا، جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رباح (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام) کے ساتھ اپنے اونٹ روانہ کیے، میں بھی حضرت طلحہ کے گھوڑے پر ان اونٹوں کے ساتھ گیا، جب صبح ہوئی تو عبدالرحمٰن فزاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کو لوٹ لیا اور سب کو ہنکا کر لے گیا، اور ان کے چرواہے کو قتل کر دیا،

حضرت ابن اکوع کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے رباح یہ گھوڑا لو اور اس کو حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے پاس پہنچا دو، اور رسول اللہ صلی اللہ علہ وسلم کو یہ خبر دو کہ مشرکین نے آپ کی اونٹوں کو لوٹ لیا ہے۔ پھر میں نے ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو کر مدینہ کی طرف رخ کیا اور تین بار بلند آواز سے چلایا یا صباحاہ پھر میں ان لٹیروں کے پیچھے تیر مارتا ہوا اور رجز کرتا ہوا بڑھا میں کہہ رہا تھا: میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینوں کی تباہی کا دن ہے، میں ان کے ہر شخص سے مقابلہ کرتا اور اس کو تیر مارتا حتیٰ کہ وہ تیر اس کے کندھے کو پار کر کے نکل جاتا، اور میں کہتا کہ اب اس وار کو سنبھالو، میں اکوع کا بیٹا ہوں، اور آج کمینوں کی تباہی کا دن ہے، بخدا میں ان کو مسلسل تیر مارتا اور زخمی کرتا رہا، جب ان میں سے کوئی گھوڑے سوار میری طرف آتا تو میں درخت کے نیچے جا کر اس کی جڑ میں بیٹھ جاتا، پھر میں اس کو تیر مار کر زخمی کر دیتا، حتیٰ کہ جس جگہ پہاڑ تنگ ہو گیا تھا وہ اس جگہ سے ایک تنگ راستہ میں داخل ہو گئے، میں پہاڑ پر چڑھا اور ان کو پتھر مارنے شروع کیے، میں اسی طرح ان کا پیچھا کرتا رہا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواریوں میں سے جس اونٹ کو بھی پیدا کیا تھا ، میں نے اس کو پیچھے چھوڑ دیا، وہ میرے اور اونٹوں کے درمیان سے ہٹ گئے، میں تیر مارتا ہوا ان کے پیچھے لگا رہا، حتیٰ کہ انہوں نے وزن کم کرنے کے لیے تیس سے زیادہ چادریں اور تیس نیزے پھینک دیے، وہ جو چیز بھی پھینکتے تھے۔ میں اس کے اوپر پتھر سے نشان رکھ دیتا تھا ، تا کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب پہچان لیں، وہ چلتے چلتے ایک تنگ وادی پر پہنچے وہاں فلاں بن بدر فزاری بھی پہنچ گیا، وہ سب لوگ دوپہر کا کھانا کھانے بیٹھے، ادھر میں پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گیا، فزاری کہنے لگا یہ ہم کو کون دیکھ رہا ہے، وہ کہنے لگے اس شخص سے ہم نے بہت تکلیف اٹھائی ہے، خدا کی قسم! یہ منہ اندھیرے سے ہم کو تیر مار رہا ہے حتیٰ کہ ہمارے پاس جو کچھ تھا وہ اس نے چھین لیا، فزاری نے کہا تم میں سے چار شخص اس کی طرف جائیں، پھر ان میں سے چار میری طرف آنے کے لیے پہاڑ پر چڑھنے لگے، جب وہ اس قدر قریب آ گئے کہ میری بات سن سکیں تو میں نے کہا کیا تم لوگ مجھے

پہچانتے ہو کہ میں کون ہوں؟ انہوں نے کہا نہیں تم کون ہو؟ میں نے کہا میں سلمہ بن اکوع ہوں، قسم اس ذات کی جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت دی ہے، میں تم میں سے جس شخص کو بھی چاہوں گا۔ اپنے تیر کا نشانہ بنا لوں گا، اور تم میں سے کوئی شخص مجھے نشانہ نہیں بنا سکتا، ان میں سے ایک شخص نے کہا میرا یہی گمان ہے! حضرت ابن اکوع نے کہا پھر وہ لوگ واپس لوٹ گئے، میں ابھی جگہ سے نہیں ہٹا تھا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار نظر آئے، وہ درختوں میں گھس گئے تھے، سب سے آگے حضرت اخرم اسدی تھے، ان کے پیچھے حضرت ابوقتادہ انصاری تھے اور ان کے پیچھے حضرت مقداد بن اسود کندی تھے، میں نے حضرت اخرم کے گھوڑے کی باگ تھام لی، حضرت ابن اکوع نے کہا وہ لٹیرے پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے، میں نے کہا اے اخرم ان سے محتاط رہنا یہ تم کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب تم سے آ ملیں، انہوں نے کہا اے سلمہ! اگر تم اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتے ہو اور یہ یقین رکھتے ہو کہ جنت حق ہے اور جہنم حق ہے تو میرے شہادت کے درمیان مت حائل ہو، حضرت ابن اکوع نے کہا کہ پھر میں نے ان کا راستہ چھوڑ دیا، پھر ان کا اور عبدالرحمٰن فزاری کا مقابلہ ہوا۔ حضرت اخرم نے عبدالرحمٰن کے گھوڑے کو زخمی کر دیا، عبدالرحمٰن فزاری نے حضرت اخرم پر نیزے سے وار کیا، اور ان کو شہید کر دیا اور ان کے گھوڑے پر سوار ہو گیا، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہسوار حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آ کر عبدالرحمٰن فزاری پر نیزہ مارا اور اس کو قتل کر دیا۔ پس قسم اس ذات کی جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عزت دی ہے، میں ان کا پیچھا کرتا رہا اور پیدل ان کے پیچھے دوڑتا رہا حتیٰ کہ مجھے پیچھے کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے بھی کسی نے مجھے نہیں دیکھا اور نہ ہی ان کا گرد و غبار نظر آیا، حتیٰ کہ غروب آفتاب سے کچھ پہلے وہ لٹیرے پانی کی گھاٹی پر پہنچے، اس گھاٹی کا نام ذوقرد تھا، وہ لوگ سخت پیاسے تھے اور پانی پینے کیلئے پہنچے تھے، پھر انہوں نے مجھے دیکھا کہ میں دوڑا ہوا چلا آ رہا ہوں، بالآخر میں نے ان کو پانی سے دور بھگا دیا اور

وہ ایک قطرہ پانی بھی نہ پی سکے،اب وہ ایک گھاٹی کی جانب دوڑ پڑے، میں بھی ان کے پیچھے دوڑا اوران میں سے ایک شخص کے کندھے پر تیر مارا جو کندھے کے پار نکل گیا۔ میں نے کہا لو اس کو سنبھالو، میں ابن اکوع ہوں اور آج کمینوں کی تباہی کا دن ہے،اس نے کہا اس پر اس کی ماں روئے کیا یہ وہی اکوع ہے جو صبح سے ہی ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے، میں نے کہا ہاں! آئے اپنی جان کے دشمن یہ تمہارا وہی اکوع ہے جو صبح سے تمہارے پیچھے ہے۔ حضرت ابن اکوع نے کہا، انہوں نے دو گھوڑے گھاٹی پر چھوڑ دیئے میں ان دونوں گھوڑوں ہنکا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا، وہاں مجھ سے حضرت عامر ملے، ان کے پاس ایک چھاگل میں دودھ تھا اور ایک مشکیزے میں پانی تھا، میں نے وضو کیا اور وہ دودھ پیا، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اسی پانی کے پاس تھے جہاں سے میں نے لٹیروں کو بھگایا تھا، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اونٹوں پر قبضہ کر لیا تھا، اور ان تمام چیزوں پر قبضہ کر لیا تھا جو میں نے مشرکین سے چھینی تھیں، اور تمام نیزے اور چادریں لے لی تھیں، جو اونٹ میں نے چھینے تھے ان میں سے ایک اونٹنی کو حضرت بلال نے ذبح کیا، وہ اس کی کلیجی اور کوہان میں سے رسول اللہ صلی الہ علیہ وسلم کیلئے بھون رہے تھے، حضرت ابن اکوع کہتے ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ میں لشکر میں سے سو آدمی چن کر ان لٹیروں کا پیچھا کروں اور میں ان میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ کہ وہ اپنی قوم میں جا کر مخبری کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے ، یہاں تک کہ آگ کی روشنی میں آپ کی ڈاڑھیں دکھائی دیں پھر آپ نے فرمایا اے سلمہ! کیا تمہارا خیال ہے کہ تم ایسا کر سکتے ہو؟ میں نے کہا جی! قسم اس ذات کی کہ جس نے آپ کو عزت دی ہے! آپ نے فرمایا ابھی تک وہ ارض غطفان میں ہوں گے! حضرت ابن اکوع کہتےہیں کہ اتنے میں غطفان سے ایک شخص آیا اور اس نے کہا فلاں شخص نے ان کے لیے اونٹ ذبح کیا تھا، جب انہوں نے اس کی کھال اتاری تو ان کو گرد و غبار نظر آیا تو وہ کہنے لگے وہ حملہ آور لوگ آ گئے اور پھر وہ وہاں سے بھاگ کھڑے

ہوئے، بہر حال جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا سب سے بہترین گھوڑے سوار ابو قتادہ ہے اور بہترین پیادہ سلمہ ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو حصے عطا فرمائے، ایک حصہ گھوڑے سوار کا اور ایک پیادے کا، میں نے ان دونوں حصوں کو اکٹھا کر لیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی سوار عضباء پر اپنے پیچھے بٹھا دیا درآں حالیکہ ہم مدینہ کی طرف واپس جا رہے تھے انصار میں سے ایک ایسا شخص تھا جس کا دوڑنے میں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا، اس نے کہا کوئی ایسا شخص ہے جو میرے ساتھ مدینہ تک دوڑ کر چلے وہ بار بار چیلنج کرتا رہا جب میں اس کی بات سنی تو میں نے کہا تم کو کسی بزرگ کی بزرگی کا خیال نہیں ہے اور تم کسی معزز آدمی کا لحاظ نہیں کرتے اس نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کا خیال نہیں کرتا حضرت ابن اکوع کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں مجھے اس شخص سے دوڑنے میں مقابلہ کرنے دیجیے۔ آپ نے فرمایا اگر تم چاہتے ہو تو جاؤ میں نے انصاری سے کہا میں تمہاری طرف آتا ہوں۔ میں نے پیر ٹیڑھا کر کے رکاب سے نکالا اور سواری سے کود پڑا اور پھر میں دوڑنا شروع کر دیا۔ جب ایک یا دو چڑھائیاں باقی رہ گئیں تو میں دم لینے کے لئے رکا اور پھر اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔ پھر جب ایک یا دو چڑھائیاں رہ گئیں پھر میں بلند ہو کر اس سے جا ملا پھر میں نے اس کے دوشانوں کے درمیان ایک گھونسا مارا اور کہا خدا کی قسم اب تم (مجھ سے) پیچھے رہ جاؤ گے، اس نے کہا میرا بھی یہی گمان ہے پھر میں اس سے پہلے مدینہ پہنچ گیا، حضرت ابن اکوع بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم ابھی ہم مدینہ میں تین راتیں ہی ٹھہرے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر روانہ ہو گئے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۱۴، ۱۱۵، کتاب الجہاد، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲)

حضرات گرامی! آپ نے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اہل سنت و جماعت علماء دیوبند شکر اللہ وتعالیٰ مساعیہم کے خادم کی تحقیق ملاحظہ فرمائی۔ کہ عبدالرحمٰن

بن عبد القاری کو بعض نے صحابی شمار کیا ہے۔ اور بعض نے تابعی شمار کیا ہے۔ یعنی کہ پکا سچا مسلمان موحد۔ لیکن بقول رضا خانی غلام مہر علی بریلوی کے اور حضرت امام واقدی کے فیصلہ کے مطابق آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے صحابی رسول عبدالرحمٰن بن بن القاریؓ کو کافر، خنزیر، شیطان، چور کہنے سے خود پکے کافر ہو گئے۔

فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابیؓ اور تابعیؒ اور تبع تابعیؒ کا مقام

چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

عن ابی سعید الخدری قال قال النبی صلی الله علیه وسلم لا تسبو اصحابی فلو ان احد کم انفق مثل احد ذهباً ما بلغ مد احدهم ولا نصیفه ۔ مشکوٰۃ ج۲ ص۵۵۳

(ترجمہ) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے صحابہ کو گالی نہ دو اگر تم میں سے ایک شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دے تو ان میں سے ایک کے ایک سیر اور آدھے سیر کو نہیں پہنچے گا۔ مشکوٰۃ ج۲ ص۵۵۳۔

عن عمران بن حصین قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خیر امتی قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم الخ ۔ مشکوٰۃ ج۲ ص ۵۵۳

(ترجمہ): حضرت عمرانؓ بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری بہترین امت ہمارے صحابہ ہیں۔ پھر وہ لوگ بہترین ہیں جو ان کے ساتھ متصل ہیں۔ (یعنی کہ تابعین) پھر وہ جو ان کے ساتھ متصل ہیں۔ (یعنی کہ تبع تابعین) بحوالہ مشکوٰۃ ج۲ ص۵۵۴۔

عن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اکرموا اصحابی فانهم خیارکم ثم الزین یلونهم ثم الذین یلونهم۔ مشکوٰۃ ج۲ ص ۵۵۴

(ترجمہ) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے صحابہ کی عزت کرو کہ وہ تمہارے بہترین لوگ ہیں پھر وہ جو ان کے ساتھ متصل ہیں (یعنی کہ تابعین) پھر وہ جو ان کے ساتھ متصل ہیں (یعنی کہ تبع تابعین)

نوٹ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام اور تبع تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم یہ تینوں گروہ امت مسلمہ کے افضل ترین اور ملت اسلامیہ کے سردار ہیں۔

عن جابر عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لا تمس النّار مسلماً رانی اورایٰ من رانی ۔ مشکوۃ ج ۲ ص ۵۵۴

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مسلمان کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی جس نے ہماری زیارت کی اور جس نے ہماری زیارت کرنے والے (صحابی) کی زیارت کی۔ (یعنی کہ اس کے ساتھ اس کی وفات اسلام پر ہوئی ہو) اور مذکورہ بالا حدیث پاک نے اس بشارت کو بالاتفاق صحابہ اور تابعین کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور یہ بشارت ان دس حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مخصوص نہیں ہے جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے بلکہ ان کے علاوہ ان حضرات صحابہ کرام کے ساتھ خاص نہیں ہے جنہیں بشارت ملی ہے بلکہ تمام مسلمانوں اور مومنوں کو شامل ہے جو صحابی ہیں یا تابعی ہیں لیکن صحابی اور تابعی وہ ہے جس کی وفات اسلام پر ہوئی ہو۔

عن عبدالله بن مغفل قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الله الله فی اصحابی ۔ الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضاً من

بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی الله ومن اذی الله فیوك ان یاخذه ۔ (مشکوٰۃ ج۲ص۵۵۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو، ہمارے بعد انہیں نشانہ نہ بنالینا (یعنی کہ ان کو گالیاں نکالنے اور عیب لگانے کے تیر نہ برسانا) پس جو شخص انہیں محبوب رکھتا ہے وہ ہماری محبت کی بناء پر ان سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ ہماری دشمنی کے سبب ان سے دشمنی رکھتا ہے (یعنی کہ ان کی محبت کو ہماری محبت اور ان کی دشمنی کو ہماری دشمنی لازم ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس دشمنی سے محفوظ رکھے) اور جس نے انہیں ایذا دی اس نے ہمیں ایذا دی اور جس نے ہمیں ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے گرفت میں لے لے۔

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولو العنة الله علیٰ شرکم۔(مشکوٰۃ ج۲ص۵۵۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہمارے صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں تو کہو اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو تمہارے شر پر۔ نوٹ: یعنی کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت اور اس کی رحمت سے دوری ہو تمہارے اس برے فعل پر۔

عن عمر بن الخطاب قال رسول الله صلی الله عله وسلم اصحابی قالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم۔(مشکوٰۃ ج۲ص۵۵۴)۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں پس تم ان میں سے جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھم پر بہتان عظیم

رضا خانی بریلویوں کے پیشوا مولوی احمد رضا خانی بریلوی نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس پر یہ بہتان عظیم باندھا ہے کہ یہ دونوں حضرات نماز کے لیے وضو کرتے وقت جب اپنے چہرے پر پانی ڈالتے تو زور زور سے اپنی آنکھوں میں پانی کے چھینٹے مارتے جس سے یہ دونوں صحابہ نابینا ہو گئے تھے۔

چنانچہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے فتاویٰ رضویہ میں درج شدہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وبالغ الامامان عبدالله بن عمر وعبدالله بن عباس رضی الله تعالیٰ عنهم فکف بصر هما ۔فتاویٰ رضویہ ج۱ص۱۶ کتاب الطہارت باب الوضو،مطبوعہ ڈجکوت روڈ فیصل آباد۔

ترجمہ: حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ کا وضو کے اندر آنکھوں میں پانی پہنچانے میں مبالغہ کیا جس کی وجہ سے وہ نابینا ہو گئے۔

حالانکہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ دونوں صحابہ پر یہ صریح بہتان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباس نماز کیلئے وضو کرتے وقت آنکھوں میں پانی کے چھینٹے ہرگز نہ مارتے تھے اور نہ ہی عبداللہ بن عباسؓ ایسا کرتے تھے یہ سراسر احمد رضا بریلوی کی جہالت اور صحابہ کرام کے ساتھ بغض عناد کی دلیل ہے۔ بلکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ صرف غسل جنابت کرتے وقت اپنی آنکھوں میں پانی کے چھینٹے مارتے تھے، غسل جنابت کے علاوہ پانی کے چھینٹے اپنی آنکھوں میں ہرگز نہ مارتے تھے۔ جس کا ذکر مؤطا امام محمد میں بھی ہے ملاحظہ فرمائیں:

باب الاغتسال من الجنابت

اخبرنا مالک حدثنا نافع ان ابن عمر اکان اذا اغتسل من الجنابة افرغ علی بده ایمنی فغسلها ثم غسل فرجه ومضمض واستنشق وغسل وجهه ونضح فی عینیه ثم غسل یده الیمنیٰ ثم الیسریٰ ثم غسل راسه ثم اغتسل وافاض الماء علیٰ جلده۔

(مؤطاامام محمد ص اے مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)۔

ترجمہ: امام مالکؒ نے ہمیں خبر دی ہم سے روایت کیا نافع نے کہ عبداللہ بن عمرؓ جب غسل جنابت کرتے تو پہلے دائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اسے دھوتے پھر اپنی شرم گاہ کو دھوتے پھر کلی کرتے، ناک صاف کرتے اپنا چہرہ دھوتے اور آنکھوں پر پانی کا چھینٹا مارتے پھر دایاں ہاتھ اور بایاں ہاتھ دھوتے پھر سر کو دھوتے پھر سارے بدن پر پانی بہا کر غسل کرتے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے بارے میں بھی ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نابینا ہو گئے؟

حضرت عبداللہ بن عباسؓ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے کیونکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس قدر ہر وقت روتے رہتے تھے کہ چہرہ پر آنسوؤں کے ہر وقت بہنے سے دو نالیاں سی بن گئیں تھیں جس کی وجہ سے آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور مولوی احمد رضا خاں بریلوی غضب اللہ علیہ نے اس قدر بہتان عظیم باندھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نماز کے لیے وضو کرتے وقت آنکھوں میں پانی کے چھینٹے مارتے تھے جس کی وجہ سے وہ نابینا ہو گئے تھے۔ یہ بالکل مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا جھوٹ ہے کیونکہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی مجدد بدعات حامی شرک وبدعت ماحی توحید وسنت ہیں یہ کیسے سچی بات کہہ سکتے ہیں اور جھوٹ جیسی مرض میں ایسے مبتلا ہوئے کہ سچائی کا دامن ہمیشہ کیلئے ہاتھ سے

چھوڑ بیٹھے۔

نوٹ: مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ صحابہ کرام پر یہ بہتان عظیم باندھا ہے کہ یہ دونوں حضرات نماز کیلئے وضو کرتے وقت اپنی آنکھوں میں پانی کے چھینٹے مارتے تھے جس کی وجہ سے دونوں نابینا ہو گئے تھے۔ آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے اس بہتان عظیم پر ہم تو صرف اور صرف بڑے اخلاص اور محبت سے بانی مذہب بریلوی کو اور ذریت احمد رضا بریلوی کو بھی لعنت اللہ علیہم کا ہدیہ اخلاص پیش کرتے ہیں قبول فرمائیں۔

اتقیٰ اور خیر الاتقیاء صحابی رسول یا کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی؟

رضا خانی بریلوی اہل بدعت نے اپنے آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی اندھی عقیدت میں اس قدر غلو کیا کہ ان کو اتقیٰ اور خیر الاتقیاء بنا دیا چنانچہ رضا خانی عقیدت ملاحظہ فرمائیں:

عیاں ہے شان صدیقی تمہارے صدق وتقویٰ سے
کہوں اتقیٰ نہ کیوں کر جب کہ خیر الاتقیاء تم ہو

مدائح اعلیٰ حضرت بر مشتمل قصیدہ نغمۃ الروح ص ۳۰ مقام اشاعت رضوی کتب خانہ بہاری پور بریلی انڈیا، طبع بار اول۔

حالانکہ قرآن مجید نے اتقیٰ اور خیر الاتقیاء خلیفہ بلافصل امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو قرار دیا ہے جبکہ رضا خانی بریلوی اہل بدعت کا عقیدہ باطل اور فاسد ہے اور افسوس ہے رضا خانی بریلوی امت پر کہ دعویٰ تو اسلام کا پھر کیسے قرآن کے منکر ہو رہے ہیں۔ جبکہ قرآن مجید کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

وسیجنبها الاتقی الذی یؤتی ماله یتزکیٰ وما لاحد عنده من

نعمة تجزیٰ الا ابتغاء وجه ربه الاعلیٰ ولسوف یرضیٰ ۔ پ۳۰ رکوع ۱۷ سورۃ اللیل۔

ترجمہ: اور اس سے بہت دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیز گار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ کے تحت تفسیر مظہری میں حضرت مولانا علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں: باتفاق اہل تفسیر یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے متعلق نازل ہوئی ہے اور اس سے غرض یہ تھی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ انبیاء کے علاوہ سب لوگوں سے زیادہ متقی ہیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اتقیٰ الناس ہونے کی صراحت ہے۔تفسیر مظہری ج ۱۲۔ابن ابی حاتم نے عروہ کی روایت سے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے سات غلام خرید کر آزاد کیے تھے جن کو مسلمان ہونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا تھا۔اس پر آیت نازل ہوئی۔وسیجنبه الاتقی الذی الخ نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری ج ۱۲)

بزار نے حضرت ابن زبیرؓ سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکرؓ کے متعلق نازل ہوئی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق اسی طرح ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے اللہ نے فرمایا ہے (تفسیر مظہری ج ۱۲) ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ۔انبیاء کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ کا سب لوگوں سے زیادہ متقی ہونا بتا رہا ہے کہ آپ سب سے افضل بھی تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم۔اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز تم میں سے وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔اجماع اہل سنت بھی اسی پر ہے۔حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہم پلہ کسی کو نہ سمجھتے تھے۔آپ کے بعد حضرت عمرؓ تھے پھر حضرت عثمانؓ تھے پھر باقی

صحابہؓ کو ہم یونہی چھوڑ دیتے تھے۔کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔(بخاری بحوالہ تفسیر مظہری ج ۱۲)

محمد بن حنفیہ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون تھا فرمایا ابوبکرؓ۔پوچھا پھر کون فرمایا عمرؓ۔(بخاری بحوالہ تفسیر مظہری ج ۱۲)

حضرات گرامی ! رضا خانی بریلوی اہل بدعت کے باطل عقیدے کے مقابلہ میں آپ نے قرآن مجید کا ارشاد ملاحظہ فرمایا کہ اتقیٰ اور خیر الاتقیاء سے مراد خلیفہ بلافصل امیر المومنین حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ مراد ہیں۔جبکہ رضا خانی بریلوی اس قدر گمراہ اور بے دین ہو چکے ہیں کہ اپنے پیشوا مولوی احمد رضا بریلوی کو اتقیٰ اور خیر الاتقیاء قرار دے کر حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی شان میں سنگین گستاخی کا ارتکاب کیا ہے۔یعنی کہ رضا خانی بریلوی کہ جس طرح قرآن مجید کی رو سے گستاخ خدا اور سول ہیں بس اس طرح گستاخ صحابہؓ بھی ثابت ہو چکے ہیں۔

اشداء علی الکفار صحابی رسول یا کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی؟

رضا خانی بریلوی اہل بدعت نے اپنے پیشوا آلہ حضرت مولوی احمد رضا بریلوی کے ساتھ اس قدر اپنی خلاف شرح عقیدت کو قائم کیا ہوا ہے کہ اپنے پیشوا کو اشداء علی الکفار کے مقام پر فائز کر دیا۔

چنانچہ رضا خانی بریلوی امت کی خلاف شرح عقیدت ملاحظہ فرمائیں:

جلال و ہیبت فاروق اعظم آپ سے ظاہر — عدو اللہ پر ایک حربۂ تیغ خدا تم ہو
اشداء علی الکفار کے ہو سر بسر مظہر — مخالف جس کے تھرائیں وہی شیر و غاتم ہو

مدائح اعلیٰ حضرت بر مشتمل قصیدہ نغمۃ الروح ص ۳۰ مقام اشاعت رضوی کتب خانہ بہاری پور بریلی انڈیا طبع بار اول۔

رضا خانی بریلو اہل بدعت نے اپنے پیشوا مولوی احمد رضا خاں بریلوی کو رضا خانی قانون کے

تحت اشداء علی الکفار کا مقام الاٹ کیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نے اشد الکفار کا مصداق امیر المؤمنین خلیفہ ثانی حضرت عمر بن الخطابؓ کو قرار دیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعا سجدا يبتغون فضلا من الله ورضوانا سيما هم في وجوههم من اثر السجود۔ پ۲۶ ع۱۲ سورۃ الفتح۔

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم ہیں اور انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے، اللہ کا فضل و رضا چاہتے ہیں۔ ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے۔ سجدوں کے نشان سے۔

چنانچہ تفسیر مظہری میں مندرجہ بالا آیت کے تحت حضرت مولانا قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ مبارک بن فضالہ راوی ہیں کہ حسن نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور الذین معہ سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور اشداء علی الکفار سے مراد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں اور رحماء بینھم سے مراد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ تراھم رکعاً سجداً سے مراد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ویبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً سے مراد باقی عشرہ مبشرہ حضرت سعید، حضرت سعد، حضرت ابوعبیدہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم ہیں یعنی کہ جن اوصاف کا ذکر آیت کریمہ کے مذکورہ فقروں میں کیا گیا ہے ان کے مصداق حضرت امام عشرہ مبشرہ ہیں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیج کی کاشت کی، حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ان ایک ابتدائی کونپل نکالی حضرت عمر بن خطابؓ نے اس کو قوت پہنچائی، حضرت عثمان بن عفانؓ کے اسلام کی وجہ

سے اس میں موٹائی آ گئی اور حضرت علی بن ابی طالبؓ کی وجہ سے وہ پودا سیدھا اپنے تنا پر کھڑا ہو گیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار سے اسلام میں استقامت آ گئی۔ (تفسیر مظہری ج ۱۰)

قارئین محترم! قرآن مجید کی تفسیر سے براہین قاطعہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اشداء علی الکفار سے مراد خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور رضا خانی بریلوی اہل بدعت پر حق تعالیٰ کی اس قدر پھٹکار اور غیض وغضب نازل ہے کہ انہوں نے اپنی بدبختی اور بدنصیبی سے خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ اور اعزاز رضا خانیوں نے اپنے رضا خانی قانون کی سینہ زوری سے اپنے خیالات باطلہ وفاسدہ کے تحت اپنے پیشوا آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کو اتقی ارخیر الاتقیاء کہہ دیا اور کبھی اشداء الکفار کے مقام پر فائز کر دیا۔ جبکہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ کہاں خلیفہ الثانی امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی باوقار شخصیت اور کہاں اخبث الکائنات مولوی احمد رضا خاں بریلوی۔

چہ نسبت خاک را بالم پاک

جو کہ اپنے وقت کے مجدد بدعات یقیناً مانے جاتے ہیں اور جن کی تحریروں کو پڑھنے سے یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی حامی شرک وبدعت اور ماحی توحید وسنت کا مصداق ہیں۔

بُت خانۂ بِدعت کی عزیٰ

چہرے پہ ہے شکن تو زباں پہ خروش ہے
منبر پہ لازماً کوئی بدعت فوش ہے
کیا پوچھتے ہو دیدہ و دل کے معاملات
ہر شخص اس دیار میں خانہ بدوش ہے
سوچا بھی ہے کہ آپ ہیں کس سمت گامزن
اے تاجرانِ دینِ ہدیٰ ! عقل و ہوش ہے؟
بے ربط گفتگو کو بنا کر اساسِ فکر
لوگوں سے کہہ رہے ہو نوائے سروش ہے
کس بانکپن سے رندِ خرابات نے کہا
یہ ذکر و وعظ سلسلۂ ناؤ نوش ہے
نانوتویؒ پہ کفر کا الزام الاماں !
نانوتویؒ حضورؐ کا حلقہ بگوش ہے
سوداگرانِ دین کے زعمِ خودی کی خیر
شورش کی شاعرانہ طبیعت میں جوش ہے

رافضیوں کے ساتھ سُنی عورتوں کی مناکحت کا مسئلہ

رضا خانی موئف آتش غیظ وغضب اور تعصب میں اس قدر اندھا ہوگیا۔ کہ حکیم الامت مجدد دین وملّت شیخ المشائخ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے امداد الفتاویٰ کے فتویٰ کو بگاڑ کر پیش کرنے میں انتہا کردی۔ جس کی علمی دنیا میں مثال ملنا مشکل ہے کیونکہ رضا خانی موئف نے ہمارے پیشوااعظم کا فتویٰ جو کہ مدلل اور مکمل تھا۔ اس کو پورا سوال مع جواب نقل کرنے کی بجائے لفظی ہیر پھیر کے ذریعہ مکروہ چکرّ چلانے کی ناپاک کوشش کی لیکن عدل وانصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ امدادلفتاویٰ کے فتویٰ کو پورا نقل کرتے لیکن ہرگز ایسا نہیں کیا۔ بلکہ تحریف اور خیانت سے کام لیا اور فتویٰ کو توڑ موڑ کر اپنی طرف سے جعلی معنی پہنچانے کی غلط کوشش کی نیز اصل فتویٰ عربی اور اردو عبارت پر مشتمل تھا لیکن رضا خانی موٴلف نے اردو کے چند جملے ادھر اُدھر سے لے کر تو نقل کر ڈالے لیکن اصل عبارت کو چھوا تک نہیں کہ کہیں کرنٹ نہ لگ جائے۔ بات اصل میں یوں ہے کہ رضا خانی موئف عربی عبارت سمجھنے اور لکھنے سے عاجز تھا کیونکہ رضا خانی اُمت ایک مذہبی یتیم اور راندہ درگاہ گروہ ہے۔ لہذا عربی عبارت کو پڑھنا اور لکھنا سمجھنا وغیرہ ان کے بس کی بات ہی نہیں یہ بے چارے اردو زبان کو بھی کماحقہ سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں تب ہی تو فتویٰ کی عربی عبارت کو قطعاً نقل نہیں کیا۔ بلکہ رضا خانی موئف کی تحریر کردہ عبارت فہم اور فراست کے دیوالیہ کی عکاسی کرتی ہے۔ اس کے دماغی توازن بگڑنے کی انتہا ملاحظہ فرمائیں اور بریلویت کے جاہل وکیل کے پاگل پن پر جتنا ماتم کریں کم ہی کم ہے جیسا کہ اس نے امدادلفتاویٰ کا فتویٰ نقل کرنے میں جو رضا خانی گل کھلائے ہیں۔ ہم ان کو تحریر کیے دیتے ہیں لیکن فتویٰ کو نقل کرنے میں اوّل تا آخر خیانت سے کام کیا۔

رضا خانی مؤلف کی خیانت

خیانت نمبر۴: چنانچہ رضا خانی مؤلف کی خیانت ملاحظہ فرمائیں۔

اور افضیوں کے نکاح میں سُنی عورتیں دینا جائز ہیں (بلفظ دیوبندی مذہب ص ۳۱ طبع دوم)

نوٹ :- مندرجہ بالا خیانت رضا خانی مؤلف نے امدادلفتاوی کی جلد دوم ص ۲۴ کی عبارت میں کی ہے اور خیانت پر مبنی مندرجہ بالا حوالہ رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۱ کی علاوہ ص ۳۲ اور ۴۰۵ پر بھی نقل کیا ہے اور یہ مندرجہ بالا حوالہ امدادلفتاوی میں موجود ہی نہیں ۔ بلکہ یہ رضا خانی مؤلف کی اپنی اختراع اور پیٹ کی پیداوار ہے۔ قارمئین کرام۔ اب اصل فتوی جو ہمارے پیشوا حضرت حکیم الامت مجدد دین وملت شیخ المشائخ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ علیہ نے فقہ حنفی کا مشہور فتاوی درّ مختار سے نقل کیا ہے پیش خدمت ہے۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ سُنی المذہب عورت بالغہ کا نکاع زید شیعی مذہب کے ساتھ برضائے شرعی باپ کی تولیت میں ہوگیا۔ اس نکاح کو عرصہ گزر گیا۔ یہاں تک کہ ہندہ کے بطن سے زید کی اولاد بھی ہوئی اب ہندہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ شیعہ سبیہؔ کافر ہیں۔ اس لیے نکاح کا نعقاد نہیں ہوتا اور جماع بحکم زنا ہوتا ہے۔ پس ہندہ اُسی علم کے وقت سے مباشرت سے مخترزہ ہے اور چاہتی ہے کہ نکاح فیما بین الزوجین فسخ ہو جائے علماء شریعت عزا سے دریافت طلب یہ امر ہے کہ سُنیؔ وشیعہ کا یہ تفرق مذہب نکاح جیسا کہ ہندوستان میں شائع ہے۔ عندالشرع صحیح ہوتا ہے یا نہیں اور عورت بوجہ جہالت مسئلہ یا شیعی مرد کے تقیۃً اپنے آپ کو سُنی ظاہر کرنے کی بنا پر اگر شیعہ کے نکاح میں چلی جائے۔ تو مسئلہ سے واقف ہونے یا خاوند شیعہ کے خالات تشیع اور تبرّا اور سبُ الشیخین علی الاعلان ظاہر ہونے پر اپنے نفس کو اس کی زوجیت سے نکالنے کی مجاز ہے یا نہیں۔ نیز اس حالت میں پیدا ہونے والی اولاد پر کیا حکم لگایا جائے گا۔

الجواب:- فی الدالمختار و تعتبر الکفاءۃ دیانۃ ای تقویٰ فلیس فاسق کفو الصالحۃ و فیہ لو زوجوھا برضاھا ولم یعلموا بعلام الکفاء ثم علموا لا خیار لاحد الا اذا شرطوا الکفاءۃ اواخبرھم بھا وقت العقد فزوجوھا علی ذلک ثم ظھر انہ غیر کفوا کان لھم الخیار ولوالجیۃ فلیحفظ۔

روایت اولٰی کی بناء پر نہ نکاح غیر کفو سے ہوا و لمہ ثبت کون السب کفرا اور روایت ثانیہ کی بناء پر جب زوجہ اور اولیا دونوں نکاح غیر کفو پر رضا مند ہوں، نکاح لازم ہو جاتا ہے اور غیر کفو ہونے کا علم نہ ہو، جب بھی نکاح ہو جاتا ہے البتہ اگر تصریحاً کفارۃ شرط ٹھہری تھی۔ یا زوج نے زبان سے تصریحاً خبر دی تھی کہ میں سُنی ہوں اس صورت میں یہ نکاح باوجود انعقاد کے لازم نہیں ہوا۔ لکن لا بد للفسخ میں وجود حق شرعی اور باقی سب صورتوں میں حق فسخ نہیں ہے اور چونکہ نکاح منعقد ہوگیا۔ لہذا اولاد سب ثابت النسب اور صحبت حلال ہے۔ (امداد الفتاویٰ کتاب النکاح ج ۲ ص ۲۴ تا ۲۵ طبع مجتبائی)

نوٹ :- رضا خانی مؤلف کا گندہ ذہن اس طرف مائل ہوگیا کہ حضرت تھانویؒ علیہ نے رافضیوں کے ساتھ سُنی عورتوں کے نکاح کو جائز قرار دیا ہے۔ بلکہ اس رضا خانی ابلیس فی الارض نے ایسے طویل فتوی کو بگاڑنے میں نہایت چال بازی سے کام لیا۔

کہ آلہ حضرت بریلوی کے اندھے مقلد نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے امداد الفتاویٰ کی عبارت پر تو اعتراض کر دیا۔ لیکن یہ نہیں سوچا کہ میں بالکل صحیح فتویٰ پر اعتراض کر کے فقہا عظام کی شان میں گستاخی کا مرتکب تو نہیں ہو رہا۔ ہمارے پیشوا حضرت تھانویؒ نے جو مندرجہ بالا عبارت اپنے امدادلفتاویٰ میں نقل کی ہے۔ یہ عبارت حضرت حکیم الامتؒ کی اپنی نہیں بلکہ حضرت تھانویؒ نے فقہ حنفی کا مشہور فتاویٰ درمختار سے من وعن نقل کی ہے جیسا کہ لفظ الجواب کے بعد پہلا لفظ ہی یہی ہے۔ فی الدرمختار۔ یعنی کہ دُرِّ مختار میں ہے۔ رضا خانی مؤلف کو گویا کہ صاحب درمختار کی عبارت پر اعتراض ہے

حالانکہ صاحب درمختار بڑے اونچے درجے کے فقیہہ ہیں۔ اور اس ناعاقبت اندیش مُلّاں نے فقہاء عظام کی فقاہت پر خواہ مخواہ بے جا اور لایعنی اعتراض کیا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو کوئی فقہاء کرامؒ کی عبارت پر اعتراض کرتا ہے۔ وہ رجسٹرڈ شدہ سفیہ اعظم ہے۔

رضاخانی مؤلف نے اپنی کتاب میں مندرجہ بالا فتوی جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے درمختار سے نقل کیا ہے اس کو ہرگز نقل نہیں کیا۔ بلکہ اوّل تا آخر جو فتوی میں عبارت موجود تھی۔ اس میں سے ایک لفظ تک نقل نہیں کیا اور اپنی طرف سے من گھڑت اور خودساختہ مفہوم نقل کر دیا اور فتوی کی صحیح عبارت میں خیانت کر کے صاحب درمختار کی شان میں سنگین گستاخی کی ہے۔ حضرت گرامی! اب آپ کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ حضرت تھانویؒ کے امداد الفتاوی کی عبارت کیسی عام فہم اور بے غبار تھی اور رضاخانی مؤلف نے اس کو بگاڑ کر علماء یہود کی پیروی میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ قارئین محترم! خود فیصلہ کریں کہ جو امداد الفتاوی کی عبارت ہے اس کے ساتھ رضاخانی مؤلف کی پیش کردہ عبارت کو ملائیں تو معلوم ہوگا کہ کس قدر ستم ظریفی ہے کہ فقہاء کرامؒ کا فتوی جو بالکل صحیح اور تحقیقات شرعیہ کے عین مطابق تھا اس کو اس بدنصیب نے بگاڑ کر پیش کر دیا فقہاء کرام کی صحیح عبارات کو غلط رنگ میں پیش کرنا، یہ رضاخانی ملاؤں کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے اور یہی خیانت پر مبنی عبارت رضاخانی مؤلف نے ص ۱۳۱ کے علاوہ اس عبارت کا آخری ٹکڑا رضاخانی مؤلف نے بدبختی اور سیاہ کاری سے بایں الفاظ نقل کیا۔ نکاح منعقد ہو گیا۔ (بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۳۲)

نوٹ:۔ یہ عبارت مذکورہ بھی امداد الفتاوی کے جس صفحہ پر موجود ہے بلکہ وہاں پر تو عبارت طویل ترین تھی لیکن اس رضاخانی ناخواندہ مؤلف نے عامۃ المسلمین کو یہ تاثر دینے کی غلط حرکت کی ہے کہ عبارت صرف اتنی ہی ہے جو نقل کی گئی ہے کہ نکاح منعقد ہو گیا۔ اس کا اتنا جملہ نقل کرنا اور بقیہ طویل ترین عبارت کو نظرانداز کر دینا یہ سراسر فراڈ ہے بلکہ یہ اس کی بددیانتی کی بدترین مثال ہے اور اس کی بہت

بڑی جہالت ہے کہ صاحب درمختار نے تو کفو اور غیر کفو کے مسئلہ پر بحث کی ہے جیسا کہ فتوی سے ظاہر ہے اور یہ بے چارہ مذہبی یتیم عربی عبارت کے سمجھنے سے عاجز تھا اور اس نے اپنی کوتاہ فہمی کی بناء پر رضاخانی قانون کے مطابق کچھ کا کچھ بنا دیا۔ حالانکہ صاحب درمختار کو تسلیم کرنے کا تو رضاخانی بھی دعوی کرتے ہیں تو پھر ہمارے پیشوا حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فتوی تو درمختار ہی سے نقل کیا ہے۔ تو پھر الزام کس پر؟

ناظرین کرام! رضاخانی مؤلف کے بہتان عظیم کے جواب میں اہل سنت علماء حق کے فتاوی ملاحظہ فرمائیں تاکہ روز روشن کی طرح واضح ہو جائے کہ جو مفہوم رضاخانی مؤلف نے پیش کیا ہے وہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہونے کی وجہ سے باطل ہے کیونکہ اہل سنت و جماعت علماء دیوبند شکر اللہ مساعیہم کوئی بات اپنی طرف سے ہرگز نقل نہیں کرتے بلکہ فقہاء عظامؒ کی تحقیقات کی روشنی میں مسئلہ کو بیان کرتے ہیں اگر مسئلہ کو بیان کرنا جرم عظیم ہے تو پھر ہم ایسا جرم بار بار کرنے کو تیار ہیں اور کرتے رہیں گے۔ اب اہل سنّت و جماعت اولیاء کرام محدّثین دیوبند کثر اللہ تعالی جماعتہم کے فتاوی ملاحظہ فرمائیں۔

شیعہ اور اہل قرآن وغیرہ سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

سوال:۔ اگر لڑکا اہل سنت اور لڑکی شیعہ یا مرزائی یا چکڑالوی وغیرہ ہو تو وہ باہمی نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں اور اگر لڑکی اہل سنّت اور لڑکا شیعہ وغیرہ ہو تو باہم ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ نہیں ہو سکتا کیونکہ مرزائی چکڑالوی وروافض غالی کی تکفیر کی گئی ہے اور باہم مسلمان وکافر میں مناکحت جائز نہیں۔ فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۷ ص ۲۵۵ مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ مفتی اوّل دارالعلوم دیوبند۔ مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ ملتان۔

شیعہ جو قرآن کو محرف کہتا ہے اس سے نکاح درست نہیں

سوال :- ہندہ سینہ کا نکاح زید شیعہ سے ہوگیا۔ اب ہندہ کو لوگوں نے یہ شک دلایا ہے کہ شیعہ عمو ما کافر ہوتے ہیں۔ تیرا نکاح زید کے ساتھ صحیح نہیں۔ ایک شخص کے دریافت کرنے سے زید بحلف اپنے عقیدہ کا اظہار کیا اور کہا کہ مین جو کچھ کہتا ہوں۔ تقیۃً نہیں کہتا اور نہ یہ موقع تقیہ کا ہے بلکہ اپنے دلی خیالا ت کو صحیح صحیح ظاہر کرتا ہوں کہ میں صحبت ابو بکرؓ کا قائل ہوں۔ قذف عائشہؓ حرام جانتا ہوں اولوہیت حضرت علیؓ کا قائل نہیں ہوں۔ حضرت جبرائیل سے ہرگز غلطی نہیں ہوئی۔ قرآن موجودہ کو اپنا قرآن جا نتا ہوں۔ اسی وقت سائل نے زید سے یہ کہا کہ تمہاری کتاب اصول کافی میں حضرت امام جعفر سے ایک حدیث مروی ہے۔ جس کا ایک ٹکڑا یہ ہے۔ واللہ ما فیہ من قراء تکم حرف واحد۔ اس حدیث کا کیا جواب ہی تو زید نے کہا کہ میں اپنے مجتہد سے دریافت کر کے اسکا جواب دوں گا۔ سائل نے پھر زید سے پوچھا کہ موجود قرآن محرف ہے یا نہیں۔ زید نے اس کے جواب کو بھی مجتہد کے پوچھنے پر اُٹھا رکھا۔ پندرہ یوم ہوئے جواب نہیں ایسی صورت میں نکاح ہندہ کا زید سے صحیح رہے گا نہیں اور حدیث مذکور کا کیا جواب ہے؟

جواب :- یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؒ پر افترا ہے اور وہ رافضی جس سے گفتگو ہوتی ہے۔ اگر قرآن شریف موجودہ کے محرف ہونے کا قائل ہے تو وہ بھی کافر ہے۔ اس سے نکاح سُنیہ کا نہیں ہوسکتا۔ علیٰ ہذالقیاس اگر کوئی دوسرا امر موجب کفر اس میں موجود ہے۔ تب بھی نکاح سنیہ کا اس سے صحیح نہ ہوگا اور اگر وہ جُملہ عقائد کفریہ سے برائت ظاہر کرے تو نکاح صحیح ہوگا۔ لیکن رافضیوں کا کسی حال میں اعتبار نہیں ہے۔ کہ تقیہ کی آڑ غضب ہے اس لیے سُنیہ کو اس سے علیحدہ ہی کرنا چاہیے۔

فتاویٰ دار العلوم دیو بند ج ۷ ص ۴۵۶ تا ۴۵۷ از مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز

الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ مفتی اوّل دار العلوم دیو بند

سُنّی لڑکے کا نکاح شیعہ عورت سے جائز ہے یا نہیں

سوال :- میرا مذہب سُنی ہے اور میں نے ایک شیعہ کی دختر سے نکاح کیا ہے یہ نکاح صحیح اور جائز ہے یا نہیں؟

جواب :- روافض میں وہ لوگ جو غالی ہیں۔ مثلاً حضرت صدیقہؓ کے افک کے قائل ہیں وہ باتفاق کافر ہیں اور جو روافض سب شیخین کرتے ہیں ان کے کفر مین اختلاف ہے بہر حال احتیاط اس میں ہے کہ اس عورت کو سُنیہ کر کے پھر نکاح کیا جاوے۔ کیونکہ کافرہ عورت کا نکاح مسلمان سُنی سے نہیں ہوتا۔

فتاویٰ دار العلوم دیو بند ج ۷ ص ۴۶۰ از مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ مفتی اوّل دار العلوم دیو بند۔

تبرّائی شیعہ سُنیہ عورت کا نکاح درست نہیں ہے

سوال :- زید شیعہ تبرائی جو حضرت عائشہؓ صدیقہ کو تہمت لگائے اور شیخین کو بُرا کہے اور خلافت کا منکر ہو۔ اس کے ساتھ نکاح ہندہ حنفیہ سُنیہ کا جائز ہی یا نہیں اور ہندہ مہر پانے کی مستحق ہے یا نہیں۔

الجواب :- شیعہ مذکور سے نکاح سینہ کا صحیح نہیں ہے۔ اور اگر دخول ہو چکا ہی تو مہر کامل ہے۔

قال فی الشامی نعم لا شك فی تکفیر من قذف السیدہ عائشة رضی الله عنها او انکر صحبة الصدیق اوا عتقد الا لوهیة فیٔ علیؓ اوان جبریل غلط فی الوحی اونحو ذالك من الكفرا لصريح الخ باب المرتد و فی الدا لمختار فللمو طؤة ولو حكماً كل مهرها لتاكلده الخ ـ

فتاویٰ دار العلوم دیو بند ج ۷ ص ۴۶۱ از مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثما

نی رحمتہ اللہ علیہ مفتی اوّل دارالعلوم دیوبند۔

شیعہ سُنی شادی میں اولاد کا حکم

سوال:- کسی سُنی مرد کا شیعہ عورت سے سنی عورت کا شیعہ مرد سے نکاح ہوسکتا ہے یانہیں اگر ہو گیا تو اولاد ولدالزنا ہوگی۔ یا کیا؟

جواب: شیعہ تبرائی پر تہمت سے علماء کا فتویٰ کفر کا ہے لیکن محققین حنفیہ یہ کہتے ہیں۔ کہ ان کو متبدع فاسق کہا جاوے اور کافر نہ کہا جاوے کہ کافر نص قطعی کا منکر ہوتا ہے۔ لہٰذا جو روافض حضرت صدیقہؓ کے افک والوہیۃ حضرت علیؓ وغیرہ عقاید کفریہ کے قائل ہیں وہ باتفاق کافر ہیں اور جو ایسے نہیں ہیں۔ محض تبرائی ہیں وہ کافر نہیں ہیں لیکن نکاح سے احتیاط کی جاوے کہ عورت سینہ کا نکاح ان سے نہ کیا جاوے اور اگر ہوگیا ہے تو اولاد کو ولدالزنا نہ کہیں گے۔ نسب اولاد کا والدین سے ثابت ہوگا۔

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۷ ص ۲۶۱، ۲۶۲ از مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی رحمتہ اللہ علیہ مفتی اوّل دارالعلوم دیوبند

فرقہ اثناعشریہ سے نکاح درست ہے یانہیں

سوال :- فرقہ اثناعشریہ کافر ہیں یا مُسلم سُنیہ عورت کا ان کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہ؟

الجواب :- روافض کے فرقہ مختلف ہیں، بعض غالی ہیں جو حضرت علی کی الوہیۃ کے قائل ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہؓ پر افک کی قائل ہیں وہ باتفاق قطعاً کافر ہیں اور بعض سب شیخین کرتے ہیں۔ بعض فقہائے ان کو بھی کافر کہا ہے۔ ایسے روافض کے ساتھ عورت مسلمہ سنیہ کا نکاح نہیں ہوتا اور بعض محض تفضیلتہ ہیں وہ کافر نہیں۔ اگر چہ مبتدع ہیں ان کے ساتھ نکاح سنیہ کا ہو جاتا ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۷ ص ۲۶۲)

شیعہ تبرّائی سے شادی کا کیا حکم ہے

اور جولوگ اس میں حصہ لیں ان کے لئے کیا حکم ہے

سوال :- عورت اہل سُنت والجماعت کا نکاح کہ جس کے والدین بھی اہل سنت والجماعت ہو ں شیعہ مرد کے ساتھ کہ جس کے باپ دادا بھی شیعہ ہوں جائز ہے یانہیں۔؟

۲- یہ کہ نکاح عورت مرد مذکورہ بالا کے بارہ میں مولوی نکاح خواں اور حاضرین مجلس پر تعزیر شرعی کا کچھ خوف ہے یانہیں۔ اگر ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب:- قال فی رد المحتا رو بهذاطهر ان الرافضی ان کا ن ممن یعتقد اولوهیة علی رضی الله اعنه او ان جبر یل غلط فی الو حی اوکا ن نیکر صحبة الصدیق رضی الله عنه اویقذ ف السیّد ه الصدیقه رضی الله عنها فهو کا فر لمخا لفة القوا طع المعلو مة من الدّین ضرورة بخلا ف ما اذ یفضل علیاً اویسبّ الصحا بة فا نه مبتد ع لا کا فرالخ ص ۲۹۰

اس عبارت سے واضح ہے کہ رافضی اگر منکر قطعیات ہے جیسے قائل ہونا افک اور قذف حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تو قطعاً کافر ہے، نکاح اس کا سنیۂ مسلمہ سے درست نہیں ہے۔ بالکل باطل ہے لان اختلا ف الملة مانع عن صحة النکاح کذا فی کتب الفقه اور واضح ہو کہ سب شیخین کو بھی اگرچہ بعض فقہا نے کفر کہا ہے لیکن عندالمحققین وہ فسق و بدعت ہے کفر نہیں ہے لیکن اگر سب شیخین کے ساتھ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت کا انکار ہو جو کہ نص قطعی سے ثابت ہے یا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے افک کا قائل ہو تو پھر باتفاقاً کافر ہے اور تبرا گو غالباً حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قذف وافک کے بھی قائل ہوتے ہیں۔ اور اس سے خوش ہوتے ہیں لہٰذا ایسے رافضی کے کفر

میں کچھ خفا نہیں ہے اور نکاح اس کا سنیہ مسلمہ سے درست نہیں ہے اور جن لوگوں نے باوجود علم کے نکاح پڑ
ھا اور گواہ ہوئے اور وکیل ہوئے وہ فاسق ہوئے توبہ کریں۔ اور مابین الزوجین یعنی مابین شوہر، رافضی
اور زوجہ سُنیہ مسلمہ تفریق کرادیویں۔ یہی ان کے لئے کفارہ ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۷ ص ۲۶۲-۲۶۳ مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ ملتان

باپ نے شیعہ سے نکاح کر دیا پھر دوسرے سے کر دیا کیا حکم ہے

سوال:- ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک مرد شیعی کے ساتھ جس کے عقائد باطل ہیں یعنی
افکِ حضرت عائشہؓ کا قائل ہے اور سبِّ شیخین کرتا ہے۔ الیٰ غیر ذلك اس لڑکی کے باپ نے یہ خیا
ل کر کے کہ یہ مرد شیعی مسلمان نہیں ہے۔ اس وجہ سے نکاح صحیح نہیں ہوا۔ اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے شخص
سُنی سے کر دیا ہے نکاح ثانی صحیح ہے یا نکاح اولیٰ باقی ہے؟ الجواب۔ روافض جو سبِّ شیخین کرتا ہے۔ ان
کے کفر میں اختلاف ہے بعض فقہاء نے ان کی تکفیر کی ہے اور محققین علماء عدم تکفیر کے قائل ہیں لیکن جو
روافض افکِ صدیقہؓ کے قائل ہیں وہ باتفاق کافر ہیں اسی طرح بعض دیگر عقائد روافض غالیہ کے مثلاً یہ
کہ حضرت جبرئیل نے وحی کے پہنچانے میں غلطی کی یا حضرت علیؓ خدا تھے وغیرہ وغیرہ یہ عقائد باتفاق
اہل سنتُ کفر ہیں۔ درمختار میں ہے۔

فی البحر عن الجوهرة مغر با للشهید من سبِّ شیخین او طعن فیهما کفر
ولا تقبل توبتة وبه اخذ الدبوسی وابو اللیث وهو المختار للفتویٰ انتهی وجز
م بهِ فی الاشباه واقره المصنف (الی ان قال) لکن فی النهر و هذا لا وجود له
فی اصل الجوهرة وانما وجد علیٰ هامش بعض النسخ فالحق بالاصل مع انهٔ
لا ارتباطبما قبله انتهی۔ (درمختاج ۳ ص ۴۰۴-۴۰۵)

قال الشامی تحت قوله لکن فی النهر الخ واذا کان کذٰلك فلا وجه للقول
نعدم قبول توبه من سبِّ شیخین بل لم ثبت ذٰلِك عن احد من الائمة فیها اعلم
(الیٰ ان قال) علی ان الحکم علیه بالکفر مشکل ثم قال فی آخر کلامة تحت
القول المذکور نعم لا شك فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی الله تعالیٰ
عنها او انکر صحبة الصدیق اواعتقد الالوهیة فی علیؓ او ان جبریل غلط الو
حی او نحو ذٰلِك من الکفر اصریح المخالف للقرآن۔ الخ (ص ۴۰۵-۴۰۶)

پس صورت مسئولہ میں نکاح اوّل جو ایسے غالی شیعہ سے ہوا، صحیح نہیں ہوا۔ بلکہ باطل ہوا اور
دوسرا نکاح صحیح ہے۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۷ ص ۲۶۳-۲۶۴ مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ ملتان۔

سُنی عورت شیعہ سے بیاہی گئی اب کیا کرے

ایک عورت سُنی مذہب ایک مرد شیعہ سے بیاہی گئی ہے۔ اس کے جبر واکراہ تبدیل مذہب وا
طوار وغیرہ سے نہایت تنگ ہے علیحدگی کی خواستگار ہے۔ طلاق نہیں دیتا۔ ایسی صورت میں عورت مذکورہ کا
نکاح دوسرے مرد سُنیؔ سے ہوسکتا ہے یا نہیں۔؟

جواب:- اقول وباللہ التوفیق۔ فرقہ شیعہ کی تکفیر وعدم تکفیر میں اختلاف ہے والاصح عدم التکفیر
اور بعض فقہاء حکم انکا اہل کتاب کا سا فرماتے ہیں۔ پس بناءً علیہ صورت مسئولہ میں نکاح اس عورت مسلمہ
سُنیہ کا مرد شیعہ سے نہیں ہوا ہے عورت مذکورہ بدون طلاق شوہر عقد ثانی اپنا کرسکتی ہے اور سُنی کو بیٹی اپنی
شیعہ کو دینا درست نہیں ہے۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۷ ص ۲۶۴، ۲۶۵ مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ ملتان۔

حضرت گرامی! مندرجہ بالا تمام فتاویٰ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے۔۔ کہ اہل سنت و جما
عت علماء دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم رافضیوں کے ساتھ مناکحت کے قطعاً قائل نہیں ہیں اور ان تمام فتا

وئ دیوبند کے باوجود رضا خانی مؤلف یا رضا خانی امت کا کوئی فرد بھی اہل سُنت علماء دیوبند پر الزام ترا
شی کرتے ہوئے یہ کہدے کہ علماء دیوبند رافضیوں کے ساتھ مناکحت کو جائز سمجھتے ہیں، تو پھر وہ بہت بڑا
کذاب اور اپنے وقت کا ابوجہل بعین ہے۔

نوٹ:۔ ہمارے پیشوا حکیم الامت مجدّد دین وملت شیخ المشائخ حضرت موالانا اشرف علی تھانوی
رحمۃ اللہ علیہ اپنے امداد الفتاویٰ میں اپنی طرف سے اجتہاد ہرگز نہیں کیا۔ بلکہ فقہاء عظام رحم اللہ تعالیٰ علیہم
کی تحقیقات کی روشنی میں مسئلہ کو پیش کیا ہے اور ہمارے پیشوا نے اکثر فتاویٰ درمختار اور ردالمختار وغیرہ سے
نقل کیے ہیں۔ جو کہ فقہ حنفی کے مشہور فتاویٰ ہیں جن سے کوئی رضا خانی مؤلف ہرگز انحراف نہیں کرسکتا
۔ بلکہ دُرّ مختار اور شامی وغیرہ کے فتوؤں کو مانے بغیر رضا خانیوں کو کوئی بھی چارہ کار نہیں تو پھر کس خوشی میں
امدادلفتاویٰ کے فتویٰ کو بگاڑ کر پیش کیا۔ اب رضا خانی مؤلف یہ بھی بتائیں کہ ناقل عبارت پر تو نے بغیر
سوچے سمجھے الزام دھر دیا۔ لیکن صاحب عبارت پر بھی تو فتویٰ لگانا چاہیے یا نہیں؟ رضا خانی مؤلف اب
ذرا جرأت اور بہادری سے وہی فتویٰ صاحب دُرّ مختار بھی لگاؤ جو فتویٰ نقل کرنے کے جرم میں ہمارے
پیشوا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر لگایا ہے اور یہ بھی بتائیں صاحب عبارت درمختار کے بارے میں
تمہارا کیا خیال ہے۔ بینوا توجروا۔

رافضی کے ذبیحہ کی بحث

رضا خانی مؤلف کی علمی بے بضاعتی وذہنی پراگندگی کا اندازہ فرمائیں کہ ہمارے پیشوا حکیم الا
مت مجدد دین وملت شیخ المشائخ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر بے بنیاد الزام عائد کر
دیا کہ یہ رافضی کے ذبیح کو حلال سمجھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ وہ عظیم
شخصیت ہیں کہ جن کی جلالت علمی پر اپنے اور بیگانے بھی رشک کرتے ہیں اور ان کی تصنیفات میں علم و
تحقیق کے بادل گرج رہے ہیں۔ اور ان کے علمی کارناموں پر عرب وعجم فخر کررہے ہیں۔ اور جنہوں نے

حق تعالیٰ کے فضل وکرم سے چودہ سو سے زائد کتب تصنیف کیں۔ ان کے امداد الفتاویٰ کے فتویٰ کو نقل تک
نہیں کیا بلکہ اپنی طرف سے اپنے شاطرانہ وعیارانہ طریقہ کے مطابق ایک فرضی عبارت نقل کرکے امداد
الفتاویٰ کا جلد نمبر اور صفحہ نمبر درج کردیا اور رضا خانی مؤلف نے اپنی پوری کتاب میں اوّل یا آخر فرضی با
توں سے ہی دل بہلایا ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں سوجھا۔ رضا خانی مؤلف کا اندھاپن اور عقل وشعور و
شرم وحیا سلب ہونے کی یہی بڑی علامت ہے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو فتویٰ فقہ حنفی کا
مشہور فتاویٰ شامی سے نقل کیا ہے۔ لیکن رضا خانی مؤلف نے اپنی آتش انتقام کا اس قدر بدترین مظاہرہ
کیا کہ فتاویٰ شامی کا لفظ حذف کرکے اس جگہ پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے امداد الفتاویٰ کا نام درج
کردیا۔ جو کہ زبردست علمی خیانت ہے اور پھر ستم بالائے ستم یہ ہے، فتویٰ کو سوال مع جواب پورا نقل نہیں
کیا، بلکہ اپنی طرف سے ایک من گھڑت مفہوم نقل کردیا اور اب رضا خانی مؤلف کی علمی خیانت ملاحظہ فرما
ئیں۔

رضا خانی مؤلف کی خیانت

خیانت نمبر۵:

اور رافضی کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے بلفظ یوبندی مذہب ص ۱۳۱ طبع دوم حضرت گرامی! مندرجہ با
لا خیانت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے امداد الفتاویٰ کے فتویٰ میں کی گئی ہے اور یہی بددیانتی اور خیانت
پر مبنی حوالہ بدعتی مؤلف نے اپنی کتاب کے ص ۱۳۱ کے علاوہ ص ۳۲، ۴۰۵ پر نقل کیا ہے۔

نوٹ:۔ رضا خانی مؤلف کی پیش کردہ عبارات امداد الفتاوٰی میں سرے سے موجود ہی نہیں
، بلکہ رضا خانی مؤلف کے پیٹ کی پیداوار ہے جو کہ زبردست علمی خیانت ہے اور بہت بڑا جرم ہے اگر بد
عتی مؤلف فتاوی کی پوری عبارت پیش کرتا تو کسی قسم کا وہم تک ہوتا لیکن کرتے ہی کیوں۔ جب کہ رضا خا
نی مذہب ہی تمام کا تمام خیانت بددیانتی کذب بیانی تحریفات وتلبیسات اور شرک وبدعت کا نام ہے، تو

پھر یہ بے چارہ کیوں فتاویٰ کی عبارت کو پورا نقل کرتا۔ اب آپ امدادالفتاویٰ کی اصل اور پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں تو پھر فیصلہ فرمائیں کہ رضاخانی موٴلف کو ہم منڈی چشتیاں کا ابوجہل نہ کہیں تو کیا کہیں۔

امدادالفتاویٰ کی اصل عبارت

چنانچہ امدادالفتاویٰ کی اصل عبارت درج یل ہے:

سوال: ذبیحہ رافضی کے ہاتھ کا جائز ہے یانہیں۔

جواب: شیعہ کے ذبیحہ کی حلّت میں علماء اہل سنت کا اختلاف ہے۔ راجح اور صحیح یہ ہے کہ حلال ہے۔

قال الشامی وکیف ینبغی القول بعد مر حل ذبیحة مع قولنا بحل ذبیحة الیهود النصادیٰ (جلد ۵۔ ص ۱۸۹)

امدادالفتاویٰ ج ۴ ص ۱۲۸، طبع مجتبائی واقع دہلی۔

نوٹ:۔ رضاخانی موٴلف نے فتویٰ مذکور پر اعتراض تو کر دیا، لیکن اعتراض کرنے سے قبل کاش کہ فتویٰ کو اوّل تا آخر بغور پڑھ لیتے کہ یہ فتویٰ اصل۔ میں کس کا ہی اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم شخصیت کس ذمہ دار شخصیت کے فتاویٰ سے فتوی نقل کر رہے ہیں تو کی ایسے فتویٰ پر اعتراض روا ہے یانہیں مندرجہ بالا فتویٰ اصل میں فقہ حنفی کا معتبر فتاویٰ ابنِ عابدین شامی سے ماخوذ ہے۔ ہمارے پیشوا حضرت حکیم الامت مجدد دین وملّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تو صرف اور صرف ناقل ہیں۔ لیکن اگر رضاخانیت کا یہی قانون ہے کہ ناقل عبارات پر گرفت ہونی چاہیے۔ رضاخانی موٴلف ظاہر و باطن کے اس قدر راندھے ہیں کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر یہ الزام عائد کر دیا کہ ان کے نزدیک رافضی کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے وغیرہ وغیرہ ہم یہ بات برملا اور بڑے وثوق سے کہتے ہیں

۔ کہ ہمارے پیشوا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ کو نقل کرنے میں ہرگز اجتہاد سے کام نہیں لیا۔ بلکہ حضرت علامہ ابنِ عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ شامی کی عبارت کو من وعن نقل کیا ہے۔ جیسا کہ مرقوم عبارت بھی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ میں باکل نے غبار ہوں اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تو صرف ناقل ہی ہیں۔ ہمارے پیشوا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں یہ الفاظ بھی درج ہیں۔ قال الشامی اور پھر عبارت کے آخر پر فتاویٰ شامی کا جلد نمبر ۵ اور ۱۸۹ بھی مرقوم ہے۔ لیکن اس کوڑھ مغز رضاخانی کو شامی کے الفاظ اور نمبر اور صفحہ کیوں نظر نہ آئے اور امدادالفتاویٰ کی عبارت اوّل تا آخر شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے اور عبارت کے پیش کرنے میں خیانت اور بددیانتی سے کام لیا ورنہ امدادالفتاویٰ کی عبارت بے داغ تھی جو کہ سلف صالحین کے عقائد کے عین مطابق تھی۔ لیکن جب بدعتی موٴلف اولیاء کرام فقہاء عظام سلف صالحین وغیرہ کا ازلی گستاخی ہے تو پھر گستاخ عبارت کو پورا کیوں نقل کرتا اور ایسے ازلی بدبخت سے عدل وانصاف کی توقع عبث ہے۔ اور رضاخانی موٴلف نے کس قدر عدل وانصاف کے تقاضوں کو پامال کیا ہے اور حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کے باکل بے غبار فتویٰ پر اعتراض کر کے رضاخانی موٴلف نے اپنے ہی منہ پر ایک زوردار تھپڑ رسید کیا ہے۔ کہ جس کی اثر سے اس کے منحوس چہرے پر اب بھی نحوست کے آثار نمایاں ہیں۔ جا کر دیکھ لیجئے جب سے یہ ذات شریف منڈی چشتیاں میں آیا تو اس نے آتے ہی مذہبی فضاء کو متعفن کر دیا اور آج تک متعفن ہے اور آئے دن اولیاء کرام محدثین دیوبند کے خلاف بدتمیزی کا طوفان برپا کرنے میں مصروف رہتا ہے اور اسی کو خدمت اسلام سمجھتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رضاخانی موٴلف اسلامی فقہ سے منحرف ہے اور رضاخانی فقہ پر عمل پیرا ہے۔ ورنہ حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے امدادالفتاویٰ کی عبارت جو فتاویٰ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے ماخوذ ہے۔ اس پر بے جا اعتراض نہ کرتا رضاخانی موٴلف نے فقہا عظامؒ کے بے داغ فتویٰ پر اعتراض کر کے اپنا ہی منہ کالا کیا ہے۔ اور جو آدمی

روزانہ اپنا منہ کالا کرے۔ اسے فقہا عظامؒ سے کیا واسطہ اور اعتراض کرنے میں اس قدر کوڑھ مغز ثابت ہوا کہ یہ نہیں دیکھا کہ آلہ حضرت بریلوی تو یہودیوں کے ذبیحہ کی حلّت کا بھی فتویٰ صادر فرمارہے ہیں اور میں کس طرح سینہ زوری سے فقہا عظام کے فتویٰ پر انگشت نمائی کر رہا ہوں۔ چنانچہ آلہ حضرت بریلوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہودی کا ذبیحہ حلال ہے۔ (احکام شریعت ج ا ص ۱۲۲ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی۔

غلام مہر علی صاحب اب بتائیں کہ امداد لفتاوئی میں درج شدہ فتویٰ جو فتاویٰ شامی سے ماخوذ تھا وہ تمہیں قابل اعتراض نظر آیا اب بتاؤ کہ تمہارے آلہ حضرت بریلوی کے فتویٰ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

نوٹ:۔ رضاخانی بریلوی مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی تقلید میں اس قدر اندھے ہورہے ہیں کہ فقہاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کے صحیح فتاویٰ جو شریعت اسلامیہ کے قوانین کے بالکل عین مطابق ہیں ان پر بے جا اعتراض کرنے سے باز نہیں آئے معلوم نہیں کہ رضا خانی امت نہ جانے شریعت اسلامیہ کے صحیح فتاویٰ کا نقشہ بگاڑنے میں کیوں ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے جب حق تعالیٰ کسی سے ناراض ہو جائیں تو عقل جیسی عظیم نعمت سے محروم کردیتے ہیں۔

بُت خانۂ بریلی

خانقاہوں میں مریدوں کو نچانے والے
اک عجب چیز ہیں بدعت کے گھرانے والے
ان کے بس میں ہو تو ناموسِ پیمبرؐ نہ بچے
یہ ہیں طوفان سب و شتم اٹھانے والے
پھر کسی کرب و بلا کے لئے آمادہ ہیں
چادرِ مادرِؓ حسنینؓ چرانے والے
بے دھڑک ہرزہ سرائی پہ اُتر آئے ہیں
شعبدہ بازیٔ تکفیر دکھانے والے
ہم فقیرانِ تہی دست کے منہ آتے ہیں
شرک کا مال دکانوں پہ سجانے والے
کاسہ لیسانِ فرنگی کے نمک خوار قدیم
جشن بربادیٔ اسلام منانے والے
باندھ کر پٹکا نصاریٰ کی رضا جوئی کا
گولیاں ترک جوانوں پہ چلانے والے
کچھ نہیں جانتے اسلام کے معنی کیا ہیں

روٹیاں منبر و محرام کی کھانے والے

ہم موحد ہیں ہمیں نامِ خدا کافی ہے

سر مزاروں پہ جھکاتے ہیں جھکانے والے

میں جو چاہوں تو بھرم کھول کے رکھدوں ان کا

کیا سمجھتے ہیں مصلّوں کے چُرانے والے

کیا غضب ہے کہ سرِ عام اُڑے پھرتے ہیں

آگ اسلام کے خیموں میں لگانے والے

ان کے تاریک خدوخال کہاں چھپتے ہیں

داستان ان کی سناتے ہیں سنانے والے

قصہ کوتاہ بڑی اور بری چیز ہیں یہ

اپنے کاندھے پہ عبا ڈال کر آنے والے

اپنے ہنگامۂ تزویر سے توبہ کر لیں !

آخری وقت ہے تکفیر سے توبہ کر لیں !

==================

رضا خانی مؤلّف کے ہاتھ کی صفائی

رضا خانی مؤلّف کی دریدہ ذہنی اور ہاتھ کی صفائی تو دیکھیں کہ ہمارے پیشوا حضرت حکیم الامت مجدّد دین وملت شیخ المشائخ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظ کو پورا نقل کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ بلکہ اپنی محدود رضا خانی سمجھ بوجھ واختراع اور ابلیسی چالوں کے مطابق حضرت تھانویؒ کے ملفوظ کی عبارت کو پیش کرنے میں خیانت سے کام لیا۔ تاکہ عامۃ المسلمین اہل سنت وجماعت اولیاءِ کرام محدثین دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم سے برگشتہ ہو جائیں لیکن جن علماء ربانیینؒ کا اوڑنا بچھونا ہی قال اللہ وقال الرسول ہو تو یہ رضا خانی چمگادڑ ان کا کچھ بگاڑ سکتے نہیں۔ رضا خانی مؤلّف نے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظ کی عبارت کو چھوا تک نہیں اگر اس بدعتی مؤلّف کے دل میں ذرہ بھر خوف خدا ہوتا تو حق یہ تھا کہ ملفوظ کو اوّل تا آخر پڑھ کر نقل کرتے لیکن ہرگز ایسا نہیں کیا اگر رضا خانی مؤلّف حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظ کی عبارت نقل کرنے مین دجل وتلبیس سے کام نہ لیتے تو عبارت بالکل بے غبار تھی اور ملفوظ کا ایک ایک لفظ صداقت پر دلالت کر رہا ہے۔ لیکن بدنصیب اور آوارہ ذہن مؤلّف نے ایک نہایت طویل ملفوظ سے ایک لفظ تک نقل نہیں کیا بلکہ ایک فرضی عبارت بنا کر پیش کردی اور اس قدر جعل سازی کی کہ سادہ لوح مسلمانوں کے اذہان میں پیش کردہ خیانت پر مبنی حوالہ کو صحیح ثابت کرنے کے چکر میں حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظ کا جلد نمبر۴ اور ص۱۸۴ بھی درج کردیا حالانکہ جو عبارت رضا خانی مؤلّف نے بڑے وثوق سے نقل کی ہے اور اس کا دعویٰ بھی ہے جیسا کہ جلد نمبر اور صفحہ نمبر کے درج کرنے سے ظاہر ہے۔ کہ یہ کھلا فراڈ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظ میں وہ عبارت ان الفاظ کے ساتھ موجود ہی نہیں کہ جن الفاظوں کے ساتھ رضا خانی مؤلّف نے نقل کی ہے۔ حیرت ہے اس منڈی چشتیاں کے شعبدہ باز پر کہ اپنی کتاب کے صفحہ نمبر۳۱

طبع دوم پرتو ایک فرضی عبارت بنا کر پیش کی، لیکن آگے چل کر ص ۱۶۲ پر پھر ایسا ہی کیا اور آگے صفحہ ۲۲۴ پر
جا کر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے طویل ملفوظ سے صرف ایک سطر درمیان سے نقل کر ڈالی، حالانکہ یہ کوئی شرافت و دیانت نہیں بلکہ بے دینی اور دجل وفریب ہے اور اس بین الاقوامی بے دین نے حضرت تھانویؒ کے ملفوظ کو نقل کرنے میں زبردست خیانت کی ہے۔ اب آپ اس بین الاقوامی خائن کی خیانت پر مبنی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

رضاخانی مؤلف کی خیانت

خیانت نمبر ۶:

اور چونکہ مسلمان تعزیہ وغیرہ سے بیزار ہو چکے تھے اس لیے دیوبند کے ہائیکورٹ تھانہ بھون سے مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے تعزیہ نکالنے کی اجازت دے کر شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کوششوں کا بالکل ہی صفایا کر دیا۔ (بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۱۳۱ طبع دوم)

مندرجہ بالا خیانت پر مبنی حوالہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ کے جلد چہارم کے ملفوظ میں گئی ہے جن میں الفاظوں کے ساتھ رضاخانی مؤلف نے عبارت پیش کی ہے ان الفاظوں کے ساتھ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں درج شدہ عبارت کہیں بھی موجود ہی نہیں بلکہ رضاخانی مؤلف نے تحریف اور بدیانتی کا بدترین مظاہرہ کیا ہے اور تحریف کا ریکارڈ توڑ دیا اب ہم اپنے پیشوا کے اصل ملفوظ کی پوری عبارت نقل کرتے ہیں۔ تاکہ آپ کو اس منڈی چشتیاں کے مسیلمہ کذاب کی نشاندہی ہو جائے۔

اب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ ملفوظ نمبر ۱۳۳۱۔ ایک مولوی صاب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اس جُبہ کے متعلق جو کہ جلال آباد میں ہے۔ اصل چیز جو قابل تحقیق اور قابل غور ہے۔ دو امر ہیں ایک تو یہ کہ اس کے ثبوت کا درجہ کیا ہے اور ایک یہ کہ اس کے

ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے۔ تو اس کو ایک مثال سے سمجھ لیجئے، جیسے ایک سید ہو۔ اور اس کے سید ہونے میں اختلاف ہو تو اس کا درجہ ثبوت تو محض احتمال ہے اور اس کے ساتھ معاملہ ہر شق میں احتیاط کا کیا جاوے گا۔ مثلاً اس کا احترام بھی کیا جاوے گا اور اس کو زکوٰۃ بھی نہ دی جاوے گی اور جو شخص یہ احتیاط نہ کرے اس سے نزاع بھی نہ کیا جاوے گا، دیکھئے سعد بن وقاص کے بھائی عتبہ نے حضرت سعد کو زمعہ کی لونڈی سے جوان کا لڑکا پیدا ہوا تھا۔ وصیت کی تھی کہ اس پر قبضہ کر لینا وہ میرے نطفہ سے ہے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الولد للفراش کے قاعدے سے وہ لڑکا ان کو نہیں دیا، لیکن اشتباہ کے سبب حضرت سودہ کو اس لڑکے سے پردہ کرنے کا حکم دیا۔ سو اس واقعہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر ضعیف احتمال پر احتجاب کا وہ معاملہ کیا۔ جیسا کہ اصل کے ساتھ یعنی جب عتبہ سے اس لڑکے کا نسب ثابت ہوتا معاملہ کیا جاتا۔ آج سمجھ میں آیا، یہ دونوں باتیں آج ہی سمجھ میں آئیں۔ اپنے سوسمار نہیں کھایا۔ اس احتمال پر کہ یہ کوئی اُمت ممسوخہ نہ ہو۔ مگر چونکہ اس وقت تک یہ محض احتمال کے درجہ میں تھا۔ اس لیے دوسروں کو منع بھی نہیں کیا۔ دیکھئے آپ نے اپنی ذات کے لیے احتمال کے ساتھ وہ معاملہ کیا جو حقیقت کے ساتھ کیا جاتا۔ مگر دوسروں کو مجبور نہیں کیا۔ اسی طرح یہاں پر بھی دوسروں کو اس جُبہ سے برکت حاصل کرنے پر مجبور نہ کیا جاوے اور خود اگر چاہے۔ برکت حاصل کرے اور میں نے ایک اور صاحب کے سوال کے جواب میں یہ بھی لکھا ہے کہ تعزیوں کو اس پر قیاس نہ کیا جائے۔ کیونکہ وہاں مانع شرعی موجود ہے کہ یہ آلہ ہے، شرک اور کفر کا۔ ایک شخص نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح خواب میں دیکھا کہ حضرت جلال آباد کا یہی جُبہ پہنے ہوئے ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تعبیر فرمائی کہ حضرت سنت کے متبع ہیں۔ تو حضرت کے ارشاد سے اس کو صحیح سمجھنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے میرے خط کے جواب میں اس کے متعلق تحریر فرمایا تھا کہ اگر منکرات سے خالی موقع مل جائے تو زیارت سے ہرگز ہرگز دریغ نہ کریں۔ میں نے اس میں ایک مقدمہ اور ملایا ہے کہ

شرعی معذور بھی نہ ہو۔ زیارت کرنے میں اس مقدمہ کو ملانے کے بعد مطلق زیارت کرنے میں جب کہ منکرات سے پاک ہو، کوئی قباحت نہیں رہتی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی چیزوں کے متعلق کسی تحریر میں جس کی تعیین نہیں فرمایا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آ گیا تو ہمیں احترام ہی کرنا چاہیے اور اس جُبہ کے متعلق بعض اوقات اس کے خدام میں مشہور ہیں۔ مثلاً کوئی شخص زیارت کو آیا اور مخلص نہ ہوا تو قفل نہیں کھلتا۔ دوسرے وقت کھل جاتا ہے اور ایک برکت تو خاص معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ اس کے جو خدام ہیں وہ لالچی نہیں۔ اگر کوئی کُچھ بھی نہ دے تو غریب زیارت کرا کر چلے جاتے ہیں، جو کھانے کو دیا کھا لیتے ہیں۔ خود وہ بھی طلب نہیں کرتے۔ ایک شخص تھے۔ حاجی عبدالرحیم میرے بھائی کے کارندہ۔ وہ بیان کرتے تھے کہ ایک شخص غریب آدمی تھا۔ اس کو کچھ ضرورت ہوئی، کہیں سے ادھار نہیں ملا تو اس نے قرآن شریف لیجا کر ایک ہندو سے کہا کہ اس کو رکھ لو اور دو روپے دے دو۔ اس نے بڑے ادب اور اہتمام سے لے لیا اور دو روپے دے دیے۔ جب اس شخص میں وسعت ہوئی تو یہ اس ہندو کے پاس گیا اور کہا کہ یہ روپیہ لے لو اور قرآن شریف دے دو۔ اس ہندو نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ اگر لے جاؤ تو تمہارا قرآن ہے لیکن اگر چھوڑ دو تو بڑا احسان ہوگا۔ جس روز سے یہ قرآن دکان میں آیا ہے بڑی برکت معلوم ہوتی ہے۔ اور اس جبہّ میں اور تعزیوں میں فرق بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ یہ تو تعزیوں کا حکم اصلی ہے۔ باقی بعض عوارض کی وجہ سے یہ بدل بھی جاتا ہے۔ اس کے متعلق ایک واقع بیان فرمایا کہ ایک گاؤں ہے کانپور کے ضلع میں گجنیر پورب میں وہاں کے لوگوں کے متعلق شدھی ہونے کی خبر سنی تھی۔ میں اس گاؤں میں ایک مجمع کے ساتھ گیا۔ اور اس باب میں ان لوگوں سے گفتگو کی ان میں سے ایک شخص تھا جو ذرا چوہدری سمجھا جاتا تھا۔ میں نے اس کو بلا کر دریافت کیا کہ سنا ہے کہ تم شدھی ہونے کو تیار ہو۔ تو اگر تم کو اسلام میں کچھ شک ہو ہم سے تحقیق کر لو اس نے کہا میرے یہاں تعزیہ بنت ہے (بنتا ہے)۔ پھر ہم ہندو کا ہے کو ہونے لگے میں نے اس کو تعزیہ کی اجازت دیدی۔ کیونکہ یہاں عارض کے

سبب یہ بدعت وقایہ تھی، کفر کی اور میری اس اجازت کا ماخذ ایک دوسرا واقعہ تھا کہ اجمیر میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اہل تعزیہ کی نصرت کا فتویٰ دے دیا تھا۔ قصہ یہ تھا کہ مولانا ایک زمانہ میں اجمیر تشریف رکھتے تھے۔ عشرہ محرم کا زمانہ آیا اور غالبا ایک درخت کے نیچے سے تعزیہ گذرنے پر شیعی صاحبان اور ہندوؤں میں جھگڑا ہوا۔ اب صورت یہ تھی کہ اگر تنہا شیعی صاحبان مقابلہ کریں تو غلبہ کی امید نہ تھی۔ اس لیے کہ ان کی جماعت قلیل تھی اور ہندوؤں کی کثیر اس بنا پر شہر اجمیر کے عمائد مسلمان سنیوں نے مقامی علماء سے استفتاء کیا کہ یہ صورت ہے ہم کو کیا کرنا چاہیے۔ وہاں کے علماء نے جواب دیا کہ بدعت اور کفر کی باہم لڑائی ہے تم کو الگ رہنا چاہیے پھر اہل شہر جمع ہو کر مولانا کے پاس آئے اور کل واقعہ عرض کیا۔ اور علماء کا قول بھی نقل کیا حضرت مولانا نے سن کر فرمایا کہ جواب تو ٹھیک ہے کہ بدعت اور کفر کی لڑائی ہے مگر یہ بھی دیکھنا ہے کہ کیا ہندو اس کو بدعت سمجھ کر مقابلہ کر رہے ہیں یا اسلام سمجھ کر مقابلہ کر رہے ہیں۔ سو یہ بدعت اور کفر کی لڑائی نہیں بلکہ اسلام اور کفر کی لڑائی ہے۔ یہ شیعی صاحبان کی شکست نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی شکست ہے لہذا اہل تعزیہ کی نصرت کرنا چاہیے۔ اس طرح تعزیہ بدعت ضرور ہے لیکن وہاں میں نے اس کو وقایہ کفر سمجھ کر اجازت دے دی۔ ہمارے بزرگ بحمد اللہ جامع بین الاضداد تھے جو محقق کی شان ہوتی ہے۔ (الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ج۲ ص ۱۸۴ مطبوعہ تھانہ بھون ہند)

ملفظ نمبر۳:- ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ جو نوکریاں ناجائز ہیں۔ ان کے کرنے میں مفسدہ ضرور ہے۔ مگر جس کو حلال نوکری نہ ملے اس کے لیے نہ کرنے میں اس سے زیادہ اندیشہ ہے اس لیے کہ افلاس سے بعض اوقات کفر تک کی نوبت آ جاتی ہے تو یہ معصیت کفر کی وقایہ ہو جاتی ہے اس وقایہ کی ایک جزی یاد آ گئی کانپور کے علاقہ میں ایک گاؤں ہے گجنیر وہاں پر ایک مسلمان رئیس تھا۔ اس کا نام تھا اودھار سنگھ میں نے سُنا تھا کہ اس گاؤں کے لوگ آریہ ہونے والے ہیں میں ایک مجمع کے

ساتھ ان کی تبلیغ کے لئے وہاں گیا تھا او دھار سنگھ سے بھی اس کا ذکر آیا تو اس نے جواب میں کہا کہ ہم آریہ کس طرح ہو سکتے ہیں ہمارے یہاں تو تعزیہ بنتا ہے میں نے کہا تعزیہ بنانا مت چھوڑنا۔ بعض لوگوں نے مجھ پر اعتراض کیا میں نے کہا تم نے غور نہیں کیا یہ شخص جب تک تعزیہ بنائیگا۔ کافر نہ ہوگا تعزیہ بے شک معصیت اور بدعت ہے مگر اس کے لئے تو یہ معصیت اور بدعت وقایہ کفر ہے۔ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمتہ اللہ علیہ ایک زمانہ میں اجمیر تشریف رکھتے تھے۔ اتفاق سے عشرہ محرم میں ایک مقام پر تعزیہ داروں میں اور ہندوؤں میں جھگڑا ہو گیا کوئی درخت تھا، وہاں کی سُنی عمائد نے علماء سے استفتاء کیا کہ ہندوؤں کا اور تعزیہ داروں کا جھگڑا ہے ہم کو کیا کرنا چاہیے، علماء نے جواب دیا کہ کفر اور بدعت کی لڑائی ہے تم کو الگ رہنا چاہیے پھر وہ لوگ مولانا صاحب کے پاس دریافت کرنے آئے۔ مولانا محمد یعقوب صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بدعت اور کفر کی لڑائی نہیں۔ بلکہ اسلام اور کفر کی لڑائی ہے کفار بدعت سمجھ کر تھوڑا ہی مقابلہ کر رہے ہیں۔ وہ تو اسلامی شعائر سمجھ کر مقابلہ کر رہے ہیں۔ جاؤ ان کا مقابلہ کرو۔ غرض کہ تمام مسلمان متحد ہو کر لڑے، فتح ہوئی تو ان چیزوں کو سمجھنے کے لئے فہم اور عقل کی ضرورت ہے صرف ایک ہی پہلو پر نظر نہیں کرنا چاہیے شعار اسلامی سمجھنے پر ایک واقعہ یاد آیا۔ کیرانہ میں زمانہ تحریک خلافت میں میری ایک مولوی صاحب سے گفتگو ہوئی۔ میں نے کہا اور بات تو بعد میں ہوگی۔ پہلے ترکوں کی سلطنت کو اسلامی سلطنت تو ثابت کر دیجئے تب دوسروں کو نصرت کی ترغیب دیجیئے گا اور میں نے ان سے پوچھا کہ یہ بتلایئے کہ مجموعہ کفر اور اسلام کا کیا ہوگا۔ کہا کہ کفر میں نے کہا اب بتلاؤ کہ ترکوں کی حکومت جو اس وقت ہے وہ شخصی ہے یا جمہوری۔ کہا کہ جمہوری میں نے کہا کہ اس میں جو پارلیمنٹ ہے وہ کفار اور مسلمانوں سے مرکب ہے یا خالص مسلمانوں کی جماعت ہے کہا کہ مسلم اور کافر میں مشترک ہے۔ میں نے کہا کہ مجموعہ کیا ہوا پھر نصرت کیسی، کیا غیر اسلامی سلطنت کی نصرت کراتے ہو حیرت زدہ رہ گئے کہنے لگے کہ یہ تو کچھ اور ہی نکلا، سارا بنا بنایا قصر ہی منہدم ہو گیا۔ میں نے کہا کہ اگر آپ جواب نہ دے سکیں تو

اپنے علماء اور لیڈروں سے پوچھ کر جواب دو۔ خاموش تھے بے چارے میں نے کہا کہ جاؤ جن کو مخالف سمجھتے ہو اور خشک ملاں کہتے ہو اس کا جواب بھی انہی کے پاس ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ پھر بھی ان کی نصرت واجب ہے ان لئے کہ کفار تو اس کو اسلامی سلطنت ہی سمجھ کر مقابلہ کر رہے ہیں اس لیے اس وقت ترکوں کی نصرت اسلام اور مسلمانوں کی نصرت ہے اس پر بے حد خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔ اور مجھ کو خوشی میں کچھ نذرانہ بھی دیا۔

(الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ج ۴ ص ۵ مطبوعہ تھانہ بھون ہند)

نوٹ :۔ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا ملفوظ پر رضا خانی موٌلف نے یہ الزام عائد کیا ہے کہ حضرت تھانویؒ نے تعزیہ نکالنے کی اجازت دے دی ہے وغیرہ وغیرہ۔

حضرات ! فیصلہ فرمائیں کہ رضا خانی موٌلف نے جو عبارت اپنی کتاب میں پیش کی ہے کیا یہ عبارت حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظ میں موجود ہے۔ ہرگز نہیں اور یقیناً نہیں ہے اور رضا خانی موٌلف کی تحریر کردہ عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ خیانت ہی خیانت ہے کیونکہ جو عبارت رضا خانی موٌلف کی پیش کردہ ہے وہ سرے سے حضرت تھانویؒ کے ملفوظات میں موجود ہی نہیں۔ بلکہ کس قدر سینہ زوری کہ جلد نمبر اور صفحہ نمبر تک لکھ دیا تا کہ عوام الناس کو دھوکہ دیا جائے لیکن عوام کالانعام کے علاوہ کوئی مسلمان دھوکہ نہیں کھا سکتا کیونکہ اکثر مسلمان رضا خانیوں کی عیاریوں اور مکاریوں اور فریب کاریوں سے واقف ہو چکے ہیں کہ احمد رضا خاں بریلوی اور اس کے مقلدین کے توشہ دان میں صرف کذب بیانی عیاری اور فریب کاری کے سوا کچھ نہیں بس ان کے پاس یہی توشہ آخرت ہے۔ بس یہی ان کو مبارک ہو قارئین کرام ! ہم نے اپنے پیشوا کے ملفوظات کی پوری عبارت نقل کر دی ہے اب آپ خود فیصلہ کر لیں کہ رضا خانی موٌلف نے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظ کی عبارت نقل کرنے میں کس قدر خائن ثابت ہوا اور اس قدر خیانت کی کہ کتاب میں حضرت تھانویؒ کے ملفوظ کا جلد نمبر اور صفحہ نمبر بھی نقل کر دیا

لیکن حضرت تھانویؒ کے طویل ترین ملفوظ میں سے صرف درمیان سے ایک لائن نقل کی اور جو ملفوظ ج ۴
ہی سے صفحہ نمبر ۴ ۱۸ کا ہے اس کا کوئی حرف تک نقل نہیں کیا یہ کتنی ستم ظریفی کی بات ہے کہ ایک من گھڑت
عبارت حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے ذمہ لگا دی۔ اس لائسنس یافتہ خائن کی خیانت پر ماتم کریں اور
اس قسم کی مذموم حرکت وہی کرے گا جو تحریف کرنے میں اپنی مثال آپ ہو اور اس کُرّہ ارض پر ایسے بد
قسمت اور بدنصیب محرفِ عبارات اولیاء کرام بھی موجود ہیں کہ جنہیں کوئی خوفِ خدا نہیں۔ رضا خانی
موٴلف نے یہ سب کچھ خالقِ کائنات سے بے پرواہ ہو کر کیا ہے اور جس کا ایمان ہو کہ ایک دن حق تعالیٰ
کے سامنے ضرور پیش ہونا ہے وہ اس قسم کی جعل سازی اور خیانت ہرگز نہیں کرے گا۔ لیکن جوازلی بدبخت
عالمِ آخرت کو فراموش کر دے وہ جو چاہے کرے بس:

بے حیا باش وہر چہ خواہی کُن

جیسا کہ رضا خانی موٴلف نے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے طویل ترین ملفوظ نمبر ۳۳۱ چہارم
کے اور صفحہ ۴ ۱۸ کا حوالہ درج کیا۔ لیکن عبارت فرضی درج کی اور ملفوظ نمبر ۳ جلد چہارم اور صفحہ ۵ کا حوالہ تو
دیا لیکن طویل ترین ملفوظ کے بیچ سے اس سطر نقل کی حالانکہ عبارت کا شروع اس بات پر شاہد ہے کہ عبار
ت کو آگے پیچھے سے کاٹ کر پیش کیا گیا ہے اگر ملفوظ کی عبارت کو شروع سے آخر تک بغور پڑھا اور سمجھا جا
تا تو ملفوظ کی عبارت بالکل بے داغ تھی اب آپ فیصلہ کریں کہ ہم نے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے
ملفوظات کی دونوں عبارتوں کو من وعن پیش کیا ہے جس سے وہ باطل مرحوم ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتا جو
اس رضا خانی موٴلف نے پیش کیا ہے حالانکہ اگر عدل وانصاف سے دیکھا جائے تو رضا خانیت بریلویت
حقیقت میں روافض اور نصاریٰ کی فوٹوسٹیٹ ہے۔ اب تعزیہ داری وغیرہ کے بارے میں ہمارے پیشواؤ
ں کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ حکیم الامت مجدد دین وملت شیخ المشائخ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
رحمتہ اللہ علیہ کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

تعزیہ داری کے بارے میں محدّث تھانویؒ کا فتویٰ

سوال :- تعزیہ داری ومرثیہ خوانی کس کی رسم ہے اور اس کے عامل ناری ہوں گے یا جنتی
۔ بوجہ کلمہ کے کبھی نار جہنم سے خارج ہوں گے یا نہیں۔ اور محروم اشفاعت ہوں گے یا نہیں؟ کوئی احادیث
وآیات سے ممانعت ہے یا نہیں؟

جواب: تعزیہ داری ومرثیہ خوانی یہ تو تحقیق نہیں کہ ایجاد کس کی ہے۔ اگر چہ تیمور کی طرف
نسبت کرتے ہیں۔ مگر رسم شیعہ کی ہے اور بدعات قبیحہ سے ہے اور امثال بدعات میں داردہے۔

کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار اور خلود سوائے کفار کے کسی کے لئے نہیں
بقولہ علیہ السلام من قال لا اله الا الله دخل الجنة سو بعد سزایابی خارج ہوں گے اور محروم الشفا
عت بھی کفار ہوں گے پہلے اسلام کے لئے خواہ سنی ہوں ابدعتی شفاعت ہوگی بشرطیکہ وہ بدعت حد کفر
تک نہ پہنچے۔ لقولہ علیہ السلام فھی نائلة انشاء اللہ تعالیٰ من مات من امتی لایشرک باللہ شیأ (رواہ المسلم) مما
نعت تعزیہ داری اور تعظیم اس کی اس آیت سے مستنبط ہو سکتی ہے۔ اتعبدون ما تنحتون
والله خلقکم وما تعملون۔ اور حدیث مشہور ہے من زار قبرا بلا مقبور فھو ملعون اور نہی مرثیہ سے
حدیث میں مصرح ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن المراثی (رواہ ابن ماجہ)
(امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۸۴ مطبوعہ دہلی طبع مجتبائی)

سوال :- مقام۔۔۔۔ میں بیس پچیس گھر اہل سنت وجماعت حنفی کے ہیں اور باقی آبادی شیعہ
کی ہے وہ یہ کام کرتے ہیں کہ محرم میں تعزیہ بناتے ہیں اور مہندی چڑھاتے ہیں اور علم نکالتے ہیں اور تا
شے ڈھول بجاتے ہیں۔ اب عرض ہے کہ تعزیہ بنانا جائز ہے یا نہیں اور اس میں باچھ دینی جائز ہے یا نہیں
اور اس میں کوئی شے مثل فرش وغیرہ سائبان وروشنی دینی جائز ہے یا نہیں۔ اور اگر اس میں کوئی شخص باچھ

دیوے تو اس کے لئے کیا حکم ہے اور تعزیہ کب سے بنایا جاتا ہے اور کس وجہ سے بنایا گیا اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ نقل روضہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہے مکان کی نکل جائز ہے جاندار کی شبیہ بنانا منع ہے آیا یہ صحیح ہے یا نہیں۔

جواب :- غیر ذی رُوح یعنی بے جان کی شبیہ بنانا اس وقت جائز ہے جب کہ اس پر کوئی مفسدہ یعنی خرابی مرتب نہ ہو ورنہ حرام ہے۔ فی الدر المختار او لغیر ذی روح لا یکرہ لا نہا لا تعبد قلت علل عدم الکراھت بانہا لا تعبد فھذا نص علی انہ لو کان تعبد لا یجوز اور تعزیہ کے ساتھ جو معاملات کیے جاتے ہیں ان کا معصیت اور بدعت بلکہ بعض کا قریب بہ کفر وشرک ہونا ظاہر ہے اس لیے اس کا بنانا بلا شک ناجائز ہوگا اور چونکہ معصیت کی اعانت معصیت ہے اس لیے اس میں باچھ یعنی چندہ دینا یا فرش وفروش وسامان روشنی سے اس میں شرکت کرنا سب ناجائز ہوگا اور بنانے والا اور اعانت کرنے والا دونوں گناہگار ہوں گے اور تاریخ ایجاد و وجہ ایجاد تعزیہ کی مجھ کو تحقیق نہیں نہ اس کی ضرورت۔ (امدادلفتاویٰ ج ۴ ص ۸۰ مطبوعہ دہلی طبع مجتبائی)۔

علاوہ ازیں حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنے امداد الفتاویٰ میں تعزیہ کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ چنانچہ تعزیے یقیناً آلات شرک ہیں۔

(امداد الفتاویٰ مبوب بترتیب جدید ج ۵ ۱۰ ص ۲۸۸)۔

رضا خانی موٗلف ذرا غور تو کرو کہ ہمارے پیشوا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو تعزیہ داری وغیرہ کے متعلق بدعتِ قبیحہ بدعت ضلالۃ اور شرک وحرام وغیرہ کا فتویٰ صادر فرمایا ہے لیکن تمہیں۔ پھر بھی اس تمام کچھ کے باوجود الٹ ہی نظر آیا۔ مثل مشہور ہے کہ چمگادڑ کے لیے دن بھی رات ہی ہے اس لیے کہ اس نے دن کو اپنی آنکھوں کو بند کیا ہوتا ہے۔ اس لیے اسے نظر ہی کیا آئے گا بس یہی حال ہمارے منڈی چشتیاں کے آوارہ ذہن موٗلف کا ہے۔ چنانچہ قطب الاقطاب فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا

رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں رقم طراز ہیں۔

تعزیہ داری کے بارے میں محدّث گنگوہیؒ کا فتویٰ

سوال :- ریاست گوالیار میں والی ریاست وسرداران ریاست و جملہ حاکمان و افسران ریاست ماہ محروم میں تعزیہ داری کرتے ہیں اور چالیس روز تک بڑی خیر خیرات کرتے ہیں اور اس سبب سے جملہ مساکین کو بڑی مدد پہنچتی ہے اور فقیر فقراء کا گزرا ہو جاتا ہے اور مسلمان بھی اس شرک میں مبتلا ہیں۔ اگر ان مسلمانوں کو منع کیا جاتا ہے اور وہ لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ تو یقیناً تمام اہل ہنود چھوڑ دیں گے اور اگر اہل ہنود چھوڑ دیں گے تو یہ خیر خیرات موقوف ہو جائے گی تو تمام فقراء کا روزینہ جاتا رہے گا اور ان تمام مساکین کو کمال تکلیف ہوگی اس صورت میں اس کا منع کرنے والا عنداللہ ماجور ہوگا یا نہیں۔

جواب :- رزق حلال طرح سے حاصل ہونا ضر روی ہے اور تلوث معصیت بہر حال حرام پس معرکہ تعزیہ داری گوالیار وغیرہ کا حرام ہے اور ایسی خیر خیرات بھی حرام ہے کہ یہ خیر خیرات نہیں بلکہ رسم ہے اور جو خیرات بھی ہو تو بھی مرکب حرام وحلال سے حرام ہوتا ہے سو یہ سب معرکہ حرام ہے اور سب حیلہ خرافات غیر مسموع ہے جہاں یہ واہیات نہیں ہوتی وہاں کے فقیر بھی بھوکے ہو کر نہیں مریں گے۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوّب بطرجدید ص ۴۷۷ ناشر سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

تعزیہ داری کے بارے مفتی اعظم ومحدّث کبیر حضرت مولانا عزیز الرحمٰن عثمانیؒ کا فتویٰ

کہ تعزیہ داری گناہ اور بدعت ہے

سوال :- بعض لوگ مسجد میں تعزیہ رکھتے ہیں اور مجلس کرتے ہیں جس میں مرثیہ پڑھے جاتے ہیں ان امور کا مسجد میں کرنا کیسا ہے اور انکا اصرار کفر ہے یا نہیں؟

جواب :- تعزیہ داری اور مجالس مرثیہ خوانی وغیرہ ہر جگہ اور ہر وقت حرام اور گناہِ کبیرہ ہے بالخصو
ص مساجد میں یہ کام کرنا سخت ظلم اور معصیت اور موجب عتاب الہیٰ ہے مسلمانوں کو ایسی حرکات سے توبہ
کرنا چاہئے یہ امور حرام اور گناہِ کبیرہ ہیں کفر نہیں ہیں اصرار کرنے والا ان امور پر فاسق ہے اور تعزیر کا
مستحق ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ دار العلوم دیو بند جلد نمبر ا یعنی عزیز الفتاویٰ مبوّب مکمل ص ۱۰۲، ۱۰۳ از مفتی اعظم
عارف باللہ، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ مفتی اوّل دار العلوم دیو بند)۔

تعزیہ داری وغیرہ کے مسائل کے بارے میں مفتی اعظم پاکستان
حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کا فتویٰ

سوال عشرہ محرم میں تعزیہ داری دلدل قبر اور علم وغیرہ کی صورت بنانا۔

(۲) عشرہ محرم میں زینت ترک کرا اور لذتوں کا چھوڑنا۔ گوشت وغیرہ نہ کھانا غمگین رہنا۔

(۳) تعزیہ داری کے کاموں میں کوشاں رہنا۔ اور مددگار رہنا اور اپنا اسباب ان کو استعمال کے دینا اور
روپیہ پیسہ سے امداد کرنا۔

(۴) عشرہ محرم میں جہلاء سینہ پیٹتے ہیں یہ فعل کیسا ہے؟

(۵) مرثیہ خوانی اور واقعات شہادت پڑھنا اور نوحہ کرنا کیسا ہے؟

(۶) جو تعزیہ داری دلدل اور علم پر بطور نذر نیاز کے لاتے ہیں ناریل وغیرہ توڑتے ہیں اور شب
عاشورہ کو
حلوہ وغیرہ تعزیہ کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ ان چیزوں کا بطور تبرک کھانا اور تقسیم کرنا کیسا ہے؟

(۷) دسویں رات کو تعزیہ دلدل اور علم وغیرہ کا شب میں گشت کرانا باجہ گاجہ کے ساتھ اور اس کو دیکھنا کیسا ہے؟

(۸) دسویں صبح کو شہادت کا ہوتا ہے تو اس روز بھی اس جوش و خروش اور دھوم دھام سے تعزیہ دلدل علم
وغیرہ کے جلوس کو دفن کے لئے نکالا جاتا ہے تو اس کے ساتھ جانا کیسا ہے؟

(۹) امور مندرجہ بالا حرام ہیں یا کفر اور ان کے کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب :- یہ سب امور بدعت سیہ ہیں اور بعض ان میں سے علاوہ بدعت ہونے کے خود بھی حر
ام ہیں اور بعض میں شرک کا بھی احتمال ہے اس لیے ان تمام امور کا رک ضروری ہے اور واجب ہے حد
یث میں ہے۔ شہر الامور محد ثاتہا وکل بدعۃ ضلالۃ (رواہ مسلم) وروی طبرانی عن ابن عباسؓ قال رسول
الله صلى الله عليه اسلم من اهد ث حد ثا او اوٰ ى محد ثا منه لعنة الله
والملكة والنا س اجمعين لا يقبل الله منه صر فاً و لا عد لاً.

تعزیہ کا جلوس نکالنا اور اس کے ساتھ ان تمام ناجائز امور کا ارتکاب کرنا علاوہ بدعت ہونے کے
، کفار ہنود کے طرزِ عمل کے مشابہ ہے اس لیے بھی حرام ہے۔ نیز یہ جلوس شان و شوکت سے نکالنا اور باجا
گاجہ وغیرہ ساتھ ہونا تو علامت اظہار مسرت کی ہے دیکھنے والے اس سے یہی سمجھتے ہیں اس کو غم و اندوہ کا
نشان کا فرار دینا بھی تعجب ہے۔ نوحہ سینہ کوبی کرنا خود شرعاً حرام ہے۔

كمافى مجمع البركات يكره للرجل تسويد الثياب و تخريقها
للتعزية وامالتسويد الخدود والايدى و شق الجيوب و خدش الوجوه و
نثرا الشعور و نثر التراب على الرئوس والضرب على الصدود والفخر
وايقاد النار على الصبور فمن رسوم الجاهليه والباطل .كذافى
المفردات مجموعة الفتاوى.

(فتاوٰی دارالعلوم دیوبند ص ۱۴۵،۱۵۵ یعنی امداد المفتین کامل از مفتی اعظم پاکستان۔ حضرت مولا
نا مفتی محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ)۔

فاضل جلیل عالم نبیل حضرت مولانا مفتی ظفر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ کا فتوٰی

تعزیہ بنانے اور اس کو مسجد میں رکھنے کا حکم

چنانچہ امداد الاحکام میں رقم طراز ہیں۔

سوال :- صورت حال یہاں کی یہ ہے کہ ایک مسجد یہاں اہل سنت والجماعت کی ہے۔ جس کے متعلق تخمیناً ایک سو گھر بیوپاریوں کے ہیں۔ جو سب اہل سنت ہیں اور وہی لوگ اس مسجد کے متولی ہیں عرصہ دراز سے ایک فقیر جو مسجد کا خدمتی سمجھا جاتا تھا وہ مذہباً شیعہ تھا اور لوگ جو یہاں زوردار اور زمیندار سمجھے جاتے ہیں وہ بھی شیعہ ہیں وہ اس فقیر کے حمایتی رہتے تھے اس بنیاد پر وہ فقیر مذکورہ بالا مسجد میں ایک تعزیہ بنا کر رکھتا تھا جو اہل سنت کے مذہب کے قطعاً خلاف اور ناجائز ہے چنانچہ تین سال ہوئے کہ وہ فقیر مر گیا اور اس کا یا اس کے ورثا کا کوئی تعلق مسجد سے نہ رہا اور دوسرا سنت وجماعت موذن رکھ لیا مگر اس کے ورثاء بوجہ حمایت اہل تشیع کے کہ جن کے ہاں اس قبضہ میں بڑے زور وشور سے تعزیہ داری ہوتی ہے اس کی حمایت پر کھڑے ہو گئے اور زبردستی تعزیہ رکھوانا چاہا اور رکھوا دیا اہل سنت کو عدالت دیوانی میں اس فقیر کا استحقاق باطل ہو جانے کا دعوٰی کرنا پڑا، وکلاء نے یہ مشورہ دیا کہ اگر تعزیہ تمہارے مذہب کے خلاف ہے اور تم اپنی مسجد میں رکھا جانا نہیں چاہتے تو دعوے کے ساتھ اپنے مستند علماء کے وہ فتوے بھی شامل کرو جن کی وجہ سے تم مسجد میں تعزیہ رکھنے کے مانع ہو۔ لہذا خدمت عالی میں گزارش ہے کہ ایک فتوٰی جو عریضہ ہذا کے ساتھ ہے اس میں تعزیہ اور تعزیہ داری کی برائی اور اس پر شرعاً جو وعیدیں ثابت ہوں وہ سب مدلل اور مفصل معہ حوالہ کتب اور نیز یہ بھی کہ جس مسجد میں تعزیہ رکھا ہوا ہو اس مسجد کی نماز میں کیا قصور عائد

ہوتا ہے ارقام فرما کر بھیج دیجئے چونکہ ہمارا یہ فعل کسی مسلم گروہ میں تفریق اور نزع پیدا ہونے کی غرض سے نہیں ہے۔ بلکہ ایک نہایت ضال اور مبتدع گروہ کے شر اور بدعت سے اپنے کو محفوظ رکھنا مقصود ہے اور بفضلہ اہل سنت کے یہاں جو تخمیناً ایک ہزار ہوں گے سب متفق ہیں اور ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ لہذا فتوٰی صاف مشرّح اور زوردار الفاظ میں ہونا چاہیے تاکہ عدالت میں کارآمد ہو سکے اور آپ اور سب لوگ عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور ہوں۔ جناب مفتی صاحب کے دستخط ثبت ہونے کے بعد دیگر موجودہ علماء مدرسہ کے دستخط ۔۔۔۔۔ بامہریں بھی کرادیں۔ تاکہ عدالت میں کارآمد ہو اور مستند مانا جاوے چونکہ یہ کام خالصاً لوجہ اللہ ہے۔ لہذا اقوی امید ہے کہ آنجناب اس میں پوری کوشش اور سعی بلیغ فرما کر جلد جواب بھیج دیں گے جواب کے واسطے ایک آنہ کا ٹکٹ مرسل ہے کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرح متین میں اس مسئلہ میں کہ حنفی العقیدہ اہل سنت والجماعت کے مذہب میں تعزیہ بنانا اپنے مکان میں رکھنا اور اس پر منت اور چڑھاوا چڑھانا کیسا ہے اور کس درجہ کا گناہ ہے؟ اور جس مسجد میں تعزیہ رکھا جاتا ہے اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ باوجود جاننے کے اس کے معاون اور مددگار ہوں ان سے کس قسم کا برتاؤ کیا جاوے؟۔ بینوا توجروا۔

الجواب :- تعزیہ بنانا اور اس کو اپنے مکان میں رکھنا بدعت ضلالہ اور بہت بڑا گناہ اور اس کی تعظیم وتکریم کرنا شرک ہے اسی طرح اس پر منت اور چڑھاوا چڑھانا حرام اور شرک ہے اور مسجد میں تعزیہ کا رکھنا ہرگز جائز نہیں اور جس مسجد میں تعزیہ رکھا ہو اس میں تعزیہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ اور اہل مسجد کے ذمہ تعزیہ کا نکال دینا واجب ہے۔ اور جو لوگ تعزیہ کو مسجد میں رکھنا چاہتے ہوں اور جو ان کے معاون ہیں وہ عنداللہ سخت گناہگار ہیں ان سے ملنا جلنا سلام وکلام کرنا ترک کر دینا چاہیے جب تک وہ اس گناہ سے توبہ خالص نہ کریں۔

رواہ الطبرانی عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

من احدث حدثا او اوی محدثا علیہ لعنۃ اللہ والملکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفاً ولا عدلاً۔

اس حدیث کے موافق جولوگ تعزیہ اپنے گھر میں یا مسجد میں رکھتے ہیں یا جواس کے معاون ہیں ان پر خدا کی اور فرشتوں کی اور سب مسلمانوں کی لعنت برستی ہے اوران کی نماز اور روزہ اور تمام اعمال صالحہ خدا کے یہاں مردود ہیں کچھ قبول نہیں ہوتے۔ بحرالرائق میں ہے۔

النذر للمخلوق لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا تکون للمخلوق۔

اس سے معلوم ہوا کہ تعزیہ کے لئے منت ماننا اور چڑھاوے چڑھانا حرام قریب بشرک ہے مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ ص ۱۰۹ ج ۲ صورت وشبیہ روضہ مقدسہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بنانے کو اوراس کی تعظیم وتکریم غیر مشروع کو بدعت حرام لکھتے ہیں پھر تعزیہ بنانا کیونکر جائز ہو گا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ والہ اسلم لا تتخذوا قبری عیدا۔ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاء ھم مساجد (اخرجہ البخاری) مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ اسلمی سے نقل فرماتے ہیں

من الاوھام تقرر حکم شئی بشبیھہ وھذا الوھم قدا ضل عبدۃ الاصنام من طریق الصواب واو قعھم فی ھاویۃ الجھالۃ۔ اھ ص ۱۱۰ ج ۲۔

شامی میں ہے:

قال فی الدرولبس ثوب فیہ تماثیل ذی روح اھ فی ردالمحتار اقول والظاھر انہ یلحق بہ الصلیب وان لم یکن تمثال ذی روح لانہ فیہ تشبھا بالنصاریٰ ویکرہ التشبیہ بھم فی المذموم وان لم یقصدہ

کما صرا ھ۔ ص ۲۷۷ ج ۱

اور ظاہر ہے کہ تعزیہ بھی صلیب سے کم نہیں، اس لیے اس کے سامنے نماز پڑھ مکروہ تحریمی ہے اور مسجد میں اس کا رکھنا حرام ہے۔ لان المسجد لم یبین لھذا وانما ہو لعبادۃ اللہ وحدہ واللہ اعلم۔ (امدادالاحکام ج ا صفحہ ۸۸، ۸۹، ۹۰ طبع کراچی)

محقق العصر حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی

چنانچہ خیر الفتاویٰ جلد اوّل میں موجود ہے ملاحظہ فرمائیں

تعزیہ مشابہ العجل سامری ہے:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کہ محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو شربت بنانا اور پینا اور کھچڑا پکانا وکھانا درست ہے یا نہیں؟ اور تعزیہ کو برُا بھلا کہنا مثلاً یہ تعزیہ پیشاب کرنے کے لائق ہے یا اس کو آگ میں جلا دینا چاہیے یہ الفاظ کہنا درست ہے یا نہیں؟ (محمد شفیع کالی موری حیدرآباد)

جواب:- دسویں محرم کو شربت بنانا کھچڑا پکانا جیسا کہ درج ہے بدعت ہے، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں تعزیہ بنانا گناہ ہے کیونکہ یہ عوام کے بہت سے افعال شرکیہ کا سبب اور باعث بنتا ہے لوگ اس سے مرادیں مانگتے ہیں اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں اوراس کے لئے منتیں مانتے ہیں وغیرہ ذالک اوران افعال کی قباحت اور شناخت شرعاً ظاہر ہے دیگر اہل اسلام کے علاوہ خود شیعوں کے محقق علماء بھی اسے ناجائز اور بدعت قرار دیتے ہیں چنانچہ شیعہ مفتی فقیر محمد تقی لکھتے ہیں تعزیہ دلدل نکالنے اور امام باڑہ بنانے کا کوئی شرعی ثبوت نہیں جن کتابوں میں ایسی باتیں درج ہیں وہ یارلوگوں کی تصنیف ہیں۔

اخبار اہل سنت لکھنؤ ۳ مارچ ۱۹۵۲

پس تعزیہ شرعاً کوئی قابل احترام چیز نہیں ہوسکتا بلکہ سامری کے بچھڑے کی طرح بمنزلہ ایک بت کے ہے جن کی بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لنحرقنہ ارشاد فرمایا تھا لیکن ایسا کہنا شرعاً فرض

دو واجب نہیں اور کہنے میں باہمی منافرت اور کشیدگی پیدا ہوتی ہے لہٰذا اشتعال انگیزی کے مواقع سے بچنا چاہیے سوال میں مذکورہ فقرہ خصوصاً تہذیب سے گرا ہوا ہے فقط واللہ اعلم۔ بندہ محمد عبداللہ عفی اللہ عنہ

(۲۳ محرم الحرام ۱۳۸۳ء) خیر الفتاویٰ ج اصفحہ نمبر ۵۵۵،۵۵۶۔ طبع اوّل

تعزیہ بنانا دیکھنا جائز نہیں اور اسے حاجت روا سمجھنا کفر ہے

مسجد میں تعزیہ یا تعزیہ کا کوئی حصہ وغیرہ رکھنا شریعت میں جائز ہے یا ناجائز؟

جواب:- اہل سنت والجماعت کے نزدیک تعزیہ بنانا اور اس کی تعظیم کرنا اور اس کو یا اس کے کسی حصہ کو مسجد میں رکھنا ناجائز ہے بلکہ تعزیہ کو دیکھنا اگرچہ بنظر تماشاہی ہو جائز نہیں دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

1- حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتویٰ ج ۲ ص ۲۱۱ میں تحریر فرماتے ہیں روضہ مقدسہ نبویہ کی صورت یا شبیہ حصول ثواب کی غرض سے بنانا بدعت اور ناجائز ہے اور اس وجہ سے کہ زمانہ صحابہؓ و تابعینؒ و تبع تابعینؒ و ائمہ مجتہدینؒ میں باوجود وقوع ضرورت کے یہ صورت نہیں پائی گئی حالانکہ صدہا صحابہؓ و تابعینؒ روضہ نبوی کے مشتاق رہتے تھے مگر کسی نے ایسا نہیں کیا کہ آپ کے روضہ کی شبیہ بنا کر اس سے برکت حاصل کر لینا اوّلاً جب روزہ نبویہ کی شبیہ بنانا جائز ہوا تو حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ کا شبیہ بنانا اور اس کی صورت بنا کر اس سے مرادیں مانگنا کیسے جائز ہوگا۔

ثانیاً:- اس وجہ سے کہ کسی متبرک شے کی صورت اور شبیہ کو اس شے کا حکم دے دینا اور حصول ثواب کا طلب کرنا باطل ہے رسالہ اسلمی میں ہے۔

من الا وهام تقرير حكم شئى بشبيهه وهذ الو هم فدا ضل عبدة الا صنام من طريق الصواب واو قعهم فى ها وية الجهالة ۔انتهى ج۲ص ۲۹۳ ہے

سوال:- تعزیہ کو دیکھنا نہ بنظر اعتقاد بلکہ بنظر تماشا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- تعزیہ میں تماشاہی کیا ہے اور بدعت کو نہ دیکھنا چاہیے بلکہ زبان یا ہاتھ سے اس کے دفعہ کرنے کی کوشش کرنا چاہیے اور اگر یہ نہ کر سکیں تو دل سے اس کو بُرا جاننے اور یہ خلاف ایمان کی دلیل ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

سوال:- تعزیہ سے مراد چاہنا درست ہے یا نہیں؟

جواب:- نہیں کیونکہ نہ وہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے اور نہ تم کسی شے سے بے پرواہ کر سکتا ہے اگر تعزیہ سے مراد چاہنے والا یہ سمجھے کہ تعزیہ اس کی مراد پوری کر سکتا ہے تو کافر ہے

(فتاویٰ مولانا عبدالحی ج ۲ ص ۲۹۳)

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثناعشریہ میں لکھا ہے نو وہ شانزدہم صور چہرے راحکم آں چیز دادن و این وہم اکثر راہ بُت پرستاں زدہ آنہا دا، داضلالت افگندہ واطفال خوردے سال ہم دریں وہم بسیار گرفتار باشند الخ۔

ان حوالہ جات سے صاف معلوم ہوا، کہ تعزیہ بنانا ناجائز ہے اس کی تعظیم کرنا بھی ناجائز ہے اس کو مسجد میں تعظیماً رکھنا بھی ناجائز ہے۔ یہ اعتقاد رکھنا کہ تعزیہ ہماری مراد پوری کر سکتا ہے یہ کفر ہے۔ اب شیعہ کی کتابوں سے بھی تعزیہ کا ناجائز ہونا لکھا جاتا ہے اہل سنت بھائیوں کو غور کرنا چاہیے کہ یہ ایسی بدعت ہے کہ جو حضرات شیعہ کے نزدیک بھی ناجائز ہے صرف اور صرف جاہل شیعوں نے گھڑ رکھا ہے۔

فى باب النوادر من كتاب من لا يحضره الفقيه عن على قال من جداقبرا اومثل مثالا فقد خرج عنه عن ابقة الاسلام۔

ترجمہ: جس نے کوئی بناوٹی قبر یا کسی چیز کی شبیہ وغیرہ بنائی تو وہ شخص دائرہ اسلام وایمان سے خارج ہو جائے گا۔ شیعہ کی کتابوں سے بہت سی عبارتیں ہیں۔ جونوحہ و ماتم وسینہ کوبی کی حرمت میں پیش کی جاسکتی ہیں مگر چونکہ یہ استفتا اہل سنت کی طرف سے ہے اس لیئے پیش کرنے کی چنداں ضرورت نہیں

فقط واللہ اعلم۔

محمد عبداللہ ،الجواب؟ صحیح بندہ عبدالستار عفاء اللہ عنہ الجواب الصحیح محمد صدیق معین مفتی خیر المدارس ملتان۔ خیر الفتاوی ج ا،ص ۵۶۷ ،ص ۵۶۸ ،ص ۵۶۹ ،طبع اول ملتان رضا خانی مؤلف تف ہو تمہاری سمجھ پر کہ تم نے تو ہمارے پیشوائے اعظم حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظ کی عبارت میں کانٹ چھانٹ کر کے ایک جعلی مفہوم پیش کر کے بغلیں بجائیں اور علماء اہل سنت دیو بند پر یہ سنگین الزام عائد کر دیا کہ حنفی دیو بندیوں کا فتوی ہے۔ کہ تعزیہ نکالنا جائز ہے وغیرہ وغیرہ۔ رضا خانی مؤلف ذرا غور و فکر سے کام لو کہ تعزیہ نکالنے کا فتوی تو تم نے بھی بخوبی پڑھا اور تم اپنی کوتاہ فہمی پر ماتم بھی کرو کہ تمہیں ہوش آ جائے کہ علماء دو بند کیا فتوی دے رہے ہیں اور میں کیا زہر اگل رہا ہوں۔ رضا خانی غلام مہر علی صاحب تم نے اہل سنت و جماعت علماء دیو بند کے فتاوی کفر و بدعت ضلالہ اور حرام ہونے کے فتاوی دیو بند بخوبی پڑھ چکے ہو اور اس کے باوجود بس تمہارا ایک ہی علاج ہے کہ جب تمہاری آنکھیں بند ہوں گی تو قبر میں جا کر اپنے کیے ہوئے کا سب کچھ دیکھ لو گے۔

حضرات گرامی! مندرجہ بالا اہل سنت دیو بند کے فتاوی سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ اہل سنت و جماعت اولیاء کرام محدثین دیو بند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کے نزدیک تعزیہ نکالنا تعزیہ بنانا اس کی نصرت کرنا کسی بھی اعتبار سے ہو ذی روح یعنی بے جان کی شبیہ بنانا وغیرہ وغیرہ حرام اور بدعت سیۂ یعنی کے بدت قبیحہ ،بدعت ضلالۃ ،کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار ہے۔ تعزیہ کی اعانت و نصرت کرنے والے پر خدا تعالی کی اور فرشتوں کی اور سب مسلمانوں کی لعنت برستی ہے اور ان کی نماز روزہ ہر قسم کے اعمال صالحہ خدا کے ہاں مردود ہیں۔ کوئی عمل بھی قابلِ قبول نہیں ہوتا بقول اہل سنت علماء کے فتاوی کے تعزیہ بنانا اور اس کی تعظیم و تکریم کرنا سخت گناہ کبیرہ اور حرام ہے لیکن رضا خانی موئف کی عقل کو داد دیجیئے کہ بات کیا تھی اور کیا بنا کر نقل کر ڈالی یعنی کہ پر کا پرندہ بنا دیا جب کہ اکابر اہل سنت تو تعز

یہ داری کرنا حرام اور کفر و بدعت قبیحہ ہونے کے بارے میں اپنے فتاوی میں تصریح فرما چکے ہیں تو پھر تعزیہ بنانا یا تعزیہ کی نصرت کرنا اس کے جواز کا فتوی دیں؟ کیسے متصور ہو سکتا ہے کیونکہ اکابر اہل سنت کا ہر قول و فعل شریعت محمدیہ علی صاجہا الصلوۃ والسلام کے عین مطابق ہے جب ہی کوئی مسئلہ بیان فرماتے ہیں۔ تو اپنی طرف اجتہاد ہرگز نہیں کرتے ، بلکہ فقہاء عظام خصوصا حضرت امام الائمہ ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی تحقیقات کی روشنی میں مسئلہ بیان فرماتے ہیں دھوکہ منڈی کی تاجر رضا خانی موئف نے اہل سنت و جماعت علماء دیو بند پر یہ سنگین الزام تراشی کی ہے کہ اکابر دیو بند نے تعزیہ نکالنے ،تعزیہ بنانے کا فتوی دے دیا وغیرہ العیاذ باللہ یہ خالص جھوٹ ہے اہل سنت و جماعت علماء دیو بند کیطرف اس کا پختہ اور ثقہ جواب تو یہی ہے ۔ لعنۃ اللہ علی الکا ذبین۔ (القرآن).

نوٹ :- دراصل رضا خانی اہل بدعت حقیقت میں رافضی ہی ہیں صرف ان کا لبادہ نام نہاد اہل سنت ہیں اور حقیقت میں ان کے تمام طور طریقے روافض ہی کی طرح ہیں۔ اور جو عقائد و اعمال اہل تشیع کے ہیں وہی اہل بدعت بریلویوں کے ہیں۔ حضرات گرامی! حقیقت میں رضا خانیوں اور اہل تشیع کے عقائد و اعمال یکساں ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

رضا خانی بریلوی اور شیعہ عقائد میں یکسانیت

جیسا کہ اہل بدعت بریلوی بارہ ربیع الاوّل کے دن جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوس نکالتے ہیں تو اسی طرح شیعہ بھی دس محرم الحرام اور اس کے علاوہ بقیہ ایام میں شہداء کربلا وغیرہ کا جلوس نکالتے ہیں اہل بدعت بریلوی تمام سال قبروں کی پوجا پاٹ کرتے ہیں اور شیعہ بھی تمام سال قبروں اور گھوڑے کی پوجا پاٹ کرتے ہیں اہل بدعت بریلوی بڑی گیارھویں اور چھوٹی گیارھویں شریف کا ختم دلاتے ہیں اور تقسیم کرتے ہیں اور شیعہ بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر ائمہ کربلا وغیرہ کے نام

کی نذر و نیاز پر ختم شریف دلاتے اور تقسیم کرتے ہیں یعنی کہ بریلوی بھی نذر لغیر اللہ کے قائل ہیں اور شعیہ بھی نذر لغیر اللہ کے قائل ہیں اہل بدعت بریلوی بھی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نورِ مجسم مانتے ہیں اور شیعہ بھی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نورِ مجسم اور بارہ اماموں کو بھی نورِ مجسم مانتے ہیں بلکہ امامت کا درجہ نبوت سے اونچا سمجھتے ہیں۔ اہل بدعت بریلویوں کا عقیدہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام مختار کل ہیں اور شیعہ کا بھی عقیدہ یہی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آئمہ مختارِ کل ہیں اہل بدعت بریلوی قبروں پر قُبے یعنی کہ عمارتیں بناتے ہیں اور شیعہ بھی قبروں پر قبُے یعنی عمارتیں بناتے ہیں اہل بدعت بریلیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اکرام حاضر و ناظر ہیں اور شیعہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ حاضر و ناظر ہیں اہل بدعت بریلوی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کے عرس مناتے ہیں اور شیعہ بھی اپنے ائمہ کے عرس مناتے ہیں اہل بدعت بریلوی اپنے امام احمد رضا خاں بریلوی پر صلوٰۃ والسلام پڑھتے ہیں اور شیعہ بھی اپنے ائمہ پر صلوٰۃ سلام پڑھتے ہیں اہل بدعت بریلوی ۲۲ رجب المرجب کو کونڈے بھرتے ہیں اور شیعہ بھی ۲۲ رجب المرتب کو کونڈے بھرتے ہیں، رضا خانی بریلوی شرک و بدعات کے عاشق ہیں اور شیعہ بھی شرک و بدعات کے عاشق ہیں۔ یعنی کہ دونوں فرقے ایک دوسرے کے فوٹو سٹیٹ ہیں۔ اہل بدعت بریلوی پنج تن پاک کا عقیدہ رکھتے ہیں اور نعرہ بھی لگاتے ہیں اور شیعہ بھی پنج تن پاک کا عقیدہ رکھتے ہیں اور نعرہ بھی لگاتے ہیں اہل بدعت بریلوں کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ائمہ مشکل کشا ہیں اور اہل بدعت بریلویوں کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت علیؓ مشکل کشا ہیں اور شیعہ کا بھی عقیدہ یہی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ۱۲ امام وغیرہ بھی مشکل کشا ہیں۔ اہل بدعت بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی مشکل کشا ہیں شیعہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ امام مُشکل کشا ہیں اہل بدعت بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام غیب دان ہیں اور شیعہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ

بھی غیب دان ہیں اہل بدعت کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم ما کان و ما یکون ہیں اہل بدعت کا عقیدہ ہے کہ اولیاء کرام عالم ما کان مَا یکون ہیں اور شیعہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ آئمہ عالم ما کان و ما یکون ہیں اور اہل بدعت رضا خانی علمائے اہل سنت کی تکفیر کرتے ہیں اور شیعہ بھی علمائے اہل سنت کی تکفیر کرتے ہیں اہل بدعت رضا خانی شرک و بدعت کی دلدادہ اور شیعہ بھی شرک و بدعت کے دلدادہ ہیں اہل بدعت رضا خانی قبر پرست ہیں اور شیعہ قبر پرست اور ذوالجناح پرست اہل بدعت رضا خانی مولوی احمد رضا خاں بریلوی کو معصوم سمجھتے ہیں اور شیعہ بھی ائمہ کو معصوم سمجھتے ہیں۔ اہل بدعت بریلوی قیام میں صلوۃ وسلام پڑھتے ہیں اور شیعہ بھی قیام میں درود پڑھتے ہیں اور اہل بدعت رضا خانی بریلوی باہر والوں سے بغض و عناد رکھتے ہیں یعنی کہ ائمہ حرمین شریفین سے ان کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتے اور شیعہ بھی اسی طرح اندر والوں سے بغض و عناد رکھتے ہیں یعنی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروقؓ جو دونوں امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آرام فرما رہے ہیں۔ اہل بدعت رضا خانی غیر اللہ سے استمداد کے قائل ہیں۔ اور شیعہ بھی غیر اللہ سے استمداد کے قائل ہیں۔ اہل بدعت رضا خانی غیر اللہ کو مافوق الاسباب امور میں پکارتے ہیں اور شیعہ بھی غیر اللہ کو مافوق الاسباب امور میں پکارتے ہیں۔ اہل بدعت رضا خانی اولیاء اللہ سے استمداد مانگتے ہیں اور شیعہ بارہ ائمہ وغیرہ سے استمداد مانگتے ہیں۔ اہل بدعت رضا خانی کھڑے ہو کر صلوۃ والسلام پڑھتے ہیں اور شیعہ قیام میں درود پڑھتے ہیں۔

اہل بدعت بریلوی اپنے نام نہاد امام احمد رضا خاں بریلوی اور اولیاء اللہ کو رضی اللہ کہتے اور لکھتے ہیں اور شیعہ ائمہ کو علیہ السلام کہتے ہیں۔ اہل بدعت بریلوی صحابہ اکرم اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کرتے ہیں۔ جیسا کہ اہل بدعت کے امام مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے اپنے ملفوظات میں عبدالرحمن بن عبدالقاری جو کہ صحابی رسول ہیں اس کو کافر کہا ہے اور اپنے نعتیہ کلام حدائق

کے بخشش حصہ سوم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نہایت قبیح و شنیع اشعار کہے ہیں۔اور شیعہ بھی حضرت علی ۔حضرت سلمان فارسی ۔اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کے علاوہ تمام صحابہ کرام کو کافر کہتے ہیں اور ازواج مطہرات میں سے خصوصاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شدید توہین کرتے ہیں۔

اہل بدعت بریلوی بھی نعرہ یا رسول اللہ یا علی یا غوث لگاتے ہیں۔اور شیعہ بھی نعرہ یا رسول للہ یا علی یا حسن یا حسین یا عباس وغیرہ لگاتے ہیں۔اہل بدعت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کو انبیاء کی طرح معصوم اور حضرت عیسی علیہ السلام سے بہتر سمجھتے ہیں۔اور شیعہ بھی ائمہ کرام کو انبیاء کرام سے بہتر اور معصوم سمجھتے ہیں۔رضا خانی بریلوی اذان کے شروع میں صلوۃ والسلام پڑھ کر اذان میں اضافہ کرتے ہیں اور شیعہ اذان کے اندر اشھد ان امیر المؤمنین علی ولی اللہ وصی رسول اللہ خلیفہ بلا فصل الخ۔وغیرہ کے الفاظ کا اضافہ کرتے ہیں۔جو کہ سراسر غلط ہے۔

نوٹ: بندہ نے رضا خانی بریلوی عقائد اور شیعہ عقائد کا نہایت مختصر سا نقشہ پیش کیا ہے۔کہ بریلوی عقائد و نظریات اور شیعہ عقائد و نظریات اور طریق کار میں دونوں یکساں ہیں بلکہ اہل بدعت بریلوی حب رسول کے نام پر علماء اہل سنت دیوبند کی تکفیر کرتے ہیں اور شیعہ حب اہل بیت کے نام پر علماء اہل سنت دیوبند کی تکفیر کرتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بندہ ناچیز نے رضا خانی بریلوی امت کے گمراہ کن عقائد آپ حضرات کی خدمت میں پیش کر دیے ہیں تاکہ آپ ان کو پڑھ کر رضا خانی بریلوی مذہب سے بخوبی واقف ہو جائیں گے۔غلام مہر علی صاحب اب بتاؤ کہ تم نے حکیم الامت مجدد دین و ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی عبارت میں کھینچا تانی سے کام لے کر صحیح عبارت کا نقشہ سرے سے ہی بگاڑ دیا لیکن ہم نے تمہارے عقائد ملعونہ کا اور شیعہ عقائد ملعونہ کے ساتھ کیسے موازنہ کیا ہے۔اگر غیرت ایمانی ہے تو دلائل سے تردید کرو تم قطعاً تردید نہ کر سکو گے۔اور ہرگز نہ کر سکو گے کہ جس طرح شیعہ کائنات کا بدترین گروہ ہے بس اسی طرح رضا خانی بریلوی اہل بدعت فرقہ بھی اخبث الکائنات ہے۔کیونکہ بریلوی عقائد اور شیعہ عقائد حقیقت میں ایک ہی ہیں صرف نام کا فرق ہے کام میں یکساں ہیں بعض کاموں میں رضا خانی بریلوی اہل بدعت شیعہ سے بھی سبقت لے جاتے ہیں جیسے شیعہ صرف گھوڑا نکالتے ہیں اور اہل بدعت بریلوی میلاد النبی ﷺ کے جلوس میں گدھا گاڑی بیل گاڑی تانگے اونٹ موٹر سائیکل اور گاڑیاں وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔اور امرد لڑکوں کا نوجوان لڑکوں ناچ اور ڈھول کی تھاپ اور چمٹے گانے وغیرہ یعنی کہ ہر قسم کی خرافات ہوتی ہیں حق تعالیٰ اللہ تعالی اس فتنہ رضا خانیت اور بریلویت کے شر سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے حقیقت یہ ہے کہ بریلویت ایک فتنہ کبریٰ ہے۔

ضال و مضل فرقہ بریلویت جو شب و روز علماء حق اہل سنت دیوبند کے خلاف عوام الناس میں نفرت پھیلانے میں مصروف رہتا ہے اور جس کے دو ہی اہم کام ہیں ایک تو علماء اسلام کی تکفیر کرنا اور دوسرا بڑا اس سے اہم کام یہ ہے کہ اپنے پیٹ کے دھندے کی خاطر قوم سے دھوکا اور فریب سے مال اکٹھا کرنا ہے۔

تو ان رضا خانیوں سے خدمت اسلام کی توقع رکھنا سب سے بڑی حماقت ہوگی۔حق تعالیٰ تمام عالم اسلام کو فتنہ کبریٰ بریلویت کے شر سے محفوظ فرمائے۔حقیقت بات یہ کہ اس فتنہ کبریٰ کی نہوست کی وجہ سے آج تک پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ نہیں ہو سکا۔

آوازۂ غیب

(میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند)

شورش مجھے بطحا سے ملا ہے یہ اشارا
ڈوبے گا بریلی کے خداؤں کا ستارا
بدعت کے در و بام ہلاتے چلے جاؤ
اللہ نے پامردیِ مومن کو پکارا
بے روک ہیں ان فتویٰ فروشوں کی زبانیں
اسلاف کی توہین پہ کرتے ہیں گزارا
قرآن کے احکام رکھتے نہیں رغبت
توحید کے اذکار سے کرتے ہیں کنارا
میلاد کی محفل ہو تو ناغہ نہیں کرتے
ملتا ہے مریدوں سے تن و توش کا چارا
رندانِ سیہ مست کو حجروں میں بلا کر
دیتے ہیں مریدانِ تہی دست کو "لارا"
ہر کوچہ و بازار میں کہرام مچا ہے
ان زہد فروشوں نے مسلمان کو مارا
اُمت کے اکابر پہ سب و شتم کی بوچھاڑ

کرتی نہیں اللہ کی غیرت یہ گوارا
پہنچا ہے مجھے حُجّۃ اسلام کا فرمان
جس نے مرے ایمان کے چہرے کو نکھارا
دل سے مرے ہر خدشۂ فانی کو نکالا
جُرآت کو مری عشقِ پیمبرؐ سے سنوارا
کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نَے خوفِ سکندر ہے نہ اندیشۂ دارا
میرے لئے مدینہ کی فضا کافی و شافی
تعویذ فروشوں کو بریلی کا سہارا
تکفیر کی بدبو سے مساجد میں تعفّن
سنڈاس ہے واعظ کے خرافات کا دھارا
گنگوہیؒ کے دامن پہ ہے الحاد کے چھینٹے؟
نانوتویؒ کافر ہے؟ یہ سوچو تو خدارا
اسلام کے باغی ہیں؟ دیوبند کے بیٹے
کس نے تمہیں اس فتویٰ تراشی پہ ابھارا
تم اور مرے قتل کی تدبیر بہت خوب
"آوازِ سگاں کم نہ کند رزقِ گدارا"
پھر یہ نہ شکایت ہو کہ گستاخ ہے شورش
جب میں نے قباؤں کو ادھیڑا کہ اتارا

====================

رضاخانی بدعتی موئف کی چال بازی کی بدترین مثال

رضاخانی موئف نے محض چالبازی فریب کاری خالص افتراءاور ابلیس لعین کی پیروکاری کو اپنی روحانی غذا سمجھتے ہوئے اہل سنت و جماعت علماء دیو بند کثر اللہ جماعتہم کی علمی شہرت کو داغدار کرنے کے لئے مندرجہ ذیل مکروہ الزامات عائد کیے ہیں جو کہ سراسر باطل اور یقیناً بے بنیاد ہیں رضاخانی موئف جو اپنے وقت کے رجسٹرڈ شدہ من الجاہلین ہیں نے پہلا الزام ہمارے پیشوا اعظم شیخ المشائخ حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ پر لگایا ہے کہ ان کو انگریز سرکار سے ڈبل وظیفے ملتے تھے۔

الزام نمبر ا:

رضاخانی موئف لکھتے ہیں کہ

مکالمۃ الصدرین ص ۹ پر درج ہے " یہاں تک کہ تھانوی صاحب کو انگریز سرکار سے مال و دولت کے خاص ڈبل وظیفے مقرر کر دیئے گئے تھے۔ (بلفظ دیو بندی مذہب ص ۳۳) طبع دوم

رضاخانی ذنیم موئف کا دوسرا الزام جمعیت العلماء السلام پر ہے۔

الزام نمبر ۲

رضاخانی موئف لکھتے ہیں کہ مکالمۃ الصدرین ص ۷ پر درج ہے " کہ کہیں جمعیت علماء اسلام انگریز کی رقم سے پیدا ہوئی۔" (بلفظ دیو بندی مذہب ص ۳۳ طبع دوم)

رئیس المحرفین رضاخانی موئف نے تیسرا الزام مذہب اسلام کی طرف ہر خاص و عام کو کلمہ حق کی دعوت دینے والی تبلیغ جماعت پر لگایا ہے۔

الزام نمبر ۳

رضاخانی موئف مجسم شیطان لکھتے ہیں کہ مکالمۃ الصدرین ص ۸ پر درج ہے۔

"اور کہیں تبلیغی جماعت اسی بہادر کے سرمایہ سے وجود میں آئی۔"

(بلفظ دیو بندی مذہب ص ۳۳ طبع دوم)

الزام نمبر ۴

رضاخانی موئف احمق زماں نے چوتھا الزام جماعت کانگرس پر لگا ہے چنانچہ رضاخانی موئف بریلوی مذہب کے ناخواندہ وکیل لکھتے ہیں کہ مکالمۃ الصدرین ص ۹ پر درج ہے۔ "اور اسی کے اشارے سے کانگرس کا ظہور ہوا۔" (بلفظ دیو بندی مذہب ص ۳۳ طبع دوم)

رضاخانی بریلوی بدعتی موئف کے الزامات والتہامات کی حقیقت

چنانچہ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

تاریخی حقائق کی روشنی میں اہل سنت و جماعت علماء دیو بند کثر اللہ جماعتہم کے بے داغ اور بے لوث مجاہدانہ کردار سے ہر ذی شعور بخوبی واقف ہے کہ رضاخانی موئف کے بے ہودہ اور فرسودہ الزامات کی طرف توجہ دی جائے لیکن قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے رضاخانی موئف کی تاریخ دانی اور ان کی دیانت وشرافت کو ان کے الزامات کی روشنی میں آشکارا کیا جاتا ہے دراصل یہ وہی فرسودہ الزامات ہیں جو رضاخانی موئف نے اہل سنت و جماعت علماء دیو بند کے مخالفین کی کتب سے بغیر اصل کتب کی طرف رجوع کیے بغیر نقل کر دیئے ہیں الزامات اور ان کے جوابات ملاحظہ فرمایئے اور رضاخانی بریلوی بدعتی موئف کی تاریخ دانی کی داد دیجئے۔

پہلا الزام اور اس کا جواب: رضاخانی موئف لکھتے ہیں کہ

مکالمۃ الصدرین ص ۹ پر درج ہے کہ تھانوی صاحب کو انگریزی سرکار سے مال و دولت کے

خاص ذبل وظیفے مقرر کر دیئے گئے تھے۔ (بلفظ دیو بندی مذہب ص ۳۳ طبع دوم)

الجواب:- قارئین کرام رضا خانی موئف کا دجل و تلبیس ملاحظہ فرمائیں کہ مکالمۃ الصدرین کا
صفحہ نمبر ۹ تو درج کر دیا۔ لیکن صفحہ نمبر ۹ کی عبارت کو چھواء تک نہیں بلکہ اپنی طرف سے ایک غلط قسم کا مفہوم
گھڑ ص ۲۷۷ پر نقل کر دیا تا کہ قارئین کرام کو دھوکہ دیا جا سکے کہ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ حوالے ہیں موئف
مذکور نے مکالمۃ الصدرین ص ۹ کی عبارت پر یہ سُرخی قائم کر ڈالی " کہ دیو بندیوں کے مشہور پیشوا
انگریزوں کا تنخواہ خوار ایجنٹ تھا" اور عبارت مذکور کے بعد مکالمۃ الصدرین ص ۹ ہی کی عبارت کو اپنی
کتاب کے ص ۲۷۷ پر بایں الفاظ پیش کیا۔ ملاحظہ فرمایئے۔ دیکھیئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھا
نوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے آپ کے مسلم و بزرگ پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنُا
گیا ہے کہ ان کو چھ سو روپے ماہوار حکومت کی جانب دیئے جاتے تھے۔ (بلفظ دیو بندی مذہب ص
۳۳ طبع دوم)

نوٹ:- عبارت مذکور کو رضا خانی موئف نے ہیر پھیر سے کام لیتے ہوئے اپنی کتاب کے
صفحہ ۳۳ پر پھر ص ۲۷۷ پر بھی نقل کیا ہے موئف مذکور نے مزید دھوکہ پہ دھوکہ یہ کیا کہ اسی عبارت کو حکیم الا
مت مجدّ دین وملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات جلد ۴ ص ۹۸، کے حوالہ سے ص
۲۷۶ پر بھی نقل کیا نیز رضا خانی موئف نے اپنی کم فہمی اور نادانی کی ثبوت میں اپنی کتاب کے صفحہ ۲۸۹ اور
ص نمبر ۳۵۳ پر بھی مکالمۃ الصدرین جیسے غیر مستند رسالہ کے بے بنیاد حوالے دیکر اہل حق اہل سنت و جما
عت علماء دیو بند کو انگریز سرکار کا وظیفہ خوار ثابت کرنے کی مذموم حرکت کی گئی ہے جس میں ذرہ بھر
صداقت ہی نہیں بلکہ افتراء ہی افتراء ہے موئف مذکور نے اپنی کتاب میں تمام اہل سنت و جماعت علماء
دیو بند کو اور خاص کر دلی کامل حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ پر اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا
سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو جنہوں نے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ تقریباً سترہ ۱۷

سال تک درس حدیث دیا اور مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
پر انگریزی حکومت کا ایجنٹ ہونے کا سنگین الزام لگایا ہے اور ان بزرگان دین کی عزت وعظمت کو پامال کر
نے کی انتھک کوشش کی گئی ہے۔ رضا خانی موئف کا اہل سنت و جماعت علماء دیو بند پر انگریز کا ایجنٹ ہونا
ثابت کرنا بہت بڑی ضلالت اور پرلے درجے کی حماقت ہے اور ایسا آدمی عنداللہ مغضوب اور بے دین
ہے اور جو آدمی اولیاء کرام علماء دیو بند کی علمی شہرت کو داغدار کرتا ہے وہ لعنة الله والملئكة
والناس اجمعين کا پکا مداق ہے۔ (اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی سب لوگوں کی بھی)

الغرض کہ رضا خانی موئف نے خدا معلوم اتنا بڑا دعویٰ کرتے ہوئے حالت سکر میں تھے یا عالم
آخرت کو فراموش کر چکے تھے کیونکہ یقیناً موئف مذکور کا تمام تر دعویٰ سرے سے باطل ہی باطل ہیں۔

اولاً رسالہ مکالمۃ الصدرین حقیقت سے دور اور کذب وافترا کا مجموعہ ہے اور علماء اہل سنت دیو
بند اس رسالہ کی کسی عبارت کے ہرگز ذمہ دار نہیں ہیں تفصیل ملاحظہ فرمائیں کہ مکالمۃ الصدرین اول تا
آخر جعلی ہے۔

اس لیے کہ مکالمۃ الصدرین کوئی مستند کتاب نہیں کیونکہ اگر اس کتاب میں درج شدہ باتیں
واقعتاً کوئی مکالمۃ تھا تو اس پر فریقین کے سربراہوں کے دستخط ہونے چاہیے تھے۔ جبکہ اس پر نہ تو شیخ العر
ب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دستخط ہیں اور نہ ہی شیخ الاسلام حضرت علامہ
شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے دستخط ہیں اصل حقیقت فقط اس کی اتنی ہے کہ نظریہ قومیت کے اختلاف کی
دنوں میں جمعیت علمائے ہند کے ارکان کا ایک وفد حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی تیمارداری کے لئے ان
کے مکان پر حاضر ہوا اس ملاقت میں چند ایک اختلافی مسائل بھی زیر بحث آئے ارکان جمعیت اور
حضرت علامہ عثمانی رحمتہ کے سوا اس مجلس میں کوئی اور شخص موجود ہی نہیں تھا جمعیت علمائے ہند کے مخالفین
کو جب اس ملاقات کا علم ہوا تو انہیں ان بزرگوں کا آپس میں مل کر بیٹھنا سخت ناگوار گزرا چنانچہ ان

مخالفین کے توسط سے مولوی محمد طاہر صاحب مسلم لیگی نے حضرت علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو استعمال کر کے ایسی صورت حال پیدا کردی کہ ان بزرگوں کو دوبارہ آپ میں مل کر بیٹھنے کا موقع نہ مل سکے مولوی محمد طاہر صاحب نے کچھ باتیں تو حضرت علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیں اور بہت سی باتیں اپنی طرف سے ملا کر رائی کا پہاڑ اور پر کا پرندہ بنادیا یعنی کہ مکالمۃ الصدررین کے نام سے رسالہ طبع کرادیا اس رسالہ کے غیر مستند ہونے کے لئے تو اتنا ہی کافی ہے کہ اس کے مرتب مولوی محمد طاہر صاحب مسلم لیگی جو خود بزرگوں کی اس ملاقات میں سرے سے شریک نہیں تھے چنانچہ ہماری پیشوائے اعظم شیخ العرب العجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

مگر خودغرض چالاک لوگوں نے نہ معلوم مولانا (عثمانی) کو کیا سمجھایا اور کس قسم کا پروپیگنڈہ کیا کہ کچھ عرصہ بعد یہ رسالہ مکالمۃ الصدرین میں شائع کردیا گیا، جس میں نہ فریقین کے دستخط ہیں نہ فریق ثانی (اراکین جمعیت) کو کوئی خبر دی گئی نہ ان میں سے کسی سے تصدیق کرائی گئی خود مولانا موصوف کے دستخط بھی نہیں ہیں بلکہ مولوی محمد طاہر صاحب مسلم لیگی کے دستخط ہیں جو کہ اثنائے گفتگو میں موجود تک نہ تھے (کشف حقیقت ص ۱۸) رکان جمعیت کو جب اس رسالہ کی اشاعت کا علم ہوا تو عوام کے بے حد اصرار پر شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۶۵ ہجری بمطابق ۱۹۴۶ء میں کشفِ حقیقت کے نام سے اس کا جواب لکھا جو دلّی پرنٹنگ ورکس پریس سے طبع ہوا جس میں انہوں نے اس بات کی صراحت فرمائی کہ مکالمۃ الصدرین کے مرتب مولوی محمد طاہر مسلم لیگی کے ذہن کی اختراع ہے جسے غلط طور پر حضرت علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کردیا گیا ہے چنانچہ شیخ المشائخ حضرت سید محدّث مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ مکالمۃ مذکورہ مولوی محمد طاہر صاحب (مسلم لیگی) ہی کا اثر خامہ اور ان ہی کے فہم وخیالات کا نتیجہ ہے اور ہماری باہمی گفتگو کو صرف ان خیالات وافکار کا حیلہ بنایا گیا اور اسی لیے یہ حقیقت سے دور اور کذب وافتراء کا مجموعہ ہے۔ (کشفِ حقیقت ص ۹)

علاوہ ازیں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں یہ تمام تحریر مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی مصدقہ تھی تو مولانا نے اس پر دستخط کیوں نہ فرمائے؟ اور اگر اس میں صداقت اور واقعیت تھی تو قبل اشاعت جمعیت کو دکھلایا کیوں نہیں گیا اور ان سے دستخط کیوں نہیں کرائے گئے کیا اخلاق اسلامی کی رو سے یہ تحریر فریقین کے صحیح مکالمہ پر حجت ہوسکتی ہے؟ کیا دنیا کا قانون اور مہذب اقوام کا معمول یہی ہے؟ کیا یہ وہی لیگی نجس پروپیگنڈا نہیں ہے جس میں ہرنا جائز سے ناجائز کاروائی ناصرف مباح ہے لکہ فرض اور واجب بھی ہے کہ خودغرض یورپ بھی اس قسم کی کاروائی جائز نہیں سمجھتا (کشف حقیقت ص ۱۰) نیز فرماتے ہیں کہ یورپ کا مشہور مقولہ ہے کہ جھوٹ برابر بولتے رہو آخر کار اس کی تصدیق کرنے والے پیدا ہو ہی جائیں گے۔ ان کا وتیرہ ہوگیا ہے وہ جھوٹ اور افترا پردازی پر اس قدر دلیری اور جسارت سے عمل کرتے رہتے ہیں کہ کیا ان امور کی واقعیت میں کوئی شبہ تک بھی نہیں۔ پر کا کبوتر بنانا اور ذرہ کو پہاڑ کہہ دینا تو پرانے زمانے کے جھوٹوں کا کام تھا ان مغرب ذدہ حضرات کے یہاں بے پر کا کبوتر اور بغیر ذرہ کے پہاڑوں کی تخلیق روزمرہ کا شیوہ ہوگیا ہے۔ (کشفِ حقیقت ص ۴)

یعنی کہ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا اس پر دستخط نہ کرنا ہی اس چیز کی دلیل ہے کہ یہ رسالہ ان کا مصدقہ نہیں بلکہ مخالفین نے ان بزرگوں کے درمیان مزید بُعد پیدا کرنے کے لئے اس کی نسبت حضرت علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کردی چنانچہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اس کی مزید وضاحت فرماتے ہیں کہ مکالمۃ الصدرین میں اس قسم کی مکریات اور اکازیب عرصہ دراز سے ہماری نظروں سے گزرتے رہے ہیں مگر ہم نے ہمیشہ ان کی تردید وتغلیط سے متعدد وجوہ سے اعراض کرنا اور اپنے اوقات کو اس میں ضائع کرنے سے بچانا ضروری سمجھا اس ضمن میں ہمارے دوستوں نے ہم کو رسالہ مکالمۃ الصدرین کی طرف متوجہ کیا جس میں کذب وافتراء کو ایسی خوش

اسلوبی سے بھرا گیا ہے کہ ناواقف آدمی اس کو واقعیت کا جامہ پہنانے میں ذرہ بھی توقف نہ کرے گا چونکہ اس کے مکالمۃ الصدرین کی نسبت علامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کی طرف کی گئی ہے اس لیے اس سے لوگوں کو بہت سے شبہات اور خلجانات پیدا ہوئے اور وہ ہمارے طرف رجوع ہوئے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بلاشبہ اس میں اس قدر اکاذیب اور غلط بیانیاں ہیں کہ جن کو دیکھ کر ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی اور بجز افسوس اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھنے کے اور کوئی چارۂ کار نظر نہ آیا الخ۔

(کشف حقیقت ص۴)

ان تمام تر حقائق سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مکالمۃ الصدرین اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کی کوئی مستند اور مصدقہ کتاب ہرگز نہیں اور جب یہ ایک غیر مستند کتاب ہے تو اس پر کسی دعوی کی بنیاد رکھنا ہی سرے سے غلط ہے عامۃ المسلمین سے اور بالخصوص رضا خانی موئلف غلام مہر علی صاحب سے گزارش ہے کہ وہ ضرور ایک دفعہ کشف حقیقت کا مطالہ کریں انشاء اللہ تعالیٰ ان پر تاریخ کے کئی مخفی راز عیاں ہوں گے اور اہل سنت و جماعت علماء یو بند کے بارے میں تمام تر عقائد باطلہ وفاسدہ کافور ہو جائیں گے۔

ثانیا

اگر بالفرض بقول رضا خانی بریلوی امت کے اس مکالمۃ الصدرین کو مصدقہ تسلیم کر بھی لیا جائے تو پھر بھی رضا خانی مؤلف کا یہ دعوی کہ مکالمۃ الصدرین میں مرقوم ہے کہ مولوں اشرف علی تھانوی انگریز سے چھ سو روپے ماہانہ لیا کرتے تھے سراسر دجل وفریب اور صریح افتراء ہے کیونکہ مکالمۃ الصدرین میں حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت اس طرح منقول ہے۔

فرماتے ہیں کہ عام دستور ہے کہ جب کوئی شخص کسی سیاسی جماعت یا تحریک کا مخالف ہو تو اس قسم کی باتیں اس کے حق میں مشتہر کی جاتی ہیں۔ دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ

علیہ ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپے ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے اسی کے وہ یہ بھی کہتے تھے کہ گو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم نہیں تھا کہ روپیہ حکومت دیتی ہے مگر حکومت ایسے عنوان سے دیتی تھی کہ ان کو اس کا شبہ بھی نہ گزرتا تھا اب اسی طرح اگر حکومت مجھے یا کسی شخص کو استعمال کرے مگر اس کو یہ علم نہ ہو کہ اسے استعمال کیا جارہا ہے تو ظاہر ہے کہ شرعاً اس میں ماخوذ نہیں ہوسکتا۔ (مکالمۃ الصدرین ص۹،۱۰)

اس عبارت میں حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ صاف الفاظ میں اس الزام کو مخالفین کا سیاسی پروپگینڈہ قرار دے رہے ہیں لیکن رضا خانی موئلف کا دجل و تلبیس ملاحظہ کیجیے کہ وہ اصل عبارت نقل کرنے کی بجائے اپنے خانہ ساز رضا خانی مفہوم کے ساتھ عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں اور یوں لکھتے ہیں کہ

۱۔ تھانوی صاحب کو انگریزی سرکار سے مال ودولت کے خاص ڈبل وظیفے مقرر کیے گئے تھے

پھر بایں الفاظ لکھتے ہیں۔

۲۔ دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ ان کو چھ سو روپے ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ حضرات گرامی الغرض کہ حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ خالص بہتان عظیم ہے اور رضا خانی امت کو دن قیامت کے پتہ چلے گا کہ الزام تراشی کا وبال کیسے پڑتا ہے۔ اور پھر افسوس صد افسوس کیے بغیر کچھ پلے نہ پڑھے گا۔

اللھم احفظنا من شر البریلویین والمبتدعین۔ قارئین محترم مکالمۃ الصدرین ص ۹ کی عبارت میں حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے

میں بایں طور کذب بیانی سے کام لیا گیا ہے " کہ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ ان کو چھ سو رپے ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔ الخ" تو حضرات گرامی مندرجہ بالا عبارت میں یہ الفاظ بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہیں ان کی متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ۔الخ ان الفاظوں کو حدیث رسول کی روشنی میں دیکھیے کہ ان کی شرعی حیثیت کیا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ بالاتحقیق بات بیان کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرمائیں۔

فرمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابی هریره قال قال رسول الله صلی الله علی وسلم کفیٰ بالمرء کذبا ان یحدّث بکلّل ما سمع (مسلم ج ا ،ص ۸،۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے رویت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو (تحقیق کیے بغیر) بیان کردے

ارشاد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

قال عمر بن خطاب بحسب المرء من الکذب ان یحدّث بکل ماسمع۔(مسلم ج ا ص ۹)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو (بلاتحقیق کیئے) بیان کردے۔

ارشاد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

عن عبد الله قال بحسب المرء من الکذب ان یحدّث بکل ما

سمع۔(مسلم ج ا ص ۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے رویت ہے کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو (بغیر تحقیق) کے بیان کردے۔

نوٹ:۔صحیح مسلم کی رویت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ صیغہ مجہول سے یعنی کہ کہنا سنا گیا ہے یا کہ بعض لوگوں کو کہتے سنا گیا تو سنی سنائی بات کو یقین جاننا اور اس بات کو یقین سے بیان کرنے والا۔ حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں بہت بڑا کذاب ہے اور جب ہے ہی کذاب تو پھر اس کی بات کیسے معتبر ہوگی۔

ثالثا

اگر مکالمۃ الصدرین کے حوالہ سے بالفرض رضا خانی موئّف کے اس الزام کو درست مان بھی لیا جائے تو پھر بھی اس کی کوئی شرعی اور کوئی اخلاقی حیثیت نہیں ہے کیونکہ خود حکیم الامت مجدد دین و ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ سے اس الزام کی تردید موجود ہے چنانچہ جب حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کو اس سنگین الزام کا علم ہوا تو بڑا حکیمانہ جواب دیا فرمایا کہ

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ تحریکات کے زمانہ مین میرے متعلق یہ مشہور کیا گیا تھا کہ چھ سو روپیہ ماہانہ گورنمنٹ سے پاتا ہے ایک شخص نے ایک ایسے ہی مدعی سے کہا کہ اس سے یہ تو معلوم ہوگیا کہ یہ خوف سے متاثر نہیں لیکن طمع سے متاثر ہے۔ بلکہ خوف سے تو گورنمنٹ ہی متاثر ہوئی چنانچہ تمہیں اور ہمیں سو ۱۰۰ روپیہ بھی نہیں دیتی تو اب اس کا امتحان یہ ہے کہ تم ۹۰۰ روپے دے کر اپنی موافقت فتویٰ لے لو اگر وہ قبول کرے تو وہ بات صحیح ہے ورنہ وہ بھی جھوٹ۔

(الاضافات الیومیہ من الافادات القومیۃ ج ۴ ص ۶۹۸ مطبونہ تھانہ بھون ہند)

ہمارے پیشوائے اعظم شیخ المشائخ حکیم الامت مجدّد دین وملت حضرت مولانا تھانویؒ کی اس

واضح اور حکیمانہ تردید کے بعد تو اس اعتراض کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی اور کوئی حقیقت پسند اس کا تذکرہ بھی مناسب نہیں سمجھے گا چہ جائیکہ اس سے استدلال کرے مگر متعصب ہٹ دھرم کوڑھ مغز، لال بجھکڑ اور ضدی جاہل کا کوئی علاج نہیں۔

رضا خانی مؤلف کا دوسرا الزام اور اس کا جواب

رضا خانی مؤلف لکھتے ہیں کہ مکالمۃ الصدرین ص ۷ پر درج ہے " کہ کہیں جمعیت علمائے اسلام انگریز کی رقم سے پیدا ہوئی" (بلفظ دیوبندی مذہب ص۳۳ طبع دوم)

الجواب :- رضا خانی مؤلف نے مکالمۃ الصدرین ص ۷ کا حوالہ تو دے دیا لیکن ص ۷ کی عبارت کو نقل ہرگز نہیں کیا بلکہ ایک اور نیا مکروہ من گھڑت مفہوم پیش کر دیا تا کہ پڑھنے والے یہی سمجھیں کہ واقعی ص ۷ کی عبارت مکالمۃ الصدرین ہی کی عبارت ہے۔ حالانکہ مکالمۃ الصدرین ص ۷ کی عبارت درج ذیل ہے چنانچہ ملاحظہ فرمائیں۔

,,جمعیت علمائے اسلام انگریزوں کی جماعت ہے کلکتہ میں جمعیت علمائے اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایماء سے قائم ہوئی۔۔۔۔۔ گفتگو کے بعد طے ہوا کہ گورنمنٹ ان (دیوبندیوں) کو کافی رقم اس مقصد کے لئے دے گی۔ چنانچہ ایک بیش قرار رقم اس کے لئے منظور کر لی گئی اور اس کی ایک قسط مولانا آزاد سبحانی صاحب کے حوالے بھی کر دی گئی اس روپیہ سے کلکتہ میں کام شروع کیا گیا۔ (بلفظ دیوبندی مذہب ص ۲۷۷)

نوٹ :- رضا خانی مؤلف کس قدر عیار ار شاطر انسان ہے کہ اپنی کتاب ہی کے ص ۳۳ پر تو مندرجہ بالا عبارت کا خودساختہ مفہوم نقل کرنے کے بعد مکالمۃ الصدرین کا ص ۷ درج کر دیا اور پھر آگے چل کر اپنی کتاب کے ص ۲۷۷ پر پھر ادھوری عبارت نقل کر دی جیسا کہ ہم ابھی آپ کو مکالمۃ الصدرین

ص ۷ کی پوری عبارت پیش کرتے ہیں جو کہ ص ۷ سے شروع ہوتی ہیں ص ۸ پر ختم ہوتی ہے اب آپ رضا خانی مؤلف کی دیانتداری ملاحظہ فرمائیں اور پھر ایک ہی حوالہ کو ص ۳۳ اور ۲۷۷ پر نقل کر دیا معلوم ہوا یہ فرقہ گرگٹ کی طرح رنگ تبدیل کرنے میں ماہر ہے اور دیانتداری سے حوالہ پیش کریں یہ حق تعالیٰ ان کی قسمت میں ہی نہیں رکھا جب ہی کوئی حوالہ نقل کیا خیانت ہی خیانت سے کام لیا اور بس۔ جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: وان الله لا يهدى كيدالخائينين (القرآن)

ترجمہ:۔ اور بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کے فریب کو چلنے نہیں دیتا۔

جو کہ رضا خانی غلام مہر علی نے اپنی کتاب کے ص ۳۳ پر مکالمۃ الصدرین ص ۷ کی عبارت کو اپنی طرف سے خودساختہ مفہوم گھڑ کا نقل کر دیا اور پھر اس کے بعد اپنی کتاب کے ص ۲۷۷ پر مکالمۃ الصدرین ص ۷ کی طویل ترین عبارت کو بالکل ادھورا نقل کر دیا اور آگے مکالمۃ الصدرین کا ص نمبر نقل کر دیا۔ اب آپ مکالمۃ الصدرین کی پوری اور مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ تا کہ آپ پر یہ بات واضح ہو جائے یہ رضا خانی مولوی کس درجہ کا انسان ہے۔

مکالمۃ الصدرین کے ص ۷ کی پوری عبارت

چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

کہ کلکتہ میں جمعیت العلمائے اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایماء سے قائم ہوئی ہے مولانا آزاد سبحانی جمعیت علمائے اسلام کے سلسلہ می دہلی آئے اور حکیم دلبر حسن کے ہاں قیام کیا جن کی نسبت عام طور پر لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ سرکاری آدمی ہیں مولانا آزاد سبحانی صاحب اسی قیام کے دوران میں پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا کے ایک مسلمان اعلیٰ عہدہ دار سے ملے جن کا نام قدرے شبہ کے ساتھ بتلایا گیا اور مولانا آزاد نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ہم جمعیت علماء ہند کے اقتدار کو توڑنے کے لئے ایک علماء کی جمعیت قائم کرنا چاہتے ہیں گفتگو کے بعد طے ہوا کہ گورنمنٹ ان کو کافی امداد

اس مقصد کے لئے دے گی۔ چنانچہ ایک بیش قرار رقم اس کے لئے منظور کر لی گئی اور اس کی ایک قسط
مولانا آزاد سبحانی صاحب کے حوالے کر دی گئی۔ اس روپیہ سے کلکتہ میں کام شروع کیا گیا۔ مولوی حفظ
الرحمن صاحب نے کہا یہ اس قدر یقینی روایت ہے کہ اگر آپ اطمینان فرمانا چاہیں تو ہم اطمینان کرا سکتے
ہیں۔ چنانچہ مولانا آزاد سبحانی صاحب اس کے بعد کلکتہ میں جلسہ کیا جلسہ میں انہوں نے جو بکواس کی وہ
آپ کے علم ہے ان کی تلون مزاجی بھی سب کو معلوم ہے ایک زمانہ میں وہ گاندھی کے ساتھ ساتھ سایہ کی
طرح رہتے تھے پھر کچھ دنوں کے بعد ان کے خلاف ہو گئے بہرحال اس مسلمان افسر کا تبادلہ ہو گیا اور
ایک ہندو اس کی جگہ پر آ گیا جس نے گورنمنٹ کو ایک نوٹ لکھا جس میں دکھلایا گیا ایسے لوگوں یا انجمنوں
پر حکومت کا روپیہ صرف ہونا بالکل بیکار ہے اس پر آئندہ کے لئے امداد بند ہو گئی۔

(مکالمۃ الصدرین ص ۷،۸)

نوٹ: مکالمۃ الصدرین کی عبارت کا ایک ایک لفظ اور ایک یک سطر اور ایک ایک حرف مولوی
محمد طاہر مسلم لیگی کا گھڑا ہوا واقعہ ہے یعنی کہ خود ساختہ اور من گھڑت ہے اور جو حقیقت سے کوسوں دور ہے
اور اس کا ایک ایک لفظ اہل سنت و جماعت دیوبند علماء کے مخالفین پر بے شمار لعنت بھیج رہا ہے۔ حضرات
گرامی جیسا کہ آپ نے مکالمۃ الصدرین کی عبارت جو کہ مولوی محمد طاہر مسلم لیگی کی خود ساختہ اور من
گھڑت عبارت ہے اور لفظ دیوبندیوں کو اس رضاخانی مولوی نے اپنی طرف سے بریکٹ میں درج کر دیا
جو کہ اس کے خائن اعظم ہونے کی بڑی دلیل ہے اور مکالمۃ الصدرین جو کہ سراسر غلط و باطل اور جھوٹ کا
ذخیرہ ہے۔ جیسا کہ کشف حقیقت میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ
تردید فرما چکے ہیں۔ اب آپ حضرات جمعیت علماء اسلام کے قیام کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

جمعیت علماء اسلام کا قیام

جمعیت علماء اسلام کلکتہ کا شاندار اجلاس اور علامہ عثمانی کا پیغام اکتوبر 1945ء جمعیت علماء
اسلام کلکتہ کا سب سے بڑا جلسہ کلکتہ میں 29,28,27,26 اکتوبر 1945ء کو چار روز تک ہونا طے پایا
اس جلسے میں خصوصیت سے علامہ شبیر احمد عثمانی کو دعوت دی گئی۔

(حیات عثمانی ص ۴۸۴ طبع جولائی ۱۹۸۵)

مگر علامہ (عثمانی) نے 7 دسمبر کے اس مکالمے اور گفتگو کے بعد جمعیت علمائے اسلام کی
صدارت کو قبول فرما لیا اور آپ صدر منتخب ہو گئے۔ (حیات عثمانی ص ۴۹۴ طبع جولائی 1985ء)

ہم نے اکتوبر 1945ء میں جمعیت علماء اسلام کی بنیاد کلکتہ میں ڈالی چار دن تک اس کے
اجلاس ہوتے رہے لوگوں کا بیان تھا کہ خلاف کانفرنس کلکتہ کے بعد ایسا اجلاس کلکتہ میں کبھی نہیں ہوا۔ اس
اجلاس میں علامہ شبیر احمد عثمانی (رحمۃ اللہ علیہ) کو صدر مرکزی منتخب کیا گیا۔

(حیات عثمانی ص ۴۹۵ طبع جولائی 1995)

مسلم لیگ کی حمایت کرنے والے علماء دیوبند نے تحریک پاکستان میں علماء کی اجتماعی جدوجہد
کے لئے علماء کی ایک مستقل تنظیم کو ناگزیر سمجھا تا کہ علماء کی انفرادی جدوجہد کو اجتماعی جدوجہد میں تبدیل کر
کے قیام پاکستان کے لئے لڑے جانے والے آخری معرکہ (مرکزے صوبائی انتخابات) میں منظم طور پر
اپنے فرائض و ذمہ داریوں کو پورا کیا جا سکے۔ چنانچہ اسی ضروری کے تحت اکتوبر 1945ء میں کلکتہ میں
جمعیت علماء اسلام کی بنیاد رکھی گئی اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا صدر منتخب کیا گیا۔

(تجلیات عثمانی ص ۲۶۶)

جمعیت علماء اسلام کے قیام کے بعد علماء کی اجتماعی جدوجہد نے مسلم لیگ کو بہت سی ذمہ داریوں

سے سبق دوش کر دیا اس سلسلہ میں جمعیت علماء اسلام کے تحت ہندوستان کے مختلف حصوں میں متعدد کانفرنسوں کا انعقاد ہوا جس میں ایک کانفرنس جنوری 1946ء کو اسلامیہ کالج لاہور کی گراؤنڈ میں منعقد ہوئی۔ جس میں علامہ عثمانیؒ نے اپنا تاریخی خطبہ صدارت ارشاد فرمایا جو "ہمارا پاکستان" کے عنوان سے طبع ہو چکا ہے۔ (تجلیات عثمانی ص ۶۸۷)

ان کانفرنسوں نے ملک بھر میں ایک تہلکہ مچا دیا، ایک طرف ان کانفرنسوں کے اثر سے کانگرس پریشان تھی اور دوسری طرف رضا خانی بریلوی حضرات کو علماء دیوبند کا بڑھتا ہوا سیاسی و مذہبی وقار کھٹکنے لگا۔ چنانچہ علماء دیوبند کے اس سیاسی و مذہبی وقار کو ختم کرنے کے فکر میں بنارس سنی کانفرنس کا ڈھونگ رچایا حالانکہ بریلوی علماء اگر تحریک پاکستان کے مقابلہ میں مخلص ہوتے تو انہیں بنارس کا یہ اجتماع جو اپریل 1946ء میں ہوا۔ منعقد کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی بلکہ وہ علماء کے مستقل پلیٹ فارم جمعیت علماء اسلام میں شامل ہو کر جو بنارس کانفرنس سے تقریباً چھ ماہ قبل معرض وجود میں آچکی تھی کام کرتے مگر ظاہر ہے کہ ان کا مقصد قیام پاکستان کی جدوجہد میں شریک ہونا نہیں بلکہ اپنے آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی تحریک تکفیر کی تکمیل کے لئے علماء دیوبند کی خدمات کو ختم کرنے کے لئے اپنے آپ کو نمایاں کرنا تھا۔

ہر ہر قدم پہ لٹتا رہا کاروان زیست
ہر راہنما پکارا کہ میں راہزن نہیں

(منقول از اظہار العیب ص ۲۰۹، ۲۱۰ مطبوعہ گوجرانوالا)

رضا خانی مؤلف کی یہ عادت ہے کہ ایک ہی حوالہ کو اپنی کتاب میں کئی صفحات پر نقل کرتا ہے۔ کہیں حوالے کا مفہوم نقل کر کے صفحہ نمبر درج کر دیا اور پھر اُسی حوالے کی اصل عبارت کو توڑ موڑ کر دوسری جگہ پر نقل کر کے صفحہ نمبر لکھ دیا اور کسی جگہ پر عبارت کا درمیانی حصہ نقل کر دیا۔ بس اس طرح رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب میں ایسے ہی بے شمار گل کھلائے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا یہ دعویٰ

بے جا نہ ہوگا کہ رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب میں کسی جگہ بھی پوری عبارت اول تا آخر من وعن نقل ہر گز نہیں کی بلکہ دھوکہ پر دھوکہ اور خیانت ہی خیانت کی ہے۔ جیسا کہ مکالمۃ الصدرین جیسی غیر مستند اور من گھڑت جھوٹ کا پلندہ کتاب کے حوالہ کو کانٹ چھانٹ کر کے پیش کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جو اول تا آخر جھوٹ کا پلندہ ہے مندرجہ بالا باطل الزام کی عبارت کو جیسا کہ ہم نے تحریر کیا ہے کہ رضا خانی مؤلف نے اہل سنت و جماعت محدثین دیوبند کی علمی شہرت کو داغدار کرنے کے چکر میں جو بے بنیاد الزامات عائد کیے ہیں۔ وہ یقیناً باطل ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ بالا عبارت کا ایک ایک لفظ پکار کر کہہ رہا ہے کہ ہم خود ساختہ ہیں، یعنی کہ ہم فرضی الفاظ بنائے گئے ہیں۔

مندرجہ بالا الزام اور مکالمۃ الصدرین کے تمام حوالہ جات کہ جن کو رضا خانی اور رضا خانی مؤلف مولوی غلام مہر علی۔ بریلوی نے اپنی کتاب بنام "دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ" میں نقل کیے ہیں۔ ان تمام کے بارے میں اہل سنت و جماعت اولیاء کرام محدثین دیوبند کی طرف سے پختہ اور ثقہ جواب یہی ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکذبین۔ (القرآن)

علاوہ ازیں

مکالمۃ الصدرین کے مرتب کا نام رضا خانی مؤلف غلام مہر علی صاحب نے شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو ٹھہرایا ہے جو کہ سراسر جھوٹ اور ایسا جھوٹ، جیسا کہ کوئی آدمی دن کو رات اور رات کو دن کہہ دے حالانکہ مکالمۃ الصدرین کے مرتب کا نام مولوی محمد طاہر صاحب مُسلم لیگی ہیں۔ کہ جنہوں نے خالق کائنات سے بے پروہ ہو کر اکاذیب کا دفتر اور جھوٹ کا طومار نامی رسالہ مکالمۃ الصدرین مرتب کیا ہے اور جنہوں نے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے سیاسی انتقام لینے کی غرض سے مکالمۃ الصدرین جیسی کتاب جھوٹ کا پلندہ مرتب کر کے اپنی انتقامی بھڑکتی ہوئی آگ کو سرد کیا۔ جس کا ایک ایک لفظ کذب بیانی خیانت اور بدیانتی پر مبنی ہے، غرض کہ

جس میں جھوٹ کا طومار بندھا ہوا ہے اور مکالمۃ الصدرین میں تمام کے تمام تر الزامات جو کہ مولوی محمد طاہر صاحب مسلم لیگی نے اپنا سیاسی انتقام لینے کے لئے عائد کیے ہیں۔ تمام کے تمام باطل اور بے بنیاد الزامات کی تردید میں ہمارے پیشوائے اعظم شیخ المحدثین مقدام المفسرین، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مستقل ایک رسالہ کشف حقیقت کے نام سے تحریر فرمایا ہے کہ مکالمۃ الصدرین میں درج شدہ تمام تر الزامات باطل اور بے بنیاد ہیں۔

مکالمۃ الصدرین کو مکالمۃ الصدرین کہنا کس طرح دیانت داری کہا جا سکتا ہے۔ بہرحال اس کے مرتب (یعنی مولوی محمد طاہر مسلم لیگی) صاحب نے مسلمانوں کو دجل وفریب میں ڈالنے کے عجیب عجیب پہلو اختیار فرمائے ہیں۔ اگرچہ موصوف کی زندگی میں یہ واقعہ کوئی نادر واقعہ نہیں۔ لیست باوّل قارورۃ کسرت فی الاسلام۔ بلکہ یہ موصوف کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ کشف حقیقت ص ۱۴۔

یہ رسالہ مکالمۃ الصدرین الزامات کا طومار ہے اور اس پر اعتماد کرنا سخت غلطی ہے۔ (کشفِ حقیقت ص ۲۰)

مکالمۃ الصدرین کے متعلق مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان بھی ملاحظہ فرمائیں۔ جو شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے۔

مکالمہ مطبوعہ پہنچا۔۔۔۔ یہ تقریر مولانا عثمانی صاحب کی مرتب کی ہوئی نہیں ہے۔ نہ اس وقت لکھی گئی۔ جلسہ کے بعد نا معلوم کب مرتب کی گئی۔ مرتب کرنے والا خود جلسہ میں موجود نہیں تھا۔ اس لئے مرتب مولوی محمد طاہر (مسلم لیگی) نے اپنے خیال کے مطابق مرتب کی ہے۔ کشف حقیقت ص ۲۴، ۲۵

محدث مدنی رحمۃ اللہ علیہ مکالمۃ الصدرین کے متعلق حضرت مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان نقل فرماتے ہیں کہ:

مکالمۃ الصدرین غلط بیانیوں کا مرقع ہے۔ (کشفِ حقیقت ص ۳۹)

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی ناظم اعلیٰ جمعیت عُلمائے ہند فرماتے ہیں کہ یہ بیان غلط بیانیوں کا مرقع ہے۔ سب سے پہلی یہ بات ہے کہ مطبوعہ رسالہ مکالمۃ الصدرین کا نام ہی غلط ہے۔ (کیونکہ دونوں سربراہوں کے دستخط موجود ہی نہیں، وہ مکالمۃ الصدرین کیسے ہُوا)۔ کشفِ حقیقت ص ۳۹)

مکالمۃ الصدرین بلاشبہ افتراء کذب بیانی غلط واقعات اور غیر واقعی الزامات کا ایک ایسا مجموعہ ہے کہ جس کو دیکھ کر حسرت کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے۔ ع

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

مکالمۃ الصدرین کے مرتب (مولوی محمد طاہر مسلم لیگی) نے واقعات کو کس حد تک جھوٹ بول کر پیش کیے ہیں اور کس درجہ غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ (کشف حقیقت ص ۴۳،۴۴)

رضا خانی مؤلف اب بتاؤ کہ ہمارے پیشواؤں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ مُفتی اعظم ہند، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ناظم اعلیٰ جمعیت علمائے ہند مکالمۃ الصدرین کی تردید کر چکے ہیں اور محدث مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے کشف حقیقت لکھ کر اس بات کو ثابت کر دیا کہ جو کچھ اول تا آخر رسالہ مکالہ الصدرین میں لکھا گیا ہے، تمام کا تمام افتراء اور کذب بیانی اور بے بنیاد الزامات کا مجموعہ ہے۔ رضا خانی مؤلف کی دریدہ دہنی کو بھی داد دیجئے کہ رسالہ مکالمۃ الصدرین تو نظر آ گیا۔ لیکن اس باطن کے اندھے کو کشف حقیقت جو رسالہ مقالمۃ الصدرین کی تردید میں شائع کیا گیا ہے وہ اس رضا خانی ناخواندہ مؤلف کو کیوں نظر نہ آیا، سچ ہے کہ شرک و بدعات کو دین سمجھنے والے کو حق بات کیسے نظر آتی ہے۔

اکابرین اہلسنت والجماعت علماء دیوبند کثر اللہ جماعتہم نے رسالہ مکالمۃ الصدرین کی تردید کی ہے اور اس میں درج شدہ تمام کے تمام الزامات ہی الزامات ہیں اور حقیقت سے بالکل ہی دور ہیں۔ اور

دجالوں میں سے ایک دجال اور وہ چلتا پھرتا شیطان لعین اور رجسٹرڈ شدہ جاہل ہے۔ کیونکہ اکابر اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند رسالہ مکالمۃ الصدرین کی تردید فرما چکے ہیں۔ تو اہل سنت وجماعت علمائے حق دیوبند کی طرف سے رسالہ کے مستند و مصدقہ ہونے کی نسبت کرنا ہی سراسر جہالت، کم فہمی کورچشمی اور حماقت ہے۔

رضاخانی مؤلف کا تیسرا الزام اور اس کا جواب

رضاخانی مؤلف نے اپنی کوتاہ فہمی کی روشنی میں لکھتے ہیں کہ مکالمۃ الصدرین ص ۸ پر درج ہے اور کہیں تبلیغی جماعت اسی بہادر کے سرمایہ سے وجود میں آئی۔ (بلفظہٖ دیوبندی مذہب ص ۳۳ طبع دوم)

الجواب: رضاخانی مؤلف نے یہاں بھی وہی پہلے والا دھوکہ کیا ہے کہ مکالمۃ الصدرین ص ۸ کی عبارت نقل نہیں کی۔ بلکہ جو الفاظ رضاخانی مؤلف کی تسکین قلب کے لئے کافی اور شافی تھے تحریر کر دیئے ہیں رضاخانی مؤلف کیسا شاطر انسان ہے کہ اپنی کتاب کے ص ۳۳ پر تو مکالمۃ الصدرین کے ص ۸ کی عبارت کا خود ساختہ مفہوم تحریر کر دیا اور مکالمہ کے ص ۹ ہی کی عبارت کو کانٹ چھانٹ کر اپنی کتاب کے ص ۲۷۶ پر نقل کیا۔ تاکہ عوام الناس کو باور کرایا جائے کہ اس ذاتِ شریف کے پاس اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کے خلاف کافی مواد موجود ہے اور یہ آدمی صاحبِ مطالعہ ہے تب ہی ایک ہی حوالہ کو مختلف صفحات پر پیش کرنے کی زحمت فرمارہے ہیں۔ تُف ہو ایسی خیانت پر اور تیری سمجھ پر اور تیرے مکروہ کردار پر مثل مشہور ہے کہ پھل درخت سے پہچانا جاتا ہے۔

مقالۃ الصدرین ص ۸ کے حوالہ سے مؤلف مذکور نے جو قطع و برید پر مبنی عبارت اپنی کتاب کے ص ۲۷۶ پر نقل کی ہے۔ پیش خدمت ہے۔ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب (سوہاروی) نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداً حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحبؒ کچھ روپیہ ملتا

ص ۲۷۶ پر نقل کی ہے۔ پیش خدمت ہے۔ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب (سوہاروی) نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداً حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحبؒ کچھ روپیہ ملتا تھا (بلفظہٖ دیوبندی مذہب ص ۲۷۶) قارئین محترم مکالمۃ الصدرین کی عبارت کے آخر سے یہ جملہ کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہوگیا یہ جملہ بھی رضاخانی مؤلف گیارویں شریف کا ٹھنڈا اور میٹھا دودھ سمجھ کر ہضم کر گئے اس جملہ کو نقل نہ کیا بلکہ چھوڑ دیا۔

نوٹ: اس عبارت سے بھی رضاخانی مؤلف کو قطعاً کوئی فائدہ نہیں۔

اولاً: اس لیے کہ مکالمۃ الصدرین کی حقیقت پہلے بیان ہو چکی ہے کہ وہ غیر معتبر اور غیر مستند کتاب یعنی کہ جھوٹ کا پلندہ ہے۔ لہٰذا اس پر کسی دعویٰ کی بنیاد رکھنا ہی سرے سے باطل ہے۔

ثانیاً:

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے پرزور تردید

اس لیے کہ خود حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ ناظم اعلیٰ جمعیت علمائے ہند دہلی نے اس کی پُر زور تردید کی ہے۔ چنانچہ کشف حقیقت ص ۴۲ میں یہ عنوان ہے۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی صاحب کا بیان اور پھر ص ۴۴ میں مکالمۃ الصدرین کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداً حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کو کچھ روپیہ ملتا تھا۔ پھر بند ہوگیا۔ (مکالمۃ الصدرین ص ۸)

اس کا جواب حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ ناظم اعلیٰ جمعیت علمائے ہند دہلی دیتے ہیں۔ وکفیٰ باللہ شھیداً اس کا ایک ایک حرف افتراء اور بہتان ہے۔ میں نے ہرگز ہرگز یہ کلمات نہیں کہے اور نہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک کے متعلق یہ بات کہی گئی۔ سبحانک ھذا بُھتان عظیم۔ بلکہ مرتب صاحب (مولوی محمد طاہر مُسلم لیگی) نے اپنی روانی طبع سے اس کو گھڑ کر اس لیے

میری جانب منسوب کرنا ضروری سمجھا کہ اس کے ذریعہ سے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک سے والہانہ سے شغف رکھنے والے ان مخلصوں کو بھی جمعیت علمائے ہند سے برہم اور متنفر کرنے کی ناکام سعی کریں جو جمعیت عُلمائے ہند کے اکابر و رُفقاء کار کے ساتھ بھی مخلصانہ عقیدت اور تعلق رکھتے ہیں۔اب یہ قارئین کرام کا اپنا فرض ہے کہ وہ اس تحریر کو صحیح قرار دیں۔جس کی بنیاد شرعی اور اخلاقی احساسات کو نظر انداز کر کے محض جھوٹے پروپیگنڈہ پر قائم کی گئی ہے یا اس سلسلہ میں میری گزارش اور تردید پر یقین فرمائیں۔البتہ میں مرتب صاحب کی اس بے جا جسارت کے متعلق اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہوں۔

و الی اللہ المشتکیٰ و اللہ بصیر با لعباد۔ انتہی۔

(بلفظہ کشف حقیقت ص ۴۴، ۴۵)

حضرات گرامی! ایسی واضح ترین اور صحیح تردید کی موجودگی میں تبلیغی جماعت کو سرکارِ برطانیہ کا ہمدرد اور نمک خوار ثابت کرنا کہاں کا انصاف اور دیانت و شرافت ہے؟

حیرت ہے بھئی حیرت ہے۔رضا خانی غلام مہر علی پر حیرت ہے۔

رضا خانی مؤلف کے علاوہ بھی آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے اکثر مقلدین و مبتدعین تبلیغی جماعت کے خلاف اس حوالے کو بزعمِ خویش بطور کامیاب ہتھیار کے استعمال کرتے ہیں اور اسے بدنام کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں مگر۔۔۔۔۔۔

نور خدا ہے کُفر کی حرکت پہ خندہ زن   پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ثالثاً:

اس لیے کہ مؤلف مذکور نے عبات نقل کرنے میں بھی دجل و تلبیس سے کام لیا ہے اور پوری عبارت بھی نقل نہیں کی۔مکالمۃ الصدرین کی پوری عبارت اس طرح ہے۔

اس ضمن میں مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ابتداً حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا۔پھر بند ہو گیا۔

(مکالمۃ الصدرین ص ۸)

رضا خانی مؤلف نے اپنے آلہ حضرت بریلوی اور دیگر اکابر کا روایتی طریقہ اور غلط روش اختیار کرتے ہوئے آخری جملہ پھر بند ہو گیا اس جملہ کو حذف کر دیا اگر یہ جملہ باقی رہتا جو حذف کر دیا ہے۔ پھر تو ہر پڑھنے والا یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا۔کہ

1) اگر فرض کیا بقول مخالفین کے تبلیغی جماعت گورنمنٹ کے مقاصد کے لئے استعمال ہو رہی تھی تو یہ روپیہ بند کیوں کر دیا گیا؟ اس روپیہ کا بند ہو جانا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ تبلیغی جماعت گورنمنٹ کے مقاصد کے لیے استعمال نہ ہو سکی اور انگریز کو اس کی توقع بھی نہ تھی ورنہ رقم کبھی بند نہ ہوتی۔رقم کا بند ہو جانا اور بند کر دینا ہی اس کی روشن دلیل ہے کہ تبلیغی جماعت انگریز کے لیے آلہ کار نہیں بنی اور بفضلہٖ تعالیٰ پہلے سے اب یہ جماعت تمام دُنیا میں زیادہ عُروج پر ہے اور ان مُلکوں اور علاقوں میں بھی کام کر رہی ہے جو انگریز کے سخت مخالف ہیں۔

2) انگریز کچھ لوگوں اور بعض انجمنوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے ابتداً کچھ رقوم دیا کرتا تھا پھر بند کر دیں اور ممکن کہ بعض سطحی رضا خانی مکروہ ذہنوں کو اسی سے حق پرستوں کی اس جماعت تبلیغی کے بارے میں بھی رقم لینے کا شبہ ہوا ہے۔جو بالکل خلاف واقع ہے۔نوٹ:۔اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کی خالص دینی، مذہبی، اصلاحی، تبلیغی جماعت کی طرف انگریزی حکومت سے روپیہ پیسہ لینے کی نسبت کرنے والا زوال کے وقت کی پیدائش اور یقیناً فی النار ہے۔

چنانچہ مکالمۃ الصدرین کی مذکورہ عبارت سے متصل قبل ہی یہ عبارت بھی مذکور ہے کہ (ایک سرکاری ہندو افسر نے) گورنمنٹ کو ایک نوٹ لکھا۔جس میں دکھلایا گیا کہ ایسے لوگوں یا انجمنوں پر حکومت

لئے انگریز کچھ رقوم دیا کرتا تھا۔ وہ بند کردی گئی تھیں۔ کیونکہ ان میں رقوم صرف کرنا بالکل بے کار تھا۔ اس لیے کہ ان سے انگریز کے حامی ہونے کی قطعاً کوئی توقعہ نہ تھی۔ جو بزبان حال یوں گویا ہوئے۔

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش سے
جسے غرور ہو آئے کر شکار مجھے

رضا خانی مؤلف کا چوتھا الزام

رضا خانی مؤلف لکھتے ہیں، کہ مکالمۃ الصدرین ص ۹ پر درج ہے "اور کہیں اسی کے اشارے سے کانگرس کا ظہور ہوا" (بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۳۳ طبع دوم)

الجواب: رضا خانی مؤلف نے یہاں پر بھی وہی دھوکہ اور فراڈ کیا۔ جس طرح اس سے پہلے عبارت نقل کرنے میں دھوکہ اور خیانت سے کام لیا۔ بس اسی طرح مندرجہ بالا حوالہ کو نقل کرنے میں اس قدر خیانت اور فراڈ سے کام لیا کہ مکالمۃ الصدرین کا ص ۹ تو درج کر دیا۔ لیکن صفحہ درج کر کے اپنی طرف سے ایک فرضی عبارت بنا کر نقل کر ڈالی اور صفحہ مذکور کی عبارت کو قطع و برید کے ساتھ رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۷۷ پر نقل کیا۔ مذکورہ تمام کے تمام اتہامات والزامات کی عبارات کو رضا خانی مؤلف نے کہیں صفحہ نمبر لکھ کر صرف فرضی مفہوم پیش کیا اور کہیں طویل عبارت سے ایک معمولی سا ٹکڑا پیش کیا اور کہیں بھی حوالہ کو من وعن اور مکمل نقل نہیں کیا۔ بلکہ سیدھی سادی عبارت کو توڑ موڑ کر جعلی معنی پہنا کر پیش کیا تا کہ عبارت اول تا آخر قابل اعتراض ہی بن جائے۔

مکالمۃ الصدرین ص ۹ کی وہ عبات جس کو مؤلف مذکور نے نقل ہی نہیں کیا بلکہ جس عبارت کا ایک فرضی ٹکڑا بنا کر نقل کیا وہ عبارت بھی درج ذیل ہے۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کانگرس کی ابتداء کس نے کی تھی؟ اور کس طرح ہوئی تھی؟ آپ کو

ایک فرضی ٹکڑا بنا کر نقل کیا وہ عبارت بھی درج ذیل ہے۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کانگرس کی ابتداء کس نے کی تھی؟ اور کس طرح ہوئی تھی؟ آپ کو
معلوم ہے کہ ابتداً اس کا قیام ایک وائسرائے کے اشارہ پر ہوا تھا اور برسوں وہ گورنمنٹ کی وفاداری کے راگ الاپتی رہی۔ (بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۲۷۷، طبع دوم)

حضرات گرامی توجہ فرمایئے:

رسالہ مکالمۃ الصدرین کے بارے میں شیخ العرب والعجم امام المحدثین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند انڈیا نے اس کی تردید میں بڑی تفصیل سے رسالہ کشف حقیقت تحریر فرمایا یعنی کہ مکالمۃ الصدرین کا جواب جو محدث مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۳۶۵ ہجری بمطابق ۱۹۴۶ میں لکھ کر دلی پرنٹنگ ورکس دہلی سے شائع کیا جس میں جا بجا اس بات کی صراحت اور وضاحت موجود ہے کہ مکالمۃ الصدرین جھوٹ کا طومار اور اکاذیب کا دفتر اور کذب بیانیوں کا ذخیرہ ہے اور اس پر ہرگز اعتماد نہ کیا جائے لہذا مکالمۃ الصدرین مرتب مولوی محمد طاہر مسلم لیگی کا خود ساختہ و من گھڑت اور جعلی رسالہ ہے اس کے تمام حوالہ جات کے اہل سنت و جماعت علماء دیوبند ہرگز ذمہ دار نہیں ہیں کیونکہ رسالہ مکالمۃ الصدرین اول تا آخر کذب و افترا پر مبنی ہے اس لحاظ سے اس کے حوالہ جات اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کے خلاف بطور استشہاد اور دلیل کے قطعاً پیش نہ کیے جائیں۔ اور ہمارے پیشوا محدث مدنی رحمتہ اللہ علیہ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند رسالہ کشف حقیقت کے نام سے اسکی پرزور تردید فرما چکے ہیں۔ ثبوت کے لئے قارئین محترم کشف حقیقت کا مطالعہ فرمائیں۔

علاوہ ازیں! سید الاولیا، محقق العصر محدث کبیر رئیس المفسرین حضرت مولانا محمد ذکریا کاندھلوی رحمتہ اللہ علیہ مہاجر مدنی نے ایک کتاب بنام تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل

جوابات تحریر فرمائی ہے کہ جس میں تبلیغی جماعت پر باطل اور بے بنیاد اعتراضات والزامات کا دندان شکن
جواب دیا گیا ہے اور مکالمۃ الصدرین کے غیر معتبر اور غیر مستند ہونے کو دلائل قاہرہ اور براہین قاطعہ سے
ثابت کیا ہے کہ مکالمۃ الصدرین اول تا آخر جھوٹ کا ذخیرہ اور جس کا ایک ایک حرف کذب بیانی اور
افتراء و بہتان پرمبنی ہے کہ جس میں ذرہ بھر صداقت کا نام ونشان ہی نہیں۔ بلکہ کذب ہی کذب ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ جس کے پڑھنے سے رضا خانی اہل بدعت کی طرف سے کیے جانے والے تمام
الزامات و اعتراضات کافور ہو جائیں گے۔ چنانچہ محدث کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مدنی رقمطراز
ہیں۔

اشکال

ایک قدیم اور بہت پرانا اعتراض جو ابتداء میں تو اپنی جماعت میں بہت زوروں پر چلا ،
اخبارات ،اشتہارات میں مخالفین نے اسے بہت اچھالا ،لیکن مولانا حفظ الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور
حضرت مدنی قدس سرہ کی تردید کے بعد اپنی جماعتیں تو علی الاعلان اس کو ذکر نہیں کرتی تھیں۔لیکن اذا
خلا بعضھم الیٰ بعض اشارۃ کنایۃ اب بھی اس کی یاددھانی کرتے رہتے ہیں۔لیکن دوسری
جماعتوں کے لوگ اس وقت بھی اپنے اشتہارات کی موٹی اور جلی سرخیوں اور رسائل میں لکھتے رہتے ہیں
وہ یہ کہ اس تبلیغ (یعنی کہ تبلیغی جماعت کو) وابتداً میں انگریزوں کی طرف سے پیسے ملتے تھے۔ یہ روایت
مولانا حفظ الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے مکالمۃ الصدرین سے نقل کی گئی ،اس میں لکھا ہے کہ
مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداً حکوت
کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا۔ پھر بند ہو گیا۔

(مکالمہ) مولانا حفظ الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی جماعت کے ذمہ دار حضرات میں سے
ہیں اور جمعیۃ العلمائے کے ناظم عمومی تھے۔تبلیغ کے خاص معاونین میں تھے۔ان کی شہادت ایسی نہ تھی کہ

اس کو نظر انداز کر دیا جائے۔اس لیے اس روایت نے بہت شہرت پکڑی ،لیکن چند ماہ بعد جب حضرت شیخ
الاسلام مدنی نور اللہ مرقدہ نے اس مکالمۃ الصدرین کی تردید اور اس کی روایات کی تردید میں ایک رسالہ
کشف حقیقت لکھا اور اس میں مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی طرف سے اپنے اس قول کی تردید ان الفاظ
سے لکھی کہ "اس وقت فوری طور پر ایک ایسے افتراء و بہتان اور کذب بیانی کی تردید ضروری سمجھتا ہوں۔
جس سے عمداً وقصداً مرتب صاحب نے بعض مخلصین کے درمیان معاندانہ افتراق وانشقاق پیدا کرنے
اور غلط فہمی میں ڈال کر بغض وعناد کے قریب ترلانے کی سعی ناکام فرمائی۔میرا روئے سخن مکالمۃ الصدرین
کی اس عبارت کی جانب ہے (عبارت مذکورہ مکالمۃ الصدرین) وکفیٰ باللہ شھیدا اس کا ایک ایک حرف
افتراء و بہتان ہے۔ میں نے ہرگز یہ کلمات نہیں کہے۔اور نہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ کی تحریک کے
متعلق یہ بات کہی گئی۔

سُبحانک ھذا بُھتان عظیم۔ بلکہ مرتب صاحب نے اپنی روانی طبع سے اس کو
گھڑ کر اس لیے میری جانب منسوب کرنا ضروری سمجھا کہ اس کے ذریعہ سے مولانا محمد الیاس صاحب کی
تحریک سے والہانہ شغف رکھنے والے ان مخلصوں کو بھی جمعیت عُلمائے ہند سے برہم اور متنفر کرنے کی
ناکام سعی کریں جو جمعیۃ العلمائے کے اکابر ورفقاء کار کے ساتھ بھی مخلصانہ عقیدت اور تعلق رکھتے تھے۔
اب یہ قارئین کرام کا اپنا فرض ہے کہ وہ اس تحریر کو صحیح قرار دیں۔جس کی بنیاد شرعی اور اخلاقی احساسات کو
نظر انداز کر کے محض جھوٹے پروپیگنڈے پر قائم کی گئی ہے۔ یا اس سلسلہ میں میری گزارش اور تردید پر
یقین فرمائیں۔البتہ میں مرتب کی اس بے جا جسارت کے متعلق اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ والی
اللہ المشتکی واللہ بصیر بالعباد۔

اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں "مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کے
بیان مذکورہ کے رد میں حضرت علامہ عثمانی صاحب کا ایک مختصر بیان چند سطروں میں لیگی اخباروں میں آیا

تھا۔ جس میں مولانا موصوف نے بقیہ اراکین وفد سے مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کے بیان اور اس عبارت کے انکار کی تصدیق کا مطالبہ کیا تھا اور دوسرے اعتراضات کا جواب کوئی نہ تھا، حضرت مدنی اس پر طویل کلام فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب اپنے انکار کو کفی باللہ شہید اور سبحانک ھذا بہتان عظیم۔ وغیرہ کے ساتھ مؤکد فرماتے ہیں، اس کے بعد کشف حقیقت میں دوسرے بیانات کی تردید کے بعد مولانا عثمانی کو خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں، کہ آپ تو خود ہی خوب جانتے ہیں کہ جب ۳۰ء میں کانگرس اور جمعیۃ العلماء کی سول نافرمانی کی تحریک شروع ہوئی تھی تو حکومت کے اشارہ سے ترغیب الصلوۃ کے نام سے مختلف مقامات پر انجمنیں قائم کی گئی تھیں۔۔۔۔ دہلی میں بھی اس انجمن کا زور وشور تھا۔ حتی کہ مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی نیک نیتی سے اس کو مذہبی تحریک سمجھ کر اپنے معتقدین کو اس میں شرکت کی اجازت دی تھی، یہ سلسلہ شروع ہی ہوا تھا کہ ایک روز شام کے وقت شہری لیگ کے نام سے ایک جلوس شہر میں نکلا، یہ لیگ علی الاعلان سول نافرمانی کی تحریک کے خلاف قائم کی گئی تھی۔۔۔۔ اس میں مُسلمانوں کو یہ دیکھ کر نہ صرف حیرت ہوئی۔ بلکہ ان میں سخت غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی کہ جلوس کی ترتیب میں انجمن ترغیب الصلوۃ کی رضا کارانہ کور کو بھی نمایاں موجود ہے۔۔۔۔ آخر جب دو چار روز کے بعد اہل شہر کی ایک مجلس میں اس واقعہ کا مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں ذکر آیا تو مولانا بے حد متاثر ہُوئے اور نظام الدین جا کر انہوں نے سختی کے ساتھ اس رشتۂ اتحاد کو درہم برہم کر کے خود کو اور اپنی جماعت کو اس سے جُدا کر لیا۔۔۔۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی موجودہ تحریک تو اس کے بہت عرصہ بعد منظر عام پر آئی ہے، لہذا کون بیوقوف اس کا ذکر کرے صریح دروغ گو بن سکتا ہے۔ مگر مرتب مکالمہ کے مقاصد مشؤمہ نے مذکورہ بالا الفاظ کی جگہ مکالمۃ الصدرین کی پُر افتراء گفتگو ایجاد کر کے شائع کر دی، جس کی بناء پر مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کو ان زوردار الفاظ میں براءت کرنی پڑی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (کشف حقیقت) یہ اشکال

اعتراض پرانا بھی ہوگیا اور اپنی جماعت میں ختم بھی ہوگیا۔ مگر چونکہ مکالمۃ الصدرین کی روایت کو اب بھی بعض مخالفین مولانا حفظ الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر کے جلی الفاظ میں شائع کرتے ہیں۔ اس لیے مجھے اس کے ذکر کرنے کی ضرورت پڑی بلکہ اپنی اس تحریر کی بھی زیادہ ضرورت یہی ہوئی کہ میری کسی تحریر سے غلط فہمی نہ پیدا کی جائے۔

وائسرائے کا ذکر اور جو اس نے جماعت بنائی اس کا ذکر

رضا خانی مؤلف کا مندرجہ بالا اعتراض چند وجوہ سے باطل ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک وائسرائے نے کالج اور یونیورسٹیوں کے طلباء کی ایک جماعت بنائی، جو کانگریس کے نام سے معرض وجود میں آئی اور جب علمائے کرام پر یہ بات منکشف ہوئی تو اہل سُنت و جماعت علماء دیوبند نے سوچا کہ جو کانگرس جماعت ایک وائسرائے یعنی کہ انگریز نے بنائی ہے اور یہ جماعت مذہب اسلام اور مذہب اسلام کے نام لیواؤں کو ختم کرنے کے لئے بنائی گئی ہے اور اہل سنت و جماعت کے علماء کرام نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ کسی طرح اس کانگرس جماعت میں شامل ہو کر اندرونی طور پر کوشش کو جاری رکھا جائے تا کہ یہی انگریز کی بنائی ہوئی جماعت انگریز سرکار کے خلاف کام کرے اور جو نوجوان کالج اور یونیورسٹیوں میں انگریزی تعلیم حاصل کرنے والے ہیں۔ انگریزی حکومت ان سے اپنا تعاون اور حمایت حاصل کر رہی ہے اور جو بھی مذہب اسلام کی آواز حقہ، کو بلند کرتا ہے اور جو بھی انگریز کی مخالفت کرتا ہے تو انگریزی حکومت اسی جماعت سے ہر اُٹھنے والے کو وہیں دبا دیتے ہیں۔ لہذا سیاست سے کام لیتے ہوئے اسی جماعت میں شامل ہو کر کالج اور یونیورسٹیوں کے طلباء کو مذہب اسلام کی طرف راغب کیا جائے اور انہیں انگریز سرکار سے نفرت دلائی جائے تا کہ وہ بجائے انگریزی حکومت کی حمایت کرنے اور انگریزی حکومت کے گیت گانے اور انگریزی حکومت کا پرچم بلند کرنے کی بجائے یہی نوجوان مذہب اسلام کے گیت

گائیں اور انگریزی قانون کا نام لینے کی بجائے مذہب اسلام کا نام لیں اور مذہب اسلام کا پرچم بلند کریں اور کامیابی اس چیز کا نام ہے کہ جو جماعت کانگرس انگریز وائسرائے نے اپنی حمایت کیلئے بنائی تھی اسی جماعت سے انگریزی حکومت کے خلاف کام لیا جائے اور وہی جماعت دین اسلام کی خدمت میں لگ جائے تو جب اہل سُنت و جماعت علماء دیو بند اس جماعت میں داخل ہو کر اندرونی طور پر اس بھرپور کوشش میں لگ گئے کہ کالج اور یونیورسٹیوں کے طلباء بجائے انگریز حکومت کا دم بھریں یہ انگریزی حکومت کا تختہ الٹ دیں اور مذہب اسلام کا دم بھرنے لگ جائیں اور اہلسنت علماء دیو بند نے مذہب اسلام کی حقانیت کا جب پرچم تھام لیا اور منظم ہو کر انگریزی حکومت کے خلاف کام کرنا شروع کیا اور جب تک انگریزی حکومت کو اہل سُنت و جماعت علماء دیو بند کی سیاست کا علم نہ ہوا کہ اہل سنت کے علماء کرام کس غرض سے کانگرس جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ تو اس وقت انگریز سرکار نے اپنی جماعت کی تائید اور حمایت میں مولوی احمد رضا خاں بریلوی کو خریدا تا کہ وہ اس کے حق میں فتویٰ دے دیں کہ یہ جماعت حقہ، ہے تو اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے کانگرس جماعت کی تائید اور حق میں اس وقت فتویٰ صادر فرمایا۔ جب تک اہل سُنت و جماعت علماء دیو بند اندرونی طور پر انگریزی حکومت کی جڑیں کاٹنے میں مصروف تھے تو اس وقت انگریز سرکار نے مولوی احمد رضا خاں بریلوی کو اپنے حق میں استعمال کیا۔ گویا کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی یہ انگریز سرکار کا خود کاشتہ پودا ہے اور اس خود کاشتہ پودا نے انگریزی حکومت کو خوش کرنے کی خاطر جماعت کانگرس کی تائید اور حمایت میں ایک طویل فتویٰ صادر فرمایا۔ جو کہ رسالہ نصرۃ الابرار میں ص ۲۹ تا ۳۲ تک تحریر ہے جو من وعن درج ہے اور یہ حقیقت ہر اس مسلمان پر عیاں ہے جو تاریخ اور مطالعہ سے تعلق رکھنے والا ہے۔ جب تک اہل سنت علماء دیو بند انگریز کے خلاف اس کی جماعت میں گھس کر اس کے مخالف کام کرتے رہے اور انگریز سرکار کے بوئے ہوئے موذی جراثیم کو ختم کرنے میں لگے رہے کہ جو جوان نسل انگریز پرچم کو لہرا رہی ہے اس کو تعلیم دی جائے کہ

وہ دین اسلام کا پرچم لہرائیں اور انگریزی حکومت کا بیڑہ غرق کر دیں تو جب اہل سُنت علماء دیو بند نے سوچا کہ ہم نے انگریز کے نمک خواروں کو انگریز سرکار سے بدظن کر کے مذہب اسلام کی نہنج پر لگا چکے ہیں اور انگریزی تعلیم حاصل کرنے والوں کے ذہنوں کو اسلام کی طرف تبدیل کر چکے ہیں تو اہل سنت علماء دیو بند کھلے بندوں یعنی کہ برسرِ عام انگریزی حکومت کی مخالفت کی اور انگریزی حکومت کے ظلم وستم سے عوام الناس کو مطلع کیا اور حق تعالیٰ کے فضل وکرم سے جب اہل سنت علماء دیو بند انگریز سرکار کے خلاف میدان میں آئے اور ان علماء ربانیین کے میدان میں آنے سے عوام الناس کو انگریزی حکومت کے ظلم وستم سے نجات ملی۔ تو جب اہل سُنت علماء دیو بند انگریز سرکار کے خلاف لوگوں کو جہاد کرنے کی ترغیب دے رہے تھے تو اس وقت انگریز سرکار نے آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کو اپنا آلہ کار بنایا اور ایسا استعمال کیا کہ اس ذات شریف نے اس وقت اہل سُنت و جماعت علماء دیو بند کو وہابی کہنا شروع کیا اور سادہ لوح مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ بات راسخ کی کہ یہ وہابی لوگ ہیں تو پھر آلہ حضرت بریلوی نے انگریزی حکومت کو خوش کرنے کیلئے کُفر کی مشین گن چلا دی اور اس نے برسرعام علماء دیو بند کی تکفیر کی اور اس کی تکفیر سے شاید ہی کوئی ایسا فرد بچ سکا ورنہ نہیں۔ انگریزی حکومت کا مقصد یہی تھا کہ ایک ایسے آدمی کو خرید جائے جو مولوی ذہن کا ہو اور جس سے ہند کے مسلمانوں کی تکفیری مہم کا کام لیا جائے تو ایسے نجس مقصد کیلئے انگریز سرکار نے مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا چناؤ کیا اور انگریز بد بخت اس اپنے ناپاک مقصد میں کامیاب ہو گیا اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جب تک اہل سنت علماء دیو بند کانگرس میں شامل ہو کر خفیہ طور پر انگریز کی مخالفت کرتے رہے۔ جس کا انگریزی حکومت کو علم تک نہ تھا تو اس وقت آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے بھی کانگرس جماعت کے حق اور تائید میں ایک فتویٰ دے دیا۔ اور جب علماء حق دیو بند نے سوچا کہ ہم مضبوط اور یک جان ہو گئے ہیں اور کالج اور یونیورسٹیوں کے طلباء کو انگریزی حکومت کے خلاف استعمال کر سکتے ہیں۔ تو اس وقت آلہ حضرت احمد رضا خاں بریلوی اہل

سُنت علماء دیوبند کے خلاف ہوکر کفر کے فتوے دینا شروع کر دیئے اور ہند میں کوئی مسلمان بھی اس کے
فتویٰ کی زد سے نہیں بچ سکا اور الہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی تمام زندگی انگریزی حکومت کا دم
بھرتے رہے اور انگریز حکومت کے حق میں فتوے جاری کرتا رہا۔ جیسا کہ اہل سُنت و جماعت علماء دیوبند
نے انگریز کے خلاف فتویٰ دیا کہ انگریز کی فوج میں بھرتی حرام ہے اور انگریز کے خلاف جہاد فرض ہے
کیونکہ انگریزی حکومت ظالم ہے اور بے گناہ لوگوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنا رہی ہے۔

تو اس وقت اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے انگریز سرکار کو خوش کرنے کی خاطر یہ
فتویٰ جاری فرما کر ایک مستقل رسالہ اسی عنوان پر لکھا کہ اعلام الاعلام بان ہندوستان دار السلام ۔ کہ
ہندوستان دار الاسلام ہے اور یہی فتویٰ آلہ حضرت بریلوی کی معتبر کتاب احکام شریعت ج ۲ ص ۱۵ مطبوعہ
کراچی میں فتویٰ تحریر کرتے ہیں کہ ہندوستان بفضلہ تعالیٰ دار السلام ہے اور عرفان شریعت ص ۷ پر بھی
درج ہے اور یہ حقیقت بھی قارئین کرام کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ تمام اکابر علماء دیوبند حضرت
مولانا شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے اس فتویٰ کی تائید کرتے ہیں کہ ہندوستان دار الحرب
ہے فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۱۷، ۱۱۰ طبع مجتبائی منقول از اظہار العیب ص ۲۱۱ طبع اول مطبوعہ گوجرانوالہ اور
اسی فتویٰ کی بنیاد پر اہل سنت علماء دیوبند نے جہاد آزادی میں حصہ لیا لیکن اس کے برعکس رضا خانی بریلوی
امت کے الہ حضرت مولوی احمد رضا خانی کا فتویٰ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ
کے فتویٰ کے خلاف ہے اور ہندوستان کو دار السلام قرار دینے کی وجہ سے مولوی احمد رضا خاں بریلوی کو یہ
فتویٰ بھی دینا پڑا۔

مسلمانوں پر جہاد منسوخ ہے؟

لہذا مسلمانان ہند پر حکم جہاد وقتال نہیں: دوام العیش فی الائمۃ من قریش ص ۱۶ سن
اشاعت ۱۹۸۰ مطبوعہ لاہور اور ظاہر ہے کہ جب ہندوستان ہے ہی دار السلام تو اس کے باشندوں

(مسلمانوں) کے لئے جہاد وقتال کا حکم کیوں کر ہوگا یہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی حقیقت پسندی ہے
کیونکہ انہیں تو معلوم تھا کہ دار السلام میں جہاد وقتال کا حکم ناممکن ہے اس لئے صاف صاف الفاظ میں کہہ
دیا کہ ہندوستان کے مسلمانوں پر جہاد فرض نہیں لیکن تعجب ہے کہ آج مولوی احمد رضا بریلوی کی حشرات
الارض کی طرح پھیلی ہوئی مشینری آلہ حضرت بریلوی کے ان صریح فرمودات کے خلاف برصغیر کی
تاریخ بدلنے کی کوشش میں مصروف ہے اور ہندوستان کو دار الحرب قرار دے کر قید و بند کی صعوبتیں
برداشت کرنے والوں کو انگریز بدبخت کا ایجنٹ بنا کر اور ہندوستان کو بفضلہ تعالیٰ دار السلام قرار دے کر
عیش وعشرت آرام کی زندگی بسر کرنے والوں کو انگریز کا سب سے بڑا دشمن ثابت کرنے کے لئے ایڑی
چوٹی کا زور لگا رہی ہے۔ ہمارا سوال رضا خانی امت سے یہ ہے کہ کیا آپ کا یہ دعویٰ کہ جنگ آزادی
بریلویوں نے لڑی ہے آپ کے الہ حضرت بریلوی کی مذکورہ تعلیمات کے خلاف نہیں؟ اور اگر خلاف ہے
اور یقیناً خلاف تو کیا آپ کے لئے اپنے الہ حضرت بریلوی کی صرف میٹھی میٹھی سیویاں تیجا۔ ساتا
چالیسواں ششماہی اور سالانہ ختم شریف اور عرس شریف وغیرہ کی جن میں پیٹ کا دھندہ خوب چلتا رہے
تعلیمات پر عمل کافی ہے اور باقی تعلیمات جن کی موجودگی میں آپ حقائق کا سامنا کرنے کی جسارت و
جرأت نہ کرسکیں تو ان کو نظر انداز کرنا ضروری ہے اور اگر بالفرض ایک لمحہ کے لئے تسلیم کر بھی لیا جائے کہ
بریلویوں نے جنگ آزادی میں حصہ لیا ہے تو پہلے تو تاریخی ثبوت کے ساتھ اپنے مجاہدین کے بحوالہ نام
بتائیں اور پھر کیا فرماتے ہیں علماء بریلویہ دار السلام میں جہاد کرنے والوں کے بارے میں؟ بینوا توجروا
منقول از اظہار العیب ص ۳۱۲ علاوہ ازیں آئندہ اوراق پر حقائق پر مبنی حوالے پیش کیے جائیں گے کہ
جسے پڑھ کر آپ بخوبی سمجھ جائیں گے۔ کہ انگریز سرکار کے غلام اور ایجنٹ اور انگریزی حکومت کو رحمت خدا
وندی کہنے والے اور انگریز بدبخت کے حق میں دعائیں کرنے والے وانگریز سرکاری کی سرگرمیوں پر
مبارک باد پیش کرنے والے وانگریزی بدبخت کے خلاف جہاد کو منسوخ کہنے والے وانگریز بدبخت کے

حق میں اپنی زبان وقلم کی قوت خرچ کرنے والے اور تحریک نظام مصطفیٰ کے شہداء کے خون سے غداری کرنے والے اور اُن کے خون کے ساتھ سودے بازی کرنے والے اور انگریز بد بخت کے حق میں فتویٰ جاری کرنے والے کہ انگریز کی اطاعت واجب الامر ہے۔ اس کی مخالف حرام ہے اور ہندوستان دارالامن ہے۔ ہرگز دارالحرب نہیں اور انگریزوں کو مسلمانوں پر فتح کے لیے تعویز دینے والا اور وہ کون سا گروہ ہے کہ جس نے مسٹر ایڈ وائر گورنر کو کہا کہ ہم سرکار برطانیہ کے حلقہ بگوش اور جان نثار رہیں گے اور اپنی وفاداری کا ثبوت دیتے رہیں گے اور سلطنت برطانیہ کو ابر رحمت وغیرہ وغیرہ کہنے والے اور انگریز بد بخت کے خلاف جہاد کے حرام ہونے کا فتویٰ کون دیتے ہیں اور انگریز سرکار کی سلامتی کے واسطے دعائیں کرنے والے کون لوگ ہیں۔ ان کے بارے میں حقائق ملاحظہ فرمائیں۔

غلامان انگریز اور حقائق

ہندوستان دارلاسلام ہے؟

اور ہندوستان دارالسلام کا یہی فتوے احکام شریعت ج ۲ ص ۱۵۱ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی اور عرفان شریعت ج ا ص ۷ مطبوعہ علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد میں بھی درج ہے جو کوئی دیکھنا چاہے بڑے شوق وذوق سے دیکھ لے علاوہ ازیں آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح انگریز کے خلاف جہاد کو منسوخ قرار دیا ہے۔

تاریخ سے ادنیٰ تعلق رکھنے والے بھی یہ جانتے ہیں کہ فریق مخالف کے الہ حضرت مولوی احمد رضا خاں اور ان کی جماعت کے ذمہ دار مولویوں کا ہندوستان کو انگریز بد بخت سے آزاد کرانے میں قطعاً کوئی کردار نہیں بلکہ جو جماعتیں انگریز بد بخت کے خلاف تھیں مثلاً کانگرس مسلم لیگ ، جمعیت علماء ہند، جمعیت علماء اسلام، خلاف کمیٹی مجلس احرار وغیرہ ھا۔ تو ان کے فتوؤں کے بھر مار انہیں

کے خلاف تھیں اب ہم رضا خانی بریلوی امت کے ذمہ دار مولویوں سے انگریز کے خلاف جہاد کے حرام ہونے کا فتویٰ پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ مولوی محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی اپنی کتاب۔ طرق الھدی والارشاد الٰی احکام الامارۃ والجہاد ص ۳۱ سن طباعت ۱۳۴۱ ہجری بار اول مطبع حسنی بریلی محلہ سوداگراں میں تحریر کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں (جبکہ ہندوستان پر انگریز کی گرفت مضبوط تھی) میں بزعم خویش انگریز کے خلاف ترک جہاد کے لئے پانچ اختراعی شرطیں اور مقدمات پیش کرتے ہیں پھر لکھتے ہیں ایسی حالت میں جہاد جہاد کی رٹ لگانا غیر قوموں کو اپنے اوپر ہنسانا اور ان سے یہ طعن اٹھانا ہے

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اور جبکہ وہ ان شنائع قبائح پر مشتمل ہے حرام حرام حرام ہے وہ ہرگز حکم شرع نہیں شریعت پر افترا و زیادت ہے جو آج اسے حکم الٰی اور امر حضرت رسالت پناہی ٹھہرا رہے ہیں مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں وہ اللہ ورسول پر افترا کرتے بہتان باندھتے ہیں۔ الخ۔ ص ۳۱

نوٹ: اس رسالہ پر ۱۳ رضا خانی بریلوی مولویوں کی تصدیقات ثبت ہیں بڑی حیرت کی بات ہے کہ رضا خانی بریلوی مولوی انگریز کے خلاف جہاد کرنے والوں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنے والوں اور تختہ دار پر لٹکا دیئے جانے والوں کو تو انگریز سرکار کا ہمدرد وخیر خواہ ونمک خوار اور ٹکڑا خور ثابت کرنے کے درپائے ہیں مگر انگریز کے خلاف جہاد کو حرام حرام کہنے والوں کو تحریک وآزادی کا ہیرو ثابت کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں اس سے بڑھ کر مسخ حقیقت کیا ہوسکتی ہے۔

اپنا زمانہ آپ بناتے ہیں اہل دل ہم وہ نہیں ہیں جن کو زمانہ بنا گیا

نوٹ:۔ آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی اپنی تحریروں کی روشنی میں انگریز سرکار کے خود کاشتہ پودے اور پکے ایجنٹ تھے۔ رضا خانی موٗلف نے تو صرف اپنے خیالات فاسدہ وباطلہ کو تسکین دیتے ہوئے غیر مستند اور غیر معتبر وغیر ثقہ آدمی کا وہ رسالہ مکالمۃ الصدرین جو کہ من گھڑت اور جھوٹ کا

طومار اور اقازیب کا ذخیرہ اور الزمات کا طوفان کے بے بنیادی حوالوں سے اہلسنت و جماعت علماء دیو بند کی علمی وسیاسی شہرت کونقصان پہنچانے کے لئے اور داغدار کرنے کی ناپاک جسارت کی اور اس قسم کے غلط پروپگینڈے سے انشاءاللہ تعالیٰ اہل سنت علماء حق دیوبند کے پائے ثبات کومعمولی جنبش تک نہ ہو گی۔ چنانچہ پروفیسر جناب قاضی فضل حق قرشی صاحب اپنی کتاب اقبال کے ممدوح علماء میں آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے خلیفہ بلافضل مولوی ظفر الدین بہاری کی کتاب حیات اعلیٰ حضرت ص۳ کے حوالہ سے رقمطراز ہیں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کے پردادا کاظم علی خاں بریلوی جوانگریز حکومت کے ایجنٹ تھے حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

حافظ کاظم علی خاں انگریز سرکار کے ایجنٹ تھے

مولوی احمد رضا خاں کے پردادا حافظ کاظم علی خاں بریلوی نے انگریزی حکومت کی پولٹیکل خدمات انجام دیں۔ (اقبال کے ممدح علماء ص۱۸ مطبوعہ لاہور)

علاوہ ازیں! پروفیسر جناب قاضی فضل حق قرشی اپنی ہی تالیف اقبال کے ممدوح علماء میں فرانس رابنسن کے حوالہ کے لکھتے ہیں مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا طریقہ کار انگریزی حکومت کی حمایت کرنا اور جنگِ عظیم اوّل اور تحریکِ خلافت میں آلہ حضرت بریلوی نے ہمیشہ انگریزی حکومت کی حمایت کی۔ چنانچہ حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

آلہ حضرت بریلوی انگریز حکومت کے ایجنٹ تھے

مولوی احمد رضا خاں کے متعلق فرانس رابنسن لکھتا ہے۔ ان کا معمول کا طریق کار حکومت کی حمایت تھی اور جنگِ عظیم اوّل اور تحریک خلافت میں انہوں نے مسلسل حکومت کی حمایت جاری رکھی اور ۱۹۲۱ء میں بریلی میں ترک موالات کے مخالف علماء کی ایک کانفرنس منعقد کی ان کا عوام پر خاطر خواہ اثر تھا

لیکن مسلمانوں کے پڑھے لکھے طبقے کی حمایت حاصل نہ تھی۔

سپر ٹرزم امنگ انڈین مسلمز ص۴۴۲، کیمرج یونیورسٹی پریس ۱۹۷۴ء (بحوالہ اقبال کے ممدوح علماء ص۱۸ مطبوعہ لاہور)

آلہ حضرت مولویاحمد رضا خاں بریلوی اور رضا خانی اہل بدعت کے بارے میں پروفیسر جناب قاضی فضل حق قرشی صاحب ڈاکٹر اقبال صاحب کے مقالہ اسلام اور احمدیت کے حوالے سے رقمطراز ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک تکلیف دہ حقیقت ہے کہ علماء کے اسی گروہ نے فقہی تعبیروں اور تاویلوں کے سہارے برعظیم میں برطانوی سلطنت کواستحکام بخشا۔ جب ان کے ہم وطن سکھوں اور انگریزوں کے خلاف سلطنت اسلامیہ کے احیاء کے لیے برسرپیکار تھے وہ ان کے خلاف برسرپیکار رہے۔ جذبہ جہاد کو کچلنے کے بعد حکمرانوں کو دہائی دی گئی کہ یہ جہاد کی تبلیغ کرتے پھرتے ہیں اور ہندوستان دارالسلام کے فتوے لکھے اور لکھوائے گے۔ مولوی احمد رضا خاں نے بھی ہندوستان کو دارالاسلام ثابت کرنے کیلئے مستقل رسالہ بنام "اعلام الاعلام بان ہندوستان دارلاسلام لکھا۔

رُوح جہاد کو کچلنے کے بعد "خلافت "مسلمانان عالم کا ایک مقدس ادارہ رہتا تھا۔ انگریزوں کو اس کے اثر اور اہمیت کا احساس تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ۱۷۹۹ء میں شاہِ انگلستان کی طرف سے سلطان تُرکی کو درخواست کی گئی کہ وہ ٹیپو سُلطان کو سمجھائیں کہ وہ نپولین کی امداد نہ کرے اور بعد میں ۱۸۵۷ء میں انہوں نے پھر سُلطان تُرکی سے استدعا کی کہ وہ مسلمانوں کو ہدایت کریں کہ غدر میں شرکت سے باز رہیں یار لوگوں نے اس عمارت کو بھی ڈھانے کی ٹھان لی اور "الائمۃ من القریش" کی خود ساختہ تاویلیں شروع کردیں۔ چنانچہ "دوام لعیش فی الائمہ من القریش" قسم کی کتابیں لکھی گئیں اور جب مغربی شہنشاہیت نے خلافت عثمانیہ کوتباہ کردیا تو اسی قبیل کے کُچھ بزرگوں نے جلیانوالہ باغ امرتسر کے قتل عام کے ذمہ دار بدنام زمانہ جنرل اوڈوائر کو مبارک باد دی اور ایک تقریب میں اسے سپاسنامہ پیش کرتے

ہوئے حکمرانوں کو یقین دلایا کہ:

ہم اور ہمارے پیروان اور مریدان فوجی وغیرہ، جن پر سرکارِ برطانیہ کے بے شمار احسانات ہیں۔ ہمیشہ سرکار کے حلقۂ بگوش اور جانثار رہیں گے۔

(بحوالہ تکفیری افسانے ص ۱۶۹) اقبال کے ممدوح علماء ص ۱۷ تا ۱۹ مطبوعہ لاہور۔ از پروفیسر جناب قاضی فضل حق قرشی۔

حضرات گرامی! آلہ حضرت بریلوی تو آلہ حضرت بریلوی ہی ہیں۔ ان کی تو بات ہی کیا ہے۔ یہ تو ہیں ہی انگریز سرکار کے خودکاشتہ پودے۔ بلکہ ان کے پردادا حافظ کاظم علی خاں بریلوی بھی انگریز سرکار کے قدیمی خدمت گار ثابت ہوئے۔

رضا خانی مؤلف اب بتاؤ تم تو اہل سنت و جماعت علمائے دیو بند کو فرضی تحریروں کا سہارا لے کر انگریزی حکومت کا ایجنٹ ثابت کرنے کے چکر میں تھے لیکن ہم نے آپ کے آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی اور ان کی ذریت خبیثہ اور ان کے پردادا حافظ کاظم علی خاں بریلوی کو کیسے براہین قاطعہ دلائل ساطعہ سے ثابت کر دیا کہ آلہ حضرت بریلوی اور ان کے پردادا حافظ کاظم علی خاں بریلوی انگریز حکومت کے پکے ایجنٹ اور وظیفہ خوار تھے اور انہوں نے پوری زندگی انگریزی حکومت کی نمک خواری میں صرف کر دی اور آج آلہ حضرت بریلوی کی ذریت خبیثہ بھی یہی مکروہ فریضہ سرانجام دینے میں لگی ہوئی ہے۔ یعنی کہ آلہ حضرت بریلوی سے لے کر ادنیٰ حضرت تک تمام کے تمام آج بھی اس مشن کو اپنائے ہوئے ہیں۔ کیونکہ رضا خانیوں نے ہر دور میں حکومت کی چاپلوسی کی ہے اور اب بھی کر رہے ہیں کیونکہ ان کا مقصد دین اسلام کی خدمت ہرگز نہیں ہوتا۔ ان کا مشن توحید و سنت کے خلاف شرک و بدعت کی ترویج کرنا ور علماء حق اہل سنت و جماعت محدثین دیو بند کے خلاف اپنی زبانوں کو گندگی سے آلود کرنا اور جہاں تک کوشش ہو سکے اہل حق کے خلاف اپنی تمام تر قوت کو خرچ کرنا۔ بس یہی ان کا مسلک اور یہی ان کا

دین اور یہی ان کا توشۂ آخرت ہے اور اسی پر ان کا ایمان اور ایقان ہے۔ جیسا کہ دور حاضر کے نام ونہاد مبلغ اور کھتہ چونا پان والی سرکار! المعروف مولوی شاہ احمد نورانی جو روس اور غیر ملکی حکومتوں کے پکے ایجنٹ ہیں اور ہر ذی شعور پر یہ بات عیاں ہے اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات ہرگز نہیں کہ شاہ احمد نورانی وغیرہ اور اینڈ کمپنی یہ تمام کیتمام جب غیر ملکی دورہ پر جاتے ہیں تو وہاں جا کر بد مذہب لوگوں سے میلاد شریف گیارہویں شریف عرس شریف کے نام پر لوگوں سے لاکھوں روپے چندہ اکٹھا کرتے ہیں لیکن اس قسم کی بھیک مانگنے والوں پر اس قسم کے مکروہ کاروبار کرنے والوں پر حق تعالیٰ کی کروڑوں لعنتیں برستی ہیں کہ جنہوں نے اس مکروہ دھندہ کو دین کی خدمت سمجھا ہوا ہے اور بھیک مانگنے کی وجہ سے کل قیامت کے دن رضا خانی اہل بدعت کو پیشانی پر سیاہ داغ ہوگا کہ جس سے پہچانے جائیں گے کہ یہ دنیا میں رجسٹرڈ شدہ بھکاری تھے جس جرم کی پاداش میں آج اُن کی ذلت آمیز رسوائی ہو رہی ہے اور ذریت احمد رضا خاں بریلوی کا فرد جو اس کرہ ارض پر شاہ احمد نورانی کے نام سے معروف ہیں اس کا وجود منحوس علامات قیامت ہے کے بارے میں ذریت احمد رضا خاں کے ہی آدمی نے ایک زبردست انکشاف کیا ہے کہ شاہ احمد نورانی اور ان کی جماعت وغیرہ رُوس حکومت کی ایجنٹ اور وظیفہ خوار ہے۔ چنانچہ مولوی سردار احمد فیصل آبادی کے لڑکے مولوی فضل کریم بریلوی نے حال ہی میں روزنامہ جنگ میں ایک بیان دیا کہ مولوی شاہ احمد نورانی اور ان کی پوری جماعت کو رُوس حکومت کی حمایت اور سرپرستی حاصل ہے۔ یعنی کہ وظیفہ خوار ہے۔

چنانچہ مولوی فضل کریم بریلوی فیصل آبادی نے مولوی شاہ احمد نورانی بریلوی اور ان کی جماعت کے متعلق جو روزنامہ جنگ کو بیان دیا ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا نورانی صدر ضیاء سے میرا تعلق ثابت کریں۔ میں سیاست چھوڑ دوں گا۔ جے۔ یو۔ پی کو رُوس کی سرپرستی حاصل ہے۔ صاحبزادہ فضل کریم۔

شاہ احمد نورانی اوران کی جماعت رُوس حکومت کی ایجنٹ ہے

جھنگ (نمائندہ جنگ) جمعیت اہل سنت کے سیکرٹری جنرل صاحبزادہ فضل کریم نے کہا ہے کہ اگر مولانا شاہ احمد نورانی صدر ضیاء الحق کے میرا کوئی خصوصی تعلق ثابت کردیں تو میں سیاست سے دست بردار ہو جاؤں گا اور اگر وہ ایسا کرنے میں ناکام رہے تو ان کو سیاست سے دستبردار ہونا چاہیے۔ گذشتہ روز ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی نے اہل سنت کے علماء اور مشائخ کے درمیان نفرت پیدا کردی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ جے۔ یو۔ پی کو چھوڑ رہے ہیں۔ انہوں نے الزام عائد کیا کہ خواجہ قمر الدین سیالوی صاحبزادہ فیض الحسن پیر محمود شاہ گجراتی پیر آف سُلطان باہو۔ پیر آف بھر چونڈی شریف سندھ پیر ذکوری شریف رفیق احمد باجوہ سید محمد علی رضوی اور علامہ سید محمود احمد رضوی جے۔ یو۔ پی کی قیادت کے آمرانہ رویے کی وجہ سے جے۔ یو۔ پی چھوڑ چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسی خلاصہ کو پُر کرنے کے لئے جماعت اہل سنت نے سیاست میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی اوران کی جماعت کو رُوس کی سرپرستی حاصل ہے۔

انہوں نے کہا ان کی جماعت آئندہ انتخابات میں حصہ لے گی۔

(روزنامہ "جنگ" بدھ ۶ صفر المظفر ۱۴۰۸ھ ۳۰ ستمبر ۱۹۸۷ء ایڈیشن نمبر ۲)

نوٹ: مولوی فضل کریم بریلوی کے مندرجہ بالا بیان سے یہ بات اظہر من الشمس واضح ہوئی کہ مولوی شاہ احمد نورانی ایک فتنہ باز اور شیطان صفت انسان ہیں۔ کہ آئمہ حرمین شریفین جا کر بھی آئمہ حرمین شریفین کی اقتداء میں نماز ادانہیں کرتے اور جس نے اپنی پوری جماعت کو انتشار کا شکار بنادیا اور جس کے موذی جراثیم کے منحوس اثر سے بریلوی جماعت میں پھُوٹ پڑ گئی اور اب بھی ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ نیز مولوی فضل کریم کے بیان کی آج تک شاہ احمد نورانی نے تردید نہیں کی اگر فرض کیا مو

لوی فضل کریم بریلوی نے الزام ہی لگایا تھا تو نورانی صاحب کو چاہیے تھا کہ جس دن یہ خبر اخبارات میں شائع ہوئی تھی تو دوسرے دن اس کی تردید کر دیتے۔ لیکن ہرگز ایسا نہیں کیا۔ ایسا کرتے ہی کیوں۔ جبکہ شاہ احمد نورانی صاحب اوران کی جماعت کو رُوس حکومت کو سرپرستی اور حمایت حاصل ہے۔ یعنی کہ نورانی صاحب اوران کی جماعت رُوس حکومت کی وظیفہ خوار ہے۔

علاوہ ازیں! روزنامہ نوائے وقت میں رضا خانی کمپنی کا ایک بیان درج ہے۔ جسے پڑھ کر بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس رضا خانی فرقہ کی حقیقت کیا ہے اور انہوں نے مذہب اسلام کے خلاف کیا کیا گل کھلائے ہیں۔

چنانچہ مولوی شاہ احمد نورانی کے ہم مذہب پانچ سو رضا خانی بریلوی مولویوں نے اپنے دستخطوں کے ساتھ ایک بہت بڑا اشتہار شائع کیا کہ انگریز حکومت کی اطاعت واجب ہے کیونکہ اس کی وجہ ہندوستان دادالامن اور دارلاسلام ہے۔

روزنامہ نوائے وقت کی خبر ملاحظہ فرمائیں۔

ذریت احمد رضا خاں بریلوی کا فتویٰ

انگریزی حکومت واجب الاطاعت ہے

کراچی کی خبر ہے۔ کہ مولانا شاہ احمد نورانی قبلہ نے ایم آر ڈی کی تحریک سول نافرمانی کی حمایت میں ایک بیان دیا ہے اور کہا ہے کہ سول نافرمانی میں عملا شرکت کا فیصلہ ان کی جمعیت کے راہنماؤں سے مشورے کے بعد کیا جائے گا۔ لیکن ۱۴ اگست جو ایم آر ڈی نے تحریک چلانے کا اعلان کیا ہے اس کا موقف صحیح اور درست ہے معاملہ یا تو ایم آر ڈی یا مولانا نورانی میں اتفاق رائے کا ہے یا ایم آر ڈی اور حکومت کے درمیان ہے۔ لہذا اس معاملے پر کُچھ کہنا اول تو قبل از وقت ہے۔ دوسرا تنازعہ ہے تو سیاستدانوں اور حکومت کے درمیان ہے۔ اس لیے اس کے بارے میں تو فقیر کا یہی موقف یہی ہوسکتا

ہے کہ

وائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

لیکن مولانا نورانی کی خدمت میں جو نیاز حاصل ہے۔ اس کے پیش نظر ان کی خدمت میں یہ سوال بے جا نہ ہوگا کہ مولانا نورانی اگر اپنے اور اپنے ہم خیال اور ہم مسلک لوگوں کے ماضی کو نظر میں رکھیں تو وہ زمانہ بھی زیادہ دور نہیں گیا۔ جب پہلی جنگ عظیم کے بعد انگریزوں نے نہ صرف خلافت عثمانیہ جیسی دُنیا کی سب سے بڑی حکومت کا تیا پانچہ کر دیا تھا۔ بلکہ دوران جنگ ہندوستانی مسلمانوں سے کیے گئے۔ وعدے بھی بالا طاق پر رکھ دیئے تھے۔ ان دونوں شعائر اسلامی کے فدائی اور حریت طلب علمائے کرام نے ایک فتویٰ ۱۹۲۱ کے وسط میں جاری کیا تھا۔ جس کا طراز عنوان یہ فقرہ (مصرعہ) تھا۔ پولیس اور فوج کی ملازمت حرام ہے۔ اس پر ہندوستان کے پانچ سو جید علمائے حق کے دستخط تھے۔ مولانا نورانی کے مکتبہ فکر کے بزرگوں نے اس کے جواب میں پانچ سو علماء کے دستخطوں سے ایک اور بڑا اشتہار چھپوایا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ:

''انگریز واجب الاطاعت ولی امر ہے۔ اس کی مخالفت حرام ہے کیونکہ اس کی وجہ سے ہندوستان دارالامن اور دارالسلام ہے۔ دارالحرب نہیں!

آج اگر مولالا نا نورانی ایسی حکومت کے خلاف سول نافرمانی تحریک کی حمایت اور اسے سہارا دینے کی ضرورت پر زور دیتے ہیں جس کا موقف اور دعویٰ یہ ہے کہ وہ پاکستان میں بہر حال اسلامی نظام نافذ کرے گی۔ تو مولانا نورانی سے جائے شکایت کا کیا موقع؟

ایں کار زار تو آید و مرداں چنیں کنند

(روزنامہ نوائے وقت لاہور، جمعرات ۱۹ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ ۲ جون ۱۹۸۳)

حضرات گرامی! دلائل قاہرہ سے یہ بات ثابت ہو چکی کہ بڑے آلہ حضرت سے لے کر آلہ حضرت بریلوی تک اور ذریت احمد رضا خاں بریلوی غرض کہ اعلیٰ سے لے کر ادنیٰ حضرت تک تمام کی

تمام چھاؤنی ہی انگریز حکومت کی پٹھو اور وظیفہ خوار رہی اور وظیفہ خوار ہے کیونکہ انگریز نے ہندوستان میں قدم رکھتے ہی بھانپ لیا کہ اس مُلک میں اہل سُنت و جماعت علمائے حق (دیو بند) کی اکثریت ہے اور یہاں کی اکثریت اہلِ سُنت و جماعت عُلمائے حق (دیو بند) سے وابستہ ہے۔

اس لیے انگریز نے اپنے قدم مضبوط کرنے کے چکر میں دو آدمیوں کو خریدا ایک غلام احمد قادیانی اور دوسرا مولوی احمد رضا خاں بریلوی۔ غلام احمد قادیانی سے ختم نبوت کے خلاف قدم اٹھوایا اور احمد رضا خاں بریلوی سے اہل سُنت و جماعت علماء حق دیو بند کے خلاف کام لیا۔ کیونکہ انگریز بخوبی سمجھتا تھا کہ دارالعلوم اسلامیہ واقع دیو بند یہ میرے لیے ایک توپ خانہ ہے۔ اس لیے اس نے مولوی احمد رضا خاں بریلوی کو ہی مناسب سمجھا کہ اس مخبوط الہواس سے علمائے حق کے خلاف کام کروایا جائے اور لفظ وہابیت کا چرچا کر کے اہل حق کو بدنام کیا جائے تا کہ عامۃ المسلمین عُلماء ربانیین سے متنفر ہو جائیں اور ہم اپنے مقاصد میں کامیاب ہوسکیں۔ لہذا مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے انگریز سرکار کی نمک خواری کا حق ادا کرتے ہوئے وہ مکروہ کام سرانجام دیئے جو کسی خبطی آدمی کو بھی نہ سُوجھے حتیٰ کہ آلہ حضرت بریلوی نے انگریز سرکار کو خوش کرنے کے لئے ہندوستان کو دارالاسلام ہونے کا فتویٰ دے دیا۔ بلکہ اسی عنوان پر ایک رسالہ تحریر کیا ''اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام ''۔ اس سے بڑھ کر انگریز حکومت کی وظیفہ خواری کا کیا ثبوت ہوسکتا ہے اور ہم نے بیّن دلائل سے واضح کر دیا اور تمام رضا خانی اہل بدعت ہر دور میں حکومت ہی کے ایجنٹ اور وظیفہ خوار رہیں کیونکہ ان کی وظیفہ خواری اور حکومت کی چاپلوسی ان کو اپنے آلہ حضرت بریلوی اور ان کے پردادا حافظ کاظم علی خاں بریلوی سے وراثت میں ملی ہے کہ جس کو یہ چھوڑنا اپنے بڑوں کی شان میں گستاخی سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ نوائے وقت اخبار کی رپورٹ کے مطابق بیان ہو چکا چونکہ رضا خانی امت کے پانچ سو علماء نے متفقہ طور پر اشتہار شائع کیا کہ انگریز حکومت کی اطاعت واجب اور ہندوستان دارالامن اور دارالاسلام ہے۔ وغیرہ۔

رضا خانی مؤلف اب بتاؤ تم تو اہل سنت و جماعت کو بدنام کرنے کو اپنی کامیابی تصور کیے بیٹھے
تھے۔ اب بتاؤ کہ تمہارا کوئی رضا خانی بریلوی انگریز ایجنٹی سے بچ سکا؟ ہرگز نہ بچ سکا۔ اور یقیناً نہ بچ
سکا۔ یہ حقیقت اپنی جگہ پر پختہ ہے کہ جو کوئی مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا مقلد ہو اور اس کو اپنا پیشوا و
مقتدا اور امام سمجھے وہ انگریز ایجنٹی سے قطعاً نہیں بچ سکتا۔ وہ ہر دور کی حکومت کا وظیفہ خوار رہے گا۔ کیونکہ
تمام غیر شرعی افعال رضا خانی اہل بدعت کی گھٹی میں پڑے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے روشن دلائل سے
ثابت کر دیا۔ اب رضا خانی مؤلف غلام مہر علی صاحب کو چاہیے جس طرح تم نے جرأت اور دلیری اور من
گھڑت، جھوٹے اور فرضی حوالوں سے اہل سنت و جماعت علماء حق کو انگریز حکومت کا ایجنٹ اور وظیفہ خوار
ثابت کرنے کی ناپاک جسارت کی اب ذرا جرأت اور دلیری سے اپنے آلہ حضرت بریلوی سے لے کر
رضا خانی بریلوی اہل بدعت کے متعلق وہی فتویٰ صادر کرو جو تم نے اندھے ہو کر اور عالم آخرت کو فراموش
کر کے اور خالق کائنات سے بے پرواہ ہو کر علماء اہل سُنت دیوبند پر لگایا ہے تاکہ جرأت ایمانی اور غیرتِ
ایمانی کا پتہ چل جائے۔

بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

حضرات گرامی! یہ بات بھی روز روشن کی طرح واضح ہے کہ رضا خانی اہل بدعت نے زندگی
کے ہر موڑ پر اور ہر قدم پر اپنے ذاتی مفادات کو پیش نظر رکھا اور دین اسلام کے تقاضوں کو ہمیشہ پامال کیا
اور اس ضال و مضل گروہ نے اپنے پیٹ کی آگ کو سرد کرنے کے لئے وہ کُچھ کر ڈالا جو اگلوں سے بھی ممکن
نہ تھا۔ جیسا کہ تحریک نظامِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہداء کے خون کا سابقہ بھٹو حکومت کے ساتھ
سودا بازی کرتے ہُوئے اور شہداء کے خون کو داؤ پر لگاتے ہوئے سابقہ بھٹو حکومت پاکستان سے بطور
رشوت مولوی شاہ احمد نورانی بریلوی نے پانچ کروڑ روپے اور رفیق باجوہ بریلوی نے دس لاکھ روپے سیاسی
رشوت کے طور پر طلب کیے کہ تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ کے لئے سرد ہو جائے گی۔

اور آپ اپنی کرسی پر مسرور بیٹھیں، حکومت کریں اور آپ سے کوئی بھی شہیداء کے خون کا مطالبہ ہرگز نہ
کرے گا۔ کیونکہ جب قومی اتحاد ہی ٹوٹ جائے گا تو پھر کس نے شہداء کے خون کا مطالبہ کرنا ہے۔ آپ
ہماری بات کو تسلیم کر لیں تو آپ کی تمام مُرادیں پوری ہو جائیں گی۔ چنانچہ ادیب شہیر اختر کاشمیری اپنے
رسالہ تبصرہ میں رقم طراز ہیں۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

شاہ احمد نورانی کیلئے پانچ کروڑ روپے اور
رفیق احمد باجوہ بریلوی کیلئے دس لاکھ روپے طلب کیے
اور نظام مصطفےٰ کے شہداء کے خون سے غداری اور سودا بازی کی
نورانی کی لئے پانچ کروڑ روپے

قومی اتحاد میں چونکہ مختلف تعاون جماعتیں شامل تھیں اور ہر جماعت کو الگ الگ طور پر ہموار
کرنا مشکل تھا، لیکن اس کے باوجود ہم نے اس پہلو پر بھی توجہ دی اور کام کیا۔ اتحاد میں شامل چار
جماعتیں تحریک استقلال، جماعت اسلامی، جمعیت علمائے اسلام اور این ڈی پی اپنی انتہا پسندی اور ہٹ
دھرمی ترک کرنے پر آمادہ نہیں تھیں اور مذکورات میں یہی سب سے بڑی رکاوٹ تھیں۔ مسلم لیگ کی
طرف سے ہمیں مزاحمت کا کوی خطرہ نہیں تھا۔ مسلم کانفرنس ان چار جماعتوں کے فیصلے کو بہر حال تسلیم کر
لیتی۔ نواب زادہ کی جمہوری پارٹی کی طرف سے انہیں مکمل اختیارات تھے اور نواب زادہ نصر اللہ خاں دل
سے چاہتے تھے کہ " کچھ لو اور کچھ دو " کے اصول پر معاملہ طے ہو جائے تاکہ فوجی حکومت کے خطرے کو
روکا جا سکے۔ تحریک خاکسار اتنی مؤثر نہیں تھی کہ وہ تنہا کوئی فیصلہ کر سکتی رہ گئی جمعیت علمائے پاکستان تو اس
کے نمائندوں کے ممتاز بھٹو سے مذاکرات بہت پہلے شروع ہو چکے تھے۔ ممتاز بھٹو کے ساتھ جمعیت کے
(مولوی) حسن حقانی کے ساتھ مزاکرات ہو رہے تھے اور ان کو نورانی میاں نے اختیار دے دیا تھا کہ وہ

حکومت سے معاملہ طے کر کے قومی اتحاد سے علیحدگی کا اعلان کر دیں۔ اس سے قبل رفیق احمد باجوہ بریلوی نے بھی حکومت سے نورانی میاں کے ایماء پر بات چیت کی تھی۔ اس وقت معاملہ اس لیے بگڑ گیا کہ (قومی) اتحاد کی تمام جماعتوں نے مسٹر باجوہ کو اتحاد کی سیکرٹری شپ سے الگ کرنے پر ایکا کر لیا تھا اور نورانی میاں نے مجبوراً ہاں کر دی تھی۔ اب جمعیت علمائے پاکستان رفیق باوجوہ کے مسئلے کو یہ کہہ کر (قومی) اتحاد سے علیحدگی کا جواز پیدا کرنا چاہتی تھی کہ مسٹر باجوہ کے خلاف جماعت اسلامی نے سازش کی ہے۔ جمعیت کے مولوی حسن حقانی نے حکومت سے مفاہمت کے لیے 5 کروڑ روپے کا مطالبہ کیا کہ ہم نے انہیں بتایا کہ اتنی بڑی رقم حکومت کی کسی مد سے یک مشت نہیں دی جا سکتی۔ اس سلسلے میں انہوں نے جیل میں نورانی میاں سے ملاقات کر کے تبادلہ خیال بھی کیا لیکن نورانی میاں اس سے کم رقم لینے پر آمادہ نہ ہوئے۔ الخ

(ماہانہ تبصرہ لاہور، ایڈیٹر اختر کاشمیری، جلد ۲۰، شمارہ ۱۰، ۱۱۔ اگست ستمبر ۱۹۷۹ء)

میرے سُنی بھائیو! اب ذرا ایک اور مذہبی یتیم جو ایک بناسپتی سید ہیں اور مدرسہ حزب الخناس لاہور المعروف مدرسہ حزب الاحناف جو بیرون بدعت روڈ اور نزد شرک روڈ واقع ہے۔ مولوی سید محمود احمد رضوی بریلوی جس کے مہتمم ہیں اور جو کذب بیانی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ نیز بوجہ جھوٹ بولنے کے ان کے چہرہ پر منحوست اور پھٹکار کے اثرات نمایاں ہیں۔ جب چاہیں جا کر دیکھ لیں۔ جب آپ اس ذات شریف کے چہرہ منحوسہ کو دیکھیں گے تو یہ کہے بغیر نہ رہ سکیں گے کہ یہ کس بین الاقوامی کذاب و گستاخ رسول اور بناسپتی سید کا چہرہ ہے۔ کہ جس نے اپنے مفادات کی خاطر اور اپنے جہنم کو بھرنے اور روپیہ پیسہ کمانے کے چکر میں حکومت پاکستان سے بددیانتی اور ناجائز طریقہ سے لاکھوں روپے مدرسہ کے نام پر وصول کیے کہ جس کا اظہار ان کے ہم مسلک رضاخانی بریلویوں کی ایک "انجمن خادمان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں ضلع جہلم" نے بھی کیا اور ایک رسالہ چار صفحات پر مشتمل بھی جاری کیا تا کہ

مولوی محمود احمد رضوی بریلوی اپنا مکروہ کاروبار چھوڑ دیں۔ لیکن جس کی تمام زندگی ہی حرام کاری اور بددیانتی فراڈ بازی میں گزری ہو، وہ کیسے راہ راست پر آ سکتا ہے۔ چنانچہ رضاخانی بریلویت کا واویلا بھی ملاحظہ فرمائیں۔ جو انہوں نے ایک رسالہ کی شکل میں شائع کیا ہے اس کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

اقتباس نمبر 1:

سید محمود احمد رضوی دارالعلوم حزب الاحناف کے نام پر ناجائز لاکھوں روپے کی گرانٹ ہر سال وصول کرتے رہے ہیں۔ کس مُنہ سے مجلس عمل اہل سُنت کی سربراہی کا دعویٰ کر رہے ہیں۔

اقتباس نمبر 2:

کہتے ہیں ناخلف اولاد جس نے ڈبو دیا مسلک اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ مولانا شاہ احمد رضا خاں حضرت سید دیدار علی شاہ۔ حضرت سید ابوالبرکات شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اقتباس نمبر 3:

محمود احمد رضوی اپنی مجلس میں مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی (فخر قوم یعنی کہ مولوی محمود احمد رضوی بریلوی جو کہ مولوی ابو البرکات بریلوی کے بیٹے مولوی دلدار علی شاہ کے پوتے ہیں) مولانا محمد اکبر ساقی مفتی اعظم مفتی مختار احمد نعیمی کو مرزائیت کے خلاف متحدہ اجتماعات میں شریک ہونے کی بناء پر بدنام کرتے رہتے ہیں۔ اب تو ان کی زبان یہاں تک دراز ہوگئی ہے کہ وہ جمعیت علماء پاکستان کے وجود کو ہی للکارنے لگے۔

اقتباس نمبر 4:

نیز محمود احمد رضوی کے وہ ٹیلیفون ہمارے پاس ریکارڈ ہیں جن میں انہوں نے شیعوں سے شرکت داعانت کی اپیلیں کیں اور شیعوں کے وہ اشتہارات بھی محفوظ ہیں، جو انہوں نے اس کانفرنس میں شرکت

کے لیے شائع کیے۔

اقتباس نمبر5:

محمود احمد رضوی کو کیا وہ دن یاد نہیں جب ۱۹۷۴ء میں مولوی محمد یوسف بنوری دیوبندی کا جنرل سیکرٹری بنا پھرتا تھا اور مجلس تحفظ ختم نبوت۔ کے دیوبندیوں سے ہزاروں روپے اخراجات کی صورت میں وصول کرتا تھا۔

اقتباس نمبر6:

محمود احمد رضوی کے مدرسہ حزب الاحناف میں امام اہل سنت مولانا سید ابوالبرکات علیہ الرحمۃ کی وفات حسرت آیات کے بعد جو تباہیاں ہوئی ہیں۔ اس کی روائیداد المناک ہے۔ سالہا سال سے محمود احمد رضوی اپنے اثر و رسوخ کو ناجائز طور پر استعال کر کے ایک لاکھ روپے زکوۃ کی مد سے حکومت سے وصول کرتا رہا ہے۔ سُنا ہے کہ اس سال اس کو تین لاکھ روپے کی رقم زکوۃ فنڈ سے ملنی منظور ہو چکی ہے۔ اتنی رقم ان مدارس کو ملتی ہے جن میں ۲۰۰ طلباء درس نظامی موقوف علیہ دورۂ حدیث میں ہوں۔ جن کا کل خرچہ مدرسہ کے ذمہ ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ درس نظامی میں اس مدرسہ میں ایسے مقیم طلباء کی تعداد پچاس سے زیادہ کبھی نہیں ہوئی۔ قرآن اور شہری طلباء کو اس میں شامل ہی نہیں کیا جاسکتا۔ کیا یہ قومی خیانت نہیں؟

ہم نے سُنا ہے کہ پچھلے دنوں جب اہل سنت عوام نے اس جعلسازی کے ضمن میں گرانٹ رکوانے کی کوشش کی تو محمود احمد رضوی منت سماجت کر کے عبدالقادر آزاد (دیوبندی) کو معائنہ کے لئے حزب الاحناف میں لایا۔۔۔۔ تیری غیرت دینی و مسلکی کو تین طلاق، سُنیو! ہوشیار اس پر فریب پرانے مُکار سے جسے اس کا محدث اعظم باپ بھی ناخلف اور بے دین سمجھتا تھا۔

(منقول از رسالہ مسلک حقہ اہل سُنت بریلوی کے لئے لمحہ فکریہ ص ۱ تا ۴)

منجانب: انجمن خادمان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں ضلع جہلم

قارئین محترم! خواجہ پیر قمر الدین سیالوی اور جو رضا خانی اہل بدعت پیر قمر الدین سیالوی کےمرید ہیں ان کے بارے میں ایک رضا خانی مولوی پیر صاحبزادہ محمود شاہ گجراتی نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ پیر قمر الدین سیالوی اور ان کے مریدین جو کہ امریکی سامراج ہیں اور یہ امریکی سامراج یعنی کہ پیر قمر الدین سیالوی اور ان کے معتقدین و متبعین ہیں اور ان امریکی سامراج کی پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت ہرگز برداشت نہیں کی جائے گی اور خواجہ پیر قمر الدین سیالوی کے بارے میں بھی ایک عظیم انکشاف کیا ہے کہ پیر صاحب آمریت پرست ہیں اور امریکی سامراج ہیں۔ چنانچہ رضا خانی پیر صاحبزادہ محمود شاہ گجراتی بریلوی کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔

خواجہ پیر قمر الدین سیالوی بریلوی
اور اس کے معتقدین و متبعین امریکی سامراج ہیں

پاکستان کے اندرونی معاملات میں امریکی سامراج کی مداخلت برداشت نہیں کی جائے گی۔

خطرہ اسلام کو نہیں، سیالوی کے مریدوں فتح محمد ٹوانہ کی جاگیروں اور رفیق سہگل کی ملوں کو خطرہ ہے صاحبزادہ محمود شاہ گجراتی، لائل پور۔۴ نومبر (نمائندہ خصوصی) ممتاز دینی رہنما صاحبزادہ محمود شاہ گجراتی نے کہا ہے کہ امریکی سامراج کی پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت قطعی برداشت نہیں کی جائے گی اور امریکی سامراج کے عزائم کو تقویت پہچانے کے لئے ہم اپنے عظیم دوست جمہوریہ چین کی دوستی کو قربان نہیں کر سکتے اور نہ امریکی سامراج کو افریشیائی ممالک میں: نگلی شعلے بھڑکانے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ صاحبزادہ محمود شاہ گجراتی لائل پور میں جمعیت وحدت الاسلامیہ کے جلسہ عام میں خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ امریکی سفیر فارلینڈ کی پاکستان میں سیاسی اور دینی رہنماؤں سے ملاقاتیں سنگین حالات پیدا کر رہی ہیں اور ان کا تمام تر اثر انتخابات پر پڑ رہا ہے۔ جمعیت العلمائے

پاکستان کے صدر خواجہ قمرالدین سیالوی پر کڑی تنقید کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ سیالوی کی امریکہ پرستی اور سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی پشت پناہ سیاست نے ہمیں مجبور کر دیا ہے کہ عوام کو حقائق سے آگاہ کیا جائے۔ صاحبزادہ محمود شاہ نے کہا کہ خواجہ سیالوی نے اس وقت اسلام خطرے میں ہے کا نعرہ کیوں بلند نہیں کیا تھا۔ جب سابق صدر ایوب خاں نے غیر اسلامی قوانین کا نفاذ کیا تھا اور اب اسلام خطرے میں کیسے پڑ گیا۔ انہوں نے دعویٰ کیا، کہ پاکستان میں اسلام خطرے میں نہیں ہے۔ بلکہ خواجہ سیالوی کے مریدوں ملک فتح محمد ٹوانہ کی جاگیریں اور رفیق سہگل کی ملیں خطرہ میں ہیں اور ہم ان استحصالی قوتوں کے خلاف جدو جہد مرتے دم تک جاری رکھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ علمائے حق کو امریکی سامراج اور پاکستان کے بائیس خاندانوں کی دولت نہ خرید سکی ہے اور نہ خرید سکتی ہے۔ علمائے حق بارہ کروڑ عوام کی ایسی دردناک صدائیں ہیں۔ جو سرمایہ داری اور جاگیرداری کے ایوانوں کو مسمار کر دیں گی۔ محمود شاہ نے کہا کہ سرمایہ دار اس مُلک کے عوام کا خون چوستے ہیں اور ان کا استحصال کرتے ہیں۔ میاں رفیق سہگل بھی انہی سرمایہ داروں میں سے ہیں۔ جنہیں غریب عوام اور محنت کش انتخابات میں عبرتناک شکست دیں گے۔ جمعیت واحدۃ الاسلامیہ کے مقامی رہنما چوہدری صفدر علی رضوی نے رفیق سہگل پر الزام عائد کیا ہے کہ وہ اپنی انتخابی مہم پر لاکھوں روپے خرچ کر رہے ہیں۔ جو انتخابی قوانین کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ کیا حکومت کا فرض نہیں کہ وہ اس سلسلہ میں مداخلت کرے۔ انہوں نے کہا کہ خواجہ قمرالدین سیالوی، ایک طرف تو سرمایہ داری کے خلاف عوام کو درس دیتے رہتے ہیں۔ اور دوسری طرف خود ہی سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے اشاروں پر ایسے افراد کی مدد کر رہے ہیں جو آمریت پرست ہیں اور انہوں نے دور اقتدار میں ایوب آمریت کے ہاتھ ہی مضبوط نہیں کیے۔ بلکہ عوام کو بھی دونوں ہاتھوں سے لوٹا ہے"

(منقول از روزنامہ مساوات لاہور، ہفتہ ۲۱ نومبر ۱۹۷۰ء)

ناظرین کرام اب یہ بات کھل کر سامنے آ گئی کہ رضا خانی بریلوی اہل بدعت ہی حقیقت میں

انگریز سرکار کے مدح خواں اور قدیمی وظیفہ خوار اور اس کے ٹاؤٹ ثابت ہوئے ہیں اور رضا خانی اہل بدعت ہی اندرونی طور پر ہمیشہ دین اسلام کے خلاف برسر پیکار رہے ہیں اور مذہب اسلام کے آب شرین کو مکدر کرنے پر اُدھار کھائے بیٹھے ہیں اور رضا خانی اہل بدعت نے دین اسلام کا نقشہ تبدیل کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے اور یہ الزام ہرگز نہیں۔ بلکہ حقیقت ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ رضا خانی اہل بدعت اور رضا خانی مشائخ یعنی کہ مقابر اولیاء کرام کے سجادہ نشین انگریز سرکار کے غلام اور حکومت برطانیہ کے پروردہ اور خود کاشتہ پودے ہیں اور جس انگریزی حکومت نے مقابر اولیاء کرام کے سجادہ نشینوں کے کلاہ فخر کو چار چاند لگائے اور رضا خانی مشائخ نے انگریز کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے بار بار لفظ حضور سے پکارا اور کہا ہم پر سرکار برطانیہ کے بے شمار احسانات ہیں۔ ہم ہمیشہ سرکار کے حلقہ بگوش اور جانثار رہیں گے اور آپ کے احسانات کو فراموش کرنا ہی کفران نعمت ہے اور جو سرکار کے خلاف قدم اُٹھائے ہم ان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ مفسدین فی الارض ہیں اور رضا خانی مشائخ نے تو یہاں تک انگریز سرکار کی مدح سرائی کی کہ ہم دُعا گو یان جناب باری تعالیٰ میں دُعا کرتے ہیں کہ حضور یعنی انگریز گورنر ایڈوائر بمعہ لیڈی صاحبہ و جمیع متعلقین مع الخیر اپنے پیارے وطن میں پہنچیں اور تادیر سلامت رہیں اور اپنے وطن میں جا کر ہمیں اپنے پیارے وطن میں پہنچیں اور تادیر سلامت رہیں اور اپنے وطن میں جا کر ہمیں اپنے دل سے نہ اتاریں وغیرہ وغیرہ کے کلمات دعائیہ سے یاد کیا۔ اب تفصیل ملاحظہ فرمائیں کہ انگریز سرکار کا غلام اور خود کاشتہ پودہ اور وظیفہ خوار کونسا گروہ ہے۔ ثبوت ملاحظہ فرمایئے اور پھر فیصلہ کریں کہ رضا خانی پیروں اور مقابر اولیاء کرام کے سجادہ نشینوں نے دین اسلام کو دیمک کی طرح کس طرح چاٹ لیا ہے اور پھر بھی عشق رسول کا دعویٰ کرنا۔؟

انگریز سرکار کے حامی غلام اور وظیفہ خوار مقابر اولیاء پنجاب کے مشائخ سجادہ نشین ہیں۔ جنہوں نے انگریز گورنر بدبخت کو سلامی دی اور اسے اپنی کارکردگی پر مبارک باد پیش کی اور بدبخت انگریز کو لفظ

حضور سے نوازا اور اس کے حق میں دُعائے خیر کی اور اس بات کا پختہ عہد کیا کہ ہم آپ کے حق میں دُعاء خیر کرتے رہیں گے اور حکومت برطانیہ ہمارے لیے ابر رحمت ہے وغیرہ وغیرہ۔

چنانچہ مشائخ پنجاب سجادہ نشین اور علماء سُوء کی انگریز کے لیے خدمات اور اس کا مُنہ بولتا ثبوت یہ درج ذیل فوٹو کاپی برٹش میوزیم لندن سے حاصل کرکے شائع کی جارہی ہے۔

قارئین محترم انگریز بدبخت کے حامی مشائخ کا مکروہ دھندہ کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انگریز کے حامی مشائخ

مشائخ اور علماء سُو کی انگریزوں کے لئے خدمات اور اس کا منہ بولتا ثبوت
فقیر امیر علی قریشی نے یہ فوٹو کاپی برٹش میوزیم لندن سے حاصل کرکے شائع کی ہے

۴- دعانامہ بطور ایڈریس

بحضور جناب نواب ہز آنر سر مائیکل فرانسس اوڈوائر۔ جی۔سی۔آئی۔ای۔کے۔سی۔ایس۔آئی لفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب[عہ]

حضور والا!

ہم خادم الفقراء سجادہ نشینان و علماء مع متعلقین شرفاے حاضر الوقت مغربی حصہ پنجاب نہایت ادب اور انکسار سے یہ ایڈریس لے کر خدمت عالی میں حاضر ہوئے ہیں۔ اور ہمیں یقین کامل ہے کہ حضور انور جن کی ذات عالی صفات میں قدرت نے دلجوئی۔ ذرہ نوازی اور انصاف پسندی کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے۔ہم خاکساران باوفا کے اظہار دل کو توجہ سے سماعت فرما کر ہمارے کلاہ فخر کو چار چاند لگا دینگے۔

سب سے پہلے ہم ایک دفعہ پھر حضور والا کو مبارک باد کہتے ہیں۔ کہ جس عالمگیر اور خوفناک جنگ کا آغاز حضور کے عہد حکومت میں ہوا۔ اس

عہ یہ وہی گورنر ہیں جنھوں نے جلیانوالہ باغ میں گولیاں چلوا کر ایک ان میں لاکھوں آدمی مر وائے تھے

نے حضور ہی کے زمانے میں بخیر و خوبی انجام
پایا۔ اور یہ بابرکت و باحشمت سلطنت جس پر
پہلے بھی سورج کبھی غروب نہیں ہوتا تھا۔ اب
آگے سے زیادہ مستحکم اور آگے سے زیادہ روشن
اور اعلےٰ عظمت کے ساتھ جنگ سے فارغ ہوئی
جیسا کہ شہنشاہ معظم نے اپنی زبان مبارک
سے ارشاد فرمایا ہے۔ واقعی برطانوی تلوار
اُس وقت نیام میں داخل ہوئی جب دنیا کی
آزادی۔ امن و امان اور چھوٹی چھوٹی قوموں
کی بہبودی مکمل طور پر حاصل ہوکر بالآخر سچائی
کا بول بالا ہوگیا۔

حضور کا زمانہ ایک نہایت نازک زمانہ تھا۔
اور پنجاب کی خوش قسمتی تھی۔ کہ اُس کی عنان
حکومت اس زمانے میں حضور جیسے صاحب
استقلال بیدار مغز و عالی دماغ حاکم کے مضبوط
ہاتھوں میں رہی۔ جس سے نہ صرف اندرونی
امن ہی قائم رہا۔ بلکہ حضور کی دانشمندانہ رہنمائی
میں پنجاب نے اپنے ایثار۔ وفاداری اور جان نثاری
کا وہ ثبوت دیا۔ جس سے "شمشیر سلطنت" کا
قابل فخر و عزت لقب پایا۔ بھرتی کا معراج
صلیب احمر کی اعجاز نما دستگیری۔ قیام امن

کی تدبیر۔ تعلیم کی ترقی سب حضور ہی کی
بدولت ہمیں حاصل ہوئیں۔ اور حضور ہی
ہیں جنہوں نے ہر موقع و ہر وقت پنجاب
کی خدمات و حقوق پر زور دیا۔ صرف جناب
والا کو ہی ہماری بہبودی مطلوب نہ تھی۔
بلکہ صلیب احمر (Red Cross) و تعلیم نسوان
کے کام میں حضور کی ہمدم و ہمراز جناب لیڈی
اوڈوائر صاحبہ نے جن کو ہم مروت کی زندہ
تصویر سمجھتے ہیں۔ ہمارا ہاتھ بٹایا اور ہندوستانی
مستورات پر احسان کرکے ثواب دارین حاصل کیا
ہماری ادب سے التجا ہے۔ کہ وہ ہمارا دلی شکریہ
قبول فرمادیں۔

حضور انور! جس وقت ہم اپنی آزادیوں کی
طرف خیال کرتے ہیں۔ جو ہمیں سلطنت برطانیہ
کے طفیل حاصل ہوئیں۔ جب ہم اُن دُخانی
جہازوں کو سطح سمندر پر اٹھکھیلیاں کرتے
دیکھتے ہیں۔ جن کے طفیل ہمیں اس مہیب
جنگ میں امن و امان حاصل رہا۔ جب ہم تار
برقی کے کرشموں پر۔ علیگڑھ اور اسلامیہ کالج
لاہور و پشاور جیسے اسلامی کالجوں اور دیگر قومی
درسگاہوں پر نظر ڈالتے ہیں۔ اور پھر جب

ہم بے نظیر برطانوی انصاف کو دیکھتے ہیں ۔ جس کی حکومت میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پی رہے ہیں۔ تو ہمیں ہر طرف احسان ہی احسان دکھائی دیتے ہیں ۔ ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را باکسے کارے نباشد

باوجود فوجی قانون کے جو خود فتنہ پردازوں کی شرارت کا نتیجہ تھا۔ مسلمانوں کے مذہبی احساس کا ہر طرح سے لحاظ رکھا گیا۔ شب برات کے موقع پر ان کو خاص رعایتیں دکھائیں۔ رمضان المبارک کے واسطے حالانکہ اہل اسلام کی درخواست یہ تھی۔ کہ فوجی قانون ساڑھے گیارہ بجے شب سے ۲ بجے تک محدود کیا جاوے۔ لیکن حکام سرکار نے یہ وقت بارہ بجے سے دو بجے کر دیا۔ مسجد شاہی جو فی الاصل قلعہ کے متعلق تھی۔ اور جو ابتدائی عملداری سرکار ہی میں واگذار ہوئی تھی ۔ اہالیان لاہور نے اس مقدس جگہ کو ناجائز سیاسی امور کے واسطے استعمال کیا۔ جس پر متولیان مسجد نے جو خود مفسدہ پردازوں کو روک نہیں سکتے تھے ۔ سرکار سے امداد چاہی ۔ یہی وجہ تھی کہ سرکار نے اس کا ایسا ناجائز استعمال بند

کر دیا۔ ہم تہ دل سے مشکور ہیں ۔ کہ حضور والا نے پھر اس کو واگزار فرما دیا ہے۔

ہم سچ عرض کرتے ہیں ۔ کہ جو برکات ہمیں اس سلطنت کی بدولت حاصل ہوئیں۔ اگر ہمیں عمرِ خضر بھی نصیب ہو تو بھی ہم اُن احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے ۔ ہندوستان کے لئے سلطنت برطانیہ ابر رحمت کی طرح نازل ہوئی اور ہمارے ایک بزرگ نے جس نے پہلے زمانہ کی خانہ جنگیاں خونریزیاں اور بدامنیاں اپنی آنکھوں سے دیکھی تھیں۔ اس سلطنت کے ظہور کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ؎

ہوئیں بدنظمیاں سب دور انگریزی عمل آیا
بجا آیا بہ استحقاق آیا بر محل آیا

ہم کو وہ احسان کبھی نہیں بھول سکتا ۔ کہ جب ترکوں نے ہمارے مشورے کے خلاف کوتاہ اندیشی سے ہمارے دشمنوں کی رفاقت اختیار کی تو ہمارے شہنشاہ نے ازراہِ کرم ہم کو یقین دلایا کہ ہمارے مقدس مقامات کی حرمت میں سر مو فرق نہیں آئیگا۔ اس الطاف خسروانہ نے ہماری وفا میں نئی روح پھونک دی ۔ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان (احسان کا بدلہ احسان کے

سرا سے نہیں؛ ہم ان احسانوں کو کبھی نہیں بھول
سکتے - اب اس جنگ عظیم کے خاتمہ پر صلح کی
کانفرنس میں سلطنت ترکی کی نسبت جلد فیصلہ
ہو جانے والا ہے - ممکن ہے یہ فیصلہ مسلمانوں
کی امیدوں کے برخلاف ہو لیکن ہم بخوبی جانتے
ہیں - کہ اس فیصلہ میں سرکار برطانیہ اکیلی مختار
نہیں ہے - بلکہ بہت سی دوسری طاقتوں کا
بھی اس میں ہاتھ ہے - شہنشاہ معظم کے وزراء
جو کوششیں ٹرکی کے حق میں کرتے رہے ہیں -
اس کے واسطے ہم ان کے بہر حال مشکور ہیں -
یہ مسلمہ امر ہے - کہ یہ جنگ مذہبی اغراض
پر مبنی نہ تھی - اور اپنے اپنے عمل کا اور
اس کے نتائج کا ہر ایک خود ذمہ وار ہے ؎

رموز مملکت خویش خسرواں دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

مگر ہمیں پوری توقع ہے - کہ ہماری گورنمنٹ
اس بات کا خیال رکھیگی - کہ مقامات مقدسہ کا
اندرونی نظم و نسق مسلمانوں کے ہی ہاتھوں میں
رہے اور ہم حضور سے درخواست کرتے ہیں -
کہ جب حضور وطن کو تشریف لے جاویں - تو
اس نامور تاجدار ہندوستان کو یقین دلائیں کہ

چاہے کیسا ہی انقلاب کیوں نہ ہو - ہماری
وفاداری میں سرمو فرق نہ آیا ہے - اور نہ
آسکتا ہے - اور ہمیں یقین ہے کہ ہم اور
ہمارے پیروان اور مریدان فوجی وغیرہ جن پر
سرکار برطانیہ کے بے شمار احسانات ہیں -
ہمیشہ سرکار کے حلقہ بگوش - اور جان نثار
رہیں گے ۔

ہمیں نہایت رنج و افسوس ہے کہ ناتجربہ
کار و نوجوان امیر امان اللہ خان والئے کابل
نے کسی غلط مشورہ سے عہدناموں اور اپنے
باپ دادا کے طرزِ عمل کی خلاف ورزی کر کے
خداوند تعالےٰ کے صریح حکم واوفوا بالعہد
ان العہد کان مسئولا یعنی وعدے کو ایفا
کرو - ضرور وعدے کے متعلق پوچھا جائیگا کی
نافرمانی کی - ہم جناب والا کو یقین دلاتے ہیں -
کہ ہم امیر افغانستان کے اس طرز عمل کو نفرت
کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - ہم اہالیان پنجاب احمد
شاہ کے حملوں اور نادر شاہی قتل و غارتگری
کو نہیں بھول سکتے - ہم اس غلط اعلان کی
جس میں اس نے سراسر خلاف واقع لکھا ہے
کہ اس سلطنت کی مذہبی آزادی میں خدانخواستہ

کسی قسم کی رکاوٹ واقع ہوئی زور سے تردید کرتے ہیں۔ امیر امان اللہ خان کا خاندان سرکار انگلشیہ ہی کی بدولت بنا اور اس کی احسان فراموشی کفران نعمت سے کم نہیں۔

ہم کو اُن کوتاہ اندیش دشمنانِ ملک پر بھی سخت افسوس ہے۔ جن کی سازش سے تمام ملک میں بدامنی پھیل گئی۔ اور جنہوں نے اپنی حرکات ناشائستہ سے پنجاب کے نیک نام پر دھبا لگایا۔ مقابلہ آخر مقابلہ ہی ہے۔ اور کبھی خاموش نہیں رہ سکتا۔ اور یہ حضور والا ہی کا زبردست ہاتھ تھا۔ جس نے اس بے چینی و بدامنی کا اپنی حُسنِ تدبیر سے فی الفور قلع قمع کر دیا۔ ان بدبختوں سے از راہ بدبختی فاش غلطیاں سرزد ہوئیں۔ لیکن حضور ابرِ رحمت ہیں اور ابرِ رحمت زرخیز اور شور زمین دونو پر یکساں برستا ہے۔ ہم حضور کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ ہم ان گمراہ لوگوں کی مجنونانہ و جاہلانہ حرکات کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے قرآن میں یہی تلقین کی گئی ہے۔ لا تفسدوا فی الارض (یعنی دنیا میں فساد اور بدامنی مت پیدا کرو۔) اور ان اللہ لا یحب المفسدین (یعنی بے شک خدا فساد کرنیوالوں سے محبت نہیں کرتا)۔

حضور انور۔ اگرچہ آپ کی مفارقت کا ہمیں کمال رنج ہے۔

سر غم سے کچھ کیوں نہ سرِدار ہمارا
لو ہم سے چھٹا جاتا ہے سردار ہمارا

لیکن ساتھ ہی ہماری خوش نصیبی ہے۔ کہ حضور کے جانشین سر ایڈورڈ میکلیگن باقابھم ہیں۔ جن کے نام نامی سے پنجاب کا بچّہ بچّہ واقف ہے۔ اور جن کا حسنِ اخلاق رعایا نوازی میں شہرۂ آفاق ہے۔ اور جو ہمارے لئے حضور کے پورے نعم البدل ہیں۔ اُن کا ہم دلی خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور ان کی خدمت والا میں یقین دلاتے ہیں۔ کہ ہم بمثلِ سابق اپنی جوش عقیدت و وفاداری کا ثبوت دیتے رہینگے۔

حضور اب وطن کو تشریف لے جانے والے ہیں۔ ہم دعا گویان جناب باری میں دعا کرتے ہیں۔ کہ حضور بمعہ لیڈی صاحبہ و جمیع متعلقین مع الخیر اپنے پیارے وطن میں پہنچیں۔ تا دیر سلامت رہیں۔ اور وہاں جاکر ہم کو دل سے نہ بھلائیں۔ ع

این دعا از من و از جمله جهان آمین باد

استاد عثمان

سید غلام محی الدین صاحب خلف الرشید
سید مہر علی شاہ صاحب ان گولڑہ شریف

خادم گولڑہ شریف

محبوب عالم خادم گولڑہ شریف

منشی صاحب محمد شاہ خادم گولڑہ شریف

پیر ماں الدین خادم گولڑہ شریف

علاوہ ازیں آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے پردادا اور آلہ حضرت بریلوی کی ذریت کے علاوہ پنجاب کے مشہور پیر اور گدی نشین پیر جماعت علی شاہ بریلوی نے بھی انگریزی سرکار کو خوش کرنے اور اس کی نمک خواری کا حق ادا کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کو تعویز دیئے تا کہ انگریز فوج کو مسلمانوں پر فتح حاصل ہو عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

پیر جماعت علی شاہ بریلوی نے ترک مسلمانوں کیخلاف فتح کیلئے تعویذ دیئے؟

پیر جماعت علی شاہ علی پوری نے انگریز فوج کے ان سپاہیوں کو فتح کے لیے تعویذ دیئے جو ترکی کے مسلمانوں کے خلاف لڑ رہے تھے اور بغداد میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ پر بم باری کر رہے تھے۔

قارئین کرام مزید ملاحظہ فرمائیے کہ پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری اپنی زندگی میں کیا کیا کارنامے سرانجام دیتے رہے۔ اس پیر صاحب کا ایک بہت بڑا کارنامہ ملاحظہ فرمائیں گے۔ پیر جماعت علی شاہ نے مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کو تعویز دیئے دنیا یہ بھی جانتی ہے کہ پیر جماعت علی شاہ رضائی علی پوری نے انگریزی فوج کے ان سپاہیوں کو فتح کے لئے تعویز دیئے جو ترکی (یعنی کہ ترکی) کے مسلمانوں کے خلاف لڑ رہے تھے اور بغداد میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے بم باری کر رہے تھے۔ پیر صاحب کے اس عظیم کارنامے کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔ پنجاب کے مشہور پیر مولوی سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری نے انگریزوں کو فتح کے لئے تعویز دیئے یعنی کہ آستانہ عالیہ علی پور شریف

کا مکروہ دھندا ملاحظہ ہو۔ پہلی جنگ عظیم میں بھی کچھ مریدان باصفا نے ایسی ہی غلطی کی تھی کہ انگریز کی فوج میں بھرتی ہوکر ترکوں پر فتح حاصل کرنے کے لئے پیر کے آستانے سے اس نیت سے تعویز حاصل کئے تھے کہ ہماری گولی ترکوں کے سینے پر لگے مگر ہم محفوظ رہیں اور فتح انگریز کی ہو۔ نیز پنجاب کے پیران عظام نے دعائیں کیں کہ جرمن کی توپوں میں کیڑے پڑ جائیں اکثر سرکار پرست پیر جماعت علی شاہ کے حلقہ اثر میں تھے وہ کب برداشت کرتے کہ ان کا پیر حکومت کے خلاف کوئی اقدام کرے۔

امیر ملت منتخب ہونے کے بعد ۱۵اگست ۱۹۳۵ء کو لاہور کے ہزارہا عوام کے سامنے پیر جماعت علی شاہ صاحب نے عوام سے خطاب کرتے ہوئے کہا انگریزوں کو ہمارے ملک میں آئے ہوئے چھیاسی سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ اس عرصہ میں مسلمانوں کے ایک درخواست بھی منظور نہیں کی گئی ہم نے ہمیشہ وفاداری کی اور کسی قسم کی بغاوت نہیں کی اور نہ ہم ایسا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے حکومت کی خاطر اپنے ترک بھائیوں پر گولیاں چلائیں اور انگریزوں کو فتح دلائی۔ جس کا بدلہ ہمیں اس صورت میں دیا جارہا ہے کہ ہماری مسجدوں کو گرایا جاتا ہے بادشاہ والد کی جگہ اور رعیت بجائے اولاد کے ہوتی ہے۔ آج تک کسی باپ نے بیٹے کا گلہ نہیں کاٹا جو باپ ہو بیٹے کا گلہ کاٹے وہ بادشاہ نہیں ہوتا۔ (روزنامہ انقلاب لاہور ۱۷ستمبر ۱۹۳۵ء)

نوٹ:۔ رضاخانی غلام مہر علی بریلوی نے اپنی کتاب کے طبع سوم ص ۳۳۴ اور ۴۴۱ پر روزنامہ انقلاب حوالہ نقل کیا ہے۔

نوٹ: یہ تعویذات یعنی کہ یہ بریلویت کے کرشمہ لندن کے عجائب گھر میں آج بھی موجود ہیں جو کوئی لندن جائے وہاں جاکر پیر جماعت علی شاہ کی قلم سے تحریر کردہ وہ عجب کرشمے یعنی کہ وہ تعویذات جو ترک مسلمانوں کے خلاف انگریز فوج کو مسلمانوں پر فتح پانے کے لئے دیئے گئے تھے کہ انگریز فوج کے سپاہی ان تعویذوں کو اپنے سینوں پر اور اپنے اپنے بازوؤں پر باندھ لیں ان پر گولیاں اثر انداز نہ ہوں

گی۔

حضرات خود فیصلہ فرمائیں کہ اس سے بڑھ کر انگریز کار کی نمک خواری کا کیا ثبوت ہوگا اور مولوی احمد رضا خاں بریلوی اور اس کی ذریت رضا خانیہ انگریز سرکار کے ایجنٹ تھے اور پیر جماعت علی شاہ علی پوری بھی تمام زندگی انگریز حکومت کی ایجنٹی کرتا رہا اور اس قبیح فعل کی پاداش میں پیر جماعت علی کو دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا رسوائکن عذاب مرض رعشہ کی شکل میں ظاہر ہوا کہ مرنے سے کافی عرصہ قبل ہی نازل شدہ عذاب کی وجہ سے ہاتھ پاؤں ٹیڑھے ہو گئے اور چلنے پھرنے سے محروم ہو گیا اور آخر وقت تک اسی عذاب میں مبتلا رہا یادر ہے یہ وہ مقہور شخص تھا کہ جس ظالم نے ترک مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کو تعویذ دیئے کہ تم ترک جوانوں پر گولیاں چلاؤ اور ترک جوانوں کی گولیاں ان تعویذات کی برکت سے یقیناً تم پر اثر نہ کریں گی یہ ایسا قبیح اور شنیع فعل تھا کہ جس جرم کی پاداش میں حق تعالیٰ نے دنیا ہی میں رسوائکن عذاب میں گرفتار کرلیا۔ تا کہ مخلوق عبرت پکڑے۔ یہ وہی ذات شریف پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری سیداں سرکار ہیں جب کہ جب لنڈا بازار لاہور کی مسجد جو شہید گنج کے نام سے موسوم کی جاتی ہے جب ۲۸، ۲۹ جون ۱۹۳۵ء کی درمیانی رات کو لاہور میں ایک سکھ مزدور نے مسجد گرانا شروع کردی اور اس دوران یہ سکھ مزدور خود مسجد کی دیوار کے نیچے آکر ہلاک ہو گیا ان کا میلہ سکھ تھا دوسرے دن لاہور کے مسلمانوں کو جیسے ہی مسجد کی شہادت کی خبر ہوئی وہ دیوانہ وار لنڈا بازار کی طرف کی دوڑتے چلے گئے الغرض کہ۔ جن دنوں تحریک مسجد شہید گنج زوروں پر تھی تو پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری سیداں نے ایک مہذب اور نہایت ہی خوبصورت ڈرامہ اپنے ایک مرید خاص کی ملی بھگت سے رچایا گیا اور ادھر مسجد شہید گنج بھی واپس ملنے کو قریب تھی۔ لیکن پیر صاحب بجائے تحریک مسجد شہید گنج کو آگے بڑھانے کے حج کرنے کے لئے حرمین شریفین چلے گئے اور پیر صاحب نے حرمین شریفین جانے کا ڈرامہ اس لئے رچایا تا کہ مسجد شہید گنج کی تحریک یہ بالکل ہی ختم ہوجائے حالانکہ حرمین شریفین کی زیارت

بہت ہی باعث برکت بلکہ فریضہ حج کرنا دین اسلام کا رکن السلام ہے اس رکن کی ادائیگی کے لئے تو
دوسرے سال بھی جا سکتے تھے کیونکہ حج زندگی بھر میں ایک مرتبہ اگر طاقت ہو تو فرض ہے لیکن مسجد شہید گنج
کو لینے کے لئے کوشش کرنا اور تحریک چلانا دین اسلام ہی کی عزت وعظمت تھی۔ الغرض کہ پیر صاحب
دین اسلام کے دشمنوں کو فائدہ پہنچاتے ہوئے اس تحریک مسجد شہید گنج کو آگے بڑھانے کی بجائے
درمیان میں چھوڑ کر فریضہ حج ادا کرنے چلے گئے۔ جس کا ثبوت ابھی ملاحظہ فرمائیں گے۔

امیر ملّت کا انتخاب

شاہی مسجد کا تحریری بیان اور دلی دروازہ کے جلسہ نے عوام کے دلوں میں احرار سے متعلق بہت
حد تک تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ مولانا حبیب الرحمٰن کے الزام پر حکومت پنجاب کی خاموشی نے حالات کو
مزید آگے بڑھایا اسی فضا میں راولپنڈی کانفرنس شروع ہوئی مسجد شہید گنج کے کارکن بیشتر سے دو دھڑوں
میں بٹ چکے تھے۔ کانفرنس کے شروع میں فریقین کی رائے تقسیم دیکھ کر راولپنڈی کے صوفی عنایت محمد
پسروری نے اپنے پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری کا نام امیر ملّت کے لئے پیش کر دیا۔ ہاؤس میں بعض
آرا اس کے حق میں نہیں تھیں خود حضرت علی پوری اس پر آمادہ نہیں تھے تاہم وہ راضی ہو گئے۔
پیر جماعت علی کی پہلی شرط یہ تھی کہ

مسجد کی بازیابی کے لئے سول نافرمانی کی تحریک بند کر دی جائے فریق ثانی نے یہ نئی تحریک رد
کر دی اس پر اجلاس میں نوبت ہاتھا پائی تک پہنچ گئی۔ بالآخر روزنامہ زمیندار کے ایڈیٹر خدا بخش اظہر
کے سوا نافرمانی کے حق میں کسی کا ووٹ نہیں تھا اس موقع پر منتخب امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ نے کہا۔
میں بحیثیت امیر ملّت آپ کو حکم دیتا ہوں کہ میرے حکم کے بغیر ہرگز سول نافرمانی نہ کی جائے۔ مسلمان
کے خون کا ایک قطرہ بھی بڑی قیمت رکھتا ہے پہلے ہی بلا وجہ خون خرابہ ہو چکا ہے۔ اور مسلمانوں کی کئی قیمتی

جانیں تلف ہو چکی ہیں اگر اب کچھ ہو گیا تو میں بارگاہ رب العزت میں کیا جواب دوں گا۔

(سیرت امیر ملّت ص ۴۴۹، مصنف سید اختر حسین طاہر فاروقی)

تن آسان قوم میں اپنے ارادہ کی تکمیل میدان جنگ کی بجائے گھر کی چار دیواری میں تلاش کرتی
ہیں قانون سے بگاڑ اور سکھ ایسی انموڑ قوم سے لڑائی چھیڑ کر نوجوانوں کو مسجد کے نام پر شہید کرا کر
سینکڑوں مسلمانوں کو جیل خانے بھجوا کر پیر جماعت علی شاہ ایسے مرنجا مرنج آدمی کو مسلمانوں کا امیر منتخب کر
لینا تسبیح کے دانوں پر اللہ اللہ کرنے والے بزرگ کو میدان کارزار میں کھینچ لانا جذبۂ جہاد کو چیلنج کرنے کے
مترادف تھا۔ (تحریک مسجد شہید گنج ص ۱۲۹، ۱۳۰)

امیر ملّت ہوتے ہی جماعت علی شاہ صاحب نے ملک بھر کا دورہ شروع کر دیا خوب آؤ بھگت
ہوئی جلوس نکلے جلسے ہوئے اسی دوران پیر صاحب کی نگرانی میں مسجد شہید گنج کے لئے دیوانی دعوی دائر کیا
گیا ڈاکٹر محمد عالم ایڈووکیٹ استغاثہ کی طرف سے ایک ہفتہ عدالت میں بحث کرتے رہے اخبارات میں
ان کا خوب چرچا ہوا بھولا مسلمان سمجھا کہ اب مسجد مل جائے گی مگر نتیجہ وہی ہوا جو بیشتر سے اس قسم کے
دعووں کا ہو چکا تھا۔

پیر صاحب کی حج کو روانگی

روحانیت کے پیشوا بھی آئین فرنگ کے روبرو سپر انداز ہو گئے۔ سول نافرمانی بھی ان کے حکم پر
بند کر دی گئی باقی اور کیا رہ گیا تھا، جو امیر ملّت کرتے۔ اس موڑ پر مریدان باصفا نے ایک ڈرامہ کیا جس کی
کہانی سیرت امیر ملّت کے مصنف اس طرح بیان کرتے ہیں۔

میں ان دنوں علی پور شریف ہی میں تھا کہ مدینہ منورہ سے حضرت آغا خلیل صاحب کا خط آیا
(حضرت آغا صاحب کو عمر اس وقت نوے سال کی تھی آپ روضۂ اقدس کے چابی بردار اور جاروب کش

تھے۔ جب آپ کو حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے اشارہ ہوا کہ آپ فوراً حضرت قبلہ عالم (جماعت علی شاہ) کو مطلع کریں کہ آپ کے لئے حاضری کا حکم صادر ہوا ہے۔ حضور فوراً تعمیل کرتے اور حکم دیتے کہ بلاوا آ گیا ہے سامان اٹھاؤ اور چل پڑو اس خط میں بھی حضرت آغا صاحب نے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے طلبی کا حکم تحریر فرمایا تھا میں نے خط پڑھ کر سوچا کہ اگر میں تاخیر کرتا ہوں تو حضرت قبلہ عالم کی ناراضگی کا اندیشہ ہے۔

آپ ان دنوں امرتسر تھے۔ میں خط لے کر امرتسر حاضر ہوا آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اچھا ہوا کہ تو آ گیا، ورنہ میں آدمی بھیج کر بلوانے والا تھا میں نے حضرت آغا صاحب کا خط پیش کیا آپ نے خط کو چوما آنکھوں سے لگایا اور سر پر رکھا، پھر مجھے حکم دیا پڑھ کر سناؤ۔ مضمون سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ نبی کریم ﷺ کا حکم آ گیا ہے اور میں دربار اقدس میں حاضری دوں۔ ص۴۷۰۔۴۶۹۔

نوٹ:۔ اس محفل میں یونینسٹ پارٹی کے میر مقبول محمود بھی تھے انہوں نے بھی کہا کہ آپ کو چلے جانا چاہیے۔ اس مجلس میں ذکر آیا کہ حضرت کو مدینہ شریف سے طلبی کا حکم آ گیا ہے۔ اب آپ (حاضرین مجلس) مشورہ دیں کہ حضور حسب الحکم حج اور زیارت کو جائیں یا سول نافرمانی کی جائے اور مدینہ منورہ کا قصد نہ فرمائیں۔ اکثر احباب زور دیتے رہے کہ حضور قبلہ عالم کو بحالت موجودہ ملک سے باہر نہیں جانا چاہیے۔ دوسرے حضرات کی رائے تھی کہ دربار نبوی ﷺ کی حاضری مقدم ہے۔ سول نافرمانی فعل حال ملتوی کی جاسکتی ہے۔ رات بارہ بجے تک مجلس مشاورت جاری رہی آخر طے ہوا کہ جلسہ عام میں یہ صورت حال پیش کر کے عام مسلمانوں کی رائے کے مطابق عمل ہونا چاہیے چنانچہ یہ تجویز کھلے اجلاس میں پیش کی گئی دوسرے دن میر مقبول نے بھی تقریر کی اس پر لوگ رونے لگے۔ میر مقبول نے عوام سے دریافت کیا سول نافرمانی ہونی چاہیے یا نہیں مجمع سے متفقہ آواز آئی ہرگز نہیں میر صاحب نے کہا ہاتھ اٹھاؤ سارے مجمع نے ہاتھ اٹھا دیے میر صاحب نے پھر سوال کیا حضرت امیر ملت حج اور

زیارت کے لئے جائیں یا نہیں سب نے پر جوش جواب دیا ضرور جائیں میر صاحب نے پھر ہاتھ اٹھوا کر سارے مجمع سے تصدیق و تائید طلب کی تو سارے مجمع نے ہاتھ اٹھا دیئے پھر آپ نے اختلاف رائے والوں سے ہاتھ اٹھانے کو کہا۔ ایک شخص نے بھی ہاتھ نہیں اٹھایا۔ چنانچہ فیصلہ ہو گیا۔ حضرت قبلہ عالم نے کھڑے ہو فرمایا میں اپنی مرضی سے نہیں جا رہا ہوں بلکہ تعمیل حکم میں حاضری دوں گا اس کے بعد آپ نے انجمن اتحاد ملت کو اپنی جیب خاص سے پانچ سو روپے مراحمت فرمایا۔ (ص۴۷۲،۴۷۱)

تمام عمر سہارے تلاش کرتے ہیں　　　تمام عمر سہارے فریب دیتے ہیں

دوسرا جعلی خط

واقعات کی کڑیاں اس انداز اور طریق سے مربوط ہو رہی ہیں کہ حقیقت کی زنجیر میں کوئی خلا باقی نہیں رہا اس پر بھی باد مخالف ہنوز دامن کھینچ رہی ہے دھوپ چمک رہی ہے مگر کور نگاہوں کو نا جانے کیوں راستہ دکھائی نہیں دے رہا امیر ملت کے حج کے علان اور فیصلے نے آذر کے بتکدہ میں پھر ہلچل ڈال دی فوراً ایک اور جعلی اشتہار بازاروں میں عام چسپا کر دیا گیا جو ذیل میں درج ہے۔

(گورداسپور ۱۸ ستمبر ۱۹۳۵ء)

برادرم مکرم چودھری صاحب السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، میں آپ کے اس خط سے حرف بہ حرف متفق ہوں کہ پیر صاحب حضرت پیر جماعت علی شاہ علی پوری امیر ملت ہند و صدر مجلس اتحاد ملت ہند کی مخالفت نہ کی جائے کیونکہ اس وقت قوم ان کے ساتھ ہے نیز یہ مسلمہ بات ہے کہ وہ سول نافرمانی نہیں کریں اس لئے ان کی حمایت کرنے میں ہی ہماری بہتری ہے۔ پندرہ ستمبر کو پیر صاحب لاہور آ رہے ہیں اپنے ورکرز کو ہدایت کر دیں کہ یہ جلسہ کامیابی سے ہونے دیں نیز مجاہد" نے نہایت تدبر کے ساتھ مخالفت بھی جاری رکھی جائے اور اس جماعت میں اپنے آدمی بھی شامل کر دیئے جائیں تا کہ اس کی

سرگرمی کی اطلاع بھی ہوتی رہے۔اور وقت آنے پر یہ عمارت فوراً گرائی جاسکے۔مگر گوئی کچا آدمی ان کے نزدیک تک بھی نہ جانے دیا جائے شاہصاحب سے کہہ دیں کہ اپنی توجہات خاکساریت کی طرف زیادہ منعطف کریں۔اس دشمن کا سدِ باب بھی نہایت ضروری ہے۔

مسئلہ حجاز کے متعلق میرا مشورہ صرف اتنا ہے کہ سلطان کی براہ راست ہرگز مخالفت نہ کی جائے کیونکہ اس طرح یہ تحریک ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہوگی۔یہ مانا کہ اس کی انگیخت میں "اس کا" بھی کوئی خاص فائدہ ہوگا مگر ہمیں اس سے کیا؟ ہمارا مطلب پوراپورا حل ہوجائے گا پبلک کی توجہ شہید گنج ایجی ٹیشن سے ہٹانے کا اس سے بہتر اور کوئی حربہ نہیں ہوسکتا۔نیز اگر سلطان حجاز پر کام حقہ اثر ہوگیا تو مالی مشکلات بھی حل ہوجائیں گیں اور چندہ کے مصیبت سے کچھ عرصہ کے لئے نجات حاصل ہوجائے گی۔ ہاں یاد آیا ۱۶ ستمبر کا جلسہ اگر لاہور میں ہوتا تو بہتر تھا۔اگر لاہور کے حالات موافق نہ ہوں تو اچھرے میں ہی سہی۔یہ جلسہ بہت مفید رہے گا کیونکہ تمام نمائندگان کی موجودگی میں ہوگا اور کمزور طبعیتیں بھی مضبوط ہو جائیں گی۔۱۲ ستمبر کے اجلاس مں شمولیت کی کوشش کروں گا۔

والسلام

احقر۔ مظہر علی اظہر

(تحریک مسجد شہید گنج ص ۱۳۱،۱۳۵)

حضرات گرامی ! یہ وہ مسجد شہید گنج لنڈا بازار لاہور والی ہے کہ غالباً ۲۶،۲۵ جولائی ۱۹۳۵ء کو انگریز گورنر پنجاب نے وعدہ کیا کہ مسجد شہید گنج کی حفاظت کی جائے گی لیکن ہوا یہ کہ ۳۰،۳۱ جولائی ۱۹۳۵ء کی درمیانی رات کو حکومت نے کرینوں سے مسجد کو گرا کر زمین کے ساتھ ہموار کردیا۔بات دراصل یہ ہے کہ اس رضا خانی امت کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے سرے سے جذبہ جہاد ہی نہیں رکھا جیسے کہ مولوی محمد عمر اچھروی بریلوی نے اپنی کتاب مقیاس حنفیت طبع ششم ۵۰۵ پر فضیلت جمعرات اور ص ۵۰۹ پر

فضیلت دودھ اور صفحہ ۵۱۰ پر فضیلت حلوا و شہد اور فضیلت گوشت اور صفحہ ۵۱۱ پر ایک پراٹھا پکا کر نذرانہ کرنا اور قبول کرنا وغیرہ کی سرخیاں لکھی ہیں۔لیکن پوری کتاب میں جہاد پر کوئی سرخی نہیں لکھی گئی۔لکھتے کیسے جب رضا خانی امت کے پیشواؤں کی تمام تر قوتیں جذبہ جہاد الطعام پر دن رات خرچ ہورہی ہوں پھر وہ رضا خانی امت اپنی قوت و طاقت جذبہ علی الجہاد پر کیسے خرچ کرے گی۔اسی لیے پیر جماعت علی شاہ صاحب تحریک مسجد شہید گنج کو درمیان میں چھوڑ کر حرمین شریفین چلے گئے۔

حضرات گرامی ! رضا خانی پیر اور مولوی مذہب اسلام کا نام بطور ڈھال کے استعمال کرتے ہیں اور بس اگر پیر صاحب کی نیت میں ذرہ بھر اخلاص اور دین اسلام کا جذبہ موجزن ہوتا تو بجائے فریضہ حج پر جانے کیلئے ایک جعلی خوبصورت ڈرامہ رچانے کی بجائے مسجد شہید گنج کو واپس لینے کی تحریک مسجد شہید گنج کی تحریک کو تیز سے تیز کرنے کی سرتوڑ کوشش کرتے مگر ایسا ہرگز نہ کیا۔مگر کرتے ہی کیوں جب کان وکان مال وزر کا پیغام دیا جائے تو پھر جذبہ جہاد کیسے جوش مار سکتا ہے۔اور یہ حقیقت اپنے مقام پر ثقہ ہے کہ ہر میدان میں دین اسلام کے نام پر اہل سنت و جماعت علماء دیوبند نے بے پناہ قربانیاں دی ہیں اور اب بھی دے رہے ہیں اور تا قیامت دیتے رہیں گے یہ اللہ کی دھرتی پر اناج کا دشمن گروہ جہاد علی الطعام کرنے والا گروہ جب مرے گا تو ان کے چہرے قبلے سے یقیناً پھر جائیں گے اور آخری وقت کلمہ پڑھنا بوجہ شرک وبدعات کے ہرگز نصیب نہ ہوگا۔

اب بھی رضا رضا خانی ملاؤں پر حیرت ہے کہ ایسے مغضوب شخص کو مشکل کشا و حاجت روا اور دافع رنج وبلا محبِّ رسُول وغیرہ سمجھتے ہیں۔

مولوی ابوالبرکات بریلوی نے ۳۲ صفحات پر مشتمل ایک فتویٰ جاری کیا جس میں مسلم لیگ کے خلاف اس قدر زہر اگلا گیا کہ مُسلم لیگ میں شامل تمام کے تمام منافقین و مرتدین اور یہ مرتدین کی جماعت ہے اور جو اس کی حمایت کرے گا یا چندہ دے گا وہ بھی منافق اور مرتد ہے۔

اور تفصیلی فتویٰ آئندہ صفحات پر نقل کریں گے۔

مزید آپ مسلم لیگ کے متعلق رضا خانی اُمت کے نظریات ملاحظہ فرمانا چاہیں۔ تو رضا خانیوں کو معتبر کتب مسلم لیگ کی ذریں بخیہ دری، احکام نوریہ شرعیہ اور تجانب اہل السنۃ وغیرہ کا مطالعہ کریں۔ آپ پر رضا خانی اُمت کے عقائد باطلہ وفاسدہ بخوبی واضح ہو جائیں گے۔ یہ لوگ کس قدر مسلم لیگ کے لیے زہر قاتل ہیں اور مولوی ابو البرکات سید احمد کے پیر و مُرشد آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی جو کانگرس جماعت کے حق اور تائید میں فتویٰ صادر فرما چکے ہیں۔ تب ہی تو کانگرس کی حمایت کی اور مسلم لیگ کے سخت مخالف رہے۔

غلام مہر علی صاحب اب بتاؤ کیا بھاؤ بکی۔ تم تو اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کو کانگرس جماعت میں شامل ہونے کی بناء پر انگریز سرکار کو ایجنٹ اور وظیفہ خوار ثابت کرنے کے چکر چلاتے رہے جو سب کے سب چکر ہی تھے اور ہم نے آپ کے سامنے ایک حقیقت کو کیسے واضح کیا اور اب بتاؤ کہ آپ کے آلہ حضرت مولوی احمد رضا بریلوی کانگرس جماعت کے حق میں اور اس جماعت کی تصدیق کرنے والے نہیں ہیں؟

رضا خانی مؤلف یاد رکھیں کہ آپ کے آلہ حضرت ایسے شاطر وعیار انسان تھے کہ جب تک علماء ربانیین علماء دیوبند نے خفیہ طور پر انگریز سرکار کی جڑیں کھوکھلی کرنا شروع کیں تو اس وقت تک تو آلہ حضرت بریلوی اہل سنت علماء دیوبند کے خلاف نہ ہوئے جب ہی عُلماء حق علماء دیوبند نے کھلے بندوں انگریز بد بخت کے مشن کی مخالفت کرنا شروع کی تو اسی وقت سے احمد رضا بریلوی بھی عُلما دیوبند کے خلاف ہو گئے تو معلوم ہوا کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی کو انگریز سرکار نے خریدا ہوا تھا۔ تب ہی تو احمد رضا بریلوی نے کانگرس جماعت کی حمایت اور حق میں فتویٰ صادر فرمایا۔ اب غلام مہر علی صاحب بتائیں کہ تم نے اپنی جہالت وکوتاہ فہمی کی بناء پر جو فتویٰ اہل سنت و جماعت علماء دیوبند پر لگایا۔ ذرا جرأت مندی

سے کام لے کر وہی فتویٰ اپنے پیشوا آلہ حضرت بریلوی پر بھی لگاؤ۔

اب بتاؤ معاملہ کہاں سے کہاں تک پہنچ گیا ہے۔ تم تو اہل سنت علماء دیوبند کے پیچھے لٹھ اٹھائے پھرتے تھے۔ اب تو تمہاری چھاؤنی کی چھاؤنی بلکہ چھاؤنی کے صدر بھی سرفہرست شامل ہیں۔

اور رضا خانی مؤلف کا یہ کہنا کانگرس جماعت یہ ہندوؤں کی جماعت ہے تو پھر آپ کے آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی سب سے بڑے ہندو ثابت ہوئے یا نہیں؟

چونکہ شرعاً جہاد آزادی کا دارومدار ہندوستان کے دارالحرب ہونے پر تھا۔ جس کا فتویٰ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ انیسویں صدی کے بالکل آغاز میں دے چکے تھے۔ اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے کی بنیاد پر انہی کے خلیفہ اجل حضرت مولانا سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی بھتیجے۔ حضرت مولانا سید محمد اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور داماد حضرت مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے برصغیر میں اقامت جہاد کا کام شروع فرما دیا تھا۔ اس لئے اس سے پہلے ضرورت اس امر کی تھی کہ اس بناء جہاد کو منہدم کر دیا جائے۔ تحریک مجاہدین اور ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد انگریزوں کو اس کی ضرورت کا احساس شدید تر ہو گیا۔ چنانچہ آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی صاحب خم ٹھونک کر میدان میں آئے اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کے برعکس یہ فتویٰ دیا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے جس وقت حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیا تھا۔ اس وقت ہندوستان پر انگریز کا تسلط اس قدر نہ تھا۔ جتنا پوصدی بعد اس کا اقتدار ہندوستان پر مستحکم ہو گیا تھا۔ جب آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی صاحب اس کے دارالاسلام ہونے کا فتویٰ دے رہے تھے۔

اور بعد ازاں نصرۃ الابرار میں مولوی احمد رضا خان بریلوی کا جو فتویٰ شرکتِ کانگرس بلکہ کسی بھی

ہندو مُسلم مشترکہ جماعت میں شرکت کے جواز کے بارے میں چھپا۔ اس میں بھی یہ تحریر فرمایا۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے رسالہ اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام میں بدلائل ساطعہ ثابت کیا ہے کہ ہندوستان دار الاسلام ہے اسے دار الاسلام ہے۔ اسے دار الحرب کہنا ہرگز صحیح نہیں اور اس سے پہلے فقیر ایک مدلل فتویٰ لکھ چکا ہے، نصرۃ الابرار ص ۲۹ اور یہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا تفصیلی فتویٰ نصرۃ الابرار میں ص ۲۹ تا ۳۲ تک مرقوم ہے۔ نیز عرفان شریعت ج ا ص ۷ اور احکام شریعت ج ۲ ص ۱۵۱ وغیرہ کتب میں بھی ہندوستان کے دار الاسلام ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ خوب فرمایا، علامہ اقبال مرحوم نے۔

مُلا کو ہے ہند میں سجدے کی اجازت　　ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد!

حضرات گرامی! شرکت کانگرس کے جواز کا فتویٰ اس وقت کی بات ہے جب کہ ایک ریٹائرڈ انگریز افسر مسٹر ہیوم کے ۱۸۸۵ء میں کانگرس کی بنیاد رکھنے کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔ اور کانگرس جہاد آزادی کے نام سے بھی آشنا نہ تھا۔ بلکہ اس کے برعکس اس کے اولین اغراض و مقاصد مین یہ شق ہندوستان اور انگلستان میں اتحاد و یگانگت کو استوار کرنا شامل تھی۔ اور جب سے علماء اہل سنت دیو بند نے انگریز کے خلاف آزادی کی جدو جہد میں حصہ لینا شروع کر دیا تو پھر آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی اس کے سخت ترین مخالف ہو گئے۔

آلہ حضرت بریلوی کا کانگرس کے حق میں شرکت کا فتویٰ

اس فتویٰ میں لکھا ہے۔ ہنوز زمانہ عند التحقیق ان سب احکام کے مستحق ہیں۔ خصوصاً اس معاملہ میں انہیں شریک کرنا جس میں رفاہِ عام و نفع انام و حفظ حقوق و مراعات مخلوق ہو کہ اس میں خاص انہیں کا فائدہ نہیں بلکہ اپنا اور تمام اہل وطن کا نفع ہے۔ (نصرۃ الابرار ص ۳۰)

رضا خانی مؤلف اب بتاؤ تو سہی کیا آپ کے آلہ حضرت بریلوی نے کانگرس میں شرکت کے جواز کا فتویٰ نہیں دے دیا؟ اب وہی ستا فتویٰ اپنے آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی پر بھی لگاؤ۔ جو فتویٰ اہل سنت و جماعت علماء دیو بند پر لگایا۔ نیز آلہ حضرت بریلوی نے جو شرکت کانگرس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے تو آپ کا اپنے آلہ حضرت بریلوی کے بارے میں کیا خیال ہے۔

بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب

علاوہ ازیں رضا خانی امت کے مولوی پیر گدی نشین تمام کے تمام انگریز سرکار کے حق میں دُعا گو رہے ہیں اور انگریز سرکار کو سلام کرنے والے اور اس کے حق میں دعا خیز کرنے والے اور اس کے اشارے پر نقل و حرکت یعنی کہ ناچنے والے اور انگریزی حکومت کے یقیناً نمک خوار رہے ہیں۔ جیسا کہ پنجاب کے مولوی پیر گدی نشینوں نے انگریز بد بخت کے حق میں یوں مدح سرائی کی، جیسا کہ حیات امیر شریعت میں درج ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

یعنی کہ پنجاب کے پیروں اور گدی نشینوں کا انگریز سرکار کو سلامی دینا اور انگریزی بد بخت کے حق میں دُعا خیز کرنا وغیرہ۔

پنجاب کے پیروں سے ٹکر

پنجاب کے بعض روحانی پیشواؤں کی گزشتہ تاریخ اس قدر میلی ہے کہ اس کے گندے چھینٹے مذہب کی پاک اور صاف چادر کو بھی داغدار کر گئے بزرگان دین کے مزارات پر بیٹھ کر ان مہنتوں نے نہ صرف اسلام کی متعین راہوں کے درمیان گڑھے کھودے بلکہ دنیوی جاہ و حشمت کے لیے اپنے درباروں کی رونق بھی کفر سے مستعار لی۔ اپنے طرۂ دستار کی جوانی ترکوں کے خون سے قائم رکھی۔ اس کے پیچ و خم میں عرب کے یتیم اور معصوم بچوں کی آہ و بکا زینت بنی۔ ان کی دعائیں اور تعویز ہمیشہ کفر کے ساتھ رہے۔

مقامات مقدسہ کی بربادی، جزیرۃ العرب پر برطانیہ کا بالواسطہ قبضہ اور خلافت اسلامیہ کی تباہی کے ۱۹۱۸ میں جب انگریز کو فتح ہوئی اور بغداد کی گلیوں اور قسطنطینیہ کے بازاروں میں محو رقص تھا۔ ان دنوں پنجاب کے پیران عظام نے لاہور میں غیر سرکاری دربار کے موقع پر جس میں پنجاب کے گورنر مسٹر ایڈوائر اور لیڈی ایڈوائر کو مہمان خصوصی کے طور شمولیت کی دعوت دی گئی تھی۔ حسب ذیل سپاسنامہ گورنر اور لیڈر ر گورنر کو پیش کیا گیا۔

سپاسنامہ

بحضور نواب ہز آنر سر مائیکل فرانس ایڈوائر جی۔سی۔آئی۔ای کے۔سی۔آئی۔ایس گورنر بہادر پنجاب۔

حضور والا! ہم خادم الفقراء سجادہ نشیناں وعلماء مع متعلقین شرکائے حاضر الوقت مغربی حصہ پنجاب نہایت ادب و عجز و انکسار سے یہ ایڈریس لے کر خدمت عالیہ یں حاضر ہوئے ہیں اور ہمیں یقین کامل ہے کہ حضور انور جن کی ذات عالی صفات میں قدرت نے دل جوئی، ذرہ نوازی اور انصاف پسندی کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے۔ ہم خاکساران باوفا کے اظہار دل کو توجہ سے سماعت فرما کر ہمارے کلاہ فخر کو چار چاند لگا دینگے۔

سب سے پہلے ہم ایک دفعہ پھر حضور والا کو مبارک باد کہتے ہیں کہ جس عالمگیر اور خوفناک جنگ کا آغاز حضور کے عہد حکومت میں ہوا۔ اس نے حضور ہی کے زمانے میں بخیر وخوبی انجام پایا اور یہ بابرکت و باحشمت سلطنت جس پر پہلے بھی کبھی سورج غروب نہیں ہوا تھا۔ اب آگے

مسٹر ایڈوائر وہی ہیں جن کے حکم سے اپریل ۱۹۱۹ء میں جلیانوالہ باغ میں گولی چلائی گئی تھی۔

سے زیادہ روشن اور اعلیٰ عظمت کے ساتھ جنگ سے فارغ ہوئی۔ جیسا کہ شہنشاہ معظم نے اپنی زبان

مبارک سے ارشاد فرمایا ہے۔ واقعی برطانوی تلوار اس وقت نیام میں داخل ہوئی۔ جب دُنیا کی آزادی امن وامان اور چھوٹی چھوٹی قوموں کی بہبودی مکمل طور پر حاصل ہو کر بالآخر سچائی کا بول بالا ہو گیا۔

حضور کا زمانہ ایک نہایت نازک زمانہ تھا اور پنجاب کی خوش قسمتی تھی کہ اس کی عنان حکومت اس زمانہ میں حضور جیسے صاحب استقلال بیدار مغز عالی دماغ حاکم کی مضبوط ہاتھوں میں رہی جس نے نہ صرف اندرونی امن ہی قائم رکھا، بلکہ حضور کی دانش مندانہ رہنمائی میں پنجاب نے اپنا ایثار، وفاداری اور جانثاری کا وہ ثبوت دیا، جس سے شمشیر سلطنت کا قابل فخر وعزت لقب پایا۔ بھرتی کا معراج صلیب احمر کی اعجاز دست گیری، قیام امن کی تدبیر، تعلیم کی ترقی سب حضور کی بدولت ہمیں حاصل ہوئیں۔ حضور ہی ہیں کہ جنہوں نے ہر موقع و ہر وقت پنجاب کی خدمات وحقوق پر زور دیا۔ صرف جناب والا کو ہی ہماری بہبود مطلوب نہ تھی۔ بلکہ صلیب احمر نسواں کے نیک کام میں حضور کی ہمدم وہمراز جنابہ لیڈی ایڈوائر صاحبہ نے جن کو ہم مروت کی زندہ تصویر سمجھتے ہیں، ہمارا ہاتھ بٹایا اور ہندوستانی مستورات پر احسان کر کے ثواب دارین حاصل کیا، ہماری ادب سے التجا ہے کہ ہمارا دلی شکریہ قبول فرمائیں۔

حضور انور! جس وقت ہم اپنی آزادیوں کی طرف خیال کرتے ہیں، جو ہمیں سلطنت برطانیہ کی طفیل حاصل ہوئی ہیں، جب ہم ان دخانی جہازوں کو سطح سمندر پر اٹھکیلیاں کرتے دیکھتے ہیں، جن کی طفیل ہمیں اس مہیب جنگ میں امن وامان حاصل رہا، جب ہم تار برقی کے کرشموں پر علی گڑھ اور اسلامیہ کالج لاہور، پشاور جیسے اسلامی کالجوں اور دیگر قومی درس گاہوں پر نظر ڈالتے ہیں اور پھر جب ہم بے نظیر برطانوی انصاف کو دیکھتے ہیں جس کی حکومت میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پی رہے ہیں تو پھر ہر طرف احسان ہی احسان دکھائی دے رہا ہے۔

بہشت آں جا کہ آزارے نہ باشد کسے رابا کسے کارے نہ باشد

باوجود فوجی قانون کے جو، خود فتنہ پردازوں کی شرارت کا نتیجہ تھا۔ مسلمانوں کے مذہبی احساس کا

ہرطرح سے لحاظ رکھا گیا۔ شب برات کے موقع پر انہیں خاص رعائتیں دیں۔ رمضان مبارک کے واسطے حالانکہ اہل اسلام کی درخواست یہ تھی کہ فوجی قانون ساڑھے گیارہ بجے شب سے دو بجے تک مسدود کیا جائے لیکن حکام سرکار نے یہ وقت بارہ بجے سے دو بجے کر دیا۔ مسجد شاہی جو فی الاصل قلعہ سے متعلق تھی، جو ابتدائی عمل داری سرکار ہی میں واگزار ہوئی تھی۔ اہالیان لاہور نے اس مقدس جگہ کو ناجائز سیاسی امور کے واسطے استعمال کیا۔ جس پر متولیان مسجد نے جو خود مفسدہ پردازوں کو روک نہیں سکتے تھے، سرکار سے امداد چاہی۔ یہی وجہ تھی کہ سرکار نے ایسا ناجائز استعمال بند کر دیا۔ ہم تہ دل سے مشکور ہیں کہ حضور والا نے پھر اس کو واگزار کر دیا ہے۔

سرکار نے حج کے متعلق جو مہربانی کی ہے۔ اس سے ہم ناآشنا نہیں اور مشکور ہیں۔ ہم سچ عرض کرتے ہیں کہ جو برکات ہمیں اس سلطنت کی بدولت حاصل ہوئیں۔ اگر ہمیں عمر خضر بھی نصیب ہو تو بھی ان احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے ہندوستان کے لیے سلطنت برطانیہ ابر رحمت کی طرح نازل ہوئی اور ہمارے ایک بزرگ نے جس نے پہلے زمانہ کی خانہ جنگیاں اور بدامنیاں اپنی آنکھوں سے دیکھی تھیں اس سلطنت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا۔

ہوئیں بدنظمیاں سب دور انگریزی عمل آیا   بجا آیا، بہ استحقاق آیا، برمحل آیا

ہم وہ احسان کبھی نہیں بھول سکتے۔ جب ترکوں نے ہمارے مشورے کے خلاف کوتاہ اندیشی سے دشمنوں کی رفاقت اختیار کی تو ہمارے شہنشاہ نے از راہ کرم ہم کو یقین دلایا کہ ہمارے مقدس مقامات کی حرمت میں سرمو فرق نہیں آئے گا۔ اس الطاف خسروانہ نے ہماری وفا میں نئی روح پھونک دی (هل جزاء الاحسان الا الاحسان)۔ احسان کا بدلہ احسان کے سوا نہیں ہے۔

ہم ان احسانوں کو کبھی نہیں بھول سکتے۔ اب اس جنگ کے خاتمے پر صلح کانفرنس سلطنت ترکیہ کی نسبت جلد فیصلہ ہونے والا ہے۔ ممکن ہے یہ فیصلہ مسلمانوں کی امیدوں کے برخلاف ہو۔ لیکن ہم بخوبی

جانتے ہیں کہ اس فیصلہ میں سرکار برطانیہ اکیلی مختار کار نہیں ہے۔ بلکہ بہت سی طاقتوں کا بھی اس میں ہاتھ ہے شہنشاہ معظم کے وزراء جو کوششیں ترکی کے حق میں کرتے رہے۔ ہم اس کے واسطے سے ان کے بہر حال مشکور ہیں۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ یہ جنگ مذہبی اغراض پر مبنی نہ تھی اور اپنے اپنے عمل کا اور اس کے نتائج کا ہر ایک ذمہ دار ہے۔

رموز مملکت خویش خسرواں دانند   گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

مگر ہمیں پوری توقع ہے کہ ہماری گورنمنٹ اس بات کا خیال رکھے گی کہ مقامات مقدسہ کا اندرونی نظم ونسق مسلمانوں ہی کے ہاتھ میں رہے اور ہم حضور سے درخواست کرتے ہیں کہ جب حضور وطن کو تشریف لے جائیں تو اس نامور تاجدار ہندوستان کو یقین دلائیں کہ چاہے کیسا ہی انقلاب کیوں نہ ہو۔ ہماری وفاداری میں سرمو فرق نہ آیا ہے اور نہ آ سکتا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ ہم اور ہمارے پیروان اور مریدان فوجی وغیرہ جن پر سرکار برطانیہ کے بے شمار احسانات ہیں۔ ہمیشہ سرکار کے حلقہ بگوش اور جاں نثار رہیں گے۔

ہمیں نہایت رنج و افسوس ہے کہ ناتجربہ کار نوجوان امیر امان اللہ خاں والئی کابل نے کسی غلط مشورے سے عہد ناموں کے اور اپنے باپ دادا کے طرز عمل کی خلاف ورزی کر کے خدا تعالیٰ کے صریح حکم و اوفو بلعهد ان العهد كان مسؤلاً یعنی وعدے کا ایفا کرو ضرور وعدے کے متعلق پوچھا جائے گا۔

کی نافرمانی کی۔ ہم جناب والا کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم امیر امان اللہ کے اس طرز عمل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

ہم اہالیان پنجاب احمد شاہ کے حملوں اور نادر شاہی قتل و غارت گری کو نہیں بھول سکتے۔ ہم اس غلط اعلان کی جس میں اس نے سراسر خلاف واقعہ لکھا ہے کہ اس سلطنت کی مذہبی آزادی میں خدانخواستہ

رکاوٹ واقع ہوئی ۔ تردید کرتے ہیں ۔ امیر امان اللہ خاں کا خاندان سرکار انگلشیہ کی بدولت بنا اور اس کی احسان فراموشی کفران نعمت سے کم نہیں ۔

ہم کوان کوتاہ اندیش دشمنان ملک پر بھی سخت افسوس ہے ۔ جن کی سازش سے تمام مُلک میں بد امنی پھیل گئی اور جنہوں نے اپنی حرکات ناشائستہ سے پنجاب کے نیک نام پر دھبہ لگایا ۔ مقابلہ آخر مقابلہ ہی ہے اور کبھی خموش نہیں رہ سکتا ۔ یہ حضور والا ہی کا زبردست ہاتھ تھا ۔ جس نے بے چینی و بدامنی کا اپنے حسن تدبر سے فی الفور قلع قمع کر دیا ۔ ان بدبختوں سے از راہ بدبختی فاش غلطیاں سرزد ہوئیں لیکن حضور ابر رحمت ہیں اور ابر رحمت زرخیز اور شورزمین دونوں پر یکساں برستا ہے ۔ ہم حضور کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان گمراہ لوگوں کی مجنونانہ و جاہلانہ حرکات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ کیونکہ ہمارے قرآن کریم میں یہی تلقین کی گئی ہے ۔ لا تفسدوا فی الارض ۔ یعنی دنیا میں فساد اور بدامنی مت پیدا کرو اور ان اللہ لا یحب المفسدین ۔ یعنی بے شک خدا فساد کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا ۔

حضور انور! اگر چہ آپ کی مفارقت کا ہمیں کمال رنج ہے ۔

سرِغم سے کچھے کیوں نہ سروار ہمارا لو ہم سے چھٹا جاتا ہے سردار ہمارا

لیکن ساتھ ہی ہماری خوش نصیبی ہے کہ حضور کے جانشین سر ایڈورڈ میکلیگن بالقابہم جن کے نام نامی سے پنجاب کا بچہ بچہ واقف ہے ۔ جن کا حسن اخلاق رعایا نوازی میں شہرہ آفاق ہے جو ہمارے لیے حضور کے پورے نعم البدل ہیں ۔ ہم ان کا دلی خیر مقدم کرتے ہیں اور ان کی خدمت میں یقین دلاتے ہیں کہ ہم مثل سابق اپنی عقیدت و وفاداری کا ثبوت دیتے رہیں گے ۔

حضور اب وطن کو تشریف لے جانے والے ہیں ۔ ہم دُعا گویاں جناب باری میں دُعا کرتے ہیں کہ حضور مع لیڈی صاحبہ و جمیع متعلقین مع الخیر اپنے پیارے وطن پہنچیں ، تادیر سلامت رہیں اور وہاں جا کر ہم کو دل سے نہ اتار دیں ۔ ایں دُعا از ما و از جُملہ جہاں آمین باد (المستدعیان)

مخدوم حسن بخش قریشی ، مخدوم غلام قاسم سجادہ نشین خانقاہ ، مخدوم شیخ محمد ، نواب حسن ، مخدوم سید حسن علی ، سید ریاض دین شاہ ، پیر غلام عباس شاہ ، دیوان سید محمد پاک پتن ، خان بہادر مخدوم ، حسن بخش آف ملتان ، مخدوم صدارالدین شاہ آف ملتان ، میاں نور احمد سجادہ نشین ، پیر محمد رشید ، شیخ شہاب الدین ، خان بہادر ، شیخ احمد ، سید محمد حسین شاہ شیر گڑھ ضلع منٹگمری ، مخدوم شیخ محمد راجو آف ملتان ، دیوان محمد غوث محمد مہر علی شاہ جلال پور ، پیر محمد خضر حیات شاہ ، صاحبزادہ محمد سعد اللہ آف سیال شریف ، سید غلام محی الدین خلف الرشید سید مہر علی شاہ آف گولڑہ شریف ، سید قطب علی شاہ آف ملتان ، پیر چراغ علی آف ملتان ، پیر ناصر الدین شاہ آف شاہ پور ، پیر غلام احمد شاہ آف شاہ پور ، مخدوم غلام قاسم سجادہ نشین ، سید نوازش حسین شاہ آف شیر گڑھ ضلع منٹگمری ، مولوی غلام محمد خادم گولڑہ شریف ، سید فدا حسین ضلع کیمل پُور ، محمد اکبر شاہ آف شیر شاہ ملتان ، غلام قاسم شاہ آف سیر شاہ ملتان ، مولوی سید زین العابدین شاہ آف ملتان پیر چراغ شاہ کوٹ سدھانہ جھنگ ، محبوب عالم خادم گولڑہ شریف ۔ منشی حیات محمد گولڑہ شریف ، برہان الدین خادم گولڑہ شریف ۔

۱۹۲۶ء میں جب پنجاب خلافت کمیٹی نے ڈاکٹر محمد عالم کو اپنے ٹکٹ پر پنجاب اسمبلی کے لیے ملتان کے حلقے سے نامزد کیا تو اس سلسلہ میں شاہ جی کو پہلی دفعہ ملتان جانے کا موقع ملا ۔ اہالیان شہر نے مندرجہ بالا سپاسنامہ شاہ جی کو دکھایا ، جسے پڑھ کر شاہ جی کو بے حد صدمہ ہوا ، دنیا کی روحانی اصلاح کرنے والے کافر حکومت کے سامنے سجدہ ریز ہیں ۔ چنانچہ باغ لنگے خاں میں مسلسل تین دن اسی سپاسنامے کے ساتھ ساتھ پیران عظام سے کہا ۔

"اے پیران طریقت! یہ سپاسنامہ فرنگی کے حضور پیش کر کے آپ نے اپنے آباؤ اجداد کی تعلیم ، ان کے اصول ، ان کی رُوحانی زندگی پر وہ کالک مل دی ہے کہ قیامت تک یہ داغ نہیں دھویا جا سکتا نہ یہ سیاہی مٹ سکتی ہے ۔

اگر میں ابن سعود کی حمایت کروں تو کافر اور تم ترکوں کے قتل پر دستخط کرو تو مومن؟ تم فتح بغداد پر چراغاں کرو تو مُسلمان، اور میں فرنگی آزادی کے لئے لڑوں تو مجرم، تمہارے تعویذ، تمہاری دُعائیں کافر کی فتح کی آرزومند رہیں اور میں سلطنت برطانیہ کی بنیاد اکھاڑنے کے درپے رہا۔ تم نے انسانوں سے زیادہ کُتے اور سوروں کی قدر کی اور گناہ کو ثواب کا درجہ دیا۔ تمہاری قبائیں خون مسلم سے داغدار ہیں۔

اے دم بریدہ سگان برطانیہ! صور اسرافیل کا انتظار کرو کہ تمہاری فرد جرم تمہارے سامنے لائی جائے اور تم اپنے نامہ اعمال کو ندامت کے آئینے میں دیکھ سکو۔

تمہاری تسبیح کا ایک ایک دانہ تمہارے فریب کا آئینہ دار ہے۔ تمہاری دستار کے پیچ وخم میں ہزاروں پاپ جنم لیتے ہیں اور تم انہیں دیکھتے ہو۔ مگر تمہاری زبانیں گنگ ہیں۔ کہ ان کی موت پر آنسو تک نہیں بہتے وقت کا انتظار کرو کہ شاید تمہاری پیشانیوں کے محراب کی سیاہی تمہارے چہروں کو مسخ کردے اور تمہارا زاہد وتقویٰ ہی تمہاری رسوائی کا باعث بن جائے"

پھر شاہ جی نے لنگے خاں کے باغ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ "اس باغ کے گل بوٹے گواہ رہیں کہ میں نے تین دن کی مسلسل تقریروں سے باغبانِ قوم ووطن کے فریب سے بنی نوع انسان کو آگاہ کردیا ہے۔ باغ کی روشیں میری گفتگو کو اپنے دامن میں محفوظ کرلیں، شاید قیامت کے دن میں اپنی نجات کے لئے ان سے طلب کروں"۔

"اے باد بہاری کے خوشگوار جھونکو! شہادت دنیا کہ میں نے اہل ملتان کے سامنے حق وباطل کے درمیان دیوار کی نشاندہی کردی ہے"۔ ڈاکٹر محمد عالم ووٹوں کی کافی اکثریت سے پنجاب اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔

ان تقریروں سے شاہ جی نے ملتان میں اپنا ایک حلقہ پیدا کیا اور دوستوں کی خاصی تعداد ان کے گرد جمع ہوگئی۔ لیکن دوسری طرف پنجاب کے پیروں نے لڑائی کی نیو اُٹھائی۔ حالانکہ اس سپاسنامے کے

نیچے شاہ جی کے روحانی پیشوا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے صاحبزادہ کے دستخط تھے۔ لیکن برطانوی استعمار سے نفرت کے باعث شاہ جی نے اپنی عقیدت کی یہ رسی بھی توڑ دی۔ (منقول از حیات امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ ص۹۱ تا۹۹ تالیف جانباز مرزا)۔

(تلخیص تکفیری افسانے ۱۶۵ تا ۱۷۲ مطبوعہ لاہور طبع دوم)

رضا خانی مؤلف اب بتاؤ تو سہی کہ انگریز سرکار کا قدیمی وظیفہ خوار اور انگریز بد بخت کے حق میں دُعائیں کرنے والا اور انگریز کو سلامی دینے والا۔ اور انگریز حکومت کی حمایت کرنے والا، انگریز کا پٹھو، انگریز کے چیلے کہ جس کو ہمیشہ انگریز حکومت کی سرپرستی حاصل رہی اور اب بھی کون سا گروہ ہے، جس کو روس حکومت کی حمایت اور سرپرستی حاصل ہے اور وہ کون سا گروہ ہے کہ جس کے پانچ سو عُلماء نے انگریز بد بخت حکومت کو دارلامن اور دارالاسلام اور انگریز حکومت کی پیروی کو واجب الاطاعت ہے اور انگریز حکومت کو رحمتِ خداوندی کا فتویٰ دیا۔ کس نے دیا ذرا اپنے رضا خانی گھر کی خبر تو لیجئے تا کہ تم پر واضح ہو جائے کہ وہ کون رسوائے زمانہ لوگ ہوسکتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

استفسار

کیا یہی اسلام ہے؟

قوم کو اُلّو بناؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
دو ٹکے کے رہنماؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
بیج بو کر فتنۂ تکفیر کا اسلام میں
رات دن جلسے کراؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
مار کر ڈاکہ مریدانِ ارادت کیش پر
خلوتوں میں مسکراؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
آئے دن خلوف کدوں میں نقدِ عصمت لوٹ کر
اپنے حجروں کو سجاؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
او خدا . نا آشناؤں کے گروہِ نامراد !
اِک ذرا مجھ کو بتاؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
گالیاں بکتے رہو اسلافِ اُمّت کے خلاف
اے بریلی کے خداؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
یہ بھی سوچا ہے کہ " ختم خواجگان " کے نام پر
شرک کا ناٹک رچاؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟

یہ بھی سوچا ہے کہ تعلیمِ پیمبرؐ کے خلاف
مومنوں کا دل دکھاؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
باندھ کر پلّے میں سجادہ نشینی کا غرور
گدیوں پر دندناؤ کیا یہی اسلام ہے؟
او رذیلو ! ڈیڑھ فٹ لمبی کُلاہِ فقر سے
دین کو بٹّہ لگاؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
خانقاہوں میں بزرگوں کے مقدّس نام پر
نت نئے فتنے جگاؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
کمسن و خوشرو جوانوں کو فریبِ وعظ سے
برسرِ مجلس نچاؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
اس خدا کی سرزمین پر اے کفن دزدانِ دیں
چادرِ زہراؓ چراؤ ، کیا یہی اسلام ہے ؟
اس وطن میں کوئی تم کو پوچھنے والا نہیں
مسجدیں تک بیچ کھاؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
خود فروشو ! ذکرِ میلادالنبیؐ کی آڑ میں
تہمتیں ہم پر لگاؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
پیر زادو ! خرقۂ پیرِ مُغاں کے رُوپ میں

مغبچوں کا مال کھاؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
مانگ کر انگریز سے خونِ شہیدانِ حرم
آب طرّوں کی بڑھاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟
خواجۂ کونینؐ کے اسلام کی بنیاد و بیخ
اپنے ہاتھوں سے گراؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
مشربِ احمد رضا میں مفتیانِ بد زباں
سامنے آ کر بتاؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
حاشیہ ادرک کی چٹنی کا پھریری دال میں
قرمہ ، فرنی پلاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟
عاقبت کے نرخ پر ہنگامۂ تکفیر سے
آگ ہر گھر میں لگاؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
کشتگانِ خنجرِ تسلیم کی پیشانیاں
پاؤں پر اپنے جھکاؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
اس صدی میں جو اکابر ، حجت اسلام تھے
ان کی روحوں کو ستاؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
آئے دن ہنگامہ سب و شتم کے روپ میں
منبروں پر ہنہناؤ، کیا یہی اسلام ہے ؟

شیخ چلی کے لطائف ہیں مدار گفت گو
میر کی غزلیں سناؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
خیرہ چشمی سے رسولؐ اللہ کی اولاد پر
جھوٹ کا طوفان اٹھاؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
اوڈوائر کی رضا جوئی کی خاطر گولیاں
ترک فوجوں پر چلاؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
نو شگفتہ کونپلوں کو خواہش اولاد پر
اپنے پہلو میں بٹھاؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
کل خدا کے سامنے ہر بات کا ہو گا حساب
آج گلچھرے اڑاؤ ، کیا یہی اسلام ہے؟
اب خدا والوں کا لشکر مات کھا سکتا نہیں
میرے خامے سے تمہیں کوئی بچا سکتا نہیں

==========================

رضاخانی مؤلف کا پانچواں الزام اہل سُنت و جماعت علمائے دیوبند پر پاکستان کے بارے میں ہے کہ خطبات احرار ص ۹۹ پر درج ہے۔

الزام نمبر 5:

" کہ ہم پاکستان کو پلیدستان سمجھتے ہیں "۔ (بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۳۴) طبع دوم

نوٹ: رضا خانی مؤلف نے مندرجہ بالا حالے اپنی کتاب کے مختلف صفحات نقل کر کے اس کو جماعت احرار اور ولی کامل خطیب ایشیا امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا، جو کہ سراسر باطل اور بے بنیاد ہے۔

حضرات گرامی! مندرجہ بالا حوالہ خالص الزام ہی الزام ہے۔ کہ جس میں ذرہ بھر صداقت ہی نہیں بلکہ افتراء ہی افتراء ہے۔ اور یہ ایسا جھوٹ پر مبنی حوالہ کہ جیسے کوئی انسان دن کو رات کہہ دے اور رات کو دن کہہ دے وریہی جھوٹ پر مبنی حوالہ رضا خانی ناخواندہ مؤلف نے بڑے دعوے کے ساتھ اپنی کتاب کے صفحہ نمبر۳۴ کے علاوہ گرگٹ کی طرح رنگ بدل بدل کر ص ۲۶۵، ص ۲۶۶، ص ۳۴۲، ص ۳۴۵ پر بھی نقل کیا ہے۔ ایک ہی حوالہ کو بار بار نقل کرنے سے کیا مقصد۔ ہمیں تو مؤلف مذکور عقل سے بالکل پیدل ہی نظر آتا ہے۔ کہ جسے اتنا بھی شعور نہیں کہ ایک ہی حوالے کو بار بار نقل کرنے سے کیا حاصل۔ مؤلف مذکور نے حوالہ نقل کرتے وقت کوئی خوفِ خدا محسوس ہی نہیں کیا اور حق تعالیٰ جل شانہ، سے بے پرواہ ہو کر شرعی تقاضوں کو پامال کرتے ہوئے، نہایت خیانت سے کام لیا۔ ورنہ عبارت بالکل بے غبار تھی۔ رضا خانی مؤلف نے اصل عبارت کو نقل کرنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ بلکہ اپنی طرف سے ایک من گھڑت غلیظ مفہوم نقل کر دیا کہ جس کو اصل عبارت کے ساتھ دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ اب ہم اصل عبارت نقل کرتے ہیں کہ جس کو مؤلف مذکور نے چھوا تک نہیں پھر فیصلہ کریں کہ مؤلف مذکور کس قدر خائن اور کذاب ہے۔

خطباتِ احرار کی اصل عبارت چنانچہ درج ذیل ہے

ایک اندیشہ

مجھے اب بھی اندیشہ ہے کہ ہمارے بعض دیرینہ کرم فرما تاریخ احرار سے اپنے مطلب کے تراشے کانٹ چھانٹ کر حسب سابق تنقید کے زہر آلود تیروں سے احرار کو چھلنی کرنے اور احرار کے

خلاف ناانصافی سے کام لیتے ہوئے پروپیگنڈا کرنے کی ناکام کوشش کریں گے۔ چوہدری افضل حق کی زندگی ہی میں ایک بار اس قسم کی بے ہودگی اور ناانصافی سے کام لے کر یہ پروپیگنڈا کیا گیا تھا۔ کہ احرار تو پاکستان کو پلیدستان کہتے ہیں۔ یہ دیکھ لیجئے، ان کے لیڈر کی اپنی تحریر میں تاریخ احرار کے فلاح صفحے پر واضح الفاظ میں یہ فقرہ موجود ہے ایسے لوگ آج بھی موجود ہیں اور جب تک مرزائیت کا طلسم ٹوٹ نہیں جاتا۔ وہ بڑی عیاری سے مسلمانوں کو بہکانے اور گمراہ کرنے کے لئے احرار کے خلاف چھینٹا بازی کرتے ہی رہیں گے۔ مگر حق کبھی باطل سے دبا نہیں ہے۔ احرار کے جری اور بہادر رہنماؤں نے ہمیشہ حق بات کہی اور ہمت مردانگی سے اس کی سزا بھی بھگتی وقت پر مسلمانوں نے دشمن کے پراپیگنڈے سے متاثر ہو کر احرار کو جھٹلایا، مگر وقت گزر جانے پر ساری قوم وہی بات دہرانے لگی جو احرار نے ابتدا میں کہتی تھی۔ مسجد شہید گنج کے واقعے کو ہی لیجئے۔ اب مسجد شہید گنج کی مسمار شدہ عمارت جوں کی توں موجود ہے۔ مسجد گرا کر انگریز چلا تو گیا۔ مگر جاتے جاتے مسجد کا ملبہ احرار پر گرا گیا۔ اس سنگ دلانہ واقعہ کے بعد کسی نے احرار کے مخالفین کو یہ نہ پوچھا کہ بھلے لوگو بیگانی شہ پر بیگانی حکومت میں کعبے کی بیٹی کا ماتم کرتے تھے۔ اب تو اپنی حکومت اور اپنا راج ہے کعبہ کی بیٹی کا کیا بنا؟ بھولی بھالی جذباتی قوم اپنے ہی مخلص خادموں کو ذبح کر کے اب کہتی ہے کہ احرار سچ تو کہتے تھے۔ برطانوی حکومت اور اس کے کارندوں نے مسلمانوں کو دھوکے میں مبتلا کر کے احرار کے خلاف خطرناک چکر چلا دیا تھا۔ وقت گزر گیا، احرار شکوہ نہیں کرتے کہ اپنوں نے بیگانوں کی جھوٹی بات سُن کر اپنے سچے اور مخلص خادموں کو بلاقصور بے عزت کیا اور قوم کے مخلص مجاہدوں کی راہ میں کانٹے بکھیر دیئے۔ ایسا تو ہر زمانے میں ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ جسے خدا اور رسول کی خوشنودی کے لیے خدمت کرنا مقصود ہے۔ اس کو ان مشکل اور صبر آزما راہوں سے گزرنا ہی پڑے گا

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے۔

لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا!

(خطبات احرار ص ۹۹) (تاریخ احرار ص ۴۲_۴۳) طبع ثانی مارچ ۱۹۶۸

قارئین کرام! خود فیصلہ کریں، بریلویت کے ناخواندہ وکیل نے اتنی لمبی چوڑی طویل عبارت میں سے ایک ٹکڑا نقل کر دیا اور بقیہ تمام کی تمام عبارت کو چھوڑ دینا کہاں کی شرارت اور دیانت ہے۔ حالانکہ عبارت میں اس بات کی صراحت موجود ہے۔ کہ چوہدری افضلؒ کی زندگی ہی میں ایک بار مرزائیوں نے اس قسم کی بے ہودگی اور ناانصافی سے کام لے کر یہ پروپیگنڈہ کیا گیا تھا کہ احرار تو پاکستان کو پلیدستان کہتے ہیں اور اس قسم کی بے ہودہ حرکت ایک مرتبہ پہلے ہوئی اور پھر دوسری مرتبہ منڈی چشتیاں کے دھوکہ منڈی کے تاجر مولوی غلام مہر علی سے یہ بیہودہ حرکت صادر ہوئی اور بیہودہ حرکت اکثر بے ہودہ آدمیوں سے ہی صادر ہوا کرتی ہیں اور رضا خانی مؤلف کے چہرے سے نحوست کے آثار ٹپک رہے ہیں اور اس قسم کے منحوس اور مجسم شیطان سے یہ امید باندھنا کہ عبارت کو اول تا آخر دیانت داری سے نقل کرے گا۔ عبث ہے، ہم نے پوری عبارت نقل کر دی ہے جس میں یہ بھی صراحت ہے کہ پاکستان کے خلاف یہ نجس اور مکروہ اور قابل نفرت الفاظ دائرہ اسلام سے خارج غلام احمد قادیانی کافر کی معنوی اولاد مرزائیوں نے جماعت احرار کے خلاف غلط پراپیگنڈا کیا تھا اور غلط قسم کا پروپیگنڈا کرنے پر آدم نما ابلیس ہی کا کام ہو سکتا ہے۔ ورنہ ایک باہوش آدمی ایسے فعل کا ارتکاب ہرگز نہیں کر سکتا اور اس عبارت میں یہ بھی مرقوم ہے کہ پراپیگنڈا کرنے والے بھی مرزائی جو کہ حکومت برطانیہ کے پٹھو اور چیلے ہیں۔ یہ تمام کچھ انہیں کے کارنامے ہیں۔ تو آج منڈی چشتیاں میں اہل حق اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والا بھی رضا خانی مؤلف مرزائی نواز ہی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ تب ہی تو چشتیاں کے مرزائی نے اتنی طویل عبارت کا ایک معمولی سا ٹکڑا نقل کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس قسم کی مزموم اور قبیح حرکت ایک مرزائی ہی کر سکتا ہے۔ ورنہ عام مسلمان اس قسم کی ناپاک جسارت ہرگز نہیں کر سکتا۔

علاوہ ازیں! رضا خانی مؤلف کو مندرجہ بالا الزام نقل کرنے میں کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ اس لیے کہ اصل عبارت میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ جماعت احرار کے خلاف مرزائی لوگوں نے الزام تراشی کی کہ جماعت احرار پاکستان کو پلیدستان سمجھتے ہیں تو مؤلف مذکور کی نادانی کا اندازہ کریں کہ مرزائی جو دائرہ اسلام سے خارج ہیں کی بات کو بطور استشہاد کے پیش کر رہے ہیں تو تُف ہو تمہاری عقل پر اور تمہاری سمجھ پر کہ تجھے اہل سنّت و جماعت اہل حق دیوبند کے خلافت حوالہ دینے کی ضرورت پڑی تو تمہیں اپنے روحانی باپ مرزا غلام احمد قادیانی کے شیطانی اور کافر گروہ کے شیطانی الہام کا سہارا لینا پڑا یعنی کہ مرزائی گروہ کی پناہ لینا پڑی اور اہل سنت و جماعت دیوبند کے خلاف حوالہ کی تلاش میں رضا خانی مؤلف اس قدر سرگرداں ہوئے کہ حوالہ تلاش کرتے کرتے مرزائیوں کی گود میں جا بیٹھے ذرا ٹھنڈے دل سے سوچو تو سہی کہ بات کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتی ہے ظاہر ہے کہ جس کسی نے مرزائی گروہ میں پناہ لی۔ وہ سیدھا جہنم رسید ہو گا۔ رضا خانی مؤلف جو کہ محدود ذہنیت رکھنے والے ہیں نے مولانا ظفر علی خاں کی چمنستان کے ص ۱۶۵ کے حوالے سے چھٹا الزام اہل سُنت و جماعت علمائے حق دیوبند پر یہ عائد کیا ہے۔

رضا خانی مؤلف کا چھٹا الزام

جو مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سُور ہیں اور سُور کھانے والے ہیں۔

(بلفظ دیوبندی مذہب ص ۳۴) طبع دوم

قارئین کرام! مندرجہ بالا حوالہ رضا خانی مؤلف کا خالص الزام اور شیطانی وسوسہ اور بہتان ہی بہتان بلکہ بہتان عظیم ہے کہ جس میں صداقت کا نام و نشان تک نہیں جو ہو ہی بہتان۔ اس میں صداقت کہاں سے آئے یہی شیطانی وسوسہ پر مبنی حوالہ رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۴ کے علاوہ صفحہ نمبر ۲۴۹، ۲۶۵، ۳۴۲، ۳۴۵ پر نقل کرنے کے بعد اس بہتان عظیم کو جماعت احرار اور خاص کر ایشیا کے مشہور خطیب ولی کامل حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی طرف منسو

ب کیا تا کہ ان کی علمی وسیاسی شہرت کو داغدار کیا جا سکے لیکن جسے حق تعالیٰ عزت وعظمت وقار اور جسے حق تعالیٰ کی ذات اپنے جوار رحمت میں جگہ دے کوئی رضا خانی لونچڑا ان کے خلاف اپنی زبان کو گندگی سے آلود کرے تو ان کی شخصیت پر کچھ بھی اثر انداز نہ ہوگا۔ لیکن جو رضا خانی اہل بدعت اہل سُنت و جماعت علمائے دیو بند کے خلاف الزام تراشیوں اور شیطانی وساوس کو حقائق سمجھتے ہیں ان کے چہرے دنیا ہی میں سیاہ ہیں اور آخرت میں تو یقیناً سیاہ ہی ہوں گے اور اپنے مکروہ دھندے کا خمیازہ ضرور بھگتے گے پھر معلوم ہوگا کہ اہل حق کے خلاف غوغائی کا کیا بُرا انجام اور کس قدر ذلت آمیز رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جس کا دل ودماغ شیطانی چالوں کا مرکز اور شیطان کی آماج گاہ بن چکا ہو۔ اس سے بھلائی کی امید رکھنا ہی نادانی ہے۔ مؤلف مذکور مولانا ظفر علی خاں مرحوم کی چمنستان کا حوالہ نقل کرنے میں بھی شرمناک خیانت سے کام کیا۔ ورنہ عبارت بے غبار تھی، کہ جس کو اہل حق کے خلاف بالکل پیش نہیں کیا جا سکتا۔ حضرات گرامی اصل عبارت پیش کی جاتی ہے کہ جس کو رضا خانی مؤلف نے اپنے ناپاک مقصد کی خاطر ادھورا نقل کیا ہے تا کہ عوام الناس اصل بات سے واقف نہ ہو سکیں اور رضا خانی امت کا یہ قدیمی مشغلہ ہے کہ اہل سنت و جماعت علمائے حق دیو بند کی عبارات کو قطع و برید سے نقل کرنا اور اہل حق کے خلاف باطل اور بے بنیاد حوالوں پر جھوٹ کی چادر چڑھا کر پیش کرنا۔ یہ رضا خانیوں کا محبوب مشغلہ ہے اور رضا خانی امت کا مکروہ دھندہ ان کو اپنے آلہ حضرت بریلوی سے وراثت میں ملا ہے۔ اب مولانا ظفر علی خاں مرحوم کی چمستان ص ۱۶۵ کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ پھر فیصلہ کریں رضا خانی مؤلف غلام مہر علی صاحب کو ایک عام انسان کہنا ہی دین اسلام کی توہین نہیں تو اور کیا ہے۔

اب آپ چمنستان کی اصل اور پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں یعنی کہ ص ۱۶۵ کی عبارت کا اصل مضمون جو کہ ص ۱۶۳ سے شروع ہوتا ہے ص ۱۶۵ پر جا کر ختم ہوتا ہے اور اس طویل ترین مضمون میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ مولانا ظفر علی خاں حقہ پینے کے بہت عادی تھے مفکر احرار چوہدری امیر افضل حق

مرحوم نے حقہ پینے کی مخالفت میں کئی ہنگامہ انگیز مضامین لکھے اور شائع کیے مولانا ظفر علی خاں کو جس کا بے حد صدمہ اور رنج ہوا کہ میں بہت بڑا شاعر ہوں اور میرے حقہ پینے پر اس قدر ہنگامہ انگیز مضامین چوہدری امیر افضل حق نے کیوں لکھے اور شائع کیے بس اس بات نے مولانا ظفر علی خاں سے کچھ کا کچھ لکھوا دیا۔ وہ کچھ لکھوا دیا جو نہ لکھنا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ مخالفین احرار نے مولانا ظفر علی خاں کو ابھارتے رہے اور مولانا ظفر علی خاں کچھ اپنی ذاتی ناراضگی اور کچھ مخالفین جماعت احرار کے ہاتھ چڑھ گئے جس کی وجہ سے مولانا ظفر علی خاں نے جماعت احرار کے خلاف جو دل میں آیا لکھ دیا اور جب تک مولانا جماعت احرار میں رہے تو ان کے خلاف ایک لفظ تک نہ لکھا اور جب جماعت احرار سے نکلے تو بہت کچھ لکھ دیا جس کا حقیقت سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ چمنستان میں جہاں کہیں مولانا ظفر علی خاں نے کچھ بھی لکھا ہے تو ساتھ یہ بھی الفاظ موجود ہیں کہ اس پر یار لوگوں کی فرمائش پوری کی بس جہاں کہیں بھی لکھا تو یار لوگوں کی فرمائش پر لکھا اور حقیقت کو نہ دیکھا کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ جب یار لوگوں کی فرمائشیں ہی پوری کرنا مقصود ہوں تو پھر حقیقت کو کیسے دیکھا جاتا۔ اور جماعت احرار کی عزت وعظمت اور وقار کو مخالفین احرار اور فرمائشی لوگوں نے اپنی فرمائشیں پوری کرنے کے غرض سے مولانا ظفر علی خاں سے لکھواتے رہے اور یہ سب لوگ فرمائشیں کرنے والے تمام کے تمام جماعت احرار کے مخالفین تھے۔ اب آپ حضرات چمنستان کی طویل ترین عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

بلند شہر کی مصروفیتوں سے فارغ ہو کر میں آپ رفقاء کے ساتھ سر شام دھان پور پہنچا۔ سفر کی کوفت نے بہت تھکا دیا تھا۔ دیر سے حقہ بھی نہ پیا تھا۔ اس لئے تھکان اور زیادہ محسوس ہو رہی تھی۔ میزبان نے جلد جلد چائے تیار کرائی۔ چائے آئی اور ساتھ ہی حقہ بھی آیا یار لوگوں نے فرمائش کی کہ اس پر کچھ اشعار ہو جائیں۔ میں چائے کا ایک گھونٹ پی کر اور حقہ کا ایک کش لگا کر یوں امتثال امر کیا۔

زندگانی کے لطف دو ہی تو ہیں صبح کی چائے شام کا حقہ

اس کو کہتے ہیں سلسبیل کی موج　　　اس کو لکھتے ہیں نور کا بقہ

اس کے بعد بعض ارباب ذوق نے یہ بے ڈھب فرمائش کی اس زمین میں احرار کے متعلق بھی کچھ ہو جائے۔ غالباً انہوں نے یہ سمجھا کہ اب اس زمین میں کوئی قافیہ نہیں رہا اور مجھے بھی اسی طرح زچ کر دیا جائے گا۔ جس طرح سعدی شیرازی کو ایک قافیہ پیمائی کی محفل میں اس فرمائش سے زک دینے کی کوشش کی گئی تھی کہ۔　　　غنچہ دہان ن بیا تنگدلئی من ببیں!

یہ تنگ دلی کے قافیہ کی قبہ کے ساتھ ایک مصرع لگا دیا جائے ارباب سخن کو معلوم میں ہے کہ سعدی کی حاضر جوابی نے یہ کوشش معاً۔ یہ کہہ کرا کارت کر دی تھی کہ

بے تو ھنوز زندہ ام سنگدلئی من ببیں!

اس ادبی نوک جھونک کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں نے بطور اظہار بجز عرض کیا کہ معاملہ جائے اور حقہ کا ہے اس میں احرار کو کیا دخل۔ اس پر ایک صاحب بولے جب سے مسجد شہید گنج کی تحریک شروع ہوئی ہے احرار نے حقہ پینا بالکل چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ ان کے دوست سکھ جس طرح مسجد شہید گنج کا نام سن کر حواس باختہ ہو جاتے ہیں اسی طرح وہ بھی حقہ کا نام آتے ہی چراغ پا ہو جاتے ہیں غالباً اسی وجہ سے چوہدری افضل حق نے جو احراری ٹولی کے نفس ناطقہ ہیں پچھلے دنوں حقہ کی مخالفت میں ہنگامہ انگیز مضامین لکھے تھے ایک دوسرے صاحب نے فرمایا کہ احرار کے متعلق ایک شعر ضرور ہونا چاہیے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ احرار کی شریعت کے امیر مولانا سید عطا اللہ شاہ بخاری نے امروہہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ جو مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سؤر ہیں اور سؤر کھانے والے ہیں او کما قال۔

پھر میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی صدر مجلس احرار اس قدر جوش میں آئے کہ دانت پیستے جاتے تھے۔ غصہ میں آ کر ہونٹ چباتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے کہ دس ہزار جینا اور شوکت اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کئے جاسکتے ہیں اس پر میں نے یاروں کی فرمائش یوں پوری

کی:۔　کیا کہوں آپ سے ہیں کیا احرار　　　کوئی لچا ہے اور کوئی لقہ

مزید فرمائش سنیئے

دھان پور میں ایک اور لطیفہ ہوا ابھی چائے پینے سے فراغت نہ ملی تھی کہ مولانا شوکت علی کو جو اس دورہ میں میرے رفیق طریق تھے پیشاب کی حاجت ہوئی جب وہ ادب خانہ سے مست ہاتھی کی طرح جھومتے جھامتے نکلے تو یاران سرپل نے کہا کچھ اس پر بھی میں نے فی البدیہہ یہ قطعہ عرض کیا۔

دھان پور آئے جناب حضرت شوکت علی　　　ہاتھ رکھے قبضہ شمشیر جوہر دار پر　الخ

(چمنستان ص ۱۶۳ تا ۱۶۵ بار اول ۱۹۴۴ء)

نوٹ: چمنستان میں مولانا ظفر علی خاں نے سوائے فرمائشوں کے کچھ نہیں لکھا جس طرف کسی نے لگا دیا پس لگ گئے اور اگر ہمارے طویل ترین دلائل پیش کرنے کے باوجود رضا خانی مؤلف کی تسلی و تشفی نہیں ہوئی تو پھر مزید توجہ فرمائیے۔

جو نظم مولانا ظفر علی خاں نے اپنی کتاب بہارستان ص ۲۱۰ پر لکھی ہے جس کا عنوان ہے دار التکفیر بریلی کیا وہ کیسی نظم ہے کیا خوب ہے یا نہیں کیا اس نظم کا ایک ایک لفظ صحیح ہے یا نہیں اس نظم میں مولانا ظفر علی خاں نے پوری رضا خانیت یعنی کہ بریلوی مذہب کا پورا پورا نقشہ پیش کر دیا ہے جس کو آپ آئندہ اوراق پر ملاحظہ فرمائیں گے۔ اور جسے پڑھ کر آپ کی طبیعت میں ایک قسم کا یقیناً انبساط پیدا ہوگا کہ جس نے آپ کے بریلوی مذہب کا صحیح تعارف پیش کیا ہے رضا خانی مولوی ذرا توجہ فرماتے جائیے جب تم کسی کو چمنستان کے حوالہ جات دکھلایا کرو تو ساتھ ہی مولانا ظفر علی خاں مرحوم کی بہارستان سے بھی وہ نظم جو بہارستان کے ص ۲۱۰ پر لکھی ہے وہ ضرور دکھلا دیا کرو کہ جس کا عنوان ہے (دار التکفیر بریلی) تاکہ حوالہ جات دیکھنے والوں کو یقیناً بہت جلد ہی اطمینان نصیب ہوگا۔

ایک دوسرے صاحب نے فرمایا کہ احرار کے متعلق ایک شعر ضرور ہونا چاہیے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ احرار کی شریعت کے امیر مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے امروہہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سؤر ہیں اور سُور کھانے والے ہیں اور کمال قال۔

(چمنستان ص ۱۶۵ سن طباعت ۱۹۴۴ء)

حضرات! عبارت مذکور سے صاف ظاہر ہے کہ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کسی نے فرضی طور پر منسوب کیا ہے کیونکہ عبارت مذکور بتلا رہی ہے کہ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ سے یہ الفاظ ہرگز صادر نہیں ہوئے بلکہ کسی نے سیاسی مخالفت کی بناء پر ذمہ لگا دیا جیسا کہ عبارت مذکور کے شروع میں یہ الفاظ درج ہیں ایک دوسرے صاحب نے فرمایا اب یہ عبارت مجہول ہے کہ اس میں راوی مذکور نہیں۔ خدا جانے ایک دوسرے صاحب سے مراد کون ہے اور کون ہوگا۔ اور عبارت مذکور سے ظاہر ہے کہ جماعت احرار کا کوئی مخالف ہوگا کہ جس نے کہا ہے کہ احرار کے متعلق کوئی شعر ہو جائے ورنہ جو جماعت احرار کا موافق ہے اس کو کیا ضرورت کہ جماعت احرار کے خلاف شعر کہلوائے یا شعر ضرور بنوائے الغرض کہ اس قسم کی من گھڑت عبارت جو کسی مخالفت کی سیاسی چال ہے اور اس نے حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی علمی اور سیاسی شہرت کو داغدار کرنے کے لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف قصداً منسوب کی ہے۔ جس کا شرعاً کوئی اعتبار اور ثبوت نہیں اور مذہب اسلام کی رُو سے مندرجہ بالا عبارت حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرنا ہی اسلام سے بُعد کی علامت ہے۔ کیونکہ درج شدہ عبارت سے کوئی دلیل شرعی ثابت نہیں ہوتی، کہ جس میں عبارت مذکور کو حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا جا سکے۔ شریعت اسلامیہ کی رُو سے عبارت کو کسی کی طرف منسوب کرنے کے لئے پختہ ثبوت کی ضرورت ہے لیکن عبارت مذکور میں یہ تمام باتیں بالکل مفقود ہیں۔ یعنی مذکورہ الزام سے حضرت امیر شریعتؒ عند اللہ بری الذمہ ہیں۔

نیز ہم آئندہ اوراق پر اس بات کو واضح کریں گے کہ جماعت احرار اور ولی کامل خطیب ایشیا امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف مخالفین مسلم لیگیوں اور مخالفین احرار کے کہنے پر مولانا ظفر علی خان مخالفین کی باطل اور بے بنیاد باتوں کو اپنی کتاب میں کیوں نقل کیا اور مولانا ظفر علی خاں جماعت احرار اور حضرت امیر شریعت کے خلاف کیوں ہوئے اور کب سے ہوئے۔ حالانکہ ایک عرصہ تک مولانا ظفر علی خاں بھی جماعت احرار میں شامل رہے تو اس وقت امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور جماعت احرار کے خلاف مولانا ظفر علی کی زبان پر کوئی لفظ تک نہ نکلا۔

. رضا خانی مؤلف غلام مہر علی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایک من گھڑت بات جو ہمارے پیشوا کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ اس آلہ حضرت بریلوی کے اندھے مقلد کو درست نظر آئی۔ لیکن جو حقیقت ہے وہ بھی اب عیاں ہو کر رہے گی۔ رضا خانی توجہ فرمائیے۔ اب حقیقت سے پردہ اُٹھتا ہے اور پھر معلوم ہو جائے گا کہ مسلم لیگ کے بارے میں رضا خانیوں کے کس قدر گندے اور گھناؤنے عقائد ہیں۔ چنانچہ رضا خانی مؤلف کے استاد شیخ الحدث والنجس مولوی ابوالبرکات سید احمد بریلوی بانی و مہتمم مدرسہ حزب الاحناف ہندشم لاہور نے جو شائع کیا اس میں جو کچھ مسلم لیگ کے متعلق زہر اگلا گیا ہے۔ قارئین اسے بھی ملاحظہ فرمالیں تا کہ ایک من گھڑت بات اور ایک حقیقت سامنے آ جائے اور رضا خانی مؤلف کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ فرضی بات کو زیر قلم لانے سے کن کن رسوائیوں اور روسیاہیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ رضا خانی مؤلف ذرا توجہ فرمائیے اور آیئے اپنے اُستاد صاحب کا فتویٰ بھی پڑھتے جائیے کہ تمہارے استاد نے مسلم لیگ کے بارے میں جو گل کھلائے ہیں۔ کیا اس نے پوری ذریت احمد رضا خاں بریلوی کے منہ پر ایک زناٹے دار تھپڑ رسید نہیں کر دیا؟ فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی ابوالبرکات بریلوی مہتمم مدرسہ حزب الاحناف لاہور کا فتویٰ کہ مسلم لیگ میں شامل تمام مرتدین ہیں؟

(مسلم) لیگ میں مرتدین منکرین ضروریات دین شامل ہیں۔ اس لیے اہل سنت و جماعت (بریلوی) کا ان سے اتفاق واتحاد نہیں ہوسکتا۔ یہاں تک کہ وہ توبہ کریں لیگ کے لیڈروں کو رہنما سمجھنا یا ان پر اعتبار کرنا منافقین ومرتدین کو رہنما بنانا اور ان پر اعتبار کرنا ہے۔ جو شرعاً ناجائز ہے۔ کسی طرح بھی جائز نہیں۔ (الجوابات السنیہ علی زہاء السوالات اللکیہ ص ۳۲)

علاوہ زیں ان مولوی صاحب کو دوسرا فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ مسلم لیگ کو چندہ دینا دین اسلام کے ساتھ دشمنی ہے وغیرہ وغیرہ۔

مسلم لیگ کو چندہ دینا دین اسلام کے ساتھ دشمنی ہے؟ فتویٰ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

لیگ کی حمایت کرنا اور اس میں چندے دینا اس کا ممبر بننا اس کی اشاعت وتبلیغ کرنا منافقین و مرتدین کی جماعت کو فروغ دینا اور دین اسلام کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔ ص ۳۲

مسلم لیگ کی حمایت کرنا مرتدین ومنافقین کی جماعت کو فروغ دینا ہے کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے ازلی دشمنوں کی نشان دہی ملاحظہ فرمائیں کہ بریلوی مولوی بانی پاکستان کے ازلی دشمن ہیں الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

لیگی لیڈروں کے افعال واقوال سے ان کی گمراہی مہرنیم روز سے زائد روشن ہے۔ مرتد تھانوی کو لیگیوں کی تقریروں میں شیخ الاسلام اور حکیم الامت کہا جاتا ہے۔ اشرف علی زندہ باد کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ مسٹر محمد علی جناح کو قائداعظم، سیاسی پیغمبر، ہندو مسلم اتحاد کا پیغامبر بتایا جاتا ہے۔

۱۹۲۰ء، ۱۹۲۱ء کے خلافتی دور گاندھویت والے اسلام کش اور ایمان سوز ہندو مسلم اتحاد کی یاد میں

ترانے گائے جاتے ہیں۔ مسٹر جناح وقائد ملت رہبر اعظم رہنمائے محترم مخدومنا ذات گرامی تم سلامت رہو ہزار برس۔ مسلم ہے تیرا غمخوار جناح۔ رہبر ہے تیرا سردار جناح۔ وغیرہ کہا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ لوگ جو ساڑھے تیرہ سو برس والے اصلی سچے مذہب اہل سنت پر قائم ہیں۔ وہ اس مسلم لیگ کی شرکت وممبری کو کیونکہ روا رکھ سکتے ہیں۔ صورمسئولہ میں مرتدین ومنافقین سے اتحاد واتفاق ہرگز جائز نہیں جب تک وہ باعلان اپنے عقائد باطلہ کفریہ شرکیہ سے توبہ نہ کریں۔

(الجوابات السنیہ علی زھاء السوالات الیگیہ ص ۳۲)

مسلم لیگ میں شرکت حرام؟

مولوی ابوالبرکات بریلوی مُسلم لیگ کے دستوری اساسی اغراض ومقاصد پر تنقید کرتے ہوئے تحریر کرتے ہوئے فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

یہ سب کچھ اغراض ومقاصد صریح محرمات شریعہ پر مشتمل اور حرام قطعی اور منجر باشد وبال ونکال کفر ضلال ہیں اور اُن کے ہوتے ہوئے لیگ کی شرکت ورکنیت سخت ممنوع وحرام ہے۔

(الجوابات السنیہ علی زہاء السوالات الیگیہ ص ۳) "از مولوی ابوالبرکات بریلوی"

"یاد رہے یہ وہ بدنصیب مولوی ہے جو اپنی تمام زندگی عاشق رسول ہونے کے جھوٹے دعوے کرتا رہا اور خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت محمد ﷺ نے ایسے رجسٹرڈ شدہ گستاخ رسول کو اپنے در پر آنے نہیں دیا یعنی کہ جسے تمام زندگی روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس بدنصیب بریلوی مولوی نے فتویٰ دیا تھا کہ حرمین شریفین پر کفار کا قبضہ ہے۔ یہ ذات شریف مولوی غلام مہر علی بریلوی صاحب کے استاد ہیں"۔ اور واقعی استاد ہی ثابت ہوئے ہیں۔

مسلم لیگ کا کھلا ہوا کفر وارتداد؟

لیگ کے مقصد اولین اچھوتوں سکھوں پارسیوں، ہندوستانی یہودیوں ہندوستانی عیسائیوں کے ادیان باطلہ و مذاہب کفریہ وعقائد شرکیہ کی تبلیغ واشاعت کی مؤثر ومکمل حفاظت کرنا بھی داخل ٹھہرا۔ یہ کھلا ہوا کفر وارتداد ہوگا۔ (الجوابات السنیہ علیٰ زہاء السوالات الیگیہ ص۴)

مسلم لیگ کی رکنیت اشد حرام؟

لیگ کا مقصد حسب ذیل ہے مسلمانان ہند کے باہمی نیز دیگر ممالک کے مسلمانوں کے ساتھ رشتہ اخوت کو قائم واستوار کرنا۔ لہذا اس میں بھی شرکت اس کی بھی رکنیت اشد حرام اور منجر بکفر وعصیان ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھیئے فتاوی مبارکہ مسلم لیگ کی زریں بخیہ دریں نیز رسالہ مبارکہ احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ۔ (الجوابات السنیہ علیٰ زہاء السوالات الیگیہ ص۹)

مدعی اسلام ہو ہرگز مسلمان نہیں؟

مُسلم لیگ کی مکاریوں کفر نوازیوں اور دُنیا بھر کے تمام کفار ومشرکین کی چیرہ دستیوں سے کامل نجات اور سچی آزادی اور حقیقی ترقی مستقل کامیابی کا بالکل صحیح اور سچا اور قطعاً بے خطر راستہ یہی ہے، اور صرف یہی ہے۔ جسے اس مبارک راستے پر چلنے سے کامیابی وفوز وفلاح ملنے پر ایقان نہیں۔ درحقیقت اس کا کلام الٰہی پر ایمان نہیں۔ پھر اگرچہ کلمہ گو ومدعی اسلام ہو، کافر ومرتد ہے۔ ہرگز مسلمان نہیں۔

(الجوابات السنیہ علی زہاء السوالات اللیگیہ ص ۲۵

اس کے علاوہ خاص مسلم لیگ کے متعلق آلہ حضرت بریلوی کے خلیفہ کے ایک سوال کے جواب میں جو فتویٰ صادر فرمایا، وہ بھی کتابی صورت میں اجمل انوارِ رضا۔ مطبوعہ انتظامی پریس کانپور۔ بار اوّل ماہ دسمبر ۱۹۴۵ء، جماعت اہل سنت پیلی بھیت کی جانب سے شائع کیا گیا ہے۔ اس کے

الفاظ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

مسلم لیگ میں شامل ہونا کفر وضلال اور فسق ہے

چنانچہ فتویٰ کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

ہر سُنی مُسلمان پر شریعت مطہرہ کی روشنی میں روشن ہے کہ یہ سب اغراض ومقاصد صریح محرمات شرعیہ پر مشتمل اور حرام قطعی ار منجر باشندہ بال ونکال وکفر وضلال ہیں اوران کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ کی شرکت ورکنیت امداد واعانت بحکم شریعت مطہرہ اس طرح گناہ وممنوع وحرام وناجائز ہے۔ جس طرح ندوہ کانگرس کی شرکت ورکنیت وامداد واانت شرعاً حرام وگناہ ہے۔ اس میں شریک ہونے والا ایسے ہی فاسق ہے۔ جیسے ندوہ کانگرس میں شریک ہونے والا فاسق ہے۔ (اجمل انوار رضا ص۳)

سخت بے دینی ہے؟

رہا مطالبہ پاکستان یعنی تقسیم مُلک کی اتنا لیگیوں کو، اتنا ہندوؤں کا اس صورت میں احکام کفر ملک بڑے حصے میں لیگیوں کی رضا سے جاری ہوں گے کہ وہی اس تقسیم پر راضی اور اس کے طالب ہیں۔ احکام کفر پر رضا کفر اور کم از کم سخت بے دینی ہے۔ (اجمل انوار رضا ص۳)

جو رضا خانی بریلوی پیر مولوی گدی نشینوں جو مسلم لیگ میں شامل ہو کر مسلم لیگ کی حمایت میں دن رات سرگرم عمل رہے ہیں۔ یہ مرتد منافق ہوئے یا کہ مُسلمان؟" بینوا مفصلاً توجروا کثیراً۔

رضا خانی اہل بدعت کی مذہبی خودکشی

مسلم لیگ نے ۱۹۴۶ میں قیام پاکستان کی جدوجہد میں بڑے بڑے پیروں اور مشائخوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے کی تھی۔ ملسم لیگ نے عوام کی حمایت حاصل کرنے کی غرض سے بارہ ممبروں کی ایک مشائخ کمیٹی مقرر کی، جن میں بعض نہایت عالی مرتبت مذہبی پیشوا تھے۔ مثلاً پیر صاحب مانکی شریف۔ پیر

جماعت علی شاہ خواجہ سلیمان تونسہ شریف، مخدوم رضا شاہ ملتانی وغیرہ۔ لیکن اس معاملے کا ایک نہایت دلچسپ پہلو یہ ہے کہ خان افتخار خاں ممدوٹ۔ سردار شوکت حیات خاں ملک فیروز خان نون اور نواب محمد حیات قریشی بھی جو اپنی مذہبیت کے اعتبار سے چنداں مشہور نہ تھے۔ اس کمیٹی میں شامل کر لیے گئے تھے اور انہیں بھی مذہبی القاب دے دیئے گئے تھے۔ یعنی خان افتخار حسین ممدوٹ کو پیر ممدوٹ شریف۔ سردار شوکت حیات کو سجادہ نشین واہ شریف۔ ملک فیروز خاں نون کو دربار سرگودھا شریف اور نواب محمد حیات قریشی کو سجادہ نشین سرگودھا شریف ظاہر کیا گیا اور سب سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کمیٹی کے سیکرٹری مسٹر ابراہیم علی چشتی کو خاص بند سجادہ نشین پیسہ اخبار شریف کے لقب سے سرفراز کیا گیا۔ اس مشائخ کمیٹی کے تقرر کا واحد مقصد یہی ہوسکتا تھا کہ جو صوبے کے اہم سیاسی لیڈروں کو مسلمہ حیثیت کے مذہبی پیشواؤں میں غلط ملط کر دیا جائے اور انہیں مذہب کے نمائندوں کی حیثیت دی جائے تاکہ موقعہ آنے پر وہ عوام کو آسانی سے متاثر کر سکیں۔

(منیر انکوائری رپورٹ، مرزائی مُسلم فسادص ۲۷۴،۱۹۵۳ء)

(بحوالہ کاروان احرار ج ۸ص ۵۲۸ اور رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷۳،ص ۲۷۴)

ایک حقیقت

یہ حقیقت ہے کہ یہ لوگ نہ تو مذہبی پیشوا تھے اور نہ ہی پیر ومشائخ بلکہ مُسلم لیگ کے بنائے ہوئے مصنوعی پیر تھے۔ (کاروان احرار ج ۸ص ۵۲۸)

ناظرین! مولوی ابوالبرکات بریلوی اور حشمت علی بریلوی کے فتویٰ کی رُو سے مندرجہ بالا رضا خانی پیر گدّی نشین مسلم لیگ میں شامل ہونیکی وجہ سے مرتد، منافقین اور دائرہ اسلام سے خارج ہوئے یا نہیں؟ اب رضا خانی مؤلف یا تو اپنے استاد مولوی ابوالبرکات اور حشمت علی بریلوی کے فتویٰ کو باطل

قرار دیں یا درج شدہ رضا خانی گدی نشینوں کے بارے میں دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ومنافق ہونے کا اعلان کریں۔

رضا خانی مؤلف صاحب پہلے تو ہم نے تمہارے استاذ ولوی ابوالبرکات بریلوی اور مولوی حشمت علی بریلوی کے مسلم لیگ کے بارے میں عقائد ملعونہ وخبیثہ پیش کیے ہیں۔ اب اپنے استاد بھائی مولوی محمد طیب دانا پوری بریلوی کے عقائد خبیثہ بھی ملاحظہ فرمائیں جو رضا خانی مذہب کی معتبر کتاب تجانب اہل السُنہ میں بایں۔ الفاظ درج ہیں اور یہ کتاب آلہ حضرت بریلوی کے خلیفہ مولوی حشمت علی بریلوی کی مصدقہ ہے اور کتابکے آخر پر حشمت علی بریلوی نے تقریظ بھی لکھی ہے۔ جس میں یہ الفاظ نمایاں ہیں کہ اہلسنت بریلوی اس کتاب کو کھرے کھوٹے کا معیار ٹھہرائیں۔

مولوی محمد طیب دانا پوری بریلوی کا فتویٰ

چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

''لیگیہ غالیہ وصلحکلیہ غالیہ اپنے عقاید کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بناء پر بحکم شریعت قطعاً یقیناً اسلام سے خارج اور کفار ومرتدین اور جو مدعی اسلام ان میں سے کسی کے قطعی یقینی کفر یقینی اطلاع رکھتے ہُوئے بھی اس کو مُسلمان کہے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے۔ یا اس کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے، وہ بھی یقیناً کافر مرتد ہے اور بے توبہ مرا تو مستحق نار ابد''۔ (تجانب اہل السنۃ ص ۴۵۳) طبع اول

وہ خود کافر ہے؟

اگر وہ ندوہ و مُسلم لیگ وسیرت کمیٹی وتحریک خاکسار اور مجلس احرار کے ان حرکات وکلمات کفر و صنلال کو معاذ اللہ حق وصحیح مانتے ہیں تو جو کُفر کو حق مانے وہ خود کافر ہے۔ (تجانب اہل السنۃ ص ۴۱۱)

رضا خانی مؤلف اب بتاؤ تم تو ایک من گھڑت اور مجہول راوی کی بات کو لے کر اہل سنت و

جماعت علماء دیو بند کی علمی شہرت کو داغدار کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے تھے اور تمہیں ایک فرضی بات تو نظر آ گئی جو کسی نامعلوم شخص کی اپنی اختراع تھی۔ لیکن تجھے وہ فتوی جو کتابی شکل میں تیرے استاد مولوی ابوالبرکات بریلوی نے مسلم لیگ کے خلاف شائع کیا جو بتیس ۳۲ صفحات پر مشتمل تھا۔ وہ تجھے کیسے نظر نہ آیا اور اہل سُنت علماء دیو بند کے خلاف من گھڑت اور خود ساختہ ایک لائن کی عبارت تو خوب نظر آئی۔ لیکن جو بریلویوں کی معتبر کتاب تجانب اہل السنۃ جو کہ چار سو اسی ۴۸۰ صفحات پر مشتمل تھی۔ وہ تجھے کیسے نظر نہ آئی غرض کہ اہل سنت علماء دیو بند کا ایک تنکا تو نظر پڑ گیا اور اتنا بڑا شہتیر جو بانس بریلی کے آستانہ رضویہ میں پڑا ہوا تجھے نظر نہ آیا۔ چند الفاظ قابل اعتراض نظر آئے، لیکن جو آپ کے اُستاد بھائی نے مُسلم لیگ کی مخالفت اور مُسلم لیگ کو کافر اور بے دین و مرتد بنانے میں جو اوراق سیاہ کیے ہیں وہ تجھے کیسے نظر نہ آئے۔ تمہیں کیسے نظر آتے ، تجھے شرک و بدعت کی عینک اتارنے سے فرصت نہیں۔ جب تک اپنے مکروہ چہرے سے شرک و بدعت کی عینک اُتار کر نہیں پھینکو گے اس وقت حقیقت یقیناً نظر نہ آئے گی۔ ہمارا تو یہ مشورہ ہے کہ اولیاء کرام اہل سُنت و جماعت علمائے دیو بند کی جوتیوں کی خاک کا سُرمہ آنکھوں میں لگایا کرو۔ انشاء اللہ کھوئی ہوئی بصیرت فوراً واپس آ جائے گی۔۔ورنہ۔۔ورنہ۔۔ورنہ۔۔

اب تمہارا اپنے استاذ اور استاذ بھائی کے عقائد ملعونہ و خبیثہ جو انہوں نے مُسلم لیگ کے بارے میں تحریر کیے ہیں۔ ان کے بارے میں تمہارا کیا فتویٰ ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جن کُتب میں تمہارے ملاؤں نے مسلم لیگ کے خلاف انسانیت سوز فتوے درج کیے ہیں۔ ان کو آگ لگا کر اس پر ہاتھ سینک دیے جائیں تو ہاتھوں میں کوڑھ چل جائے گا۔

رضا خانی مؤلف کا ساتواں الزام

رضا خانی مؤلف مذہبی یتیم کا ساتواں الزام بھی "چمنستان"

ظفر علی خاں ص ۱۶۵ کی عبارت پر ہے کہ اہل سنت و جماعت علماء دیو بند نے کہا کہ "دس ہزار

جناح جواہر لال کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جا سکتے ہیں"۔ (بلفظہ دیو بندی مذہب ص ۳۴) طبع دوم

نوٹ: یہی خیانت پر مبنی حوالہ مذکور صفحہ نمبر ۳۴ کے علاوہ رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے ص ۲۶۴، ص ۳۴۲ پر بھی نقل کیا ہے۔ یہاں پر مؤلف مذکور نہایت شرمناک خیانت سے کام لیتے ہوئے عبارت پوری نقل نہیں کی۔ بلکہ عبارات نقل کرنے میں قطع و برید اور خیانت و بدیانتی کرنا یہ رضا خانیوں اور رضا خانی مؤلف کا ہی طرہ امتیاز ہے۔ اگر یہاں پر رضا خانی بدعتی مؤلف پوری عبارت نقل کر دیتے تو اسی عبارت میں ہی اس کا جواب مرقوم تھا۔ آپ نے مؤلف مذکور کی خیانت پر مبنی عبارت ملاحظہ فرمائی۔ اب اصل پوری عبارت بھی ملاحظہ فرمالیں تاکہ آپ پر مؤلف مذکور کی خیانت واضح ہو جائے۔

ایک دوسرے صاحب نے فرمایا۔۔۔ میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی صدر مجلس احرار اس قدر جوش میں آئے کہ دانت پیستے جاتے تھے۔ غصہ میں آ کر ہونٹ چباتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ دس ہزار جینا اور شوکت اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جا سکتے ہیں۔ اس پر میں نے یاروں کی فرمائش یوں پوری کی۔

کیا کہوں آپ سے میں ہیں کیا احرار کوئی لچا ہے اور کوئی لقہ

(چمستان ص ۱۶۴)

قارئین کرام! مندرجہ بالا عبارت اول تا آخر مجہول ہی مجہول اور بے معنی ہے کیونکہ عبارت مذکور میں راوی مذکور ہی نہیں۔ جیسا کہ عبارت سے ظاہر ہے کہ ایک دوسرے صاحب نے فرمایا۔ اب خدا جانے دوسرے صاحب سے مراد کوئی مسلم لیگی ہے یا کوئی اور مخالفین احرار ہے۔ اب ایسی عبارت کہ جس کے نہ ہاتھ ہوں نہ پاؤں، اب اس قسم کی بے بنیاد باتوں کو جماعت احرار کے خلاف استعمال کرنا بھی شرعاً کوئی حیثیت نہیں اور عبارت مذکور میں درج ہے۔ کہ مولانا ظفر علی خاں خود اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں کہ میں نے اس پر اپنے یاروں کی فرمائش پوری کرنے کی خاطر مزید یہ الفاظ کہے ہیں۔ جیسا کہ

عبارت مذکور میں درج ہیں۔ اب ایک عام آدمی ایک فرضی بات کو سمجھ سکتا ہے کہ عبارت اوّل تا آخر فرمائش ہی فرمائش ہے جو کہ مسلم لیگی اور مخالفین جماعت احرار نے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے مولانا ظفرعلی کو آلہ کار بنایا اور مولانا ظفرعلی خاں کا ایک مزاج تھا کہ اگر صبح کو ایک کی تعریف کرتے تو شام کو اس کو ہجو بیان کر دیں گے۔ یعنی کہ مستقل مزاج آدمی ہرگز نہ تھے۔ عبارت مذکورہ سے یہ بات ظاہر ہے کہ مخالفین نے سیاسی چال کے رنگ میں مولانا ظفرعلی خاں کو اپنی من گھڑت بات پیش کی تا کہ جماعت احرار کے وقار کو مجروح کیا جا سکے اور فرضی طور پر مولوی حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی کا نام بھی استعمال کر دیا کہ وہ یوں کہے جاتے تھے اور اس پر مذاقاً مولانا ظفرعلی خاں نے اپنے یاروں کی فرضی اور بے تکی بات پر فی البدیع شعر مذکور کہہ دیا۔ یعنی کہ عبارت مذکور میں نہ تو اطلاع دینے والے کا نام اور نہ ہی فرمائش کرنے والوں کے نام درج ہیں۔ اب اس سے بڑھ کر کذب بیانی اور افتراء پردازی کی کیا بدترین مثال ہوگی اور اس قسم کی مہمل اور بے تکی باتوں سے کسی کی عزت کو داغدار ہرگز نہیں کیا جا سکتا اور شعر مذکور بھی مولانا ظفرعلی خاں نے خوش طبعی کے عالم میں کہہ دیا۔ اس کی شرعاً کوئی وقعت نہیں اور اسی قسم کی فرضی عبارات سے عوام الناس کے اذہان میں رضاخانی اہل بدعت یہ وہم پیدا کرتے ہیں کہ مولانا ظفرعلی خاں اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کے خلاف تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب مولانا ظفرعلی خاں جماعت احرار میں داخل تھے تو جماعت احرار اور تمام اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کی بے حد تعریف کرنے والے تھے بلکہ ان کی ایک نظم پیش خدمت ہے، جسے پڑھ کر بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا ظفرعلی خاں اہل سُنت و جماعت علمائے دیوبند سے والہانہ محبت رکھنے والے تھے اور جو کچھ مخالفین نے مولانا ظفرعلی خاں سے سیاسی چال کے چکر میں جماعت احرار کے خلاف کہلوایا ہے۔ وہ سیاسی رنگ تک ہی محدود ہے۔ اس کو سیاسی چال ہی سمجھا جائے۔ اس پر عقیدہ قائم کرنا اور اس کو جماعت اہل حق دیوبند کے خلاف بطور استشہار کے پیش کرنا سخت نادانی ہے۔

اب مولانا ظفرعلی خاں مرحوم کی اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کی تعریف میں نظم ملاحظہ فرمائیں۔

دیوبند

شاد باد و شاد زی اے سرزمین دیوبند
ہند میں تو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند

ملت بیضا کی عزت کو لگائے چار چاند
حکمت بطحا کی قیمت کو کیا تو نے دو چند

اسم تیرا با مسمیٰ ضرب تیری بے پناہ
دیو استبداد کی گردن ہے اور تیری کمند

تیری رجعت پر ہزار اقدام سو جاں سے نثار
قرن اول کی خبر لائی تری الٹی زقند

تو علم بردار حق ہے، حق نگہبان ہے ترا
خیل باطل سے پہنچ سکتا نہیں تجھ کو گزند

ناز کر اپنے مقدر پر کہ تیری خاک کو
کر لیا ان عالمان دین قیم نے پسند

جان کر دیں گے جو ناموس پیغمبر پر فدا
حق کے رستہ پر لٹا دیں گے جو اپنا بند بند

کفر ناچا جن کے آگے بارہا تگنی کا ناچ
جس طرح جلتے توے پر رقص کراتا ہے، سپند

اس میں قاسم ہوں کہ انور شہ کہ محمود الحسن
سب کے دل تھے درد مند اور سب کی فطرت ارجمند

گرمیٔ ہنگامہ تیری ہے حسین احمد سے آج
جن سے پرچم ہے روایات سلف کا سربلند

(ظفرعلی خاںؒ)

نوٹ: اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کی تعریف میں نظم پڑھنے کے بعد اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ جو باتیں مولانا ظفرعلی خاں نے جماعت احرار کے خلاف کہی ہیں وہ وقتی طور پر کسی سیاسی چال کی بناء پر کہہ دی تھی۔ ورنہ حقیقت میں ان باتوں کے سرے سے قائل ہی نہ تھے۔

مولانا ظفرعلی خاں آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی اور ذریت احمد رضا خاں کے کس قدر خلاف تھے کہ اس بانس بریلی والے ضال اور مضل گروہ کے خلاف بھی ان کی ایک نظم ملاحظہ فرمائیں تا کہ

معلوم ہو جائے کہ مولانا ظفر علی خاں مولوی احمد رضا خاں بریلوی ارذ ریت احمد رضا خاں سے کس قدر متنفر اور بیزار تھے۔ رضا خانی بریلوی امت کے خلاف مولانا ظفر علی خاں مرحوم کی نظم جو کہ بہارستان ص ۲۱۰ پر ہے ملاحظہ فرمائیں۔

دار التکفیر بریلی

اوڑھ کر حامد رضا آئے بدعت کا لحاف
ذات اُن کی ہے مجدد بات ان کی لام کاف

مانچسٹر کے کفن سازوں سے لایا ہے اُدھار
شرک انٹی بریلی کا یہ بڈھا نور باف

بیچ میں کھٹمل بھرا گودڑ ہے پھیلایا ہوا
گرچہ آتا ہے نظر اُجلا "رضائی" کا غلاف

پیکر طاغوت ہے یا ہے "رضائے مصطفی"
باپ تھا اس لاش کا سر اور بیٹا اس کی ناف

مشغلہ ان کا ہے تکفیر مسلمانِ ہند
ہے وہ کافر جس کو ہو ان سے ذرا بھی اختلاف

جب سے پھوٹی ہے بریلی سے کرن تکفیر کی
دید کے قابل ہے اس کا انعکاس وانعطاف

سید احمد خاں پہ سب دشتم کی بارش کہیں
اور کبھی علامہ شبلی کو گالی واشگاف

جو حریف اسلام کا ہو آپ ہیں اس کے حلیف
اس کے دشمن آپ ہیں جو ہو نصاریٰ کے خلاف

کاٹ دی کیوں نجد کے خنجر نے زنجیر حجاز
یہ وہ سنگین جرم ہے جو ہو نہیں سکتا معاف

ہم مٹا دیں گے زمانہ سے نشان اسلام کا
بندہ پرور کہہ نہیں دیتے یہی کیوں صاف صاف

زندگی اس کی ہے ملت کیلئے پیغام موت
کر رہا ہو جو بجائے کعبہ قبروں کا طواف

(ظفر علی خاںؒ)

رضا خانی مؤلف ذرا اتنا تو بتا دو کہ اگر فرض کیا ہماری عبارت کو بقول تمہارے درست مان بھی لیا جائے تو پھر بھی زیادہ سے زیادہ اس سے یہ الزام آئے گا۔ کہ محمد علی جناح کی تحقیر کی ہے اور بس لیکن رضا

خانی مذہب کی معتبر کتاب مُسلم لیگ کی زریں بخیہ دری جو اوّل تا آخر مسلم لیگ کے خلاف لکھی گئی ہے۔ جس میں قائد اعظم محمد علی جناح کی تحقیر ہی نہیں کی گئی۔ بلکہ اسے جہنمیوں کا کتا اور بے دین اور بد مذہب کہا گیا ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

بریلویوں کا فتویٰ کہ بانی پاکستان بے دین اور بد مذہب ہیں؟

مسٹر محمد علی جناح مذہباً رافضی (یعنی شیعہ) ہیں

کسی بھی بد دین بد مذہب کو قائداعظم وسیدنا وغیرہ وغیرہ القاب مدح وتعظیم سے خطاب کرنا شرعاً سخت شنیع وقبیح وفضیح اشد محظور وممنوع وحرام، صریح۔ (مسلم لیگ کی زرین بخیہ دری ص ۳)

بانی پاکستان دوزخیوں کے کتے ہیں؟

بد مذہب جہنمیوں کے کتے ہیں۔ کیا کوئی سچا ایماندار مسلمان کسی کتے اور وہ بھی دوزخیوں کے کتے کو اپنا قائداعظم سب سے بڑا پیشوا اور سردار بنانا پسند کرے گا۔ حاشا وکلا ہرگز نہیں۔

(مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری ص ۴)

از محمد میاں مانا قادری برکاتی مارہروی خادم سجادہ عالیہ غوثیہ برکاتیہ مارہرہ رضا خانی غلام مہر علی صاحب اب بتلاؤ۔ طبعیت کو سکون پہنچا؟ رضا خانی مؤلف کا جو اس عبارت کے بارے میں جواب ہے۔ پس وہی ہمارا جواب ہے۔ جواب: ماهو جوابكم فهو جوابنا۔

نوٹ: رضا خانی اہل بدعت کی تحریر کردہ کتابیں:

1) مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری۔ 2) تجانب اہل السنۃ

3) الجوابات السنیہ علی زہائے سوالات لیگیہ۔

۴۔ احکام نوریہ شرعیہ وغیرہ کا مطالعہ کریں۔ آپ پر یہ بات بخوبی واضح ہو جائے گی کہ رضا خانی اہل

بدعت قائداعظم محمد علی جناح اور ڈاکٹر اقبال وغیرہ کے یہ لوگ کس قدر خلاف اور ان کے بارے میں کس قدر گھناؤنی عقائد رکھنے والے ہیں۔ یہ شاطر فرقہ اپنے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کیلئے اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کی طرف من گھڑت باتیں منسوب کر کے اپنی طرف سے لوگوں کی توجہ ہٹانا چاہتا ہے لیکن مندرجہ بالا کتب کے مطالعہ سے عوام الناس اس شاطر و عیار فرقہ سے بخوبی واقف ہو جائیں گے کہ یہ فرقہ رضاخانیہ ضال ومضل ہے۔

حضرات گرامی! اب ہم وہ وجوہات ذکر کرتے ہیں کہ جن کی بنا پر مولانا ظفر علی خاں جماعت احرار کے خلاف ہوئے اور جماعت احرار سے اپنے تعلق کو توڑ دیا اور جب سے مولانا ظفر علی جماعت احرار سے نکلے تو اس دن سے احرار کے سخت مخالف ہو گئے اور یہ حقیقت ہے کہ جب کوئی کسی سے ذاتی طور پر ناراض ہو تو پھر وہ ذاتی طور پر اپنی ناراضگی کی آگ کو سرد کرنے کے لئے وہ کچھ کہہ جاتا ہے جو ممکن بھی نہ ہو اور ہر ایک مخالف کی بات کو سچ سمجھنے لگتا ہے چاہے کوئی مجہول سے مجہول آدمی بھی کوئی بات کہہ دے تو اس کو بھی سچ سمجھ بیٹھتا ہے کیونکہ دل میں ذاتی طور پر ناراضگی ہوتی ہے تو مولانا ظفر علی خاں بھی جب تک جماعت احرار میں رہے تو احرار کے مداح رہے اور خطیب ایشیا ولی کامل حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور ان کی جماعت احرار کو ان کی کارکردگی پر خراج تحسین پیش کرنے والے تھے اور کبھی بھی مولانا کی زبان پر جماعت احرار کے خلاف کوئی لفظ تک نہ نکلا۔ لیکن جب احرار سے نکلے تو وہ کچھ کہہ دیا جو نہ کہنا تھا اور جو کچھ کہا وہ سب ذاتی انتقام کی آگ کو بجھانے کیلئے کہا تھا۔ حقیقت میں جو فرضی اور خود ساختہ تھا۔ اور بس اور مولانا نے جو کچھ بھی جمادعت احرار کے خلاف کہا ہے وہ تمام کا تمام احرار کے سخت ترین مخالفین، اور مسلم لیگیوں کے ہی کہنے پر کہا ہے کیونکہ مسلم لیگی احرار کے سخت مخالف تھے اور مولانا صاحب نے اس کتاب چمنستان میں بہت کچھ لکھ دیا۔ جس کو رضا خانی اہل سنت وجماعت علماء دیوبند کے خلاف بطور ہتھیار کے استعمال کرتے ہیں تو مسلم لیگیوں نے اور مخالفین احرار

نے احرار کو بدنام کرنے کی خاطر کذب بیانیوں کی قطعاً پرواہ نہ کی اور جب مولانا صاحب مخالفین احرار کے غلط پروپگینڈا کا شکار ہوئے تو مولانا صاحب نے مخالفین کے بے بنیاد الزامات پر غور فکر کیے بغیر اپنی کتاب چمنستان میں احرار کے خلاف بہت کچھ تحریر کر ڈالا کہ جس کی شرعاً اور قطعاً کوئی اہمیت نہیں اور اس میں ذرہ بھر صداقت نہیں ہے کیونکہ فرضی اور من گھڑت باتیں ہیں کہ جن کے نہ ہاتھ ہیں اور نہ پاؤں اور مولانا ظفر علی خان کی وہ باتیں جو جماعت احرار کے خلاف ہیں ان کو اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کے بارے میں بطور استشہار پیش کرنے والا بین لاقومی کذاب اور ناعاقبت اندیش ہے اب وہ کونسی وجوہا ت ہیں کہ جن کی بنا پر مولانا ظفر علی خاں جماعت احرار سے نکلے اور جماعت احرار کے مخالف کیوں ہو ئے۔ آخر وہ کیا وجہ تھی۔

چنانچہ مشہور مؤرخ مرزا غلام نبی جانباز صاحب اپنی تصنیف لطیف کاروانِ احرار میں رقمطراز ہیں

مولانا ظفر علی خاں جماعت احرار کے مخالف کیوں ہوئے

مولانا ظفر علی خاں کی جماعت احرار سے نکلنے کی چند وجوہات درج ذیل ہیں

پہلی وجہ

کہ ۱۹۳۴ء میں جب قادیان میں احرار کانفرنس کی صدارت کا سوال سامنے آیا تو ظفر علی خاں بھی اس کرسی کے امیدوار تھے۔ مگر جماعتی ضابطہ اجازت نہیں دیتا تھا کیونکہ وہ احرار کے ابتدائی رُکن بھی نہیں تھے لہذا یہ قرعہ بنام سید عطاء اللہ شاہ بخاری نکلا وہ دن جائے اور یہ آئے کہ مولانا ظفر علی خاں احرار کے خلاف ہو گئے۔ (کاروان احرار ج ۲ ص ۲۵۳)

نوٹ: تو مولانا ظفر علی خاں کی مخالفت جو جماعت احرار کے ساتھ تھی اور جس کی وجہ سے مولانا ظفر علی خاں نے مخالفین احرار کے کہنے پر اور یا خود ساختہ فرضی عبارات کو جماعت احرار کے ذمہ لگا

دیا یہ سب کچھ کانفرنس کی صدارت کی کرسی نہ دینے کا نتیجہ تھا۔

علاوہ ازیں احرار سے علیحدگی کے بارے میں مولانا ظفر علی خاں کی اپنی شہادت بھی ملاحظہ فرمائیں چنانچہ مشہور مورخ مرزا غلام نبی جانباز صاحب کاروانِ احرار میں رقم طراز ہیں۔

دوسری وجہ مولانا ظفر علی خاں کی شہادت

گزشتہ جنرل انتخابات میں چوہدری افضل حق نے رانا نصر اللہ خاں کے ہاتھوں شکست کے بعد ان کے خلاف عذرداری دائر کی تھی ۱۹ جولائی کو پولیٹیشن ٹریبونل کے سامنے اس ضمن میں شہادت کے دوران مولانا ظفر علی نے کہا۔ میں ان اشخاص میں سے ہوں جنہوں نے مجلس احرار قائم کی تھی آگے چل کر احرار رہنماؤں کے ساتھ کام کرنا میرے لیے مشکل ہو گیا اور میں نے علیحدگی اختیار کر لی۔ (کاروانِ احرار جلد ۳ ص ۱۱۷)

تیسری وجہ

مولانا ظفر علی خاں خود فرماتے ہیں کہ

تحریک مسجد شہید گنج کے موقع پر میرے اور احرار کے مابین اختلافات زیادہ وسیع ہو گئے۔

(کاروانِ احرار ج ۳ ص ۱۱۸)

مولانا ظفر علی خاں کے بارے میں مزید سُنیئے

چوتھی وجہ

مولانا ظفر علی خاں خاکساروں سے جا ملے

کائنات عالم میں بعض انسانی وجود اس انداز سے داخل ہوتے ہیں کہ ان کا کوئی نقشِ پا کسی منزل کی نشاندہی نہیں کرتا۔ اسی طرح وہ سنگِ میل بننے کی بجائے گم کردہ راہ مسافر بن کر رہ جاتے ہیں

ایسے لوگ اپنی تقدیر کے چراغوں کو تدبیر سے روشن کرتے ہیں۔ لیکن یہ روشنی دیرپا نہیں ہوتی وقت اور حالات کا دامن انہیں ایک ہی ہوا کے جھونکے سے گل کر دیتا ہے۔ برصغیر کی متحدہ سیاست نے مولانا ظفر علی خاں کا وجود ان کے کسی محور کی نشاندہی نہیں کرتا یہ درست ہے کہ انفرادیت میں وہ بڑی شخصیت تھے لیکن نہ تو وہ سالارِ کارواں بن سکے اور نہ غبار کارواں کہ پھیل کر اندھیرے اور اجالوں کی سمیٹ لیتے وہ اپنی ذات میں ایک مستقل انجمن تھے جس کی صدر خازن اور ورکنگ کمیٹی بھی خود ہی تھے۔

روزنامہ زمیندار ان کے قلم کا مرہونِ منت تھا وہ جب تک صحافت کے آسمان پر رہا ان کی انفرادیت رہی اور جیسے ہی مولانا ظفر علی ابدی بیند سوئے یہ ادارہ اسی طرح دم توڑ گیا۔ جیسے اس کا وجود تھا ہی نہیں۔ یہ کیوں؟ ربع صدی تک ہندوستان سے باہر تک جو اخبار صدائے جرس رہا کفر کے دل دہل جاتے رہے لیکن آج تلاش پر بھی اس کا ایک ورق دستیاب نہیں کیوں؟ یہ اس سیمابی طبیعت کا نتیجہ ہے

چلتا ہوں تھوڑی دُور ہر راہ رو کے ساتھ پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

مولانا موصوف ہر صبح ایک جماعت کی تشکیل کرتے اور غروبِ آفتاب کے ساتھ اسے اپنے ہاتھوں دفن کر دیتے ہاں فرنگی حکمرانوں کے خلاف اور مرزائیت سے ان کی جنگ خلوص پر مبنی تھی۔ اس میں انھوں نے کبھی ہار قبول نہیں کی۔ اس راہ میں مصائب آئے تو انہیں قبول کیا مگر اس میدان میں بھی یک و تنہا رہے ان کے مجموعہ کلام گلستان اور بہادستان ان کی تلون مزاج طبیعت کے زندہ گواہ ہیں ایک صفحہ پر اگر کسی کی تعریف ہے تو دوسرے پر اس کی ہجو موجود ہے یہی وجہ ہے کہ ناشران آج بھی ان کی اشاعت سے جی چراتے ہیں اور اگر کسی نے یہ جراءت کی بھی تو اس کے سرمائے کو دیمک نے چاٹ لیا ۲ دسمبر ۱۹۳۴ کے زمیندار میں یہ خبر شائع ہوئی کہ حضرت مولانا ظفر علی خاں خاکسار تحریک میں شامل ہو گئے اس کی تفصیل میں روزنامہ زمیندار لکھتا ہے۔

پچیس خاکساروں کا ایک قافلہ میکلوڈ روڈ پر مولانا ظفر علی خاں کی خدمت میں سلامی کے لیے حا

ضر ہوا تو مولانا دفتر زمیندار سے نکل کر سر وقد سڑک پر کھڑے ہو گئے گیارہ گولوں کی سلامی دی گئی سالار قافلہ نے آگے بڑھ کر مولانا کی خدمت میں بیلچہ پیش کیا۔ اس کے دوسرے سالار نے تحریک خاکسار کے دستور العمل کی ایک کاپی پیش کی۔ اس بعد علامہ مشرقی نے مولانا کے بازو پر اخوت کا نشان لگایا ازاں بعد مولانا نے قلعہ گوجر سنگھ تک خاکساروں کے ساتھ پریڈ کی۔

اس واقعہ پر سے کئی سال گزر گئے یہ سوال معمہ بنا رہا کہ مولانا ظفر علی خاں یکا یکی خاکساروں میں کیسے شریک ہو گئے؟ ۲۲ دسمبر ۱۹۷۰ء کو مصنف کی ملاقات خاکسار تحریک کے سرگرم رکن مسٹر صفدر سلیمی سے ان کے دفتر واقع شاہ عالم مارکیٹ لاہور میں ہوئی۔ گفتگو کے دوران صفدر سلیمی نے کہا کہ مولانا ظفر علی خاکسار تحریک میں اس لیے شامل ہوئے تھے کہ مولانا ظفر علی خاں اپنی وضع کے منفرد آدمی تھے۔ کانگرس اور احرار سے جب ان کا نبھاہ نہ ہو سکا تو انہوں نے مسلم لیگ کی طرف توجہ دی جو ان دنوں مسلم عوام میں نئی تنظیم کے تحت ابھر رہی تھی۔ لیکن قائد اعظم محمد علی جناح نے جو مولانا ظفر علی خاں کی تلون مزاج طبیعت سے واقف تھے۔ اس پر آمادہ نہ ہوئے۔ تب انہوں نے خاکسار رہنما علامہ مشرقی سے رابطہ قائم کیا اور اس تحریک میں شامل ہو گئے۔ (کاروان احراج ۲ ص ۴ے تا ص ۷۶)

قارئین کرام! مندرجہ بالا وہ جوہات ہیں کہ جن کی بناء پر مولانا ظفر علی خاں احرر سے نکلنے کے بعد اپنے ذاتی انتقام کی آگ سرد کرنے کے لئے مخالفین احرار خاص کر مسلم لیگیوں کے کہنے پر مولانا ظفر علی خاں نے احرار کے امیر اور احرار کے خلاف بے بنیاد اور باطل باتوں کی ژالہ باری کی۔ جب مولانا ظفر علی خاں جماعت احرار میں شامل تھے تو احرار کے امیر حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بایں الفاظ مدح سرائی کی۔ چنانچہ مؤرخ شہیر مرزا غلام نبی جانباز صاحب اپنی کتاب تحریک مسجد شہید گنج میں رقمطراز ہیں۔ شعر ملاحظہ فرمائیں۔

کانوں میں گونجتے ہیں بخاری کے زمزمے بلبل چہک رہا ہے ریاض رسولؐ میں

(تحریک مسجد شہید گنج ص ۳۲۸)

قارئین محترم! شعر بالا سے اندازہ فرمائیں کہ جب مولانا ظفر علی احرار میں شامل تھے تو کس قدر احرار کے امیر حضرت بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کرنے والے ہیں۔ لیکن جب احرار سے نکلے تو پھر اس قدر توہین و تنقیص کی وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

پانچ ککوں کا ہے پابند شریعت کا امیر
اس میں طاقت ہے تو کرپان کی چھنکار سے ہے
(تحریک مسجد شہید گنج ص ۳۲۸)

نوٹ: مندرجہ بالا اشعار اور کاروانِ احرار کے حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ مولانا ظفر علی خاں کوئی مستقل مزاج آدمی نہ تھے بلکہ کبھی ادھر ادھر یعنی ایک وقت میں ایک تعریف کی تو دوسرے وقت میں اس کی توہین و تنقیص کر دی۔ تو ایسے آدمی کی باتوں کو یقیناً معیار نہیں بنایا جا سکتا۔

علاوہ ازیں! جن بے بنیاد اور باطل اور اختراع پر مبنی عبارات کا سہارا لے کر رضا خانی اہل بدعت جماعت احرار اور امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی علمی و سیاسی شہرت کو نقصان پہنچانے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ وہ سب کے سب بے بنیاد اور باطل ہیں۔ کیونکہ جن عبارات کو رضا خانی اہل بدعت حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اس قسم کی بیہودہ و لچر اور گھٹیا گفتگو کبھی بھی حضرت امیر شریعتؒ نے نہیں کی اور نہ ہی پاکستان بننے کے خلاف حضرت امیر شریعتؒ کی زبان پر کوئی لفظ آیا یہ رضا خانی اہل بدعت کا غلط پراپیگنڈا کہ حضرت امیر شریعت اور احرار والے پاکستان کے سخت مخالف تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ صریح جھوٹ ہے۔ بلکہ ہم مشہور مؤرخ مرزا غلام نبی جانباز کی تردید پیش کرتے ہی جو خطیب ایشیا ولی کامل امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سفر و حضر میں ساتھ

رہے کہ حضرت امیر شریعت نے پاکستان کے خلاف اپنی تقریروں میں کبھی گھٹیا اور لچر گفتگو نہیں کی اور رضا خانیوں نے جو عبارات جماعت احرار اور حضرت امیر شریعتؒ کی طرف منسوب کیں ہیں وہ تمام کی تمام بے بنیاد اور باطل ہیں ۔ اور مولانا ظفر علی خاں کی باتیں جو احرار اور امیر شریعت کے خلاف ہیں وہ ہرگز معتبر اور صحیح نہیں ہیں ۔ اس پر اعتماد کرنا ہی جہالت اور حماقت ہے ۔

رضا خانی مؤلف نے اپنی جہالت و بطالت و حماقت و شیطنت و خباثت باطنی و بدطینی و کور بختی ، وکور چشمی کا ثبوت دیتے ہوئے آٹھواں الزام بھی حیات محمد علی از رئیس احمد جعفری کے حوالے سے اہل سنت و جماعت علماء دیوبند پر ہی عائد کیا ہے کہ انہوں نے بانی پاکستان کو کافر اعظم کہا ہے ۔

الزام نمبر 8:

" یہ کافر اعظم ہے یا قائداعظم " (بلفظہ دیو بندی مذہب ص ۳۴) طبع دوم

حوالہ مذکور رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۴ کے علاوہ ص ۲۴۹ ص ۲۶۴ پر بھی بحوالہ رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۱۱ ص ۲۷۳ کے حوالہ سے بایں الفاظ نقل کیا ۔ ایک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا ۔ یہ کافر اعظم ہے یا قائداعظم ۔ (بلفظہ دیو بندی مذہب ص ۲۶۴)

قارئین کرام رضا خانی مؤلف نے اپنے پرانے طریقہ کے مطابق حوالہ مذکور نقل کرتے وقت ابلیسی ورثہ کے تحت سادہ لوح مسلمانوں کو غلط تاثر دینے کی مذموم حرکت کی ہے کہ عامۃ المسلمین یہی سمجھیں کہ اہل سنت و جماعت علمائے دیو بند بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کو کافر اعظم سمجھتے ہیں ۔ حالانکہ یہ سراسر جھوٹ و افترا ہی افتراء ہے ۔ جس کا ثقہ اور تفصیلی جواب تو اہل سنت و جماعت علمائے دیو بند کی طرف سے یہی ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکذ بین ہے ۔

حضرات گرامی ! رضا خانی مؤلف اپنے وقت کا بہت بڑا کذاب بلکہ بین الاقوامی کذاب اور اپنے دور کا مسیلمہ کذاب کہیں تو ہرگز بے جا نہ ہوگا ۔ کیونکہ خواہ مخواہ ایک شیعہ عالم مولوی مظہر علی اظہر کے

قول کو اہل ست و جماعت علمائے دیو بند کی طرف منسوب کرنا کس قدر مسیلمہ کذاب کی پیروی کرنا ہے اور اس رضا خانی بدعتی مؤلف کی دریدہ دہنی اور جہالت و حماقت کا اندازہ لگائیں کہ جان بوجھ کر شیعہ مؤلف رئیس احمد جعفری مؤلف حیات محمد علی سے حوالہ اخذ کر کے اہل سنت و جماعت علمائے دیو بند کے ذمہ لگا دیا ہم اس رضا خانی مؤلف کو مخبوط الحواس نہ کہیں تو اور کیا کہیں حضرات گرامی دراصل بات یہ ہے کہ جو بدقسمت انسان شرک و بدعات کی دلدل میں پھنس چکا ہو ، وہ اس قسم کے مکروہ کارنامے ہی سرانجام دے گا ۔ کیونکہ اس سے دیانت داری کی امید فرسودہ ہے ۔

حقیقت یہ ہے کہ بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کو کافر اعظم شیعہ عالم مولوی مظہر علی اظہر نے کہا ہے ۔ یاد رکھیں یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب مولوی مظہر علی اظہر جماعت احرار میں شامل تھے اور یہ بات بھی ذہن نشین کر لیں کہ مولوی مظہر علی اظہر غالی شیعہ ہرگز نہ تھے بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بلافصل اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ دوم ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفۂ سوئم اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ چہارم مانتے تھے ، یعنی کہ خلفائے راشدین کی خلافت کو حق سمجھتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی پر تبرا بازی اور سب و شتم ہرگز نہیں کرتے تھے بلکہ مدح صحابہؓ کے قائل تھے ۔ تا کہ کوئی رضا خانی کوتاہ فہم یہ ہرگز نہ سمجھے کہ جماعت احرار میں غالی شیعہ شامل تھے ، جو صحابہ کرام کے دشمن تھے ۔

چنانچہ حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری نے تاریخ احرار کے ص ۹ پر مولوی مظہر علی اظہر کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ :

1) جناب مولوی مظہر علی اظہر شیعہ مذہب ہونے کے باوجود اپنے وقت میں جماعت کے بلند پایہ سیاسی ترجمان اس کی ملکی پالیسیوں کے بہترین مجوز و شارح اور معترضین و مخالفین کے مقابلہ میں بے نظیر جوابی مقرر تھے ۔ علمی و اصولی بحث کے وقت روشن فکر ، شستہ زبان اور استدلال و منطق کے ہتھیاروں

سے مسلح بے باک نقاد و مبصر تھے۔ انہوں نے بھی متعدد خطبات و مضامین سپرد قلم کیے۔ خصوصاً تحریک مسجد شہید گنج۔ تحریک مدح صحابہ اور ہمارے فرقہ ورانہ فیصلہ کا استدراج یا جداگانہ انتخابات سے پاکستان تک جیسی اہم تالیفات کے ذریعہ تاریخ سیاست و اجتماعیات کے اساتذہ اور خوشہ چینوں سے بے پناہ خراج تحسین وصول کیا۔ (تاریخ احرار ص ۹ تا ص ۱۰)

2) مولوی مظہر علی اظہر کے متعلق رپورٹ تحقیقاتی عدالت میں درج ہے کہ ۱۹۴۵ء میں۔۔۔ مولانا مظہر علی اظہر اور ان کے بیٹے قیصر مصطفےٰ تحریک مدح صحابہ کے احیاء کے لیے ۱۶۔ نومبر کو لاہور سے روانہ ہوئے۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۱۱)

3) مولانا مظہر علی اظہر۔۔۔ یہ صاحب شیعہ ہیں لیکن انہیں مدح صحابہ جان سے زیادہ عزیز ہے اور لکھنؤ شیعہ سنی فسادات کے ایام میں انہوں نے اور ان کے بیٹے نے یہی نعرہ اختیار کیا تھا۔ جس سے ہر شیعہ غضب ناک ہو جاتا تھا۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷۳)

4) بھاٹی دروازے (لاہور) کے باہر احراریوں کے ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے مولانا مظہر علی اظہر نے کہا کہ میں گذشتہ دو تین مہینوں سے مسلم لیگ سے سوال کر رہا ہوں کہ آیا پاکستان میں صحابہ کرام کے ناموں کی عزت کی جائے گی۔ لیکن مجھے اس سوال کا جواب نہیں ملا۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷۳)

5) مسلم لیگ والے صحابہ کا نام احترام کے ساتھ لینے کی اجازت نہیں دیتے اب سوال یہ ہے کہ اگر مسلم لیگ برسر اقتدار آ گئی تو کیا پھر بھی صورت حال یہی رہے گی۔ جو آج لکھنؤ میں اور مسلم اکثریت کے صوبوں میں رونما ہے اور آیا مدح صحابہ جرم قرار پائے گی؟ آگے چل کر انہوں نے پوچھا کہ اگر لکھنؤ اور محمود آباد میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے لئے مدحیہ الفاظ زبان پر نہیں لائے جا سکتے تو (مسلم) لیگ کے پاکستان میں کیا حالت ہو گی اور کیا مسلمانوں کو ایسے پاکستان سے کیا دلچسپی ہو سکتی

ہے۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷۳)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مولوی مظہر علی اظہر غالی شیعہ ہرگز نہ تھے بلکہ مدح صحابہ کے زبردست قائل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دل و جان سے بڑھ کر عزیز سمجھتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف اور ان کو معیار حق اور ان کی تعریف کو توشہ آخرت سمجھتے تھے۔ جیسا کہ درج شدہ حوالہ جات سے ظاہر ہے۔

حضرات گرامی! رضا خانی مؤلف نے اہل سنت و جماعت علمائے دیو بند پر سنگین الزام دھرنے سے قبل عالم آخرت کو فراموش کر دیا۔ اب ہم رضا خانی مؤلف کو دعوت سخن دیتے ہیں کہ آیئے دیکھیے کہ بانی پاکستان کو کافر اعظم کس نے کہا اور کیوں کہا اور کن وجوہات کی بناء پر کہا۔ کیونکہ رضا خانی مؤلف نے عبارت کو قطع و برید ہ اور توڑ موڑ کر اہل حق کے ذمے تھوپ دیا۔ ورنہ اس قسم کے الزام سے اہل سنت و جماعت علمائے دیو بند بال بال بری ہیں۔

چنانچہ رپورٹ تحقیقاتی عدالت کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

1) یہ شعر مولانا مظہر علی اظہر سے منسوب ہے جو تنظیم احرار میں ایک ممتاز شخصیت ہیں۔

ایک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا — یہ قائداعظم ہے کہ کافرِ اعظم

مولانا مظہر علی اظہر نے ہمارے سامنے نہایت خیرہ چشمی سے یہ اظہار کیا کہ وہ (قائداعظم کے متعلق) وہ اب تک اسی خیال پر قائم ہیں۔ احرار نے اپنی تقریروں میں صرف یہی نہیں کیا کہ قائداعظم نے ایک پارسی خاتون سے شادی کی تھی بلکہ یہ اعتراض بھی کیا کہ قائداعظم اب تک حج کے لئے مکہ معظمہ کیوں نہیں گے۔ ۱۹۴۵ء میں انہوں نے شیعہ سنی تنازعہ کی آگ بھڑکانے کی کوشش بھی کی۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۱۱)

نوٹ: پارسی خاتون کا معنی ستارہ پرست مذہب سے تعلق رکھنے والی۔

2) انہی مولانا (مظہر علی اظہر) سے وہ شعر تو منسوب کیا جاتا ہے جس میں قائداعظم کو کافر اعظم کہا گیا تھا یہ صاحب شیعہ ہیں۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷۳)

حضرات گرامی! جن حوالوں کو رضا خانی مؤلف نے بد دیانتی اور دجل و تلبیس سے کام لیتے ہوئے نقل کیا ہے۔ ہم نے ان حوالوں کو دیانت داری کے ساتھ پیش کیا ہے تا کہ عامۃ المسلمین کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کو شیعہ عالم مولوی مظہر علی اظہر نے کافر اعظم کہا ہے ، جیسا کہ رپورٹ تحقیقاتی عدالت کے ص ۱۱، ص ۲۷۳ کے حوالہ سے ظاہر ہے اور رضا خانی مؤلف نے جس کتاب کے حوالہ سے کافر اعظم کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ اس کے مصنف رئیس احمد جعفری شیعہ نہایت غلط اور گندے ذہن کا آدمی تھا۔ یہ کوئی اچھا آدمی اور ثقہ آدمی ہرگز نہیں تھا۔ غرض کہ بانیٔ پاکستان کو کافر اعظم کہنے والے شیعہ عالم مولوی مظہر علی اظہر اور ناقل بھی رئیس احمد جعفری شیعہ ہے مرتب حیات محمد علی گویا کہ بانیٔ پاکستان کو کافر اعظم کے قائل بھی شیعہ اور ناقل بھی شیعہ ہیں۔ اہل سُنت و جماعت علمائے دیو بند کو اس سے کیا تعلق۔ اس تصریح کے باوجود بھی رضا خانی مولف نے کافر اعظم کے الفاظ کو جان بوجھ کر اہل سنت و جماعت علماء دیو بند کی طرف منسوب کیا ہے۔ جو خالص افتراء اور کھلا ہوا جھوٹ ہے۔ رضا خانی مؤلف اب آیئے دیکھیے کہ مولوی مظہر علی اظہر شیعہ نے بانیٔ پاکستان کو کن وجوہات کی بناء پر کافر اعظم کہا۔ وہ وجوہات درج ذیل ہیں۔

چنانچہ مشہور مؤرخ مرزا غلام نبی جانباز صاحب اپنی کتاب کاروان احرار جلد نمبر ۸ میں بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں تفصیلی گفتگو فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

قائداعظم محمد علی جناح کی ازدواجی زندگی کی داستان

اگرچہ پیشتر سے قائداعظم محمد علی جناح کی شادی اپنے ہی خاندان میں کاٹھیاواڑ کی ایک لڑکی

آمنہ بائی سے کر دی گئی تھی لیکن ان کی لندن سے واپسی سے پہلے ہی ان کی بیوی کا انتقال ہو چکا تھا۔ یہ ۱۸۹۲ء کا واقعہ ہے۔ (محمد علی جناح، بولا تھو ص ۱۵)

لیکن ۱۹۱۸ء کا سال قائداعظم محمد علی جناح کی ازدواجی زندگی میں ایک متنازعہ فی سال ہے۔ اس سال انہوں نے بمبئی کے مشہور پارسی رئیس مسٹر ڈنشا پیٹ کی لڑکی مس رتنا پیٹ سے شادی کی۔ جو بعد میں رتی جناح کے نام سے مشہور ہیں۔

شادی انسانی ضرورت اور زندگی کا ایک اہم جزو ہے۔ اس کے بغیر آدمی کی خانگی زندگی ادھوری سمجھی جاتی ہے اور ہے بھی حقیقت۔ پھر یہ شادی متنازعہ کیسے ہوئی؟ ملک عبدالسلام کے ادارہ کی ایک مختصر کتاب، قائداعظم محمد علی جناح بار ایٹ لا ، صدر آل انڈیا مسلم لیگ کی سوانح حیات، اس کتاب کے ص ۲۰ اور ص ۲۱ پر شادی کے عنوان سے لکھا ہے کہ:

شادی

اپریل ۱۹۱۸ء میں آپ کی شادی سر ڈین شاہ پٹیٹ بمبئی کے متمول و ممتاز پارسی کی لڑکی سے ہوئی بے شک اس وقت یہ شادی اسلامی اصول کے خلاف تھی۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد آپ کی بیوی نے اسلام قبول کر لیا اور مذہبی اصولوں پر کار بند رہیں۔

وجہ یہ تھی کہ مسٹر محمد علی جناح کے تعلقات اس وقت زیادہ تر پارسیوں اور ہندوؤں کے ساتھ تھے اور متعصب خیال کے مسلمان حضرات آپ کو اپنا ہم خیال تسلیم نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ مسلمانوں کی طرف شروع ہی سے آپ کے خیالات ایسے تھے کہ جہاں مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوا وہاں سے ہٹنا آپ ایک منٹ کے لئے بھی گوارہ نہ کرتے تھے اور آپ اس بات کا ہمیشہ خیال رکھتے کہ مسلمانوں کے حقوق کبھی بھی نظر انداز نہ کیے جائیں اور یہ صرف اسی ہمدردی کا نتیجہ ہے کہ آج آپ کی محبت ہر مسلمان کے دل میں ہے۔

الیکشن میں فریقین ایک دوسرے کی کمزوریوں کو اچھالتے ہیں اور ان کا چرچہ کرتے ہیں۔ ان دنوں احرار اور مسلم لیگ کا آمنا سامنا تھا۔ دونوں جماعتیں مذہب کی بنیاد پر انتخاب لڑ رہی تھیں۔ لیگ کا نعرہ تھا۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔ جب کہ احرار حکومت الہیہ کا نعرہ لگا رہے تھے۔ دونوں طرف پروپیگنڈے کا بازار خوب گرم تھا۔ احرار کے شعلہ بیاں مقررین میں علماء اور مشائخ تھے۔ ان کے مقابل مسلم لیگ کے پاس روساء اور جاگیرداروں کے سوا کچھ نہیں تھا۔ چنانچہ لیگ نے (منیر رپورٹ) کے مطابق، مسلم لیگ نے ۱۹۴۶ء میں قیام پاکستان کے جدوجہد میں بڑے بڑے پیروں اور مشائخوں کو اپنے ساتھ ملانے اور عوام کی حمایت حاصل کرنے کی غرض سے ایک مشائخ کمیٹی مقرر کی۔ جن میں بعض نہایت عالی مرتبت مذہبی پیشوا تھا مثلاً پیر صاحب مانکی شریف، پیر جماعت علی شاہ، خواجہ سلیمان تونسہ شریف مخدوم رضا شاہ ملتانی وغیرہ۔ لیکن اس معاملے میں ایک نہایت دلچسپ پہلو یہ ہے کہ خان افتخار حسین خاں ممدوٹ، سردار شوکت حیات خاں، ملک فیروز خاں نون اور ناب محمد حیات قریشی بھی جو اپنی مذہبیت کے اعتبار سے چنداں مشہور نہ تھے۔ اس کمیٹی میں شامل کر لیے گئے تھے اور انہیں بھی مذہبی القاب دیئے گئے تھے۔ یعنی خان افتخار خاں ممدوٹ کو پیر ممدوٹ شریف، سردار شوکت حیات کو سجادہ نشین واہ شریف ملک فیروز خاں نون کو دربار سرگودھا شریف اور نواب محمد حیات قریشی کو سجادہ نشین سرگودھا شریف ظاہر کیا گیا اور سب سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کمیٹی کے سیکرٹری مسٹر ابراہیم علی چشتی کو فاضل ہند سجادہ نشین پیسہ اخبار شریف کے لقب سے سرفراز کیا گیا۔

اس مشائخ کمیٹی کے تقرر کا واحد مقصد یہی ہوسکتا تھا کہ صوبے کے اہم سیاسی لیڈروں کو مسلمہ حیثیت کے مذہبی پیشواؤں میں خلط ملط کر دیا جائے اور انہیں مذہب کے نمائندوں کی حیثیت دی جائے تا کہ موقعہ آنے پر وہ عوام کو آسانی سے متاثر کر سکیں"۔

(منیر انکوائری رپورٹ۔ مرزائی مسلم فساد ۱۹۵۳ء، ص ۲۷۴)

یہ حقیقت ہے کہ یہ لوگ نہ تو مذہبی پیشوا تھے اور نہ ہی پیر و مشائخ بلکہ مسلم لیگ کے بنائے ہوئے مصنوعی پیر تھے۔

بنیاد پاکستان کے سترہ سال بعد جنوری ۱۹۶۵ء کو مجلس ترقی اردو لاہور نے انگریز مصنف مسٹر بولا ئتھو کی کتاب "محمد علی جناح" کا ترجمہ شائع کیا۔ اس کے ص ۱۱۵، ص ۱۱۴، ۱۱۳ پر مصنف قائداعظم کی ازدواجی زندگی پر لکھتا ہے۔ عنوان ہے۔ معاشقہ اور دوسری شادی

یہ کتاب پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی کے عہد میں لکھوائی گئی تھی جس کے مصنف کو قیصر رقم انعام دیا گیا تھا۔

معاشقہ اور دوسری شادی

"ان دنوں تو وہ (قائداعظم) ہندوؤں اور مسلمانوں کو متحد کرنے کے لئے سرگرداں تھے اور فرقہ وارانہ فساد سے پریشان تھے۔ نیز ہندوؤں پر گاندھی کے بڑھتے ہوئے اثر سے بھی ان کو تشویش ہوگئی۔ دوسری طرف ان دنوں وہ اپنے حیرت انگیز معاشقے اور دوسری شادی کے معاملات میں اُلجھے ہوئے تھے

محمد علی جناح کے دوستوں میں ایک رئیس سر ڈنشا پٹیٹ تھے یہ اُن خوددار اور باہمت پارسیوں میں سے تھے۔ جن کی محنت اور کوششوں سے بمبئی کا شہر پھلا پھولا تھا۔ جناح صاحب اپنے کام سے تھک جاتے تو اکثر سر ڈنشا اور ان کی بیگم صاحبہ کی نفیس کوٹھی میں اُن کے ساتھ رات کا کھانا کھاتے اور گپ شپ کرتے یا کبھی زیادہ فرصت ہوتی تو پونا جا کر ان کے مکان میں آرام اور تفریح کرتے۔

سر ڈنشا کی ایک بیٹی رتنا بائی تھی۔ جو عمر میں جناح سے کوئی چوبیس برس **چھوٹی تھی۔ وہ نہایت** حسین اور ذہین لڑکی تھی اور آج بھی بمبئی میں کئی بوڑھے دل پھینک آپ کو ملیں گے۔ جو رتنا بائی کو یاد کر

کے کہیں گے۔ آہ، رتی پٹیٹ! وہ تو چمنستان بمبئی کا حسین ترین پھول تھی۔۔۔۔۔

اس میں کیسی زندگی تھی اور وہ کتنی ذہین تھی۔ رعنائی خیال اور دل لگی تو اس پر ختم تھی۔ اکتالیس سال کا سنجیدہ وکیل محمد علی جناح ابھی تک مجرد تھا اور عشق و رومان کی دلفریب وادیوں میں کوسوں دور تھا لیکن پونا میں سر ڈنشا پٹیٹ کی کوٹھی کے چبوترے پر سے جب وہ حسین رتی کو آتے جاتے دیکھتا تو اکثر کام کرتے کرتے رُک جاتا تو بلا ارادہ اپنے کاروباری کاغذات کچھ دیر کے لئے الگ رکھ دیتا۔ انہیں محسوں میں یکایک اس کے دل میں عشق کا جذبہ بیدار ہوا۔ یہ اس کے پہلے اور آخری معاشقے کی ابتدا تھی۔

جلدی ہی یہ چنگاری بھڑک کر شعلہ بن گئی اور رتی بھی اس کی لپیٹ میں آ گئی، پھر چوری چوری دونوں کی منگنی بھی ہو گئی۔ لیکن بالآخر جب سر ڈنشا کو خبر ہوئی تو وہ آگ بگولہ ہو گئے۔ بھلا وہ یہ کیسے برداشت کر سکتے تھے کہ ان کی سترہ سالہ بیٹی کا عقد ایک مسلمان سے ہو اور پھر ایسے مسلمان سے جو اس سے دگنی عمر کا تھا۔ لہذا انہوں نے عدالت سے ایک حکم نامہ حاصل کر لیا۔ جس کی رو سے جناح کا رتی سے ملنا ناممکن ہو گیا۔

مگر جناح اور رتی دونوں اپنی محبت میں ثابت قدم رہے اور جب رتی پورے اٹھارہ سال کی ہو گئی تو خاموشی سے ان دونوں کا نکاح ہو گیا۔

۱۹ اپریل ۱۹۱۸ء کو مشہور انگریزی روزنامہ "اسٹیٹس مین" میں یہ خبر شائع ہوئی کہ سر ڈنشا پٹیٹ کی اکلوتی بیٹی مس رتنا بائی نے کل اسلام قبول کیا اور آج ان کا نکاح آنرایبل مسٹر ایم۔ اے جناح سے ہو گا۔ سر ڈنشا یہ خبر پڑھ کر خون کا گھونٹ پی کر رہ گئے ہوں گے۔ کیونکہ اب وہ بے بس تھے۔ رتن بائی اٹھارہ سال کی ہو چکی تھی اور قانوناً وہ اپنی مرضی سے شادی کرنے کی مجاز تھی۔

اول اول محمد علی جناح نے رتن بائی کے حسن بے تاب کے آگے ہتھیار ڈال دیئے اس کے بیساختہ پن میں انہیں لطف آنے لگا اور سیاسی معاملات میں بھی وہ اپنی رفیقہ حیات کا اثر قبول کرنے لگے

اس زمانے میں بمبئی کا گورنر لارڈ ولنگڈن تھا جو بعد میں ہندوستان کا وائسرائے ہوا۔ شروع میں ولنگڈن کے متعلق جناح کی رائے اچھی تھی۔ چنانچہ دو ہی سال قبل ۱۹۱۶ء میں بمبئی صوبائی کانفرنس کے مندوبین سے خطاب کرتے ہوئے جناح نے کہا تھا کہ لارڈ ولنگڈن نہایت شفیق اور خوش اخلاق شخص ہیں میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ انہیں ہمارے سیاسی مقاصد اور آرزوؤں سے پورا اتفاق ہے۔

لیکن جناح کی شادی کے کچھ دنوں بعد ہی ایک ایسا حادثہ ہوا جس سے جناح اور ولنگڈن کے درمیان کشیدگی پیدا ہو گئی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک رات جناح اور ان کی بیگم گورنمنٹ ہاؤس میں کھانے پر مدعو تھے۔ مس جناح نے جو بلاؤز اس موقع پر پہن رکھا تھا اس کا گلا اتنا نیچے تھا کہ لیڈی ولنگڈن نے اسے دیکھ کر چیں بچیں ہوئی۔ جب مہمان کھانے کی میز پر بیٹھے تو لیڈی صاحبہ نے ایک اے، ڈی، سی کو کہا کہ وہ مس جناح کے لئے کوئی شال لے آئیں۔ شاید انہیں سردی محسوس ہو۔ یہ سنتے ہی جناح اُٹھ کھڑے ہوئے اور بولے جب مس جناح کو سردی لگے گی تو وہ خود ہی شال مانگ لیں گی۔ پھر وہ اپنی بیوی کو ڈائننگ ہال سے باہر لے گئے اور اس کے بعد کبھی انہوں نے گورنمنٹ ہاؤس میں قدم نہ رکھا"

(محمد علی جناح مصنف ہیکٹر بولائتھو مترجم ظہر صدیقی ص ۱۱۳ تا ۱۱۵)

(بقول بولائیتھو) ایک مرتبہ وہ ایک چھوٹے سے شہر میں وارد ہوئے جہاں کسانوں کے بڑے جلوس نے ان کا استقبال کیا اور مولانا محمد علی جناح زندہ باد کے نعرے لگائے۔ یہ مذہبی لقب جناح کو پسند نہ آیا اور انہوں نے جلوس کو ٹھہرا لیا۔ پھر انہوں نے انگلی اٹھا کر ہجوم کو اشارہ کیا اور کہا " مجھے مولانا کہہ کر ہرگز نہ پکاریں میں آپ کا سیاسی لیڈر ہوں۔ مذہبی پیشوا نہیں۔ آپ مجھے مسٹر جناح یا محمد علی کہیں۔ مولانا کا لقب میں آپ کی زبان سے دوبارہ نہیں سننا چاہتا۔ آ گئی بات سمجھ میں"۔

ان دنوں کے قائداعظم کے فاقی مشاغل پر اگر نظر ڈالیں تو ان میں ان کی نشست برخاست پارسیوں اور دیگر غیر مسلموں سے عام دکھائی دیتی ہے۔ قانونی مصروفیت کے علاوہ سیاسی دوڑ دھوپ اور

ان کے ساتھ زندگی کے تنہائی لمحات میں یہ شوق بھی نظر آتا ہے۔ جیسے کہ کوئٹہ بلوچستان کے لیگی رہنما قاضی محمد عیسی روزنامہ "مشرق" لاہور میں اپنے مضمون میں جو ۱۱ ستمبر ۱۹۸۱ء کو شائع ہوا لکھتے ہیں کہ:

"دوسری بار ۱۹۳۹ء میں وہ (قائداعظم) مجھے بمبئی ریس کورس میں نظر آئے وہ مونوکل لگائے ریس بک ہاتھ میں لیے اس کے مطالعہ میں منہمک تھے"

اسی طرح "نمود سحر" کے عنوان سے تحریک پاکستان کی مصور کہانی ۱۹۰۵ء سے ۱۹۴۷ء تک) جیسے محکمہ قومی تعمیر نو حکومت مغربی پاکستان نے شائع کیا ہے۔ میں ایک تصویر یہ بھی ہے۔

ایسی عوامی اور سماجی زندگی میں ایک مغربی تعلیم یافتہ انسان کے لیے جو قانون دان بھی ہو اور اس پر اس کا تعلق بلا امتیاز مذہب اونچی سوسائٹی سے ہو۔ ایسی باتیں زیب دیتی ہیں۔ اعتراض کی گنجائش اس آدمی کے لیے ہے، جو ولی اللہ کہلائے یا کم از کم مذہبی رسم ورواج کا پابند ہو۔ یا پھر پیغمبر کی زندگی ہے۔ جو مہد سے لے کر لحد تک نہایت مصفا رہتی ہے۔ وہ بھی اس لیے کہ خالق کائنات اس کا پشت پناہ ہوتا ہے۔ باقی رہا عام انسان تو وہ زندگی کے اکثر موڑوں پر کئی بار پھسلتا ہے اور پھسل کر سنبھلتا ہے۔

مسٹر محمد علی جناح کی ابتدائی زندگی رنگین اور خوبصورت گزری ہے اور یہ دوران کی انفرادی زندگی کا ہے۔

یورپین مصنفین کے ہاں اس کو بڑا عیب سمجھا جاتا تھا۔ ان کے نزدیک انسانی زندگی کے تمام عیب وثواب عوام کے سامنے آنے چاہئیں اور یہ انسانی زندگی کا خاصہ ہے لیکن ہمارے ہاں صرف اچھائی کے اظہار کا رواج ہے۔ جبکہ برائی بھی انسانی زندگی کا لازمہ ہے۔ چنانچہ مسٹر بولا یتھو نے اسی دستور کو سامنے رکھ کر قائداعظم کی زندگی پر قلم اٹھایا تھا۔ جس کے باعث اس کی کتاب (محمد علی جناح) بانی پاکستان کے مخصوص احباب کے لئے ناپسندیدہ سمجھی گئی۔

شریف الدین پیرزادہ ایسے مقتدر احباب نے بعض ایسے مضامین لکھ کر قائداعظم کی نجی زندگی

کے واقعات کی نشاندہی کر دی۔ ملاحظہ ہوں ایسے مضامین کے چند اقتباس جو "نوائے وقت" لاہور کے میگزین ۲۵ فروری ۱۹۸۲ء میں شائع ہوئے اسی طرح "نوائے وقت" کے ایک دوسرے میگزین میں چند دوسرے معززین جنہیں قائداعظم محمد علی جناح کی رفاقت حاصل رہی اور ان کی ازدواجی زندگی پر مضمون کے چند اقتباس اسی طرح خواجہ رضوی حیدری کا ایک مضمون لاہور نوائے وقت میگزین میں شائع ہوا عنوان تھا قائداعظم محمد علی جناح کی رفیقۂ حیات "اس میں وہ شریف الدین پیرزادہ کے حوالے سے چند واقعات درج کرتے ہیں۔ اسی طرح پیرزادہ شریف الدین اپنے ایک دوسرے مضمون میں جو ۲۲ دسمبر ۱۹۷۶ء کے "نوائے وقت" میں شائع ہوا جس میں وہ ایم سی چھاگلہ سابق وزیر خارجہ بھارت کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

شریف الدین پیرزادہ نے اپنی انگریزی کتاب "حیات قائداعظم کے چند پہلو" میں قائد اعظم کی شادی پر ایک باب قائم کر کے اس کی تفصیلات درج کی ہیں۔

جناب پیرزادہ نے لکھا ہے کہ قائداعظمؒ کے قریبی دوست اور بمبئی کے پارسی فرقہ کی ممتاز شخصیت کی بیٹی رتی ۲۰ فروری ۱۹۰۰ کو پیدا ہوئی۔ اس وقت قائداعظمؒ ایک وکیل کی حیثیت سے اپنے تشخص کے لیے جدوجہد کر رہے تھے۔ لیکن سر ڈنشا پٹیٹ کے خاندان سے کوئی قریبی تعلق نہ تھا۔ شریف الدین پیرزادہ نے یہ بات دراصل اس غلط بیانی کے ازالہ کے طور پر درج کی ہے جو مارگریٹ بوارک وائٹ (ایک ممتاز امریکی جرنلسٹ) کے اس بیان سے پیدا ہوئی ہے کہ رتی کی پیدائش پر سر ڈنشا پٹیٹ نے اپنے قریبی دوست محمد علی جناح کی گود میں نومولود رتی کو دیتے ہوئے کہا تھا۔ تم پہلے آدمی ہو جو میری بیٹی کو اپنے ہاتھوں میں لے رہے ہو" شریف الدین پیرزادہ کی تحقیق یہ ہے کہ رتی کی پیدائش کے وقت قائد اعظم بمبئی کے ایڈووکیٹ جنرل میکفرسن کے چیمبر میں ایک جونیئر وکیل کی حیثیت سے بیٹھ رہے تھے اور ان کا ڈنشا کے خاندان سے کوئی قریبی تعلق نہیں تھا۔

شریف الدین پیرزادہ نے لکھا کہ درحقیقت محمد علی جناح اور رتی پٹیٹ کی پہلی ملاقات سولہ برس کی عمر میں اکتوبر ۱۹۱۶ء کو ہوئی اس وقت اور قبل از وقت اس میں ذہنی بلوغت کے تمام آثار موجود تھے۔ اس نے شاعرانہ ماحول میں پرورش پائی تھی کیونکہ وہ جب گیارہ برس کی بھی نہیں ہوئی تھی اس وقت سرڈنشا نے اپنے بیٹے جمشید کی سالگرہ کے موقع پر ۱۴ دسمبر ۱۹۱۱ء کو مشہور شاعر الفریڈ ٹینی سن (م ۱۸۹۲ء) کی نظموں کا مجموعہ تحفہ میں دیا تھا۔ محمد علی جناح سے پہلے ملاقات کے وقت وہ شیلے کیٹس، براؤننگ، برنس ار متعدد شعراء کو نہ صرف پڑھ چکی تھی بلکہ شاعرانہ افتادطبع کی بناء پر اس کی رومانی جلت شدید تھی وہ اپنی سوچ کی اس منزل پر تھی جہاں اسے اپنے خوابوں کے شہزادے کی تلاش تھی۔ اس نے طویل قامت، خوبصورت اور وجاہت سے بھرپور جناح کو جن کا صف اول کے سیاسی رہنماؤں میں شمار ہونے لگا تھا۔ دیکھا اور فوری طور پر ان کی محبت میں گرفتار ہوگئی۔

شواہد کی روشنی میں اس سال محمد علی جناح نے دو ماہ کی موسم گرما کی تعطیلات مسٹر ڈنشا پٹیٹ اور ان کی اہلیہ وین بائی پٹیٹ کے ہمراہ وارجلنگ میں گزاریں اور یہیں پر محمد علی جناح اور رتی پٹیٹ کے مابین دلچسپی پیدا ہوئی۔ لیکن رتی کے والدین اس بات پر آمادہ نہیں تھے کہ ان کی لڑکی کی شادی ایک مسلمان سے ہو جائے۔

ایم سی چھاگلہ نے اپنی خودنوشت "روز زان دسمبر" میں قائداعظمؒ شادی کے بارے میں لکھا ہے کہ جناح کی شادی ایک داستان بہت دلچسپ ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ حقیقت پر مبنی ہے۔ سرڈنشا پٹیٹ اور جناح دونوں گہرے دوست تھے۔ سرڈنشا ہمیشہ جناح کے جذبہ قومیت اور پرکشش شخصیت کے مداح رہتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ انہوں نے جناح کو اپنے ساتھ وارجلنگ میں تعطیلات گزارنے کی دعوت دی۔ رتی جو مستقبل میں قائد کی رفیقۂ حیات بنیں وہ بھی وارجلنگ میں تھیں۔ چنانچہ محمد علی جناح اور رتی ایک دوسرے کے قریب آ گئے اور شادی کرنے کے بارے میں فیصلہ کرلیا۔ جناح ایک دن سرڈنشا

پٹیٹ کے پاس گئے اور استفسار کیا کہ ان کا "عقد بین المذہب" کے بارے میں کیا خیال ہے۔ سرڈنشا جو صورت حال سے پوری طرح واقف نہ تھے۔ انہوں نے فوراً کہا کہ اس سے قومی یکجہتی کو تقویت حاصل ہوگی اور ہوسکتا ہے کہ اس طرح فرقہ وارانہ فسادات کے حل کی کوئی راہ نکل آئے۔ سرڈنشا کے اظہار خیال کے بعد جناح مقصد کی طرف آئے اور انہوں نے سرڈنشا سے کہا کہ میں آپ کی صاحبزادی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ سرڈنشا ہکا بکا رہ گے۔ ان کو گمان بھی نہیں تھا۔ کہ "عقد بین المذاہب" کے بارے میں اظہار خیال کے ایسے شدید ذاتی نتائج برآمد ہوں گے۔ وہ بہت برہم ہوئے اور کسی ایسے موضوع پر مزید گفتگو کرنے سے منکر ہو گئے جو ان کے خیال میں کار اور ناقابل قبول ہو"

قائداعظم محمد علی جناح کے تبادلہ خیال کے بعد رتی کے والدین نے شادی یا رتی سے کسی قسم کے رابطہ کے خلاف عدالت سے حکم امتناعی حاصل کرلیا کیونکہ رتی کی عمر اس وقت سے اٹھار سال سے کم تھی۔ چنانچہ اس عدالتی حکم کی پاسداری میں جناح اور رتی میں تقریباً دو سال تک کوئی ملاقات نہیں ہوئی۔ لیکن عرصہ ہجر کی طوالت نے ان کی چاہتوں کو اور شدید کردیا۔ جب رتی اٹھارہ سال کی ہوئی تو وہ گھر کی چار دیواری کو پار کر کے جناح کے پاس پہنچ گئی۔ کیونکہ عدالت کا حکم امتناعی مقررہ مدت گزرنے کے بعد خود بخود منسوخ ہوگیا۔ اب کوئی قانون محبت کرنے والے دو دلوں کے درمیان حائل نہیں رہ سکتا تھا۔ چنانچہ دونوں نے شادی کرلی۔

ایم سی چھانگل کا بیان ہوسکتا ہے، صداقت پر مبنی ہو لیکن شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ قائداعظم موسم گرما کی تعطیلات گزارنے مئی ۱۹۱۶ء میں وار جنگ گئے تھے اور اواخر جون میں بمبئی لوٹ آئے۔ پھر انہوں نے دسمبر ۱۹۱۶ء میں مسلم لیگ اور آل انڈیا نیشنل کانگرس کے پہلے سنگمی اجلاس منعقدہ لکھنو میں شرکت کی اور اس وقت تک ان کے تعلقات سرڈنشا کے خاندان سے استوار تھے۔

چوہدری خلیق الزمان نے اپنی کتاب "شاہراہ پاکستان" میں لکھا ہے کہ محمد علی جناح اس سنگمی

اجلاس میں شرکت کے لئے سروڈنشا کی گاڑی میں جلسہ گاہ تک آئے تھے۔ گاڑی میں رتی اور لیڈی وین بائی پٹیٹ کے علاوہ عمر سوبانی بھی موجود تھے۔ چوہدری خلیق الزمان کے اس بیان کے بعد بات کچھ آگے بڑھ جاتی ہے۔ اور پتہ چلتا ہے کہ محمد علی جناح اور رتی پٹیٹ نے صرف دو ماہ کی رفاقت میں یہ فیصلہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس فیصلہ تک پہنچنے کے لئے وہ ایک طویل عرصہ تک امتحان گاہ محبت میں کھڑے رہے۔

عدالت کا حکم امتناعی ختم ہونے کے بعد رتی پٹیٹ نے ۱۶ اپریل 1918 کو اسلام قبول کیا۔ ہجری تقیم کے مطابق اس دن خواجہ معین الدین اجمیری کا عرس منایا جا رہا تھا۔

شریف الدین پیرزادہ کے مطابق شریف دیوجی نے اثنا عشری قاضی کا انتظام کیا اور نکاح نامہ پر طرفین کی جانب سے دستخط کیے گئے۔ راجہ صاحب محمود آباد کے مطابق جناح صاحب کی طرف سے نکاح نامہ پر بحیثیت وکیل ان کے والد مہاراجہ محمد علی خاں آف محمود آباد نے اور رتی پٹیٹ کی جانب سے جو قبول اسلام کے بعد رتن بائی ہو گئی تھیں۔ نکاح نامہ پر مولانا محمد حسن نجفی نے دستخط کیے۔ نکاح کے وقت محمد علی جناح کی عمر ۴۱ سال تھی اور بالوں کی ایک لٹ قدرے سفید ہو چکی تھی۔

شریف الدین پیرزادہ نے نکاح رجسٹر کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس رجسٹر میں نکاح کی تقریب سے متعلق بہت مختصر معلومات اندراج نمبر ۱۱۸ کے تحت درج ہیں۔ جن کے مطابق مہر کی رقم ایک ہزار روپیہ تھی اور قائداعظم نے ایک لاکھ پچیس ہزار روپے دلہن کو تحفہ میں دیئے تھے۔ شادی کے بعد محمد علی جناح اور رتن بائی ہنی مون منانے نینی تال چلے گئے۔ جو ہمالہ کی آغوش میں ایک پر فضا مقام ہے۔

نواب سر یامین خاں نے لکھا ہے کہ اگست ۱۹۲۷ء میں اسمبلی کا سیشن شملہ میں شروع ہوا۔ انڈیپینڈنٹ پارٹی کے قائد مسٹر محمد علی جناح تھے اور مسز جناح کے ساتھ سیسل ہوٹل میں مقیم تھے۔ شام کو مسز جناح ایک کتے کو رکشہ میں بٹھا کر ساتھ لاتی تھیں اور مال روڈ پر حسین بخش جنرل مرچنٹ کی دکان سے چاکلیٹ خرید کر کتے کو کھلاتیں اور پھر لوئر بازار میں جا کر چاٹ خرید کر جو پتے پر ملتا تھا خود کھاتی تھیں۔

ایک دن ایک دوست نے اعتراض کیا تو جواب میں بولیں کہ تم جیسوں کو جو رسومات کے پابند ہیں چڑانے کو ایسا کرتی ہوں مسز جناح بہت آزاد طبعیت عورت تھیں۔ وائسریگل لاج کے جب کسی فنکشن میں جاتیں تو وائسرائے کی تعظیم میں کھڑی نہ ہوتیں اور کہتی تھیں کہ آخر کو وہ مرد ہے۔ میں عورت اس کی تعظیم کو کیوں کھڑی ہوں۔

دینا جناح کی پیدائش دیوان چمن لال

محمد علی جناح کو ایک روحانی خوشی اور مسرت نصیب ہوئی اور ان کی اہلیہ نے ۱۴، ۱۵ اگست 1919ء کی درمیانی شب کو ایک نہایت خوبصورت بچی کو جنم دیا۔ قائد کے دوست دیوان چمن لال نے لکھا ہے کہ ۱۴ اگست 1919ء کی شب کو محمد علی جناح اور ان کی اہلیت فلم دیکھنے گئے لیکن ابھی وہ نصف فلم ہی دیکھ پائے تھے کہ رتن بائی کی طبعیت بگڑ گئی۔ چنانچہ وہ فوری طور پر گھر لوٹ آئے اسی شب "دینا جناح پیدا ہوئیں دینا جناح کے چہرے کے خدوخال اپنے والد سے اور آنکھیں و ہونٹ اپنی والدہ سے مشابہ تھے، دیوان چمن لال جو جناح صاحب اور رتی دونوں کے مشترک دوست تھے۔

(شریف الدین پیرزادہ۔ روزنامہ "مشرق" لاہور۔ ۹ جنوری ۱۹۸۳)

میاں بیوی میں اختلاف

قائد کے سوانح نگاروں نے رتن بائی اور محمد علی جناح میں اختلافات کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ خصوصاً ہیکٹر بولیتھو، جی الانہ اور کانجی دوارکاداس نے اس موضوع پر خاصی گفتگو بھی کی ہے۔ دیوان چمن لال نے بھی ان اختلافات کی جانب ایک مضمون میں اشارہ کیا ہے لیکن اس کے باوجود آخر وقت تک قائداعظم اور رتن بائی میں ایک مثالی چاہت اور انسیت برقرار رہی۔

"۱۹۲۸ء کے اوائل میں محمد علی جناح کی ازدواجی زندگی اختلافات کا شکار ہو گئی۔ بقول ہیکٹر

بولیتھو " میاں بیوی " کی عمروں کا تفاوت اور ان کے مزاجوں کا اختلاف رنگ لایا۔ ان کے تعلقات کشیدہ ہو گئے اور بالآخر باہمی اتفاق بالکل ختم ہو گیا۔ دونوں کی علیحدگی کے بعد ایک پارسی دوست نے دونوں میں ملاپ کرانا چاہا تو اس پر جناح نے کہا کہ غلطی میری ہے۔ ہمیں آپس میں جس جذباتی ہم آہنگی کی ضرورت ہے۔ اُسے پیدا کرنے کا ہم دونوں میں سے کوئی اہل نہیں "۔

کانجی دوارکا داس نے لکھا ہے کہ ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۶ء تک دونوں میاں بیوی نے نہایت خوش وخرم زندگی گزاری۔ لیکن مستقل بیماری نے رتن بائی کی نیند اور سکون چھین لیا تھا۔ جس کی بناء پر اس خوش وخرم جوڑے کے مزاجوں میں شدید اختلافات رونما ہو گیا"۔

جنوری ۱۹۲۸ء میں رتن بائی اور محمد علی جناح کلکتہ سے جب بمبئی واپس آئے تو انہوں نے ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار کر لی۔ رتن بائی قائداعظم کے گھر جانے کی بجائے تاج محل ہوٹل میں گئیں، جہاں وہ کافی دن مقیم رہیں۔

طرفین کی محبتوں کا ایک مظاہرہ اس وقت ہوا جب رتن بائی سخت علیل تھیں اور پیرس کے ایک ہسپتال میں زیر علاج تھیں۔ علیحدگی کے بعد اس ملاقات کی تفصیل دیوان چمن نے جو اس سال ایک ہی بحری جہاز سے انگلستان گئے تھے۔ اپنے ایک مضمون میں یوں درج کی ہے۔

اس سال میں نے رتی جناح کو پیرس کے کیمپس ایلی کلینک میں تقریباً بستر مرگ پر پایا۔ پیرس پہنچنے پر ایک پیغام میرے لیے موجود تھا۔ چنانچہ میں فوری طور پر کلینک پہنچ گیا۔ رتی جناح کو ۱۰۶ درجہ بخار تھا اور وہ بے خبری کے عالم میں تھیں۔ میں فوراً گھر آیا اور محمد علی جناح کو لندن ٹیلیفون کیا۔ لیکن وہ اُس وقت ڈمبن میں تھے۔ چنانچہ اُن کو ڈمبن میں پیغام بھیجا گیا اور وہ پیغام ملتے ہی پیرس پہنچ گئے۔

دیوان چمن لال نے مزید لکھا کہ جارج فائیو " نامی عمارت میں جہاں محمد علی جناح مقیم تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ " لیکن لیڈی پٹیٹ (رتی کی والدہ) نے تو مجھ سے کہا تھا کہ رتی کی حالت اب

بہتر ہے۔ میں نے جواب دیا۔

میں ابھی کلینک سے آ رہا ہوں جہاں رتی ۱۰۶ درجے بخار سے تپ رہی ہے اور وہ چند ثانیے کے لئے ساقط ہو گئے اور پھر مجھ سے کہا کہ کلینک ٹیلی فون کرو۔

میں نے ٹیلی فون ملایا تو انہوں نے نرس انچارج سے احوال دریافت کیا اور اس نے میرے بیان کی تصدیق کر دی۔ انہوں نے نہایت بے چینی کے عالم میں کرسی کے دستہ پر ہاتھ مارتے ہوئے مجھ سے کہا " آؤ ہم چلیں، ہم اُسے بچا سکتے ہیں۔

دیوان چمن لال نے لکھا ہے کہ میں نے محمد علی جناح کو کلینک پہنچا دیا اور تقریباً تین گھنٹے تک ایک قریبی ہوٹل میں بیٹھا انتظار کرتا رہا جب وہ واپس آئے ان کے چہرے سے پریشانی ختم ہو چکی تھی۔ انہوں نے نئی کلینک اور نئی طبی مشیر کا انتظام کر دیا تھا۔ اور تمام معاملات بہتر تھے۔ لیکن افسوس رتی جناح صحت یابی کے بعد اپنے شوہر کے ساتھ قیام کرنے کے بجائے بمبئی واپس آ گئیں اور شاید وہ پھر کبھی نہ مل سکے۔

شریف الدین پیرزادہ نے لکھا کہ پیرس بمبئی واپسی پر رتی جناح والدہ کے ہمراہ رہیں۔ وہ جنوری اور فروری ۱۹۲۹ء میں مستقل بیمار، پریشان اور افسردہ خاطر تھیں۔ سوائے معمولی چہل قدمی کے وہ گھر سے باہر ہی نہیں نکلتی تھیں۔ ہر شام جناح ان کو دیکھنے آتے اور گھنٹوں بیٹھے باتیں کرتے رہتے۔ فروری کے وسط میں محمد علی جناح بقول دیوان چمن لال اس دن ہم دہلی کے ویسٹرن کورٹ میں بیٹھے گفتگو کر رہے تھے کہ محمد علی جناح کو بمبئی سے ایک ٹرنک کال موصول ہوئی۔ انہوں نے نہایت آہستگی سے بات چیت کی اور کہا کہ میں آج رات چل پڑوں گا۔ جب وہ میرے پاس آئے تو انہوں نے بتایا کہ رتی شدید علیل ہے اور میں آج رات ضرور لوٹ جاؤں گا۔ پھر ایک لمحے کے توقف کے بعد انہوں نے مجھ سے پوچھا تم جانتے ہو۔ یہ کون تھا؟ یہ میرے خسر تھے۔ میری شادی کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ ہم نے باہم

گفتگو کی ہے۔ دیوان چمن نے مزید لکھا کہ بعد میں مجھے پتہ چلا جس وقت جناح کو ٹیلی فون کیا گیا، اس وقت رتی بیمار نہیں تھی بلکہ انتقال کر چکی تھی"۔

ہیکٹر بولیتھو کے مطابق محمد علی جناح کے بمبئی پہنچنے سے قبل ہی رتن بائی اس دُنیا سے سدھار چکی تھیں وہ رنج وغم میں ڈوبے ہوئے کچھ دیر تک اپنی اہلیہ کی میت کے پاس خاموش بیٹھے رہے، پھر جنازہ کے ساتھ ساتھ آرام باغ بمبئی تک گئے اور جب میت قبر میں اتاری گئی تو جناح کا صبر وتحمل قائم نہیں رہ سکا اور اپنے جذبات کو چھپانے کی جو کوشش وہ کر رہے تھے، ختم ہوگئی، انہوں نے سر جھکا لیا اور سسک سسک کر رونے لگے

قائداعظم، رتن بائی اور مہاتما گاندھی میں خط وکتابت

چند برسوں تک جناح صاحب اور ان کی بیگم گاندھی جی کے خاصے قریب رہے تھے۔ مہاتما گاندھی کے پرائیویٹ سیکرٹری مہادیو ڈیسائی نے اپنے روزنامچے میں گاندھی اور رتی کی ملاقاتوں کا کئی مرتبہ ذکر کیا ہے۔ ۱۹۱۹ء کے موسم گرما میں جناح صاحب اور بیگم جناح لندن میں مقیم تھے۔ ۲۸ جون 1919ء کو گاندھی نے قائداعظم کو لکھا"۔ براہ کرم بیگم جناح سے کہہ دیجئے کہ میں اس بات کا منتظر رہوں گا کہ واپس آنے کے بعد وہ سُوت کاتنے کی جماعت میں شرکت کریں گے جو مسز بینکر سینئر اور ایک پنجابی خاتون مسز رام بائی چلا رہی تھی مجھے امید ہے کہ انگلستان میں قیام کے دوران آپ دونوں بخیر وعافیت رہیں گے ۳۰ اپریل ۱۹۲۰ء کو گاندھی جی نے بیگم جناح کو لکھا، براہ کرم جناح صاحب سے میرا اسلام کہیے اور انہیں ہندوستانی یا گجراتی سیکھنے پر قائل کیجئے۔ اگر آپ کی جگہ میں ہوتا تو میں ان سے گجراتی یا ہندوستانی میں بات چیت شروع کر دیتا۔ ایسے کرنے میں آپ کی انگریزی بھول جانے یا ایک دوسرے کے بارے میں غلط فہمیوں میں مبتلا ہو جانے کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ کیا کوئی خطرہ ہے؟ کیا آپ یہ کریں گے؟ ہاں

آپ کو مجھ سے جو عقیدت ہے۔ اس بنیاد پر میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ گاندھی نے رتی سے کہا کہ وہ جناح صاحب کو تمام غیر ملکی سامان بشمول برطانوی اشیاء کے بائیکاٹ پر راضی کر لیں۔ رتی نے اس کا جواب یہ دیا کہ تمام ملکی سامان یا برطانوی سامان کا بائیکاٹ نہ تو سیاسی طور پر دانشمندانہ فعل ہوگا اور نہ ہی قابل عمل ہوگا۔

(شریف الدین پیرزادہ۔ روزنامہ "مشرق" میگزین، ۲۷ جنوری ۱۹۸۳ء)

پیرزادہ کا دوسرا مضمون ۲۷ جنوری ۱۹۸۳ء کے "مشرق" لاہور کے میگزین میں شائع ہوا۔ یہ سب اقتباس ذیل میں درج ہیں۔

اقتباس پڑھنے سے پہلے "نوائے وقت" لاہور کا 22 دسمبر ۱۹۷۶ء کا ادارتی نوٹ ملاحظہ ہو جو انھوں نے شریف الدین پیرزادہ کے مضمون پر لکھا۔

معمارِ پاکستان بابائے قوم حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ کو ایک عظیم سیاست دان ایک مسلمہ سیاسی مدبر اور ایک مخلص اور اولوالعزم اور دیانت دار قائد کی حیثیت سے جانتے ہیں اور اغیار تک نے ان کے خلوص نیت اور عزم بالجزم کی غیر معمولی صفات کا اقرار کیا۔ لیکن بہت کم لوگوں نے بابائے قوم کی ذاتی زندگی پر روشنی ڈالی ہے اس لیے بابائے قوم کے عقیدت مندوں کو شاید کبھی یہ سوچنے کا بھی اتفاق نہیں ہوا کہ اتنی بڑی شخصیت کے سینے میں ایسا دل بھی ہوسکتا تھا۔ جس میں اتنی رومان اور محبت کے جذبات بھی ودیعت نہ کیے گئے ہوں اس موضوع پر سابق مرکزی وزیر جناب شریف الدین پیرزادہ نے حضرت قائد اعظمؒ کی شادی کے متعلق ایک تحقیقی مضمون لکھا ہے جس میں جناح اور بیگم جناح کی محبت، شادی اور ازدواجی زندگی کی ایک جھلک پیش کی ہے اور جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس جوڑے کو ایک دوسرے سے کتنی محبت دل بستگی تھی۔ مگر باہمی ازدواجی رشتے اور شوہر اور بیوی کی یہ محبت بابائے قوم کے آئندہ کردار اور لائحہ عمل میں قطعاً کوئی فرق یا کمی نہ لا سکی۔

مسٹر شریف الدین پیرزادہ کے اس تحقیقی مقالے کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح کی ازدواجی زندگی کے سن دو سال ۱۹۱۸ سے ۱۹۲۸ تک پھیلے ہوئے ہیں انہیں اپنے اور پرائے حوالوں سے تاریخ کے دامن میں گرہ دے دی گئی ہے جوانی کی ابتدائی سفر میں عشق ومحبت کے کن راستوں سے ان کا گزر رہوا۔ کاش وہ خود ان کی نشاندہی کردیتے تو ماضی بعید کے عشاق کی فہرست میں گراں قدر اضافہ ہوتا کہ سیاست ایسی پرُخار وادی سے گزرنے والا جب محبت کی راہوں میں قدم رکھتا ہے تو پھول اور کانٹے کس طرح خیرمقدم کرتے ہیں؟ مگر قائداعظم نے بقول جگر۔

وہ یوں دل سے گزرتے ہیں کہ آہٹ تک نہیں ہوتی
وہ یوں آواز دیتے ہیں کہ پہچانی نہیں جاتی

قائداعظم اُس وقت اگر مصلحت سے کام نہ لیتے تو حقیقت واضح ہوکر سامنے آجاتی یہ درست ہے کہ کارگاہِ محبت کی راہ اُن کی ذاتی اور من پسند راہ تھی لیکن آگے چل کر اس میں ایسا الجھاؤ پیدا ہوا کہ اس سے کئی قسم کے شبہات نے جنم لیا۔ مثلاً شریف الدین پیرزادہ کا ایک مضمون ترجمہ کیپٹن ممتاز ملک نے کیا جو ۲۲ دسمبر ۱۹۷۶ء کے نوائے وقت میں شائع ہوا۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ

چونکہ مس رتی ڈنشاء کی عُمر ابھی ۱۸ سال سے کم تھی اور سر ڈنشا اور لیڈی ڈنشا ہی اس کے والی اور سرپرست تھے۔ انہوں نے مسٹر جناح اور مس رتی کی مجوزہ شادی کے خلاف عدالت سے حکم امتناعی حاصل کرلیا نتیجہ یہ نکلا کہ مسٹر جناح اور مس رتی تقریباً دو سال تک آپس میں نہ مل سکے لیکن وقت اور جدائی نے مِس رتی کے دل سے جناح کی محبت ایک لمحے کے لئے کبھی ختم نہ کی۔ اور جوں ہی مِس رتی کی عمر ۱۸ سال ہوتی اس نے اپنے ماں باپ کا گھر ترک کردیا۔ اب کوئی قانون دونوں کی محبت میں حائل نہ ہوسکتا تھا۔ وقت کے ساتھ ہی عدالت کے حکم امتناعی کی میعاد بھی خود بخود ختم ہوگئی۔ اور چونکہ اب کوئی قانونی رکاوٹ راہ میں حائل نہ رہ گئی تھی، مسٹر جناح اور مس رتی پٹیٹ کی شادی ہوگی۔ یہ شادی کس طرح

ہوئی اس کا ذکر بھی ضروری ہے اس سے پہلے مسٹر آصف علی، مسٹر ہمایوں کبیر اور کچھ اور کانگرسی لیڈر بھی سول میرج قانون کے تحت ایسی شادیاں کرچکے تھے۔ مگر محمد علی جناحؒ نے سول میرج ایکٹ کے تحت شادی کرنا گوارا نہ کی۔ ان کے نقطہ نظر سے ایسی شادیاں صرف اُن جوڑوں میں ہوتی تھیں جو نہ اسلام پر ایمان رکھتے تھے نہ پارسی مذہب یا ہندوئیت ہی کی قائل تھے اس لیے مسٹر محمد علی جناح کی شادی عین اسلامی عقیدے کے مطابق ہوئی۔

مندرجہ بالا عبارت ادھوری معلوم ہوتی ہے ایسا لگتا ہے کہ اس کا کچھ حصہ حذف کردیا گیا ہے کیونکہ اس کے دو فقرے معنی خیز ہیں:

۱۔ یہ شادی کس طرح ہوئی۔

۲۔ اس سے پہلے آصف علی اور ہمایوں کبیر اور کچھ کانگرسی لیڈر بھی سول میرج قانون کے تحت ایسی شادیاں کرچکے تھے۔ یہ بھی بڑی معنی خیز بات ہے، اس سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ ۱۹۳۹ء میں محلہ ککے زئیاں لاہور سے جو کتاب شائع ہوتی تھی، جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اُس کی عبارت درست ہے۔

بہرحال دل کا فریم ٹوٹ جائے یو پھر اسمیں کوئی تصویر ٹھیک نہیں بیٹھتی مسٹر محمد علی جناح ایسے آئینی سیاستدان کو عشق ومحبت کا میدان راس نہ آیا۔ رتی کی موت نے قائد کے سازِ دل کی تمام تاریں توڑ کر رکھ دیں مضراب ٹوٹ جائے تو مطرب کی انگلیاں بھی ٹوٹ جاتی ہیں پھر نہ تو گائیک کا نغمہ الاپ سکتا ہے اور نہ ہی غم کی کوئی سُر چھیڑی جاسکتی ہے ایسے حالات محمد علی جناح مرکزی مجلس قانون سے مستعفی ہوگئے کانگرس سے علیحدہ ہوگئے اور ہوم اول لیگ سے استعفےٰ دے دیا۔ اُن دنوں ہندوستان کے سیاسی اُفق پر مہاتما گاندھی کا ستارہ اُبھر رہا تھا۔ وہ برطانوی سلطنت کے خلاف غیر آئینی لڑائی شروع کرچکے تھے یہ لڑائی قائداعظم کے مزاج اور طبیعت کے خلاف تھی۔

چنانچہ نومبر ۱۹۳۰ء میں برطانیہ کے برسراقتدار ٹولے نے لندن میں ہندوستان سے آئینی فیصلے

کے لئے جو پہلی گول میز کانفرنس بلائی۔ قائداعظم برطانوی دعوت پر اس میں شمولیت کے لئے لندن چلے گئے۔

ایکٹ ۱۹۳۵ء کے تحت نیا آئین رواج پانے لگا۔ اور انتخابات کی ہمہ ہمی ہوئی تو قائداعظم ۱۹۳۴ء میں ہندوستان واپس آ گئے یہی وہ موثر جہاں سے محمد علی جناح نے بطور قائداعظم ہندو اور انگریز سے پاکستان کے لئے آئینی جدو جہد شروع کی جو اگست ۱۹۴۷ء تک جاری رہی تا آنکہ نئی مملکت کا وجود عمل میں آ گیا۔ اور آپ اس کے پہلے گورنر جنرل مقرر ہوئے اس طرح ایک سال انیس دن تک وہ اپنے اس عہدے پر متمکن رہ کر ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو رات دس بج کر پچیس منٹ پر اکہتر سال آٹھ ماہ اور سترہ دن زندگی کی جدو جہد میں گزار کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

(منقول از کاروان احرار جلد ۸ ص ۵۲۶ تا ۵۴۴، اشاعت اول اگست ۱۹۸۶ء مطبوعہ لاہور)

اہل سنت و جماعت علماء دیوبند پر ایک سنگین الزام اور اس کی حقیقت

چنانچہ ملاحظہ فرمائیں۔

رضا خانی مؤلف جھوٹ بولتے وقت ہرگز خوف خدا محسوس نہیں کرتے گویا کہ اس ذات شریف نے اس دنیا فانی سے جانا ہی نہیں۔ ایک جھوٹ بولنا اور پھر سینہ زوری کرنا کہ اس رضا خانی مؤلف نے اہل سنت و جماعت علماء دیوبند پر یہ سنگین الزام عائد کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ حیات محمد علی از رئیس احمد جعفری کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ اور حامیان امیر شریعت دیوبند کا یہ ارشاد تھا کہ محمد علی جناح کافر اعظم ہے یہ کافر اعظم ہے یا قائداعظم۔

(بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۳۴ طبع دوم)

قارئین محترم: رضا خانی مؤلف نے یہ بھی خالص جھوٹ اور اہل سنت و جماعت علماء دیوبند پر

بہتان عظیم باندھا ہے۔ کہ جس طرح رضا خانی مؤلف نے اس سے پہلے بے شمار جھوٹ بولے ہیں تو یہاں پر بھی جھوٹ بولتے وقت اس قدر خالق کائنات سے بے پرواہ ہو گئے اور قبر و حشر کے نقشے کو پس پشت ڈال دیا اور اولیاء کرام علماء دیوبند پر سنگین و بے بنیاد و من گھڑت اور بہتان عظیم باندھ دیا۔ کہ علماء دیوبند بانی پاکستان قائداعظم کے بارے میں ایسے ایسے کہا ہے رضا خانی مؤلف کے اس حوالہ میں ذرا برابر نام و نشان تک نہیں اس عبارت کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف علماء اہل سنت دیوبند پر بہتان عظیم ہے۔

قارئین کرام: اب ذرا برائے مہربانی فرما کر اہل سنت و جماعت علماء دیوبند پر رضا خانی مؤلف کے بے بنیاد الزام اور بہتان عظیم کی حقیقت حال کے طرف بھی ذرا توجہ فرمائیے کہ رضا خانی مؤلف کس قدر کذاب ہے کہ جس نے علماء اہل سنت دیوبند پر ایک سنگین الزام اور بہتان عظیم باندھا ہے۔

امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی پرزور تردید

چنانچہ کتاب سید عطا اللہ شاہ بخاری کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا مظہر علی اظہر نے متحدہ ہندوستان کے آخری انتخابات ۱۹۴۶ء میں حصہ لے کر احرار کی شہ رگ کٹوا دی مولانا مظہر علی حدود اختلاف سے تجاوز نہ کرتے اور اپنی جنگ کو محض سیاسی رہنے دیتے تو احرار اپنے اختلاف کے باوجود لیگ کے بعد پاکستان کی دوسری بڑی جماعت ہوتے۔

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی دوسری جنگ عظیم تک احرار کے صدر رہے۔ وہ اپنے ساتھیوں میں سب سے کانگرس کے قریب تھے ان کے امام و پیشوا مولانا ابوکلام آزاد رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ اس کے برعکس مولانا مظہر علی اظہر احرار میں کانگرس کے سب سے بڑے مخالف تھے۔ لیکن قائداعظم کو جلسہ عام میں کافر اعظم کہہ کر اور ان کی اہلیہ کے متعلق نکاح سے محرومی کا فرضی الزام لگا کر انہوں نے احرار کو مصیبت میں ڈال دیا مظہر علی اظہر اس الزام اور تبری سے کوئی خوش نہ تھا شاہ جی (امیر شریعت حضرت مولانا سید

عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ) نے سری نگر سے واپس آتے ہی مظہر علی اظہر کو مطعون کیا کہ ایک عفیفہ عورت کے متعلق انہوں نے یہ شوشہ کیوں چھوڑا؟ اور ساتھ ہی بھری مجلس میں فرمایا کہ مظہر علی تم ہار گئے ہو۔

(کتاب سید عطاء اللہ شاہ بخاری ص ۲۶۹، ۲۷۰ مطبوعہ لاہور از شورش کاشمیری مرحوم)

حضرات گرامی: مندرجہ بالا کتاب سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے حوالہ سے آپ پر یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کو کافراعظم کے مکروہ و ناپسندیدہ اور قابل نفرت الفاظ مولوی مظہر علی اظہر شیعہ نے کہے تھے۔ جس کا ثبوت آپ گذشتہ اوراق پر بھی پڑھ چکے ہو اور امیر شریعیت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے مولوی مظہر علی اظہر شیعہ کو سخت ڈانٹ ڈپٹ کی اور اس سے سخت ناراض ہوئے کہ تم نے قائداعظم کو جلسہ عام میں برملا کافراعظم کیوں کہا اور اس کی بیوی جو ایک پاک دامن عورت ہے اس کے بارے میں فرضی الزام تراشی کیوں کی اور تم نے یہ غلط شوشہ کیوں چھوڑا اور ساتھ ہی امیر شریعیت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے مولوی مظہر علی اظہر شیعہ کو کہا کہ تم نے قائداعظم کے بارے میں اور اس کی اہلیہ کے بارے میں جو غلط قسم کے بے بنیاد الزام لگا کر تم ہار چکے ہو اور حیرت ہے اس رضا خانی بریلوی مؤلف غلام مہر علی کی کتاب سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ سے جہاں اور حوالہ جات اپنی کتاب کے طبع دوم کے ص ۱۶۰، ۱۸۸، ۱۸۹، ۲۲۳، ۲۴۰ پر نقل کئے ہیں اسی کتاب میں قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں مولوی مظہر علی اظہر شیعہ کے قابل نفرت الفاظ کافراعظم والے وہ اس رضا خانی مؤلف کو کیوں نظر نہ آئے نظر آتے ہی کیسے کہ جب آنکھوں پر شرک و بدعت کی چربی چڑھ چکی ہو تو صحیح بات نہ نظر آسکتی ہے اور نہ نقل ہوسکتی ہے جو بھی نظر آئے گا تو غلط ہی نظر آئے گا۔

مندرجہ بالا واقعات کے رونما ہونے پر مولوی مظہر علی اظہر نے قائداعظم محمد علی جناح کے بارے

میں کافراعظم کے الفاظ بولے تھے لیکن رضا خانی مؤلف کا جھوٹ بھی ظاہر ہوگیا اور اس کذاب نے فریب کاری اور عیاری سے کام لیتے ہوئے کافراعظم کے الفاظ اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کی طرف منسوب کیے جو سراسر بہتان عظیم اور اولیاء کرام آف دیوبند کی شان میں سنگین گستاخی ہے ناظرین خود فیصلہ کرلیں کہ کس قدر ستم بالائے ستم ہے کہ شیعہ عالم کے قول کو اہلسنت و جماعت علماء دیوبند کی طرف تھوپ دنیا بہت بڑا دجل و فریب کاری ہے۔ اور اس منڈی چشتیاں کے مسیلمہ کذاب کو آدم نما ابلیس نہ کہیں تو اور کیا کہیں۔ کیونکہ اس قسم کی عیاری مکاری فریب کاری چالاکی بددیانتی جیسا مکروہ فعل ایک عام آدمی کو بھی روانہیں۔ چہ جائیکہ کہ بریلوی مذہب کا وکیل ہوا۔ افسوس صد افسوس کہ اگر رضا خانی مؤلف نے قبر و حشر کا نقشہ اپنے سامنے رکھا ہوتا تو رضا خانی مؤلف اس قسم کی یہودیانہ حرکت کرنے سے قبل یہ ہرگز نہ سوچا کہ اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند پر جو الزام تراشی کررہا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ معاملہ برعکس ہی نہ ہو ہم آگے چل کر رضا خانی مولوی ابوالبرکات بریلوی کے فتویٰ سے ثابت کریں گے۔ کہ بانی پاکستان کو کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج کہنے والا اور جو قائداعظم محمد علی جناح کی تعریف کرے اس کا نکاح ٹوٹ گیا وغیرہ وغیرہ کون ہے کہ رضا خانی مؤلف نے اپنے گریبان میں ذرا جھانک کر دیکھ لیا ہوتا تو یہ ناپاک جسارت ہرگز نہ کرتے علاوہ ازیں۔

رضا خانی مؤلف جو کہ بریلویت کا ناخواہ وکیل ہے اس کے بارے میں اتنا ضرور یاد رکھیں کہ یہ وہی ذات شریف ہیں۔ حضرات گرامی! یہ ہیں غلام مہر علی صاحب جو بریلوی مذہب کے بہت بڑے وکیل صفائی سمجھے جاتے ہیں کہ ہم بڑے وثوق کے ساتھ یہ بات کہتے ہیں کہ مولوی غلام مہر علی صاحب کی کتاب دیوبندی مذہب کے اوّل تا آخر تک تمام حوالہ جات قطع و برید خیانت و بددیانتی اور تحریف شیطانی کی بھرمار ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں اور یہ کوئی علمی سطح کی کوئی کتاب نہیں ہے بلکہ کذب اور افترا پردازیوں کا ذخیرہ ہے۔

علاوہ ازیں! رضا خانی موئف کوتو اتنا بھی شعور نہیں کہ اہل سنت علماء دیو بند کی طرف بے بنیاد با
ت کو اچھالکر اپنی ہی عاقبت کو تباہ و برباد کر رہا ہوں۔ کیونکہ اس مذہبی یتیم نے قائد اعظم کے بارے میں جو
کافر اعظم کے الفاظ مولوی مظہر علی اظہر شیعہ نے کہے تھے اور پھر ان الفاظ کو رئیس احمد جعفری شیعہ نے حیا
ت محمد علی جناح میں نقل کیا تو اس رضا خانی موئف نے کتاب سے حوالہ نقل کرتے وقت عبارت کو سیاق و
سباق سے توڑ موڑ کر پیش کیا ورنہ عبارت تو بے غبار تھی لیکن اس رضا خانی موئف نے عبارت کو خیانت
سے پیش کیا جو کہ سراسر زیادتی اور ظلم ہے تو اس شاطر آدمی نے سادہ لوح انسانوں کو دھوکہ دیتے ہوئے
ان الفاظ کو اہل سنت و جماعت علمائے دیو بند کی طرف منسوب کر دیا اور ذرا نہ سوچا کہ یہ علمائے دیو بند
میرے اور میرے باپ کے اساتذہ کرام میں شمار ہوتے ہیں۔ اور ان کی طرف بے بنیاد بات کو منسوب
کرنا کس قدر مکروہ فعل ہے لیکن جس چہرے پر شرک و بدعت کے موذی جراثیم نمایاں ہوں اور جس کی
زبان پر ہر وقت ابلیس لعین کی ترجمانی ہو اور جس کی کھوپڑی شیطان کا بسیرا ہو اور جس کا دل و دماغ
شیطانی چالوں کا مرکز بن چکا ہو اس سے بھلائی اور انصاف کی امید باندھنا ہی سراسر غلطی ہے اب غلام مہر
علی صاحب آیئے ہم آپ کو حقیقت کی دنیا میں لے چلتے ہیں۔ تا کہ تجھے دکھلا سکیں کہ مولوی احمد رضا خاں
بریلوی کی اندھی تقلید کے کس قدر نتائج قدر بھیانک اور خطرناک ہیں اور دوسروں پر کیچڑ اچھالنے سے قبل
ذرا شعور سے کام لینا چاہیے۔ آدمی عقل و خرد سے بلکل عاری نہ ہو جائے۔ اور یہ بھی حقیقت اپنی جگہ
درست ہے کہ غلط حرکات کا خمیارہ بھگتنا ہی پڑتا ہے اور سر دست اپنی ملاؤں کی چند ایک حوالاجات نلاحظہ فر
مالیں تا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ رضا خانی اُمت کے لوگ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کے کس
قدر مخالف اور کس قدر بغض و عناد رکھنے والے ہیں اور بظاہر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم پاکستان کے
حامی ہیں اور پاکستان بنانے والوں کے ساتھ تھے اب دیکھو اس مدرسہ حزب الخناس المعروف حزب الا
حناف کی سیر کرائیں یا کہ وہاں کے شیخ الحدث وانجس مولوی ابوالبرکات جو آپ کے استاد و مربی ہیں، ان

سے بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ بانی پاکستان کے بارے میں کیا
عقیدہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ مولوی الوالبرکات بریلوی نے ایک فتوی جو تئیس صفحات مشتمل پر ہے۔ الجوا
بات السنیہ علی زھاء السوالات اللیگیہ کے نام سے اس فتوی کو کتابی شکل میں جاری فرمایا اور اس فتوی کی
پیشانی پر یہ الفاظ واضح طور نظر آ رہے ہیں کہ یہ فتوی مبارکہ لوگوں کو مسلم لیگ کی کفر نوازیوں سے بچانے
والا رضا خانی موئف اپنے استاد کا بانی پاکستان کے متعلق عقیدہ ملعون وخبیث ملاحظہ فرمائیں تا کہ تہمار
ے دل و دماغ میں جو اہلسنت و جماعت علمائے دیو بند کے خلاف جو گرد و غبار ہے، وہ انشاء اللہ تعالیٰ جلد
ہی صاف ہو جائے گا۔

انگریز کے جاسوس

عبدِ انگریز کا جاسوس ہے یا نوکر ہے
جو مسلمان کو کافر کہے خود کافر ہے

منہ نہ کھلواؤ کھری بات نکل جائے گی
ضربتِ حیدرؓ کرار مرا جوہر ہے

میں نے توڑا ہے بریلی کے ننوں کا جادو
شور برپا ہے کہ حُجروں کی فضا ابتر ہے

شرع کے نام پہ ہیں ان کی دکانیں قائم
دینِ اسلام کی پھٹکار مگر منہ پر ہے

زاغ دشتی کی اڑانوں سے شکایت کیا ہو
ہاں! اسے مال اڑانے کا سبق ازبر ہے

پیر جی! ہم سے الجھتے ہو تو کس برتے پر
ہم فقیروں پہ عیاں آپ کا پس منظر ہے

واعظِ شہر کی تعریف وثنا کیا لکھوں
پشت ہا پشت سے سرکار کا لابہ گر ہے

ٹاپتا پھرتا ہے عُشاق کو گالی دے کر
میر و غالب کے زمانے کا پری پیکر ہے

پارچہ باف محدّث کا لکھوں حال تو کیا؟
شہ رگِ دینِ حنیفہ کے لئے خنجر ہے

ساتھیو! تیشہ فرہاد اُٹھا کر نکلو
بدعت آباد کے ہر فرد کا دل پتھر ہے

قِصہ کوتاہ مری تیغ قلم کا صیقل
بدزبانوں کی رگِ جاں کے لئے نشتر ہے

بریلویوں کے شیخ الحدیث اور مفتی اعظم کا فتویٰ

جو بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی تعریف کرے اس کا نکاح ٹوٹ گیا؟

چنانچہ مولوی ابوالبرکات بریلوی رقم طراز ہیں کہ اس شخص پر واجب و لازم ہے کہ فوراً توبہ کرکے پکا سچا مسلمان بن جائے اگر رافضی کی تعریف حلال اور محمد علی جناح کو اس کا اہل سمجھ کر کرتا ہے تو وہ مرتد ہو گیا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس سے کلی مقاطعہ کریں یہاں تک وہ توبہ کرے (الجوابات السنیہ علی زھاء السوالات اللکیہ ص۳۲) رضا خانی موئف بتاؤ ذرا مطالعہ میں اضافہ ہوا یا نہیں کہ تمہارے استاد تو یہ فتویٰ صادر فرما رہے ہیں کہ جو کوئی بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی تعریف کرے اور تعریف کا قائداعظم کو اہل سمجھے تو وہ مرتد ہے دین اسلام سے خارج ہو گیا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی یعنی کہ اس کا نکاح ٹوٹ گیا مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس سے سوشل بائیکاٹ کریں اگر توبہ نہ کی تو مستحق عذاب ابدی ہے اب اپنے استاد بھائی مولوی محمد طیب دانا پوری بریلوی کے عقائد خبیثہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ یہ ذات شریف بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔

جو بانی پاکستان کو مسلمان کہے وہ خود کافر مرتد اور ہمیشہ جہنم میں رہے گا؟

چنانچہ رقم طراز ہیں بحکم شریعت مسٹر جینا (یعنی کہ محمد علی جناح) اپنے ان عقائد کفریہ قطعیہ، یقینیہ کی بناء پر قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے اور جو شخص ایکے ان کفروں پر مطلع ہونے کے بعد اس کو مسلمان جانے یا اسے کافر نہ مانے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر مرتد شر اللئام اور بے توبہ مرا تو مستحق لعنت عزیز علام۔ (تجانب اہل السنۃ ص۱۲۲) طبع اول

مندرجہ بالا فتویٰ میں مولوی محمد طیب دانا پوری بریلوی نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ مسٹر محمد

علی جناح یعنی کہ بانی پاکستان کے دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور جو کوئی بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کو مسلمان سمجھے یا اس کو کافر نہ کہے یا اس کے کافر کہنے میں شک کرے یا کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر اور مرتد ہے اور بے توبہ مرے گا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا۔

رضا خانی موئف اب بتاؤ تم ایک بے بنیاد بات کو لیے پھرتے ہو یہاں پر تو معاملہ ہی کچھ اور ہے۔ اب فتویٰ لگاؤ اپنے رضا خانی ملاؤں پر کہ جنہوں نے اتنے قبیح و شنیع الفاظ بانی پاکستان کے حق میں استعمال کیے ہیں ان پر بھی وہی فتویٰ لگا جو اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند پر لگایا ہے مولوی محمد طیب دانا پوری بریلوی کی کتاب تجانب اہل السنہ کے ص۴، ۱۲، ۱۸ میں بھی بانی پاکستان محمد علی جناح کی پرزور تکفیر کی گی ہے۔

بریلوی مولوی کا فتویٰ کہ بانی پاکستان مرتد ہیں؟

مسٹر جینا (یعنی کہ محمد علی جناح) جیسے کھلے ہوئے مرتد کو ہندو مسلم اتحاد پیغامبر بلکہ سیاسی پیغامبر کہہ دیتا ہے۔ (مظاہر الحق الاجلی ص۳۳)

اب اس عبارت میں بھی یہ بات واضح ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح کو مرتد یعنی کہ واجب القتل قرار دیا ہے علاوہ ازیں مظہر آلہ حضرت مولوی حشمت علی بریلوی کی مہذب و شائشتہ گفتگو بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں چنانچہ رقمطراز ہیں۔

بانی پاکستان کفریات بکتا ہے؟

مسٹر جینا (یعنی کہ محمد علی جناح) ان کا قائداعظم ہے اگر صرف انہیں دو کفروں پر اکتفا کرتا تو قائد اعظم کی خصوصیت ہی کیا رہتی لہذا وہ اپنی اسپیچوں اپنے لیکچروں میں نئے نئے کفریات قطعیہ بکتا رہتا ہے (تجانب اہل السنۃ ص۱۱۹)

رضا خانی موقف اب بتاؤ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کے بارے میں تمہارے رضا خانی ملاؤں کے کس قدر غلیظ اور گھناؤنے عقائد ہیں اب اپنے رضا خانی ملاؤں کے بارے میں تمہارا کیا فتویٰ ہے بینوا توجروا۔

نوٹ:- رضا خانیت کی اس تکفیری حکم کی صحت و درستگی کی روشنی میں ہندوستان و پاکستان کے وہ بے شمار مسلمان جو آج بھی بانی پاکستان محمد علی جناح کو مسلمان سمجھتے ہیں تمام کے تمام کافر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے۔ اور اسی طرح ممالک اسلامیہ مصر، سوڈان ایران وافغانستان ترکستان و فلسطین، انڈونیشیا و ملایا اسلامی مراکز مکہ و مدینہ طیبہ کے کروڑ ہا کروڑ مسلمان اس لیے کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے کہ وہ آج بھی بانی پاکستان مسلم کے مربی مسٹر محمد علی جناح کو مسلمانوں کا قائد اعظم مانتے و جانتے ہیں۔ بریلویوں کے مولوی ابوالبرکات بریلوی مہتمم و شیخ الحدیث و مفتی اعظم مدرسہ حزب الاحناف لاہور کا مکروہ اور ناپاک تفصیلی فتویٰ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کے بارے ملاحظہ فرمائیں:

بِحَمْدِہٖ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی

یہ رسالۂ مبارکہ مجموعۂ فتاوائے مقدسہ ان مسائل کے جواب میں جو یکشنبہ ۲۵ صفر مظفر ۱۳۵۸ھ کو حضور پرنور امام اہلسنت مجدد اعظم اعلیٰحضرت عظیم البرکۃ مولٰنا شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خان صاحب قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس سراپا قدس کے موقع پر حضرات علمائے اہلسنت دامت برکاتہم کی خدمات مبارکہ میں مسلم لیگ کے متعلق پیش کیے گئے صاف صاف واضح و روشن احکام شرعیہ سنانے والا مسلمانوں کو زمانہ موجودہ کی تمام کشمکشوں اور مصیبتوں سے نجات دلانے والا انکی آزادی حقیقی ترقی اسلامی کامیابی کا بالکل صحیح بے خطر شرعی راستہ دکھانے والا مسلم لیگ کی کفر نوازیوں کانگریس کی ستم شعاریوں سے بچانے والا

مسمّٰی بنام تاریخی

اَلْجَوَابَاتُ السَّنِیَّہ عَلٰی زَہَاءِ السُّوَالَاتِ اللِّیْگِیَّہ ۱۳

یعنی مسلم لیگ کے متعلق خوشنما سوالوں کے روشن جواب

تحریر فرمودہٗ

حضرت عظیم الدرجۃ جلیل البرکۃ تاج العلماء سراج الوفاء مولٰنا مولوی حافظ مفتی سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی قاسمی دامت برکاتہم القدسیہ مسند نشین سجادہ عالیہ قادریہ برکاتیہ۔ سرکار کلاں۔ مارہرہ مطہرہ و حضرت بابرکت مولٰنا مولوی سید العلماء سند الکملاء حافظ قاری حکیم سید آل مصطفیٰ صاحب قادری برکاتی قاسمی مارہری و حضرت شیر بیشۂ سنت ناصر الاسلام مولٰنا مولوی حافظ قاری مفتی مناظر اعظم ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علیخان قادری برکاتی رضوی لکھنوی دامت مکارمہما العالیہ وعمت فیوضہما المبارکہ

بصرفِ زرِ غلام محمد سلمہ اللاحد الصمد ابن اسمٰعیل حاجی عبداللہ صاحب بنا ٹے والے، ایک دکان ۲۵۳ کرافورڈ مارکیٹ بمبئی نمبر۳ حسب فرمائش اراکین جماعت مبارکہ اہلسنت۔ محلہ محتشم خاں۔ پیلی بھیت

مطبع سلطانی واقع پیرولین ٹا امبئی نمبر۹ میں چھپکر شائع اور باذنہ تعالیٰ مفید و نافع ہوا

طابع:- سلطان حسین مالک مطبع سلطانی ناشر:- منشی مصطفیٰ خان قادری برکاتی فیض آبادی مکان ۱۵۳ بھساوی محلہ بمبئی

ملنے کے پتے:- دفتر جماعت مرکزیہ اہلسنت۔ سرکار کلاں۔ مارہرہ ۱ ایٹہ ۲ سید حسن خان قادری رضوی۔ منیجر مکتبۂ اہلسنت۔ محلہ بھورے خان پیلی بھیت

فتوائے مبارکہ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید کا خیال ہے کہ ضرورت وقت کا خیال کرتے ہوئے تمام کلمہ گو کو ایک جگہ پر ہو جانا چاہیے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو۔

اور بکر یہ کہتا ہے۔ کہ جب شریعت مطہرہ نے اہل بدعت اور اہل ہوا سے اتفاق و اتحاد کو ناجائز و ممنوع رکھا ہے تو وہ تمام فرقے جن میں اہل ہوا اور اہل بدعت ہی نہیں بلکہ اکثر و بیشتر منافقین و مرتدین شامل ہیں ان سے اتحاد و اتفاق کیونکر درست ہو سکتا ہے اہل ندوہ کے خیال اور اقوال بھی اسی طرح کے تھے کہ کسی کی تکفیر جائز نہیں۔ تمام کلمہ گو حق پر ہیں۔ جملہ مدعیان اسلام خواہ وہ کسی مذہب و مشرب کے ہوں سب متفق ہو جائیں۔ مگر علمائے حرمین طیبین نے انکو گمراہ خارج از اسلام بتایا۔ انکے ساتھ مجالست و موافقت کو قطعاً حرام بیان کیا ان پر کفر کے فتوے دیے۔ لہذا علمائے سنت ان چند باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے غیر جانبدارانہ بحکم شرع جواب عنایت فرما دیں۔

(۱) یہ جماعت مسلم لیگ کیسی ہے۔ کیا اس سے ہم اہل سنت کا اتفاق اتحاد شرعاً جائز ہے؟ اور کیا ان لیڈروں کا رہنما ہونا درست ہے اور ان پر اعتبار صحیح ہے؟

(۲) مسلم لیگ کی حمایت کرنی اس میں چندہ دینا اس کا ممبر بننا اس کی اشاعت و تبلیغ کرنا کیسا ہے؟

(۳) ان کے احوال و اقوال سے گمراہی ظاہر ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

(۴) جبکہ ہنود بریکار اور مسلمانوں کے دشمن ہیں تو موجودہ صورت میں شریعت مطہرہ یہ اجازت دیتی ہے کہ تمام کلمہ گو جن میں رافضی خارجی قادیانی وہابی نیچری چکڑالوی سبھی ہیں۔ اہل سنت کو ان سب سے متفق و متحد ہونا چاہیے؟

(۵) کیا ایسی صورت میں مصلحت وقت اجازت دیتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان واجب الاذعان فلا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم کو پس پشت ڈال دیا جائے۔

(۶) جو شخص اپنے کو سنی کہتا ہو اور پھر مسٹر جناح کو رافضی بلکہ نیچری جانتے ہوئے اپنا پیشوا مانے اور قائد اعظم لکھے اور اسکی حمایت کرے۔ مبلغ بن کر لوگوں کو اسکی طرف ترغیب دلائے وہ کیسا ہے اور اس کے لیے کیا حکم ہے؟

(۷) زید و بکر میں سے اپنے قول میں کون حق پر ہے۔ بینوا توجروا عند المولی الجلیل

الجواب وھو الموفق للصواب

اس میں کچھ شک نہیں کہ کانگریس کھلے ہوئے کفار و مشرکین کی جماعت ہے جسکا مخالف احکام شرعیہ و منافی اصول مذہبیہ ہونا اسکی کارروائیوں سے ظاہر ہو رہا ہے۔ کہیں زبان اردو مٹانے کا زور کہیں کفریہ و شرکیہ ترانے "بندے ماترم" کا شور کہیں مسلمانوں کے بچوں کو ودیا مندر میں لیجا کر ان سے سرسوتی دیوی کی پوجا کرانے کی کوشش کہیں تثلیثی رنگ کے کانگریسی جھنڈے کی تعظیم و تکریم کرانے کی پرزور جوشش کہیں اسکولوں کی تعلیمی کتابوں سے پیشوایان اسلام کے تذکرے نکالکر اونکی جگہ مشرکین کے دیوتاؤں کی تعریف و توصیف داخل کرانے کا جوش کہیں ہندوؤں کی مطلق العنان حکومت ہندوستان میں قائم کرنے کا خروش۔ کانگریس اپنی اکثریت کے لحاظ سے کفار و مشرکین کی ایک جماعت ہے اس میں مسلمان کہلانے والے جو شامل ہیں وہ عموماً غدار مذہب و ملت و دین فروش ہیں جو حطام دنیا کے عوض کانگریس کے ہاتھوں بک چکے ہیں۔

اور اپنے مہاتما گاندھی کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنے ہوئے ہیں۔ ان مسلمان کہلانے والے ممبران و حامیان کانگریس میں حسین احمد اجودھیا باشی شبیر احمد دیوبندی۔ اور ثنائی عن الاسلام کفایت اللہ شاہجہانپوری۔ مسٹر ابوالکلام آزاد و عبدالغفار سرحدی گاندھی اور اون کے متبعین وہابیہ دیوبندیہ مرتدین و نیچریہ و ملحدین ہی کی اکثریت ہے۔ ضرورت تھی کہ مخالفین اسلام کے حملوں سے اسلام و مسلمین کو بچانے کے لیے کوئی جماعت قائم ہوتی۔ ایسے نازک دور فتن اور ایسے شدید زمانہ میں مسلم لیگ اٹھی اور اس نے حفاظت اسلام و مسلمین و دفاع اعداء دین کا دعوی کیا۔ اور غریب مظلوم مسلمانوں نے اسکو اپنا ملجا و ماوی سمجھ کر اوسکا ساتھ دیا۔ ہمیں بھی مسرت ہوئی کہ وہ لیڈران قوم جو کل تک ہندو مسلم اتحاد کے نشے میں متوالے تھے اور اسی نشے کی چڑھی ہوئی ترنگ میں اونھوں نے وہ وہ ایمان سوز و اسلام کش افعال کر ڈالے تھے کہ الامان الحفیظ۔ اب ہوش میں آنے لگے ہیں اور کفار و مشرکین سے محبت و موالات و اتحاد و مواخات کی حرمت و ناجوازی کے جو احکام الہیہ و ارشادات نبویہ پچھلے دور گاندھویت میں ہم نے سنائے تھے آج وہ خود بھی وہی فرامین شرعیہ قوم کو سنانے لگے ہیں۔ اور اپنے پچھلے اسلام کش و ایمان سوز کرتوتوں پر پچھتانے لگے ہیں۔ مگر جب مسلم لیگ کے دستور اساسی کو پڑھا تو ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اسکے وہ اغراض و مقاصد جن کو بر سر کار لانے کے لیے مسلم لیگ کی بنا ہوئی ہے۔ جنکو پورا کرنے کیلیے لیگ اوٹھی ہے جنکی تائید کا حلفی اقرار نامہ لکھ دینے کے بعد ہی کوئی شخص مسلم لیگ کا ممبر بن سکتا ہے۔ وہی اصول شرعیہ و احکام اسلامیہ کے مضاد و مخالف بنائے گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اولاً مسلم لیگ اپنا سب سے پہلا مقصد یہ بتاتی ہے کہ ہندوستان میں کامل آزاد وفاقی جمہوری ریاستوں کا قیام جس کے دستور میں مسلمانوں کے اور دوسری اقلیتوں کے حقوق و مفاد کی موثر و مکمل حفاظت کیجائے۔ یعنی لیگ اس بات کی کوشش میں ہے اسکا مقصد ہے کہ ہندوستان کو انگریزوں کے پنجے سے بالکل آزاد کرا لیا جائے اور پھر ہندوستان کی تمام قوموں کے باہمی اتفاق سے جمہوری سلطنت قائم کیجائے جس کی کونسل میں تناسب آبادی کے لحاظ سے ہندوستان کے ہر مذہب و قوم کے نمائندے شامل کیے جائیں۔ جس کے دستور میں مسلمانوں سکھوں اچھوتوں پارسیوں ہندوستانی عیسائیوں ہندوستانی یہودیوں وغیرہم کے حقوق و مفاد کی مکمل حفاظت ملحوظ رکھی جائیگی۔ یعنی لیگ جو مسلمانوں سے جانی و مالی قربانیوں کا مطالبہ کرتی ہے اون سے لیگ کا سب سے پہلا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان میں ایسی آزاد جمہوری سلطنت قائم ہو جو مذکور ہوئی۔ اب ملاحظہ ہو۔ کیا اسلام و قرآن و رسول و رحمن جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم نے بھی مسلمانوں کی جانی و مالی قربانیوں کا یہی مقصد بتایا ہے کہ ہندوستان میں ایک کونسل کی حکومت ہو جس میں تناسب آبادی کے لحاظ سے مسلمانوں ہندوؤں پارسیوں یہودیوں عیسائیوں سکھوں اچھوتوں کے ممبران شامل ہوں اور وہ سب کثرت رائے سے حکومت کریں حاشا للہ ہرگز نہیں۔ قرآن پاک تو مسلمانوں کی قربانی جان و مال کا مقصد یہ بتاتا ہے کہ حتی لا تکون فتنۃ و یکون الدین کلہ للہ یعنی اللہ کے راستے میں یہاں تک جانی و مالی قربانی پیش کرو کہ کفر و شرک باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے اور فرماتا ہے کہ حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون یعنی اللہ کے راستے میں جانی و مالی قربانیاں یہاں تک پیش کرو کہ کفار ذلیل ہو کر اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں۔ قرآن پاک نے مسلمانوں کی جانی و مالی قربانیوں کا مقصد صرف یہی قرار دیا ہے کہ سب کفار مسلمان ہو کر ابدی عیش و راحت اور دوامی حقیقی صحیح و مفید دائمی نعمت آزادی کامل سے دارین میں کامیاب اور بہرہ مند ہوں۔ مگر مسلم لیگ ایسی حکومت کے قیام کے لیے مسلمانوں سے جانی و مالی قربانیاں چاہتی ہے جس میں ہر کافر مشرک مرتد کو پوری آزادی اور خود سری حاصل ہوگی۔ **ثانیاً** :۔ بلحاظ تناسب آبادی کے لحاظ سے کفار و مشرکین ہی کو مسلمانوں پر حکومت و فرمانروائی حاصل ہوگی کیونکہ کونسل میں ہر قوم کی مردم شماری کے اعتبار اور تناسب آبادی کے لحاظ سے اوسکے ممبر شامل ہونگے ہندوستان میں مسلمانوں کی مردم شماری آٹھ کروڑ اور مشرکین کی بائیس کروڑ بتائی جاتی ہے تو کونسل میں مسلمان اگر آٹھ اور مشرکین کے بائیس ممبر ہوں گے اور جبکہ کثرت رائے پر فیصلے کا دار و مدار ٹھہرا تو حکومت تو مشرکین ہی کی ہوگی پھر کونسا دین و قرآن نے اسے جائز رکھا کہ خود مسلمانوں پر کفار و مشرکین و مرتدین کی حکومت قائم کرنے کے لیے مسلمان اپنی جانی و مالی قربانیاں پیش کریں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ثالثاً :۔ یہ کہنا کہ اس جمہوری حکومت کے دستور میں مسلمانوں کے حقوق و مفاد کی مکمل حفاظت ملحوظ رکھی جائیگی صرف سیدھے سادے بھولے بھالے مسلمانوں کو بہلانے پھسلانے کے لیے ہے ورنہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ جب مسلمانوں کے مذہبی حقوق اور مشرکین کے کفری شعائر باہم متصادم ہونگے تو اوس وقت مشرکین باوجود اپنی اکثریت کے اپنے شعائر کفر کو مسلمانوں کے مذہبی حقوق کے لیے چھوڑ دینا گوارا کرینگے قرآن عظیم

فرماتا ہے یا یھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یألونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء
من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الاٰیٰت ان کنتم تعقلون اس روشن اور واضح ارشاد قرآنی کے
ہوتے ہوئے بھی جو شخص یہ امید رکھتا ہے کہ سوراج حاصل ہو جانے کے بعد مشرکین اپنے عہد و پیمان کا لحاظ کر کے مسلمانوں کے مذہبی حقوق کے
مقابلہ میں اپنے شعائر کفریہ کو چھوڑ دینا گوارا کرینگے وہ درحقیقت قرآن عظیم کو جھٹلاتا ہے اور اسکے کلام الٰہی ہونے پر ایمان نہیں رکھتا والعیاذ باللہ
تعالیٰ ۔ **رابعا**: مسلم لیگ نے اپنا مقصد صرف مسلمانوں کے حقوق و مفاد کی حفاظت نہیں بتایا بلکہ سکھوں اچھوتوں پارسیوں ہندوستانی
عیسائیوں ہندوستانی یہودیوں وغیرہم جملہ اقلیتوں کے حقوق و مفاد کی حفاظت کو بھی اپنا مقصد دلیں ٹھہرایا ہے تو کیا بھنگی چمار وغیرہ
اچھوت ہندو اپنے تینتیس کروڑ دیوتاؤں کی معبودیت کی تبلیغ کرنے کو اپنا مذہبی حق نہیں بتائینگے کیا سکھ لوگ اپنے عقائد کفریہ کے پرچار کو
اپنا مذہبی حق نہیں ٹھہرائینگے بلکہ ان سب ادیان باطلہ کے متبعین کیا اس امر کی اشاعت کو اپنا مذہبی حق نہیں تصور کرینگے کہ اسلام جھوٹا
دین ہے اسکو چھوڑ کر ہمارے دین ہمارے دھرم کو قبول کر لو ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ۔ تو مسلم لیگ ہندوستان میں جمہوری سلطنت قائم کرنے کے بعد
ان تمام کفار و مشرکین کے جملہ کفریات ملعونہ کی تبلیغ و اشاعت کی حمایت و حفاظت کرنا اپنا فرض اولین بتا رہی ہے اور اس مقصد کو پورا کرنے کیلیے
مسلمانوں سے جانی و مالی قربانیاں کرا رہی ہے کس قدر شدید مخالفت قرآن اور کیسی کھلی ہوئی منافات ایمان ہے ۔ قرآن عظیم نے مسلمانوں کی جانی و
مالی قربانیوں کا مقصد کفر کا مٹانا اسلام کا پھیلانا بتایا ہے ۔ اور مسلم لیگ نے مسلمانوں کی جانی و مالی قربانیوں کا مقصد اشاعت کفر و تبلیغ
شرک ٹھہرادیا ۔ قرآن عظیم نے ارشاد فرمایا وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان جب گناہ و ظلم پر باہم
ایک دوسرے کو مدد دینا بحکم قرآن عظیم حرام گناہ قرار دیا گیا ۔ گناہ اور ظلم بتایا گیا تو کفر و شرک کی حمایت کرنا کیونکر حرام اور کفر و شرک نہ ہوگا
والعیاذ باللہ تعالیٰ ۔ **خامسا**: مسلم لیگ اپنا دوسرا مقصد یہ بتاتی ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے سیاسی اور مذہبی حقوق و مفاد
کی ترقی و حفاظت کرنا ۔ اور لیگ کی کارروائیوں سے روشن ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے یا گورنمنٹ مردم شماری میں اسکو مسلمان لکھا
جائے لیگ کے نزدیک بس وہی مسلمان ہے پھر خواہ کیسے ہی عقیدے رکھتا ہو اسی بنا پر قادیانی و نیچری و دیوبندی و غیر مقلدین و روافض و وہابی
و بابی و بہائی و خارجی و چکڑالوی و خاکساری وغیرہم اہلسنت کے سوا سارے کے سارے مرتدین و منکرین ضروریات دین لیگ کے
مذہب میں مسلمان ہیں ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ تو اب حضرات خلفائے ثلثہ سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق اعظم و
سیدنا عثمٰن غنی ذو النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے علی الاعلان تبرا کرنے اور انکی مبارک شانوں میں کھلم کھلا گالیاں بکنے کو روافض معاذ اللہ اپنا
مذہبی حق بتائینگے (جیسا کہ لکھنؤ وغیرہ میں تماشا دیکھا ہو رہا ہے) اور حضرات اہلبیت کرام سیدنا مولیٰ علی و سیدنا امام حسن و سیدنا امام حسین
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کھلم کھلا تبرا و بیزاری کرنے اور انکی رفیع و بلند سرکاروں میں علی الاعلان گالیاں بکنے کو خوارج معاذ اللہ اپنا مذہبی
حق ٹھہرائینگے ۔ قادیانی کہیں گے کہ غلام احمد قادیانی کی نبوت و رسالت کی تبلیغ کرنا ہمارا مذہبی حق ہے ۔ دیوبندی اور چیلینگے کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم مبارک کو شیطان و ملک الموت کے علم سے کم مشہور کرنا اور حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم غیب کو بچوں
پاگلوں جانوروں چارپاؤں کے علم غیب کے مثل شائع کرنا اور اس بات کی تبلیغ کرنا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے چوری کر سکتا ہے شراب
پی سکتا ہے ظلم کر سکتا ہے جاہل ہو سکتا ہے اور اس کا فتویٰ دینا کہ وقوع کذب باری کے معنی درست ہو گئے یہ سب ہمارا مذہبی حق ہے ۔ غرض
سارے مرتدین و منکرین ضروریات دین شور مچائیں گے کہ ہمیں اپنے اپنے عقائد باطلہ کی تبلیغ و اشاعت کرنا ہمارا مذہبی حق ہے ۔ تو مسلم لیگ کا یہ
مقصد ظاہر ہوا کہ مسلمانوں کی جانی اور مالی قربانیوں سے جب اوسے جمہوری حکومت حاصل ہو جائیگی تو ان عقائد کفریہ دیوبندیہ و غیر مقلدیہ و
قادیانیہ و نیچریہ و خاکساریہ و چکڑالویہ و رافضیہ و خارجیہ و بہائیہ و بابیہ کی اشاعت و تبلیغ کو ترقی دیگی اور ان تبلیغ کفریات کی حفاظت کریگی
والعیاذ باللہ تعالیٰ قرآن عظیم فرماتا ہے وبشر المنٰفقین بان لھم عذابا الیما الذین یتخذون الکٰفرین اولیاء من دون
المومنین ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا وقد نزل علیکم فی الکتٰب ان اذا سمعتم اٰیٰت اللہ یکفر
بھا ویستھزأ بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم ان اللہ جامع المنٰفقین والکٰفرین

فی جھنم جمیعا ۔ ملاحظہ ہو جو لوگ کفریات بکنے والوں کے ساتھ بیٹھیں اور بلا کسی عذر شرعی کے کلمات کفریہ سنکر ادنیٰ خاموشی اختیار کریں
اونکو بھی اللہ عزوجل کفر بکنے والوں کی طرح کافر بتاتا ہے تو لیگ کی جو حکومت جمہوریہ ان کفریات ملعونہ کی تبلیغ و اشاعت کو ترقی دیگی تبلیغ کفر
و شرک کی حفاظت کریگی وہ اسلامی حکومت ہوگی یا کفری سلطنت والعیاذ باللہ تعالیٰ ۔ اگر آپ اس سے زیادہ مسلم لیگ کی خباثتیں دیکھنا چاہیں
تو جماعت مبارکہ اہلسنت مارہرہ ضلع ایٹہ سے مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری اور احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ منگوا کر ملاحظہ فرمائیں ۔ اب ان
سوالات کے مختصراً جوابات عرض ہیں ۔ وباللہ التوفیق ۔

(۱) لیگ میں مرتدین منکرین ضروریات دین شامل ہیں ۔ اس لیے اہلسنت وجماعت کا ان سے اتفاق و اتحاد نہیں ہو سکتا
یہاں تک کہ وہ توبہ کریں ۔ لیگ کے لیڈروں کو رہنما سمجھنا یا ان پر اعتبار کرنا منافقین و مرتدین کو رہنما بنانا اور ان پر
اعتبار کرنا ہے جو شرعاً ناجائز ہے کسی طرح بھی جائز نہیں ۔

(۲) لیگ کی حمایت کرنا اور اس میں چندہ دینا اس کا ممبر بننا اس کی اشاعت و تبلیغ کرنا منافقین و مرتدین کی جماعت کو فروغ
دینا اور دین اسلام کے ساتھ دشمنی کرنا ہے ۔

(۳) لیگی لیڈروں کے افعال و اقوال سے ان کی گمراہی مہر نیمروز سے زیادہ روشن ہے ۔ مرتد تھانوی کو لیگیوں کی تقریروں میں شیخ الاسلام
اور حکیم الامت کہا جاتا ہے ۔ اشرف علی زندہ باد کے نعرے لگائے جاتے ہیں ۔ مسٹر محمد علی جناح کو قائد اعظم سیاسی پیغمبر ہندو مسلم
اتحاد کے پیغامبر بتایا جاتا ہے سنہ ۱۹۲۰ء و سنہ ۱۹۲۱ء کے خلافتی دور گاندھویت والے اسلام کش اور ایمان سوز ہندو مسلم
اتحاد کی یاد میں ترانے گائے جاتے ہیں ۔ مسٹر جناح کو قائد ملت رہبر اعظم رہنمائے محترم مخدوم ما ذات گرامی تم سلامت رہو
ہزار برس ۔ مسلم ہے تیرا نعرہ او جناح ۔ رہبر ہے تیرا سردار جناح ۔ وغیرہ کہا جاتا ہے ۔ ایسی صورت میں وہ لوگ جو ساڑھے تیرہ سو برس
والے اصلی سچے مذہب اہلسنت پر قائم ہیں وہ اس مسلم لیگ کی شرکت و ممبری کو کیونکر روا رکھ سکتے ہیں ۔

(۴) صورت مسئولہ میں مرتدین و منافقین سے اتحاد و اتفاق ہرگز جائز نہیں جب تک وہ باعلان اپنے عقائد باطلہ کفریہ شرکیہ سے
توبہ نہ کریں ۔

(۵) مصلحت وقت کوئی شے نہیں ۔ شریعت مطہرہ عین مصلحت ہے ۔ اس سے روگردانی کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے ۔ فرامین
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیروی کرنا ہر لحظہ و ہر آن فرض ہے خواہ دنیا بھر میں ایک ہی مسلمان رہے ۔

(۶) اس شخص پر واجب و لازم ہے کہ فوراً توبہ کر کے سچا پکا مسلمان بن جائے ۔ اگر رافضی کی تعریف حلال اور جناح کو اسکا
اہل سمجھ کر کرتا ہے تو وہ مرتد ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی ۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس سے کلی مقاطعہ
کریں یہاں تک کہ وہ توبہ کرے ۔

(۷) زید بخت غلطی پر ہے اس کو اپنے نفس کی اصلاح کرتے ہوئے فرمان خداوندی پر ایمان لانا چاہیے ۔ مصلحت وہی ہے جو اللہ
اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائیں ۔ بکر حق پر ہے ۔ اللہ تعالیٰ اسے حق پر ثابت و مستقیم
رکھے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حقیر فقیر دولتہ الغنی شریف ابو البرکات سید احمد غفر لہ
ناظم دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند
لاہور

الجواب: ماحررہ استاذنا العلامۃ فھو حق و صواب
فقیر ابو الطاہر محمد طیب قادری برکاتی دانا پوری
غفر اللہ لہ ذنبہ المعنوی والصوری

دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند

دار الافتاء مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند

رضاخانی بریلوی مولوی کا ایک عظیم دھوکہ

رضاخانی مؤلف غلام مہر علی بریلوی چونکہ دھوکہ بازی وعیاری وفریب کاری اور کذب بیانی میں یکتا زماں ہیں۔اس دو پاؤں والے جانور نے عامۃ المسلمین کو اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم سے متنفر کرنے اور ان کی علمی شہرت اور خداداد صلاحیت کو نقصان پہچانے کے لئے سادہ لوح مسلمانوں کو انتھک کوشش کرتے ہوئے ایک عظیم دھوکہ دیا کہ اپنی تالیف میں مودودی صاحب کو گستاخانہ وکفریہ عبارات کو یعنی کہ وہ عقائد ملعونہ وخبیثہ اور وہ باطل نظریات جو جہنم میں پہنچانے والے ہیں وہ عبارات جو خدا جل وعلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واولیاء کرام رحمہم اللہ کی توہین وسنگین گستاخی پر مبنی تھیں تمام کی تمام اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کی طرف منسوب کر دیں اور مودودی صاحب کے نام کے ساتھ لفظ دیوبندی بھی لکھ دیا تاکہ عوام الناس کو مزید دھوکہ پہ دھوکہ

دیا جا سکے کہ مودودی صاحب بھی دیوبندی ہی تھے اور اہل سُنت و جماعت علمائے دیوبند کے ہم مسلک اور ایک ہی امام کے مقلد تھے یعنی کہ حنفی دیوبندی تھے اس کا اہل سنت علمائے دیوبند کی طرف سے تفصیلی اور ثقہ جواب تو یہی ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکذبین ۔ (القرآن)

اور یہ حقیقت ہے کہ بوجہ جھوٹ بولنے کے رضاخانی موئف کے چہرے پر نحوست اور بدقماشی کے آثار نمایاں طور پر نظر آتے ہیں اس ذات شریف کے چہرے پر حق تعالیٰ شانہ کی اس قدر پھٹکار و لعنت برس رہی ہے کہ ناواقف آدمی بھی اس شاطر انسان کا چہرہ دیکھے تو وہ گواہی دینے پر مجبور ہو جائے گا کہ یہ چہرہ کسی مفتری و کذاب کا ہے بلکہ اپنے وقت کی مسیلمہ کذاب کا ہے جیسا کہ اس نے اپنی تالیف میں مودودی صاحب کے جاری کردہ رسالہ ترجمان القرآن جمادی الآخر ۱۳۷۴ء کے حوالہ سے یہ تحریر کیا ہے کہ جولوگ پاکستان کی مخالفت کرتے تھے جب یہ کہتے تھے کہ یہ محض فریب ہے سیاسی چال ہے تو کیا وہ غلط تھے۔ (بلفظ دیوبندی مذہب ص ۳۴)

نوٹ:- یہی حوالہ اسی کتاب کے ص ۲۶۶، ۲۹۱ پر بھی نقل کیا ہے۔

علاوہ ازیں! ہم آئندہ اوراق پر وہ عبارات بھی پیش کریں گے جو رضاخانی موئف نے مودودی صاحب کی عبارات اہلسنت و جماعت علماء دیوبند غلط طور پر منسوب کہیں ہیں جن کا اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کے ساتھ قطعاً کوئی واسطہ تک نہیں اور اہل سنت علمائے دیوبند بھی مودودی صاحب کی عبارات کو کفریہ وگستاخانہ ہی سمجھتے ہیں اور مودودی عقائد کو اہل سنت علمائے دیوبند گمراہ کن عقائد سمجھتے ہیں اور رضاخانی مؤلف کا دل ودماغ شیطانی چالوں کا اس قدر مرکز بن چکا ہے کہ خواہ مخواہ ایک ضال و مضل کو علمائے اہل سنت دیوبند میں شمار کیا ہے اور اپنی ہی کتاب کے صفحہ ۸۸ پر علمائے دیوبند کا مودودی کے خلاف فتویٰ نقل کر رہے ہیں۔ملاحظہ فرمائیں۔

مفتی اعظم سہارنپوری کا فتویٰ

یہ جماعت (اسلامی مودودی) اپنے اسلاف (یعنی مرزائی) سے بھی مسلمانوں کے دین کے لئے زیادہ ضرر رساں ہے۔ کشف حقیقت ص ۸۸۔ (بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۸۸)

(مفتی اعظم سہارن پور حضرت مولانا مفتی سعید احمد سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ)

2) امام الاولیاء مقدام المفسرین حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ بھی اس نے اپنی کتاب کے صفحہ ۸۸ پر ہی نقل کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علیؒ لاہوری دیوبندی کا فتویٰ

مودودی صاحب کے متعلق فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایسے شخص کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین ہے۔ حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضی کے اسباب ص ۱۱۵۔

(بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۸۸)

نوٹ: اب اس سب کچھ کے بعد بھی رضا خانی مؤلف نے مودودی صاحب کو حنفی دیوبندی لکھا ہے اور مودودی صاحب کے عقائد ملعونہ کو اہل سنت علمائے دیوبند کی طرف منسوب کیا ہے۔ ہمیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب اس نے کتاب مرتب کی تو اس وقت یہ حالت سکر میں تھا کہ جب اہل سنت علمائے دیوبند کے واضح فتویٰ مودودی کے گمراہ ہونے کے بارے میں موجود ہیں تو پھر مودودی صاحب کو گھسیٹ کر اہل سنت حنفی دیوبندیوں کی صف میں لا کھڑا کرنا کافرانہ طرز عمل نہیں تو اور کیا ہے۔ حالانکہ رضا خانی مؤلف نے اپنی ہی کتاب کے ص ۸۸، ۸۹ پر ہی مودودی ہی کے خلاف ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دار العلوم اسلامیہ دیوبند سے جاری ہونے والا تفصیلی فتویٰ نقل کرتے ہیں۔

مفتی اعظمؒ دار العلوم دیوبند کا فتویٰ

چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ جو جماعت علامہ مودودی کی جماعت اسلامی ہے۔ ان کی کتابیں پڑھنی چاہئیں یا نہیں؟ اور ان پر عمل کرنا چاہیے یا نہیں؟ اور جو بہت سے آدمی یہ کہتے ہیں کہ یہ جماعت علمائے دیوبند کے خلاف ہے تو وہ باتیں کون سی ہیں جو ہمارے خلاف ہیں وہ ہمیں بھی بتلا دیجئے۔ تا کہ ہم لوگ بھی اس سے بچیں۔؟ بینوا توجروا.

حافظ ظہیر احمد پیش امام مسجد دربار والی قصبہ شاہ پور ضلع مظفر نگر۔ یوپی۔ (۱۳۔ مارچ ۱۹۵۱)

الجواب: اس جماعت کی کتابیں عوام کو نہ پڑھنی چاہئیں اور نہ جماعت میں داخل ہونا چاہیے۔ مودودی صاحب کے مضامین اور کتابوں میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو اہل سنت و جماعت کے خلاف ہیں۔ صحابہ کرامؓ اور ائمہ مجتہدینؒ کے متعلق ان کا اچھا خیال نہیں ہے احادیث کے سلسلہ میں بھی ان کے خیالات ٹھیک نہیں ہیں۔ بے عمل مسلمانوں کو بھی وہ مسلمان نہیں سمجھتے ہیں۔ غرض بہت سی باتیں ہیں جو خلاف ہیں۔ اسلیئے مسلمانوں کو اس جماعت سے علیحدہ رہنا چاہیے۔

(کتبہ السید مہدی حسن غفر لہ ۱۴،۶/۷ھ بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۹۹)

افسوس ہے کہ میں ضیق وقت سے مجبور ہوں، ورنہ اہل اسلام کے سامنے پیش کرتا جوز ہر کہ اس جماعت "اسلامی" کی جانب سے شہد میں ملا کر مسلمان کے سامنے لایا گیا ہے۔ اس لیے بالاختصار اس قدر عرض کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہ جماعت اپنے اسلام یعنی مرزائیوں سے بھی مسلمانوں کے دین کے لیے زیادہ ضرر رساں ہے۔

(محمد اعزاز علی امروہی غفر لہ مفتی دیوبند ۱۹ جمادی الثانیہ ۱۳۷۰ھ)

المؤید فخر الحسن غفرلہ مدرس دار العلوم دیو بند

کشف حقیقت مطبوعہ دیو بند ص ۸۸ بلفظہ دیو بندی مذہب ص ۸۸۔۸۹

امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

مودودی مبتدع اور ملحد زندیق ہے۔حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب ص (بلفظہ دیو بندی مذہب ص ۸۹)

۱۴۔ میری سمجھ میں ان تیس دجالوں میں ایک مودودی ہے۔(حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب ص ۹۸۔بلفظہ دیو بندی مذہب ص ۸۹)

دھوکہ منڈی کے تاجر کا ایک عظیم دھوکہ

رضا خانی مؤلف غلام مہر علی بریلوی چونکہ دھوکہ بازی وعیاری وفریب کاری اور کذب بیانی میں اپنی مثال آپ ہیں۔اس دو پاؤں والے جانور نے عامۃ المسلمین کو اہل سنت و جماعت علمائے دیو بند کثر اللہ تعالیٰ جماعتھم سے متنفر کرنے اور ان کی علمی شہرت اور خداداد صلاحیت کو نقصان پہنچانے کے لئے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی انتھک کوشش کرتے ہوئے ایک عظیم دھوکہ دیا کہ اپنی تالیف میں مولوی عامر عثمانی مودودی کا رسالہ ماہنامہ تجلی دیو بند کی عبارات اور تجلی دیو بند کے حوالہ سے مولوی مودودی کے رسالہ ترجمان القرآن اور اس کے علاوہ جو مودودی مذہب کے کتب و رسائل ہیں ان کو اہل سنت و جماعت علماء دیو بند کی طرف سے منسوب کر کے خود ساختہ اور جعلی من گھڑت کی عبارات اور کچھ عبارات کو مولوی عامر عثمانی مودودی نے قطع برید اور سیاق وسباق سے علیحدہ کر کے پیش کیں۔رضا خانی مؤلف غلام مہر علی نے ان تمام عبارات اور حوالہ جات کو اپنی کتاب دیو بندی مذہب کا علمی محاسبہ میں مزید بد دیانتی اور خیانت اور قطع برید اور سیاق وسباق سے علیحدہ کر کے اور ملمع سازی کا فریضہ سرانجام دیتے

ہوئے ان عبارات کو تحریر کیا جن میں سے چند عبارات بطور نمونہ کے ہم قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔اب ملاحظہ فرمائیں گے۔اس کے ساتھ ساتھ مودودی صاحب کی گستاخانہ کفریہ عبارات کو یعنی کہ وہ عقائد ملعونہ وخبیثہ اور وہ باطل نظریات جو جہنم میں پہچانے والے ہیں وہ عبارات جو خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور اولیاء کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ کی توہین و تنقیص و گستاخی پر مبنی تھیں تمام کی تمام اہل سنت و جماعت علمائے دیو بند کی طرف منسوب کر دیں اور مودودی صاحب کے نام کے ساتھ لفظ دیو بندی بھی لکھ دیا تا کہ عوام الناس کو مزید دھوکے پہ دھوکہ دیا جا سکے کہ مودودی صاحب بھی دیو بندی ہی ہیں اور اہل سنت و جماعت کے ہم مسلک اور ایک ہی امام کے مقلد ہیں یعنی کہ حنفی دیو بندی ہیں اس کا اہل سنت علماء دیو بند کی طرف سے تفصیلی اور ثقہ جواب تو یہی ہے کہ جھوٹے پر اللہ کی لعنت ہو۔

نیز رضا خانی مؤلف نے اپنی ہی کتاب کے ص ۹۰ پر مودودی صاحب کا وہ نجس فتوی جو اہل سنت و جماعت علمائے دیو بند کی صحیح اور بے غبار تصنیفات جو اسلامی عقائد پر مبنی ہیں،ان کے خلاف صادر ہوا۔ بایں الفاظ نقل کرتے ہیں۔ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی مودودی کا غلط فتویٰ

اگر حالات کا جائزہ لینے اور تاریخی واقعات بیان کرنے سے کسی اور کی توہین ہو جاتی ہے تو اس ارتکاب توہین سے کون بچا ہے۔ایں گناہیست کہ در شہر شما (دیو بند) نیز کنند۔(جائزہ ص ۴۰)

2۔ مولانا اسماعیل شہیدؒ کی تقویۃ الایمان وغیرہ پر کیوں نہ نظر ثانی کرائی۔اور جب دیو بندیوں کے خلاف امکان کذب باری وغیرہ پر کُفر کے فتویٰ نکلے تھے تو کیوں نہ اکابر دیو بند کی کتابیں ایک کمیٹی کے حوالہ کی گئیں جس میں بریلی کو پچاس فی صد نمائندگی ہوتی۔(ترجمان القرآن ص ۳۰)(از مودودی)

(بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۹۱)

فتوے مذکورہ کے علاوہ محمد امین احسن اصلاحی مودودی بھی اپنے مودودی پیشوا کی تقلید میں اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کے خلاف بایں الفاظ زہر اگلتے میں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی امین احسن مودودی اصلاحی کی یاوہ گوئی

ان کو مطمئن کرنے کی صورت تو صرف یہ تھی کہ ترجیح الراجح کی تیاری میں مولانا احمد رضا خاں صاحب مرحوم (بریلوی) کو بھی برابر کا حصہ ملتا ترجمان القرآن ص ۳۰، ۱۳۷۱ھ۔

(بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۹۱)

الغرض انہوں (مودودی صاحب) نے جب سے قرطاس وقلم کا مشغلہ اختیار کیا ہے ان کو اپنے گردوپیش سے ایک چومکھیا لڑائی لڑنی پڑی ہے۔ حنفی اور اہلحدیث دیوبندی اور بریلوی صوفی اور ملا مقلد اور غیر مقلد شیعہ وقادیانی منکر حدیث اور منکر شریعت نیشلسٹ اور کیمونیسٹ کانگریسی اور مسلم لیگی غرض کوئی ایسا نہیں جن پر ان کو تنقید نہ کرنی پڑی ہو اور وہ ان کے لٹریچر کے کسی نہ کسی حصہ سے بیزار نہ ہوں۔

(ترجمان القرآن صفر ۱۳۷۱ھ) (بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۹۱)

اب مولوی عامر عثمانی مودودی جو کہ مودودی مذہب سے وابستہ تھے اور مودودی عقائد پر پختگی سے عمل پیرا تھے اور مولوی عامر عثمانی مودودی کو اپنا پیشوا اور مقتدا سمجھتے تھے اور مودودی عقائد کو ہی دین اسلام اور اپنے لیے توشۂ آخرت سمجھتے تھے اور تمام زندگی مودودی عقائد کی نشر واشاعت میں لگے رہے اور مودودی صاحب کو خوش کرنے کے لئے تمام زندگی اپنے اساتذہ کرام اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کے خلاف زہر اگلتے رہے یعنی کہ جس کشتی میں سفر کیا۔ اسی کو سوراخ کیا اور جن اساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے تمام اساتذہ کرام کی شان میں گستاخیاں کرتا رہا اور ان

کی شان میں اپنے رسالہ تجلی دیوبند میں جو کچھ تحریر کیا کہ جسے پڑھ کر شرم وحیا بھی سر پیٹ اٹھتی ہے اور اپنے رسالہ تجلی دیوبند میں اہلسنت وجماعت اولیاء کرام محدثین دیوبند کے خلاف انسانیت سوز زبان استعمال کی گئی انشاء اللہ جس کا خمیازہ مرنے کے بعد چکھنا پڑے گا، تو معلوم ہوگا، کاش کہ ایک ضال ومضل کی تقلید میں اولیاء کرام محدثین دیوبند کی شان میں توہین وتنقیص اور گستاخیاں نہ کیں ہوتیں۔ حشر کے دن مولوی عامر عثمانی مودودی جو کہ منکر حدیث پرویزی عقائد سے بھی متاثر تھا اور دلائل وشواہد سے یہ بات ثابت ہے کہ مولوی عامر عثمانی مودودی ہونے کے باوجود پرویزی بھی تھا۔ یعنی کہ منکر حدیث بھی تھا۔ یہ الزام نہیں، بلکہ حقیقت بیان کر رہا ہوں اور جو کوئی مولوی عامر عثمانی مودودی کو ضال ومضل نہیں سمجھتا۔ وہ خود گمراہ ہے اور جو کوئی مودودی عقائد رکھتا ہو یا مودودی عقائد کو اچھا سمجھتا ہو وہ بھی گمراہ ہے۔

اور مولوی عامر عثمانی پر حق تعالٰی کا ایسا غضب اور ناراضگی تھی کہ جن اساتذہ کرام محدثین دیوبند سے حدیث کا درس لیا۔ پھر تمام زندگی انہی کے خلاف زہر اگلتے رہے اور اپنے اساتذہ کرام کے بارے میں اپنے رسالہ تجلی میں توہین وتنقیص وبدتمیزی کا طوفان برپا کرتے رہے۔ جیسا کہ اپنے رسالہ تجلی دیوبند اگست ودسمبر ص ۴۲، ۱۹۵۷ء میں یوں لب کشائی فرماتے ہیں۔

مولوی عامر عثمانی مودودی کی بدتمیزی

میں صاف صاف کہتا ہوں کہ ان علمائے دیوبند کی بظاہر قابل اعتراض غلو آمیز اور وحشت آفرین تحریروں میں بھی نہ صرف یہ کہ الفاظ واسلوب کے لحاظ سے ہی بہت ایسے ٹکڑے ہیں جنہیں فرق مراتب کے ساتھ قابل اصلاح اور قابل ترمیم اور لائق حذف کہا جا سکتا ہے بلکہ معنوی اعتبار سے بھی کتنے ہی ٹکڑے لائق نظر ہیں (بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۹۱)

علاوہ ازیں! یوں لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا مدنی ارشاد فرمائیں کہ انہوں نے بڑے بڑے علماء

حق کی پیروی میں کہاں تک اہل حق کا فریضہ سرانجام دیا ہے اور اکابر دیوبند کی غلطیوں سے رجوع کرنے میں کہاں تک خلوص اللّٰہیت سے کام لیا ہے (تجلی دیوبند فروری مارچ ۱۹۵۷ء ص ۷۵)

(بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۹۱)

مولوی مودودی صاحب کے چند خیالات

چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

یہ رہبانہ جاہلیت انسانی جماعت کے نیک اور پاک باز افراد کو دنیا کے کاروبار سے ہٹا کر گوشہ عزلت میں لے جاتی ہے اس ذہنیت نے انبیاء کی امتوں میں سے ایک گروہ کو مراقبہ ومکاشفہ چلہ کشی و ریاضت درود وظائف احزاب اعمال سیر مقامات اور حقیقت کی فلسفیانہ تعبیروں کے چکر میں ڈال دیا۔

(تجدید احیائے دین ص ۱۶ مطبوعہ پٹھان کوٹ)

جاہل تو میں بھی اپنی تاریخ کے بڑے بڑے واقعات کی یاد میلوں ٹھیلوں اور جلوسوں سے مناتی ہیں اگر تم نے بھی (عید میلاد) ان میلوں اور تہواروں کی نقل اتاری تو جیسے وہ ہیں ویسے ہی تم بھی بن کر رہ جاؤ گے۔ (ایشیا مودودی سیرت نمبر ۳۰، اکتوبر ۱۹۵۵ء ص ۲۹ بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۴۴۱)

لاہور ۲۹ اکتوبر آج ملک کے طول وعرض میں مسلمانوں نے اللہ کے آخری نبی حضرت محمد علی اللہ علیہ کا یوم میلاد بڑی سنجیدگی متانت اور تزک واحتشام سے منایا گیا جگہ جگہ جلسے منعقد ہوئے جلوس نکالے گئے اور رات کے وقت چراغاں کیا گیا ایک ایک شہر میں کئی کئی مقامات پر نعت خوانی کی مجلسیں منعقد کی گئیں اور اہم بازاروں کو جھنڈیوں سے آراستہ کیا گیا۔

اخبار تسنیم مودودی مذہب مراکش نمبر ۱۳۱ اکتوبر ۱۹۵۵ء ص ۴ (بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۴۴۱)

مودودی اصطلاح میں جہالت کا معنی کفر اور جاہل کا معنیٰ کافر ہے تجدید احیائے دین ص ۷

(بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۴۴۱)

مولوی عامر عثمانی مودودی کا اپنے اساتذہ کرام اور ان کی تصنیفات سے لاتعلقی کا اظہار صراط مستقیم، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، رسالہ الامداد اور مرثیہ محمود الحسن نامی کتابوں کے مصنفین اور علماء دیوبند کا عقیدت مند ہوں لیکن ان کی عبارات میرے دل کو نہیں لگ سکی ہیں۔

رسالہ تجلی دیوبند اگست دسمبر ۱۹۵۷ء (بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۴۵۸)

نوٹ: مندرجہ بالا عبارت کو مولوی عامر عثمانی مودودی نے شیخ المحدثین حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ محدث کاندھلوی رحمتہ اللہ علیہ کی ایسی کوئی عبارت ہرگز منقول نہیں یہ مولوی عامر عثمانی مودودی کی خود ساختہ عبارت ہے اور محدث کاندھلوی رحمتہ اللہ علیہ اکابر دیوبند کی تمام عبارات کو صحیح ودرست اور بے غبار مانتے ہیں مندرجہ بالا لایعنی عبارت مولوی عامر عثمانی مودودی کی اپنی اختراع ہے۔

ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ نہ صرف الشہاب ثاقب کا انداز تحریر واقعی غیر محمود لائق اجتناب ہے بلکہ اور بھی بزرگوں سے کہیں از راہ بشریت الفاظ وانداز کی ایسی لغزشیں ہوگئی ہیں کہ انہیں قابل اصلاح کہنا چاہیے۔ (رسالہ تجلی دیوبند فروری مارچ ۱۹۵۹ء ص ۸۴، بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۴۵۸)

نیز مولوی عامر عثمانی مودودی پرویزی امام الاولیاء مقدام المفسرین حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف یوں بدزبانی کرتے ہیں۔ چنانچہ ناشائستہ الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی عامر عثمانی کی یاوہ گوئی

بقول شخصے گوبر کھائے تو ہاتھی کا کھائے جو پیٹ بھر کے بچ بھی رہے اسی مقولہ پر ان صاحب (مولوی احمد علی) نے عمل کیا ہے۔ چنانچہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اپنے لیے تو بقلم خود حضرت مولانا

صاحب نے رقم فرمایا گیا ہے۔ مگر مولانا مودودی کے لئے کوئی القاب آداب نہیں۔ گویا حضور تو پیران پیر ہیں اور مولانا مودودی طفل مکتب۔ یہی وہ خود پسندی ہے۔ جسے مقدس فرعونیت کا نام دیا جا سکتا ہے۔

(رسالہ تجلی دیوبند جنوری ۱۹۵۷ء ص ۲۷) (بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۹۲)

قارئین کرام! ذرا سوچیں کہ عامر عثمانی مودودی پرویزی نے بھی اپنے پیشوا مودودی کی ذات شریف کی طرح مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی طرف داری میں سر دھڑ کی بازی لگا دی اور جس طرح مودودی صاحب اپنی تحریروں کی روشنی میں آلہ حضرت بریلوی کی وکالت کرتے رہے اور آلہ حضرت بریلوی کی وکالت میں اس قدر غرق ہوئے کہ اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہوئے تو اسی طرح مودودی صاحب کا اندھا مقلد جو منکر حدیث بھی ہے جیسا کہ مولوی عامر عثمانی مودودی نے اس مسئلہ پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے کہ رجم شرعی حد نہیں ہے۔ یعنی کہ عامر عثمانی وہ مکروہ شخصیت ہے کہ اس بدنصیب شخص نے اپنے رسالہ تجلی دیوبند میں امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف جب زبان نکالی تو منہ سے غلاظت ہی نکلی اور ان اولیاء کرام، محدثین عظامؒ کے پاک اور صاف دامن کو مودودیت اور پرویزیت کے ناپاک جراثیم سے داغدار کرنے کے رقیق حملے کرتا رہا اور ان کے علاوہ بقیہ اولیاء اکرام محدثین دیوبند کے بارے میں بھی ناشائستہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔ سچ ہے کہ:

بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

رضا خانی مؤلف نے تجلی دیوبند کے حوالے نقل کرنے سے عوام کو یہ تاثر دینے کی غلط حرکت کی کہ یہ رسالہ تجلی دیوبند ایشیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم اسلامیہ دیوبند سے نکلتا تھا۔ حالانکہ یہ بھی سراسر غلط اور کذب بیانی ہے۔ بلکہ دیوبند شہر سے نکلتا تھا اور دیوبند شہر بھارت کا ایک بہت بڑا قصبہ تھا جو اب تو بہت بڑا شہر بن چکا ہے، اور یہ رسالہ مولوی عثمانی مودودی پرویزی وہاں سے نکالتا تھا اور یہ رسالہ

عامر عثمانی مودودی نے اپنے پیشوا مودودی صاحب کے اشارے سے جاری کیا تھا۔ حضرات گرامی خود فیصلہ کریں۔ عامر عثمانی مودودی نے اپنی ملعون تحریریں اور جو ناشائستہ الفاظ اولیاء کرام اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کی طرف منسوب کیے۔ ان کو پڑھ کر بھی کوئی باہوش آدمی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ عامر عثمانی مودودی حنفی دیوبندی ہیں۔ ہرگز نہیں اور یقیناً نہیں اور اس کا تعلق علمائے احناف دیوبند سے ہے۔ قطعاً نہیں اور جو اکابر دیوبند کے خلاف زبان کھولے گا وہ قطعاً حنفی دیوبندی نہیں کہلا سکتا بلکہ شتر بے مہار تو کہلا سکتا ہے۔ جیسا کہ گزشتہ حوالوں میں آپ نے بغور پڑھا کہ مولوی عامر عثمانی مودودی نے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور امام الاولیا و مقدام المفسرین حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے جو غلیظ الفاظ استعمال کیے ہیں کیا ایسا شخص حنفی دیوبندی تو کیا ایک عام آدمی بھی کہلوانے کا مستحق نہیں۔ بلکہ قرآن کی رو سے ایسا شخص جانوروں سے بھی بدتر ہے اور یہ نہیں مودودی صاحب اپنی تحریروں کی روشنی میں مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا مقلد ہونا ہی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ تب ہی تو اپنی تحریروں میں اچھا سمجھا اور لکھا ہے اور جو صحیح معنوں میں علماء حق کی شان میں گستاخیاں کیں ہیں اور امین احسن اصلاحی مودودی بھی اپنے پیشوا مودودی کی تقلید میں مولوی احمد رضا خاں بریلوی کو ترجمان القرآن کے ایک مضمون میں مرحوم لکھا ہے۔ اور اس کی مدح سرائی کی حقیقت یہ ہے کہ آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی قرآن و حدیث کی رو سے ملعون ہے اور ملعون کو مرحوم لکھنے والا خود ملعون ہے اور احمد رضا خاں بریلوی کی تحریروں کو اچھا سمجھنے والا بہت بڑا گمراہ ہے۔ اور واضح ہو کہ جس طرح مودودی اپنے عقائد اور تحریروں کی روشنی میں گمراہ ہے ایسے ہی مودودی عقائد و نظریات کو اچھا سمجھنے والا بھی گمراہ ہے۔ رضا خانی مولف نے اپنی کتاب میں مودودی صاحب کو حنفی دیوبندی لکھا ہے۔ لیکن ساتھ ہی مودودی صاحب کا فتویٰ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بھی نقل کیا۔ اب مودودی کے مقلد کی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بزبانی ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی عامر عثمانی مودودی کا جاہلانہ تصور

لیبل اور جسم کے اعتبار سے بے شک مولوی احمد علی صاحب مولوی ہیں۔ لیکن روح ان کی مولوی نہیں ہے۔ ثبوت متعدد ہیں یہ دیکھیے کہ کیا یہ انداز تحقیر بھٹیار خانوں اور زنان خانوں کے علاوہ بھی کس سنجیدہ وثقہ دائرے میں مل سکتا ہے کہ کیا کوئی سچ مچ کا مولوی ایسی گھٹیا بات کر سکتا ہے۔

ماہنامہ تجلی دیو بند ص ۳۰، ۱۹۵۷ء (بلفظہ دیو بندی مذہب ص ۹۳)

حضرات گرامی مندرجہ بالا فتویٰ سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ ایسا آدمی جو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف زبان درازی کرے پھر ایسے شخص کو گھسیٹ کر حنفی دیو بندی علماء میں شامل کرنا، یہ کہاں کی شرافت و دیانت ہے اور جو کوئی اولیاء کرام محدثین دیو بند کے خلاف زبان درازی کرے۔ ان کی شان میں گستاخی کرے یعنی کہ توہین و تنقیص کرے ان کی عزت کو داغدار کر کے ان کے دامن کو موذی جراثیم سے گندہ کرے وہ حنفی دیو بندی تو درکنار وہ تو جانوروں سے بھی بدتر ہے اور رضا خانی مؤلف بھی عجب تماشہ ہے کہ ایک طرف تو مودودی صاحب کو حنفی دیو بندی علماء میں شمار کرتا ہے اور دوسری طرف اپنی ہی کتاب میں جس جگہ پر سب کچھ نقل کرتے ہیں اور اہل حق حنفی دیو بندیوں کا فتویٰ جو مودودی صاحب کی عبارات کفریہ ملعونہ اور عقائد خبیثہ کے خلاف صادر ہوا وہ بھی نقل کیا۔ یعنی کہ مودودی صاحب کا فتوی اہل سنت و جماعت علماء دیو بند کے خلاف اور اہل سنت علمائے حق کا فتوی مودودی صاحب کے خلاف نقل کیا اور پھر ان دونوں کو ایک بھی کہتے ہیں اور علیحدہ بھی شمار کرتے ہیں، ہمیں تو یہ باتیں بریلی شریف کی منطق معلوم ہوتی ہیں۔ یہ وہ منطق ہے جس کو اعلیٰ حضرت بانس بریلی کے طہارت خانوں میں بیٹھ کر پڑھایا کرتے تھے اور یہی منطق رضا خانی مؤلف کو اعلیٰ حضرت بریلوی سے وراثت میں ملی ہے اور اکابر اہل سنت و جماعت علمائے دیو بند نے مودودی صاحب کے بارے میں فتویٰ جاری کر دیا کہ مودودی

صاحب اپنے عقائد ونظریات کی روشنی میں بے دین و بد مذہب گمراہ ہے اور اس کا وجود دین اسلام کے لئے ضرر رساں ہے تو پھر ایسے شخص کو حنفی دیو بندیوں کے ساتھ ملانا بہت بڑی جہالت وحماقت وشیطنت اور ناپاک جسارت ہے۔

مولوی عامر عثمانی مودودی کی کذب بیانی

مودودی عامر عثمانی مودودی پرویزی نے امام الاولیاء مقدام المفسرین حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا ہے اور جھوٹ بولنے میں مسیلمہ کذاب کو بھی مات کر گئے۔ چنانچہ رقمطراز ہیں۔

لاہور کے ایک مولوی (احمد علی) کا خیال ہے کہ شیطان کو حضرت آدم کے لئے حکم سجدہ دینے میں اللہ سے بھول ہوئی اور دوسری بھول یہ ہوئی کہ شیطان نے جب لمبی عمر مانگی تو عطا فرما دی اس کے علاوہ ان مولوی صاحب کا دعوے ہے کہ قرآن وحدیث کو جتنا صحیح میں نے سمجھا گذشتہ بارہ سو سال میں کسی نے نہیں سمجھا اور یہ (احمد علی) اپنے مریدوں کو چپکے سے تعلیم دیتے ہیں کہ میری پیروی کرتے رہو تو، جنت میں سب سے اچھی بلڈنگیں دلاؤں گا۔ میرا مقام جنت نعیم میں سب سے اوپر انبیاء کی صف میں ہے ان مولوی صاحب نے مجھے (یعنی میرے پیر کو) ایک خط لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالمی امور کے انتظام وانصرام میں مجھ سے مشورہ لیتے ہیں اور فجر وعشاء کی نماز میں اکثر بیت اللہ یا مسجد نبوی میں پڑھتا ہوں ایک اور خط میں انہوں نے مجھے لکھا کہ تو بھی میرا مرید ہو جا، پھر دیکھ عرش وکرسی سب دکھاتا ہوں۔ یہ قطبیت مجھ پر ختم ہے میرے مرتے ہی قیامت آجائے گی ان مولوی احمد علی صاحب کی ایک کتاب ہے بسلسلہ السلوک ان میں ص ۹۸ پر انہوں نے لکھا ہے کہ سن پچاس ہجری کے بعد قرآن وسنت کو صرف میں نے سمجھا ہے اور سارے مفسرین ومحدثین جھگ مارتے رہے ہیں۔ ص ۲۰۴ میں اللہ ہوں اور

اللہ میں میں مجھ میں منصور ہے اور میں منصور میں تجھ مجھ سے ہے اور میں تجھ سے اپنی ایک اور کتاب وحی والہام میں ص ۴۲۹ پر لکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اصل میں تو نبی ہی تھے لیکن میں نے اس کی نبوت کشید کر لی اور نبوت اب مجھے وحی کی منفعتوں سے نوازتی ہے

(رسالہ ماہنامہ تجلی دیوبند جنوری ص ۲۱، ۱۹۵۷ء) (بلفظ دیوبندی مذہب ص ۹۲)

نوٹ: یہی من گھڑت حوالہ رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے ص ۱۰۸، ۳۹۴، ۳۸۸، ۳۹۷ پر بھی نقل کیا ہے۔

حضرات گرامی! مندرجہ بالا عبارت اوّل تا آخر کذب بیانی دافتراء پر مبنی اور جھوٹ کا پلندہ ہے اور عبارت کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف جھوٹ پر مبنی ہے کیونکہ عبارت مذکور نقل کرنے میں جن کُتب کا حوالہ دیا گیا ہے ان میں سے کوئی بھی حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہی نہیں اور یہ کتابیں نمبرا سلسلۃ السلوک اور کتاب وحی الہام ان دونوں میں سے کوئی کتاب بھی حضرت مولانا احمد علی لاہوری کی قطعاً نہیں ہے بلکہ یہ دونوں کتابیں جعلی طور پر حضرت لاہوریؒ کی طرف منسوب کی گئی ہیں اور ظاہر ہے کہ جب کتابیں جعلی ہیں تو عبارت کیسے صحیح ہوگی۔ اور اگر کوئی رضا خانی بریلوی یہ دونوں کتابیں حضرت لاہوریؒ کی ثابت کردے تو منہ مانگا انعام پائے گا۔ بلکہ اور تا آخر تمام کی تمام عبارت جعلی ہے اور اگر کوئی بریلوی مذکور کتب اور حوالہ حضرت کا ثابت کردے تو منہ مانگا انعام حاصل کرے صاف ظاہر ہے کہ عامر عثمانی مودودی پرویزی نے اپنے ہی رسالہ تجلی دیوبند میں اپنی اختراع سے ایک من گھڑت مضمون حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر دیا اس نے سوچا وہ بزرگ گوشہ نشین انسان ہیں انہوں نے کونسی چھان بین کرنی ہے ان کی طرف جو چاہوں منسوب کر دوں اصل بات یہ ہے کہ عامر عثمانی مودودی پرویزی کو شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور امام الاولیاء، مقدام المفسرین حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے اس لیے بغض

وعناد تھا کہ دونوں بزرگ خاص کر جماعت اسلامی یعنی کہ مودودی صاحب کی جماعت کے سخت خلاف تھے، چونکہ عامر عثمانی بھی مودودیت اور پرویزیت کے گیت گاتا اور جماعت اسلامی کا وظیفہ خوار تھا اس لیے یہ بے چارہ مودودی اور مودودی جماعت کی مخالفت کو برداشت نہ کر سکا اور اپنی نمک حلالی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے رسالہ میں تمام زندگی ان بزرگوں کے خلاف بلکہ تمام علماء دیوبند کے خلاف آئے دن نئے نئے من گھڑت مضامین چھاپنے شروع کر دیئے اور رسالہ میں ایسے ایسے مضامین شائع کر دیئے کہ جن کا اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند کو وہم تک نہ ہوتا یعنی کہ مولوی عامر عثمانی مودودی اہلسنت علمائے دیوبند کے لئے آستین کا سانپ ثابت ہوا اور دوسری وجہ بغض وعناد کی یہ ہے کہ جب عامر عثمانی دارالعلوم دیوبند میں زیر تعلیم تھے تو یہ بے چارے غبی تھے یعنی کہ زیادہ ہوشیار نہ تھے کہ درس نظامی کی کتابیں پڑھا سکتے۔ تو اساتذہ کرام کو ہر ہر طالب علم کے بارے میں بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ فلاں طالب علم کتنا ذہین اور ہوشیار ہے اور کتنا کند ذہن ہے فراغت کے بعد عامر عثمانی صاحب دارالعلوم دیوبند میں تدریس کے خواب دیکھنے لگے تو دارالعلوم دیوبند کے تمام اساتذہ نے کہا کہ ایسا طالب علم جو اسباق پابندی سے نہیں پڑھتا رہا اور تعلیمی سلسلہ میں کمزور رہا ہے ایسے کو اس دارالعلوم میں کیسے مدرس رکھ لیا جائے تو تمام کے تمام اساتذہ کرام کو اس کی نااہلی کا یقین کامل تھا کہ یہ آدمی کتابیں یقیناً نہیں پڑھا سکتا تو جب اس کو تدریس نہ ملی تو اس ذات شریف نے تو اپنے غیض وغضب کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اہل وسنت و جماعت علماء دیوبند کے خلاف ہو گیا۔ تو پھر یہ مودودی صاحب کی گود میں چلا گیا، وہاں پرورش پاتا رہا آخر کار رسالہ تجلی دیوبند کا اجراء کیا۔ پھر اس نے اپنی انتقامی کاروائی کو یوں ٹھنڈا کیا کہ آئے دن من گھڑت مضامین اور واقعات شائع کر دیا کرے لیکن یہ سب کچھ ایسے ہوا کہ حق تعالیٰ نے اس کے بغض وعناد کی مرض کو اور بڑھا دیا، جیسا کہ اس قسم کی لوگوں کے متعلق قرآن کریم کا ارشاد ہے

فزادھم اللہ مرضا ولھم عذاب الیم بما کانوا یکذبون۔ پ ع ۲)

ترجمہ: ان کے دلوں میں بیماری ہے پھر اللہ نے ان کی بیماری بڑھادی اور انکے لیے دردناک
عذاب ہے اس لیے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

عامر عثمانی مودودی پرویزی نے تجلی دیوبند کے حوالوں سے جو کچھ بھی لکھا ہے بالکل افتراء ہی
افتراء لکھا ہے اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جو کتاب سلسلۃ السلوک کا حوالہ منسوب کیا وہ بھی
غلط ہے اور جب حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی بسلسلۃ السلوک کے نام سے کوئی تصنیف ہی نہیں فرضی
طور پر صفحہ نمبر بھی درج کر دیا ہے اور حوالہ بھی تحریر کر دیا اور حوالہ مذکورہ میں کتاب وحی والہام کا بھی حوالہ دیا
ہے۔ وہ کسی بدمذہب کی کتاب ہے یعنی کہ اوّل تا آخر جھوٹ ہی جھوٹ ہے ذرہ بھر صداقت کا نام ونشان
نہیں اولیاء کرام محدثین دیوبند کے ساتھ اس ذات شریف کے دل میں بغض وعناد کی اس قدر آگ بھڑک تی
رہی کہ یہ بے چارہ ان کی عزت وقار کو پامال کرنے کے لئے جو کسی بدمذہب کی کتاب سے حوالے تلاش
کرکے اور ان کو حاشیہ آرائی سے مزین کرکے پھر اولیائے کرام علمائے دیوبند کی طرف منسوب کر دیئے
اور جو کوئی اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے بغض وعناد اور دشمنی رکھتا ہے تو گویا اس نے حق تعالیٰ کی ذات کو
جنگ کا چیلنج کر دیا حدیث قدسی ہے۔

من عادلی ولیا فقد اذنتہ بالحرب (بخاری شریف)

"جو شخص میرے دلی کے ساتھ عداوت رکھے میں اس کو لڑائی کا اعلان کرتا ہوں"

رضا خانی مؤلف عامۃ المسلمین کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گئے۔ کہ رسالہ تجلی دیوبند کے
حوالے سے یعنی کہ لفظ دیوبند سے لوگوں کو دھوکہ دیا۔ حالانکہ دیوبند شہر بہت وسیع وعریض ہے اور اسی
میں دارالعلوم بھی واقع ہے۔ اب کیسے مان لیں کہ جو چیز بھی شہر دیوبند سے چھپنے لگے پھر اس کو ایشیاء کی
عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم کی طرف منسوب کر دیا جائے، یہ تو سراسر جہالت اور ظلم وستم وزیادتی ہے
۔ کیا ایک دن خدا تعالیٰ کے سامنے پیش نہیں ہونا؟ اور ہر بات کا جواب نہیں دینا ہوگا اور اس دن ہر ایک

اپنے کیے ہوئے کا مزہ نہیں چکھے گا؟ اور جو کچھ عمل کیا ہے اس کی سزا اور جزاء پائے گا۔ چاہے وہ چھوٹے
سے چھوٹا ہو چاہے بڑے سے بڑا ہو۔ جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یومئذ یصدر الناس اشتاتاً لیروا اعمالھم فمن یعمل مثقال ذرۃ
خیرا یرہ۔ و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔ (پ ۳۰)

ترجمہ: "اس دن لوگ مختلف حالتوں میں لوٹیں گے تا کہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں،
پھر جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا"

قارئین کرام رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب میں مودودی صاحب اور مقلدین مودودی کی
عبارت کو اہل سنت و جماعت علماء دیوبندی کی طرف نسبت کرنے میں جو فراڈ کھیلا اور ڈرامہ رچایا ہے، کہ
گستاخانہ وملعونہ عبارات کو اہل حق کی طرف منسوب کر دیا یہ درحقیقت علمی خیانت اور عبداللہ بن سبا یہودی
کی ترجمانی ہے۔ رضا خانی مولف کو معلوم ہونا چاہیے کہ جب اہل سنت علمائے حق دیوبند مودودی اور
مودودی عقائد رکھنے والے کو گمراہ اور گمراہ کن اور مذہب اسلام کے لئے ضرر رساں سمجھنے کے فتوے دے
چکے ہیں تو پھر کیونکر مودودی عقائد کو اہل حق دیوبند کی طرف منسوب کیا گیا اور مزید ستم بالائے ستم یہ ہے
کہ رضا خانی مؤلف نے مودودی عقائد نقل کرنے کے ساتھ لفظ دیوبندی بھی لگا دیا تا کہ عوام الناس اس
گمراہ مودودی کو بھی حنفی دیوبندی ہی سمجھنے لگیں حالانکہ یہ سراسر دھوکا اور کھلا فراڈ ہے کہ جس کا خمیازہ مرنے
کے بعد ضرور چکھنا پڑے گا اور ہمارے اکابر محدثین دیوبند مودودی عقائد رکھنے والے کو دین اسلام کے
لیے زہر قاتل سمجھتے ہیں حالانکہ اگر بنظر عمیق مودودی اور مودودی عقائد پر مبنی کتب کا مطالعہ کیا جائے تو یہ
بات واضح ہو جاتی ہے کہ درحقیقت مودودی بھی مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا ہی مقلد ہے جو اپنے وقت
کا دجال ہے جو اپنی اپنی تحریروں میں رضا خانی عقائد کی ترجمانی اور وکالت کرنے والا ہے اور مودودی
مولوی احمد رضا خاں کو اپنی تحریروں میں مرحوم لکھ چکے ہیں آلہ حضرت بریلوی کو مرحوم وہی لکھے گا جو اس

کے عقائد کے ساتھ متفق ہو ورنہ ایک ملعون کو مرحوم کہنا شریعت اسلامیہ کے ساتھ استہزاء ہے اب ہم قا رئین کرام کو وہ عبارات خبیثہ وملعونہ دگستاخانہ پیش کرتے ہیں جو رضا خانی مؤلف نے دجل وتلبیس سے کام لے کر اہل سنت و جماعت علماء دیوبندی کی طرف منسوب کیں ہیں اور پیش کرتے ہیں تا کہ اس دھوکہ منڈی کے تاجر کا عظیم دھوکہ قارئین کے سامنے آ سکے چنانچہ مودودی صاحب کی عبارت ملعونہ وخبیثہ ملا حظہ فرمائیں

اہل حدیث حنفی دیوبندی یہ امتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں الخ

(خطبات مودودی ص ۶ ۷ بلفظ دیوبندی مذہب ص ۸۲)

جاہلیت بمعنی کفر دیکھو۔تجدید واحیائے دین مودودی ص ۶ ۷ (بلفظ دیوبندی مذہب ص ۸۲)

مودودی صاحب نے لفظ جہالت استعمال کیا ہے اب دیکھئے کہ ان کے نزدیک جہالت کا کیا مقصود ہوتا ہے وہ لکھتے ہیں اسلام اور جہالت کی اصولی وتاریخی کش مکش کو اچھی طرح سمجھ لیا جاوے دیکھیے یہاں جاہلیت اسلام کے مقابلہ میں مذکور ہے جو کہ مودودی اصطلاح میں بمعنی کفر استعمال ہوتی ہے۔

(تجدید واحیائے دین ص ۶ ۷) (بلفظ دیوبندی مذہب ص ۸۷)

مولانا موصوف چند برس پہلے شاہ سعود آف سعودی عرب کے بارے میں فرماتے ہیں نالائق حکمران اپنے دین کے مرکز میں رہنے والوں کو ترقی دینے کی بجائے صدیوں سے گرانے کی پیہم کوشش کر تے رہے ہیں انہوں نے اہل عرب کو علم اخلاق تمدن غرض کہ ہر اعتبار سے پستی کی انتہا تک پہنچا کر چھوڑا ہے نتیجہ یہ ہے کہ وہ سرزمین جہاں سے کبھی اسلام کا نور تمام عالم میں پھیلا تھا آج اسی جاہلیت کے قریب پہنچ گئی ہے جس میں وہ اسلام سے پہلے مبتلا تھی اب نہ وہاں اسلام کا علم اور نہ اسلامی اخلاق ہے نہ اسلامی زندگی ہی بہت سے لوگ اپنا ایمان بڑھانے کی بجائے اُلٹا کھوآتے ہیں وہی پُرانی مہنیت گرمی جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کے بعد جاہلیت کے زمانہ میں کعبہ پر مسلط ہوگئی تھی اور جسے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے آ کر ختم کیا تھا پھر تازہ ہوگئی ہے۔حرمِ کعبہ کے منتظم اب پوری طرح مہنت بن کر بیٹھ گئے ہیں خدا کا گھر ان کے لئے جائداد بن گیا ہے اور اس گھر سے عقیدت رکھنے والوں کو آسامی سمجھتے ہیں مختلف ملکوں میں بڑی بڑی تنخواہیں پانے والے ایجنٹ مقرر ہیں تا کہ آسامیوں کو گھیر گھیر کر بھیجیں یہ بنارس اور ہردوار کے پنڈتوں کی سے حالت اس دین کے نام نہاد خدمت گزاروں اور مرکزی عبادت گاہ کے مجا وروں نے اختیار کر رکھی ہے جس نے مہنت گری کے کاروبار کی جڑ کاٹ دی ہے بھلا جہاں عبادت کر انے کا کام مزدوری اور تجارت بن گیا ہو جہاں عبادت گاہوں کو ذریعہ آمدنی بنالیا گیا ہو ایسی جگہ عبادت کی روح کہاں رہ سکتی ہے۔

(خطبات مولانا مودودی) طبع ہفتم ص ۱۹۵،۱۹۷) (بلفظ دیوبندی مذہب ص ۸۹،۹۰)

پہلے مودودی صاحب کے یہ خیالات تھے لیکن جب اس حاکم نے آپ کو اپنا زرخرید دوست بنالیا ہو تو آپ نے اپنے خیالات کو یکسر بدل دیا۔مولانا سعودی عرب گئے تو شاہ سعود کے دربار میں یوں گویا ہوئے ہم جلا الملک کو ان کے پاکستانی بھائیوں کا سلام پہنچاتے ہیں ہم جلالۃ الملک کو کتاب وسنت کا حامی سمجھتے ہیں اور انہیں پوری توقع ہے کہ جلالۃ الملک کے ہاتھوں اسلام از سرنو تازہ ہوا۔

(ایشیاء ۵ فروری ۱۹۶۲ء) (بلفظ دیوبندی مذہب ص ۹۰)

کیا آپ (دیوبندی مولوی) حضرات کی نظر کبھی اپنی کتابوں پر نہیں پڑی اگر آپ کو یہ مسائل معلوم ہیں تو آپ نے کبھی ان کے خلاف آواز اٹھائی ؟ آپ کو تو پہلی فرصت میں یہ مسائل • کفریہ) ان کتابوں سے کُھرچ دینے تھے تا کہ مسلمان گمراہ نہ ہوں لیکن آپ نے کبھی ادھر التفات ہی نہیں کیا محترم حضرات ذرا غور فکر فرمائیے آپ کس شغل میں منہمک ہیں مسلمانوں کو کس گڑھے میں دھکیل رہے ہیں اور پھر اپنے انجام پر بھی نگاہ رکھیئے ، آخر سب کچھ یہ دنیا کی چار دیواری ہی تو نہیں ایک ایک لفظ کا جواب دینے کا وقت آ رہا ہے اس وقت کیا گر گلو خلاصی کرانے کو سوچ رکھا ہے دُنیا والوں کو تاویلوں اور تحریفوں

سے دھوکا دیا جا سکتا ہے کیا خبیر ودانا کو بھی فریب دیا جا سکتا ہے۔

روزنامہ تسنیم لاہور اگست ۱۹۵۸ء مضمون مولوی غلام نبی مودودی۔

(ساکن فورٹ عباس ضلع بہاول نگر) (بلفظ دیوبندی مذہب ص۹۲، ۹۳)

بہر حال ہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ اللہ کے نبی کی قوت باہ کا حساب لگانا مذاق سلیم پر بھی بارگراں ہے الخ

تفہیمات مودودی ص ۳۲۷ مطبوعہ پٹھان کوٹ (بلفظ دیوبندی مذہب ص ۱۲۱)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرب میں جو کامیابی حاصل ہوئی اور جس کے اثرات تھوڑی ہی مدت گزرنے کے بعد دریائے سندھ سے لے کر اٹلانٹک کے ساحل تک دنیا کے ایک بڑے حصے نے محسوس کر لیے اس کی وجہ یہی تو تھی کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی مواد مل گیا تھا۔ جس کے کیریکٹر کی زبردست طاقت موجود تھی اگر خدانخواستہ آپ کو بودے کم ہمت ضعیف الارادہ اور ناقابل اعتماد لوگوں کو بھیڑ مل جاتی تو کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے۔

(تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں ص ۱۷ مصنف مولوی مودودی)

(بلفظ دیوبندی مذہب ص ۱۴۱، ۱۴۲)

کبھی کبھی اقتضائے بشریت کی بناء پر جب کبھی آپ سے کوئی اجتہادی لغزش ہوئی۔

(تفہیمات مودودی مطبوعہ پٹھان کوٹ ص ۲۴۵) (بلفظ دیوبندی مذہب ص ۱۴۲)

اے محمد کہو، میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے میں نہ میں غیب کا حال جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہی کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں (یعنی انسانی کمزوریوں سے پاک ہوں) میں تو صرف اس چیز کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔

(ایشیاء ۹ جون ۱۹۶۸ء ص ۱۲ از مودودی (بلفظ دیوبندی مذہب ص ۱۴۴)

جو کچھ کرے اور جو کچھ کہے نفسانیت اور جذبات سے عاری ہو کر محض خدا کے لئے اس کی رضا جوئی کے لئے اور اس کے نظام عدل کی برقراری کے لیے کرے اسلام کا یہ نازک ترین مطالبہ ہے اور یہ اتنا نازک ہے کہ ایک مرتبہ صدیق اکبرؓ جیسا بے نفس متورع اور سراپا للّٰہیت انساب بھی اس کو پورا کرنے سے چوک گیا مگر اسلام کی روح۔۔۔۔۔۔۔اتنی سی غیر اسلامی حمیت کو بھی برداشت نہیں کرتی۔ الخ

(ترجمان القرآن مولوی ابوالاعلیٰ مودودی ص ۳۰۰ بابت ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ)

(بلفظ دیوبندی مذہب ص ۱۶۰)

لیکن دنیا تو ہر بلندی کے آگے سر ٹیک دینے کی خوگر تھی اور بزرگ انسان کو مقام بشر سے کچھ برتر ہی سمجھتی آ رہی تھی۔۔۔۔۔۔غالباً یہی شخصی عظمت کا تخیل تھا جس نے رحلت مصطفوی کے وقت اضطراری طور پر حضرت عمرؓ تک کو تھوڑی دیر کے لئے مغلوب کر لیا تھا۔۔۔۔۔۔پیغمبرانہ شخصیت کی بزرگی کا جو سکہ نفس میں مرتسم تھا۔ (ترجمان القرآن ص ۲۸۷ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ (بلفظ دیوبندی مذہب ص ۱۶۱)

برسوں کی تعلیم وتربیت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو میدان جنگ میں لائے اور باوجود یکہ ان کی ذہنیت میں انقلاب عظیم رونما ہو چکا تھا مگر پھر اسلام کی ابتدائی لڑائیوں میں صحابہ کرام جہاد فی سبیل اللہ کی اصل سپرٹ کو سمجھنے میں بار بار غلطیاں کر جاتے تھے۔

(ترجمان القرآن ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ص ۲۹۲) (بلفظ دیوبندی مذہب ص ۱۶۱)

حضرت خالد جیسے صاحب فہم انسان کو بھی (اس غیر اسلامی جذبہ) کے حدود کی تمیز مشکل ہو گئی

(ترجمان القرآن ربیع الثانی ص ۷۵، ۱۳۵۷ھ (بلفظ دیوبندی مذہب ص ۱۶۱)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تعریف لے جانے کے بعد۔۔۔۔۔ثقیفہ نبی ساعدہ میں خلافت کا مسئلہ پیش ہوتا ہے۔۔۔۔۔اس وقت دہر صحابی) اسلامی تصور صلاحیت واستحقاق سے بیگانہ ہو کر اپنی قربانیوں کا معاوضہ چاہتا ہے۔ مودودی رسالہ ترجمان القرآن ربیع الثانی ص ۲۹۱، ۱۳۵۷ھ

(بلفظ دیو بندی مذہب ۱۹۱)

بسا اوقات صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا۔ تفہیمات مودودی مطبوعہ پٹھان کوٹ ۲۹۴ (بلفظ دیو بندی مذہب ۱۹۱)

پس اگر اسلام مذہب اور مسلمان ایک قوم ہے تو جہاد کی ساری معنویت جس کی بناء پر اسے افضل العبادت کہا گیا ہے سرے سے ختم ہو جاتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام کسی مذہب کا اور مسلمان کسی قوم کا نام نہیں۔ (بلفظ دیو بندی مذہب ۱۶۴)

اپنی سمجھ میں تو نہیں آیا کہ یہ مبارک ہنگامہ بدعث کیسے ہو گیا۔ مضمون از عامر عثمانی مودودی پرویزی مندرجہ رسالہ ایشیاء لاہور ۲۱ مئی ۱۹۶۳ء (بلفظ دیو بندی مذہب ۲۳۱)

کچھ موحدین اس بات پر چراغ پا ہیں کہ لوگوں نے غلاف کعبہ کے ٹکڑوں کو چوما۔

مودودی رسالہ ایشیاء لاہور ص ۷ (۳۱ مئی ۱۹۶۳) (بلفظ دیو بندی مذہب ۲۳۱)

گزارش یہ ہے کہ آپ کیا حجر اسود کو نہیں چومتے آپ کیا بچوں کو بوسہ نہیں دیتے۔ بوسہ جذبات عبودیت کی نہیں محبت اور دلی لگاؤ کی نمود ہے قبروں کو یا انسانی قدموں کو بوسہ دینا تو اس لیے ناجائز ہے کہ اس سے رکوع و سجود کی شکل و کیفیت پیدا ہوتی ہے پھر اس میں بھی استثناء ہے ایک بیٹا ماں باپ کے پیر دبا رہا ہے یکا یک اس پر محبت اور والدین کی احسان شناس کا جذبہ طاری ہوتا ہے اور وہ فرط تعلق میں بے ساختہ ان کے پیر چوم لیتا ہے ان پر رخسار ملنے لگتا ہے اسے بدعت و معصیت کون نادان کہے گا ثابت ہوا کہ بوسہ بجائے خود ممنوع نہیں یہ محل اور سیاق و سباق کے فرق سے جائز اور حرام ہوتا ہے تو بتاؤ اس کپڑے کو چومنا آنکھوں سے لگانا دل میں بسانا کیوں بدعت ہوا۔

(مولوی عامر عثمانی مودودی المندرجہ مودودی رسالہ ایشیاء لاہور ۳۱ مئی ۱۹۶۳ ص ۱۷)

(بلفظ دیو بندی مذہب ص ۲۳۱، ۲۳۲)

ہندوستان کے ایک نام نہاد مسلمان (دیو بند) فضل الرحمٰن سیٹھ بیڑی والے نے لکشمی نرائن مندر کی تعمیر میں بیس ہزار روپیہ یا اس کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے گیارہ سو روپے بطور ہدیہ مسرت اور دیئے مندر کے موجودہ کرتن ہال میں بجلی بھی سیٹھ صاحب نے اپنے خرچ سے لگوائی اور مندر کا سنگ بنیاد رکھتے وقت یہ اعلان بھی کیا گیا، کہ مندر کے لیے شری لکشمی نرائن کی سنگ مرمر کی مورتی میں بھی ڈھائی ہزار کی رقم سے اپنے خرچ پر مہیا کروں گا۔

(ماہنامہ تجلی دیو بند از عامر عثمانی مودودی پرویزی اکتوبر ۱۹۵۷ء)

(بلفظ دیو بندی مذہب ص ۲۳۹)

نوٹ: مندرجہ بالا عبارت میں ایک نام نہاد مسلمان جو بظاہر عیسائی مذہب کے ساتھ تعلق رکھنے والا ہے اور ایسے شخص کو دیو بندی مسلک کا ظاہر کرنے کا سراسر دھوکا ورفراڈ اور اسلام دشمنی ہے رضا خانی مؤلف نے کتنا دجل وفریب سے کام لیا کہ عبارت میں لفظ دیو بند اپنی طرف سے درج کر دیا۔ جو کہ بد دیانتی اور خیانت کی بدترین مثال ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ عبارت کا ایک ایک لفظ خود بتا رہا ہے کہ مندر پر خرچ کرنا اور مندر کی تعمیر پر روپیہ پیسہ خرچ کرنا یہ کسی رجسٹرڈ شدہ عیسائی ہی کا کام ہو سکتا ہے جیسا کہ عبارت کے شروع میں ہے کہ نام نہاد مسلمان تھا جو حقیقت میں مسلمان نہیں تھا بلکہ عیسائی مذہب کے ساتھ تعلق رکھنے والا تھا اس لئے اس نے مندر پر بھی سینکڑوں روپے خرچ کیے اور اس کے اندر ایک مورتی بنوا کر رکھنے پر بھی روپے خرچ کیے تو اس سے ایک باہوش آدمی بھی باخوبی سمجھ سکتا ہے کہ مندر پر روپیہ پیسہ خرچ کرنا اور مورتی بنوانے پر روپیہ پیسہ خرچ کرنا یہ کسی عیسائی ہی کا کام ہے اور کسی مسلمان کا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ رضا خانی مؤلف نے ستم پہ ستم یہ کیا ہے اس عیسائی مذہب والے کے نام کے ساتھ لفظ دیو بند لکھ دیا۔ اس قسم کی بد دیانتی اور خیانت الہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے متبعین ومقلدین کو ہی مبارک ہو۔

حضرت عثمان جن پر اس کار عظیم کا بار رکھا گیا تھا ان خصوصیات کے حامل نہ تھے اس لیے ان کے زمانہ خلافت میں جاہلیت کو اسلامی نظام اجتماعی کے اندر گھس آنے کا موقع مل گیا۔ حضرت عثمان اور حضرت علی کے دور خلافت میں جہالت کو اسلام میں گھسنے کا موقع مل گیا اور وہ روک نہ سکے۔ تجدید واحیائے دین مودودی ص ۳۶ (بلفظ دیوبندی مذہب ص ۲۴۸)

امام مہدی جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا۔

تجدید واحیائے دین مودودی ص ۵۵ (بلفظ دیوبندی مذہب ص ۵۵)

(بلفظ دیوبندی مذہب ص ۲۴۸)

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ علم حدیث میں کمزور تھے ذہن پر عقلیات کا غلبہ تھا تصوف کی طرف ضرورت سے زیادہ مائل تھے۔

(تجدید واحیائے دین مودودی ص ۸۷ (بلفظ دیوبندی مذہب ص ۲۴۸)

(بلفظ دیوبندی مذہب ص ۲۴۸)

اب تک کوئی مجدد کامل پیدا نہیں ہوا

تجدید واحیائے دین مودودی ص ۵۱ (بلفظ دیوبندی مذہب ص ۲۴۸)

حضور کو اپنے زمانہ میں یہ اندیشہ تھا کہ شاید دجال اپنے عہد میں ظاہر ہوجائے یا آپ کے بعد کسی قریبی زمانہ میں ظاہر ہو لیکن کیا ساڑھے تیرہ سو برس کی تاریخ نے یہ ثابت نہیں کیا کہ حضور کا یہ اندیشہ صحیح نہ تھا۔ (ترجمان القرآن مودودی ربیع الاول ۱۳۶۵ھ) (بلفظ دیوبندی مذہب ص ۲۴۸)

زکاف کعبہ تا کاف کراچی سراسر کفر و کفر دون کفر۔ تجلی دیوبند از عامر عثمانی مودودی پرویزی اپریل ۱۹۵۷ء

(بلفظ دیوبندی مذہب ص ۲۵۰)

گذشتہ دنوں لیڈیز کلب ماڈل ٹاؤن میں بیگم ڈاکٹر عباس علی کے زیر قیادت محفل میلاد منعقد ہوئی محفل میں نعتوں اور درود شریف کے علاوہ خواتین کو اسلامی طرز فکر کے مطابق زندگی کو استوار کرنے کی خاطر بیگم مولانا مودودی نے پر اثر تقریر کی۔ روزنامہ مشرق ۲۶ نومبر ۱۹۶۵ء (بلفظ دیوبندی مذہب ص ۲۵۶)

قارئین محترم! رضا خانی مؤلف بڑا عیار مکار و شاطر آدمی ہے کہ جب اپنی کتاب میں مودودی صاحب کا فتویٰ اہل سنت علماء دیوبند کے خلاف نقل کر رہا ہے اور اسی صفحہ پر اہلسنت علمائے دیوبند کا فتویٰ مودودی کے خلاف نقل کر رہا ہے تو پھر مودودی کو علماء دیوبند کے ساتھ ملانا بہت بڑا ظلم ہے اور جب اسی صفحہ پر اہل حق کا فتویٰ مودودی کے خلاف ہے کہ مودودی گمراہ ہے تو پھر مودودی کو علمائے احناف کی صف میں شامل کرنا کہاں کی شرافت اور دیانت ہے ہمارے اکابر اہل سنت علمائے دیوبند مودودی اور مقلدین مودودی یعنی کہ عامر عثمانی مودودی پرویزی اور امین احسن اصلاحی مودودی اور اس کے علاوہ جو بھی مودودیت سے تعلق رکھنے والے ہیں ہم اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند ان سے بیزار ہیں ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی وہ اہل سنت و جماعت میں داخل ہیں بلکہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہیں اور اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند میں سے حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی مدظلہ العالی یہ الفاظ برملا اپنی تقریروں اور جلسوں میں کہتے تھے کہ سو ۱۰۰ یہودی ایک مودودی۔

حضرات گرامی آپ نے ہمارے اکابر اہلسنت و جماعت علمائے دیوبند کے فتاویٰ مودودی اور مذہب مودودی کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی عامر عثمانی مودودی کی تمام کی تمام عبارات اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کے خلاف یقیناً جعلی خود ساختہ اور من گھڑت ہیں کہ جن کو رضا خانی مؤلف بریلوی نے بطور کامیاب ہتھیار کے تحریر کیا ہے لیکن رضا خانی مؤلف کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ تم نے مودودی صاحب کا ایک نہایت خطرناک فتویٰ بحوالہ تجلی دیوبند اپنی کتاب دیوبندی مذہب طبع دوم ص ۸۲، ۸۷ پر نقل کیا ہے۔ ملاحظہ

فرمائیں۔

اہل حدیث، حنفی، دیوبندی، بریلوی، شیعہ، سنی یہ امتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ (خطبات مودودی ص ۷۶ جاہلیت بمعنی کفر تجدید احیائے دین ص ۷۶ بلفظہ دیوبندی مذہب ۸۲، ۸۷ طبع دوم اور طبع سوم ۱۳۵، ۱۴۱)

نوٹ: رضا خانی بریلوی مؤلف مولوی عامر عثمانی مودودی کے رسالہ تجلی دیوبند کی خودساختہ من گھڑت عبارات کو اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کے خلاف لکھا ہے۔ تو ساتھ ہی مندرجہ بالا عبارت بھی اپنی کتاب کے ص ۸۷ طبع دوم اور طبع سوم ۱۴۱ پر لکھی ہے اس سے رضا خانی مؤلف اپنی اور اپنے بریلوی مذہب کی حقیقت بقول عامر عثمانی مودودی بحوالہ رسالہ تجلی دیوبند کے معلوم ہو گئی کہ مودودی عامر عثمانی اور مودودی صاحب کی نگاہ میں بریلوی مذہب کی حقیقت کیا ہے۔ تو کس منہ سے تم رسالہ تجلی دیوبند کے حوالہ جات کو اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کے خلاف ثقہ سمجھ کر تحریر کرتے ہو۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

علاوہ ازیں

اب مناظر اہل سنت فاضل نگینہ عاشق مدینہ ترجمان مسلک علمائے دیوبند فاضل اجل عالم بے بدل حضرت مولانا محمد نواز صاحب بلوچ مدظلہ العالی صدر جماعت المبلغین اہل سنت و جماعت ضلع گوجرانوالہ نے شیخ المحدثین مقدام المفسرین امام اہل سنت امام فن اسماء الرجال حامی توحید وسنت قاطع شرک وبدعت و فاتح مذاہب باطلہ محدّث اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو زاہد محمد سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم وفیوضہم شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا کہ جس میں یہ استفسار کیا گیا کہ مولوی عامر عثمانی کون تھے۔ اور وہ علمائے دیوبند کے خلاف اپنے رسالہ ماہنامہ تجلی میں کیوں لکھتے رہے چنانچہ خط کا مضمون درج ذیل ہے ملاحظہ فرمائیں۔

مناظر اسلام حضرت علامہ محمد نواز بلوچ کا خط

بخدمت عالی جناب امام اہل سنت محدّث اعظم پاکستان امام فن اسماء الرجال حامی توحید وسنت قاطع شرک وبدعت ترجمان مسلک علمائے دیوبند شیخ الحدیث والتفسیر حضرت العلام مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان صاحب صفدر دام مجدھم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بتوفیق اللہ تعالیٰ مزاج گرامی بخیریت ہوں گے ہم بخوبی جانتے ہیں کہ آپ بے حد مصروف رہتے ہیں لیکن پھر بھی آپ کے اخلاق کریمہ سے قوی توقع اور امید رکھتے ہیں کہ ذیل کے سوال کا نہایت ہی اختصار کے ساتھ باحوالہ جواب سے نوازیں گے نگاہ صرف آپ یہی کی طرف اُٹھتی ہے ایک تو اس لیے کہ آپ کی تحریر افراط وتفریط ار تعصب سے یکسر پاک اور تحقیق سے آراستہ ومدلل اور باحوالہ ہوتی ہے جس سے انصاف پسند آدمی کی مکمل طور پر تسلی اور تشفی ہو جاتی ہے اور دوسرے اس لئے کہ اکثر و بیشتر حضرات عموماً جواب تک دینے کی سرے سے زحمت ہی گوارہ نہیں کرتے۔ اور آپ اجمالاً یا تفصیلاً جواب سے سرفراز فرماتے ہیں۔ لہٰذا التجاء ہے کہ اوّلین فرصت میں جواب سے نواز کر مشکور ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

السوال: بعض بریلوی مولوی صاحبان نے مہنامہ تجلی دیوبند سے مولانا عامر عثمانی کے لفظ دیوبند کے بارے میں ذیل کے اشعار نقل کیے ہیں مولانا عامر عثمانی کون بزرگ تھے؟ کیا وہ فاضلِ دیوبند تھے؟ اگر تھے تو مادر علمی کے خلاف وہ کیوں لکھتے رہے؟ اشعار یہ ہیں۔

دغا کی دال ہے یاجوج کی ہے یے اس میں

وطن فروشی کا داوٗ، بدی کی بے اس میں

جو اس کے نون میں نارِ جحیم غلطاں ہے

فرمائیں۔

اہل حدیث، حنفی، دیو بندی، بریلوی، شیعہ، سنی یہ امتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ (خطبات مودودی ص ۶۷ جاہلیت بمعنی کفر تجدید احیائے دین ص ۶۷ بلفظہ دیو بندی مذہب ۸۲، ۸۷ طبع دوم اور طبع سوم ۱۳۵، ۱۴۱)

نوٹ: رضا خانی بریلوی مؤلف مولوی عامر عثمانی مودودی کے رسالہ تجلی دیو بند کی خود ساختہ من گھڑت عبارات کو اہل سنت و جماعت علماء دیو بند کے خلاف لکھا ہے۔ تو ساتھ ہی مندرجہ بالا عبارت بھی اپنی کتاب کے ص ۸۷ طبع دوم اور طبع سوم ۱۴۱ پر لکھی ہے اس سے رضا خانی مؤلف اپنی اور اپنے بریلوی مذہب کی حقیقت بقول عامر عثمانی مودودی بحوالہ رسالہ تجلی دیو بند کے معلوم ہوگئی کہ مودودی عامر عثمانی اور مودودی صاحب کی نگاہ میں بریلوی مذہب کی حقیقت کیا ہے۔ تو کس منہ سے تم رسالہ تجلی دیو بند کے حوالہ جات کو اہل سنت و جماعت علماء دیو بند کے خلاف ثقہ سمجھ کر تحریر کرتے ہو۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

علاوہ ازیں

اب مناظر اہل سنت فاضل نگینہ عاشق مدینہ ترجمان مسلک علمائے دیو بند فاضل اجل عالم بے بدل حضرت مولانا محمد نواز صاحب بلوچ مدظلہ العالی صدر جماعت المبلغین اہل سنت و جماعت ضلع گوجرانوالہ نے شیخ المحدثین مقدام المفسرین امام اہل سنت امام فن اسماء الرجال حامی توحید وسنت قاطع شرک و بدعت و فاتح مذاہب باطلہ محدّث اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو زاہد محمد سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم وفیوضہم شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا کہ جس میں یہ استفسار کیا گیا کہ مولوی عامر عثمانی کون تھے۔ اور وہ علمائے دیو بند کے خلاف اپنے رسالہ ماہنامہ تجلی میں کیوں لکھتے رہے چنانچہ خط کا مضمون درج ذیل ہے ملاحظہ فرمائیں۔

مناظر اسلام حضرت علامہ محمد نواز بلوچ کا خط

بخدمت عالی جناب امام اہل سنت محدّث اعظم پاکستان امام فن اسماء الرجال حامی توحید وسنت قاطع شرک و بدعت ترجمان مسلک علمائے دیو بند شیخ الحدیث والتفسیر حضرت العلام مولانا ابو الزاہد محمد سرفراز خان صاحب صفدر دام مجدھم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، بتوفیق اللہ تعالیٰ مزاج گرامی بخیریت ہوں گے ہم بخوبی جانتے ہیں کہ آپ بے حد مصروف رہتے ہیں لیکن پھر بھی آپ کے اخلاق کریمہ سے قوی توقع اور امید رکھتے ہیں کہ ذیل کے سوال کا نہایت ہی اختصار کے ساتھ باحوالہ جواب سے نوازیں گے نگاہ صرف آپ یہی کی طرف اُٹھتی ہے ایک تو اس لیے کہ آپ کی تحریر افراط وتفریط ارتعصب سے یکسر پاک اور تحقیق سے آراستہ ومدلل اور باحوالہ ہوتی ہے جس سے انصاف پسند آدمی کی مکمل طور پر تسلّی اور تشفی ہو جاتی ہے اور دوسرے اس لئے کہ اکثر و بیشتر حضرات عموماً جواب تک دینے کی سرے سے زحمت ہی گوارہ نہیں کرتے۔ اور آپ اجمالاً یا تفصیلاً جواب سے سرفراز فرماتے ہیں۔ لہٰذا التجاء ہے کہ اوّلین فرصت میں جواب سے نواز کر مشکور ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

السوال: بعض بریلوی مولوی صاحبان نے مہنامہ تجلی دیو بند سے مولانا عامر عثمانی کے لفظ دیو بند کے بارے میں ذیل کے اشعار نقل کیے ہیں مولانا عامر عثمانی کون بزرگ تھے؟ کیا وہ فاضلِ دیو بند تھے؟ اگر تھے تو مادر علمی کے خلاف وہ کیوں لکھتے رہے؟ اشعار یہ ہیں۔

دغا کی دال ہے یا جوج کی ہے یے اس میں

وطن فروشی کا داؤ، بدی کی بے اس میں

جو اس کے نون میں نارِ جحیم غلطاں ہے

تو اس کی دال سے دہقانیت نمایاں ہے

ملے یہ حرف تو بے چارہ دیوبند بنا!

بُروے خمیر سے یہ شہر ناپسند بنا

(ماہنامہ تجلی دیوبند ص۱۴۴ ماہ فروری و مارچ ۱۹۵۷ء)

مقبول اور مستجاب دعوات میں نہ بھولیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم بھی اخلاص کے ساتھ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر ہم پر قائم رکھے آمین

والسلام

منجانب:۔ جماعت مبلغین اہل سنت و جماعت ضلع گوجرانوالہ پاکستان

(۱۳ ربیع الاوّل ۱۴۰۳، ۳۰ دسمبر ۱۹۸۲ء)

مولوی عامر عثمانی مودودی کے بارے میں محدّث اعظم پاکستان کا مضمون

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ ۔

منجانب: ابی الزاہد الی اراکین جماعت مبلغین اہل السنۃ والجماعۃ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مزاج گرامی! آپ کا محبّت نامہ موصول ہوا یاد آوری کرم فرمائی حسن ظنی اور ذرہ نوازی کا صمیم قلب سے ہزار شکریہ ورنہ من آنم کہ من دانم محترم آپ کے سوالات خاصے تفصیل طلب ہیں لیکن راقم اثیم بے حد مصروف رہتا ہے تفصیل کی فرصت نہیں نیز آپ نے بھی فرمایا ہے کہ نہایت ہی اختصار کے ساتھ با حوالہ جواب سے نوازیں لہذا آپ کے ذریں مشورہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے مختصراً ہی جواب عرض ہے۔

مولوی عامر عثمانی مودودی کا تعارف ملاحظہ فرمائیں

الجواب: ماہنامہ تجلی کے مدیر مولانا عامر عثمانی شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے

بھتیجے تھے ۱۳۶۰ھ میں دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث شریف میں شامل تھے ان پر صاحبزادگی کا غلبہ تھا دل چاہتا تو سبق میں حاضر ہو جاتے ورنہ کئی کئی دن تک غیر حاضر رہتے علمی استعداد بھی چنداں نہ تھی البتہ گفتگو کا رنگ ڈھنگ خوب جانتے تھے اور مجمع لگانے میں تاک تھے جب سندِ فراغت حاصل کر لی تو دارالعلوم میں تدریس کے لیے کوشاں رہے لیکن بھی حضرات بخوبی جانتے تھے کہ ایسے شخص کو مدرس رکھنے کا کیا فائدہ جو طلبہ کو مطمئن نہ کر سکے بار بار مراجعت کے بعد بھی دارالعلوم کی طرف سے جواب نفی ہی میں ملتا جس کا انہیں خاصا صدمہ تھا اردو ان کی مادری زبان تھی اور ذہانت اس پر مستزاد تھی انہوں نے دیوبند سے تجلی نامی ماہنامہ رسالہ نکالا چونکہ دارالعلوم کا کنٹرول حضرت مدنیؒ کے ہاتھ میں تھا اور حضرت کے ساتھ سیاسی اختلاف کی وجہ سے بھی عامر عثمانی صاحب ان سے کھچاؤ رکھتے تھے تو انہوں نے ان کے خلاف لکھنا شروع کر دیا اور جماعت اسلامی نے رسالہ ہاتھوں ہاتھ لیا، کیونکہ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور حضرت شیخ الادب مولانا محمد اعزاز علی صاحبؒ نے مودودی صاحب کی بعض صریح دینی غلطیوں کی وجہ سے انہیں ضال و مضل کہا تھا، غرضیکہ جماعت اسلامی کے ماہنامہ تجلیؔ کے ساتھ ہر قسم کے تعاون سے حضرت مدنیؒ اور دارالعلوم کے بعض دیگر اکابر کے خلاف تجلی میں خوب خوب زہر اگلا گیا اور باوجودیکہ مولانا عامر عثمانی نسلاً بعد نسل دیوبندی مسلک پر کاربند تھے پھر بھی ایسی ایسی باتیں نہوں نے تجلی میں شروع کر دیں۔ جو خود ان کے ضمیر کے بھی خلاف تھیں مگر جب کسی سے کسی کو ضد کد اور پُرخاش ہو جائے تو اس کے لئے ناگفتنی باتیں بھی گفتنی ہو جاتی ہیں اب چونکہ موصوف مرحوم ہو چکے ہیں اس لیے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان اور ہم سب کی مغفرت فرمادے، وما ذلك على الله بعزیز ماہنامہ تجلی دیوبند بابت ماہ فروری و مارچ ۱۹۵۷ء کے خاص نمبر میں ص ۱۴۳ سے ص ۱۴۹ تک ملا ابن العرب مکی دیوبندی اور صوفی ٹاٹ شاہ بریلوی اور مولوی اگر گل دیوبندی کے فرضی ناموں سے مولانا عامر عثمانی نے مسجد سے میخانے تک کے عنوان سے ایک نہایت ہی دلچسپ اور طویل مناظرہ درج کیا ہے جو پڑھنے کے قابل ہے اس میں صوفی

ٹاٹ شاہ بریلوی نے نثر میں جو کچھ کہا ہے وہ الگ ہے اور آپ نے جو اشعار نقل کیے ہیں وہ صوفی ٹاٹ شاہ بریلوی کے ہیں جو رسالہ مذکورہ کے ص ۱۴۴ میں مذکور ہیں اور ص ۱۴۵ میں ملّا ابن العرب مکی کے اشعار میں جواب مذکور ہے بریلوی حضرات کا اخلاقی فریضہ تھا۔ کہ وہ یہ جوابی اشعار بھی نقل کرتے اور اس کے بعد والے اشعار بھی نقل کر دیتے تا کہ تصویر کے دونوں رُخ سامنے آ جاتے اور مناظرہ کا لطف آ جاتا مگر ان حضرات کو تو اپنے مطلب سے لگاؤ ہوتا ہے اور وہ قدیماً وحدیثاً اس کے عادی ہیں کہ وہ لاتقربوا الصلوٰۃ ہی پر اکتفا کرتے ہیں صوفی ٹاٹ شاہ کے جواب میں ملا ابن العرب (دیوبندی) کے یہ اشعار بھی ملاحظہ ہوں:

دعا کی دال کو کہتے ہو تم دغا کی ہے

علاج چشم کراؤ بڑی خطاء کی ہے

یہ دال دولت دنیا و دین سے ہے معمور

دماغ و دیدہ و دل اس سے ہو گئے پُر نور

غضب ہے یے تمہیں یاجوج کی نظر آئی

ضرور ڈوب گئی ہے تمہاری بینائی

نظر جماؤ کہ یادِ خدا کی یے ہے یہ

یقین و شیرب و یمن و صنعا کی یے ہے یہ

کہا جو واؤ کو تم نے وطن فروشی کا

ثبوت دے دیا اپنی گناہ کوشی کا!

ادب کرو کہ وضوء کا وفا واؤ ہے یہ

وقار و وعظ و وصال خدا کا واؤ ہے یہ

بدی کی بے جسے کہتے ہو تم شرارت سے

وہ ہے بہشتِ بریں برکت و بہار کی بے

جو تم نے نون میں نارِ جحیم ہی دیکھی

تو کیا قصور تمہاری تو عاقبت ہے یہی

سُنو کہ نون ہے یہ نزہت و نظافت کا

نماز و نعت کا نیکی کا نور و نعمت کا

جو تم نے وال میں دہقانیت کی بو سونگھی

تو سمجھو اپنی غلاظت ہی ہو بہو سونگھی

ارے یہ دال دیانت کی دوستی کی ہے

درود کی ہے دوا کی ہے دلکشی کی ہے

بڑے ہی پاک عناصر سے دیوبند بنا

عدو کی جان جلی شہر دل پسند بنا

ان اشعار کے بعد ملا ابن العرب دیوبندی نے مناظرانہ انداز میں گفتگو جاری رکھی پھر لفظ بریلی کے متعلق فرمایا:

لفظ بریلی کے حروف کی حقیقت ملاحظہ فرمائیں

بتاؤں تم کو بریلی کے سب حروف کا حال

کہ حرف حرف میں پنہاں ہے فطرت دجاّل

جو بے ہے اس میں تو بنیاد بدعتوں کی ہے

آ گے شور بلند ہوا اور مزید کچھ نہ پڑھا جا سکا۔۔۔۔۔۔۔الخ (اس کے بعد بریلی کے حروف کی

تکمیل مولانا اگر گل دیوبندی نے صوفی ٹاٹ شاہ بریلوی کے ملتے جلتے قافیہ اور ردیف میں کی ہے

بدبختی و بدعت و بدکاری کی باء اس میں

ریا ورجم دردِ درگا کی ہی را اس میں

یہودیت و یابوکی یا بھی ہے اس کے سوا اس میں

لوم ولعنت ولالچ کی لام بھی ہے ان کے ہمنوا اس میں

یا وہ گوئی دیار فروشی کی یا بھی ہے اے بے نوا اس میں

یہ یار لوگ دین فروشی میں مبتلا ہیں اور دیتے ہیں دغا اسمیں

یہ سب حروف ملے تو لفظ بریلی بنا

شرک و بدعت وختموں کا خوب دھندا چلا

اس کے بعد ملا ابن العرب مکی دیوبندی کے یہ اشعار بھی تجلی ص ۱۴۶ میں مذکور ہیں ان پر ایک نگا

ہ ڈالیے جن میں صوفی ٹاٹ شاہ بریلی اور ان کے ہمنواؤں پر چوٹ ہے۔

چھائیں گھٹائیں مہکیں فضائیں عرسوں کا آیا رنگین زمانہ

اب دن کٹیں گے قوالیوں میں، راتوں کو ہوگا جشن شبینہ

ہم صوفیوں نے ہندوستان میں صدہا بنائے دیسی مدینے

دیوبندیوں کے حصہ میں آیا لے دے کے تنہا عربی مدینہ

جو مانگنا ہے قبروں سے مانگو، نذریں چڑھاؤ سجدے گزارو

خالق کی مسند ہیں عرش و کرسی قبریں ہیں عرش و کرسی کا زینہ

اللہ قادر بے شک ہے لیکن سنتا نہیں وہ بے واسطہ کے

خواجہ پیا کو آواز دینا جب ہو بھنور میں تیرا سفینہ

دو چار ساغر پینے دو واعظ روکو نہ ان کو قوال ہیں یہ!

ہم اہل دل کے سردار ہیں یہ، ان کے ادب کا سیکھو قرینہ

راز تصوف، رمز طریقت کیا خاک سمجھیں اہل شریعت

ہم صوفیوں کی ہر صوفیت پر حجت ہے علم سینہ بسینہ

اس کے بعد صوفی ٹاٹ شاہ بریلی اور ملاّ ابن العرب مکی کی بزعم خویش باحوالہ مناظرانہ گفتگو کے

بعد پھر ملا ابن العرب مکی کے اشعار درج ذیل اشعار تجلی ص ۱۴۷ میں مذکور ہیں

بخشش نہ ہوگی بندگی اولیاء بغیر

قبلہ نظر نہ آئے قبلہ نما بغیر

فیض قبور کلیر و اجمیر کی قسم

اپنی تو کٹ رہی ہے مزے سے خدا بغیر

خواجہ سے لو لگی ہے تو قرآن سے عشق ہے

پیتے نہیں شراب بھی ہم فاتحہ بغیر

جب عرس ہی نہیں تو صلوٰۃ و زکوٰۃ کیا

ہوتی نہیں صفائی باطن غنا گانے بغیر

میں فاتحہ پڑھوں گا پلاؤ کی قاب لا

ملتا نہیں ثواب عبادت غذا بغیر

مُلاّ ہمیں بھی جبہ و دستار لا کے دے

چلتا نہیں ہے کام نمود و ریاء بغیر

اس کے بعد پھر صوفی ٹاٹ شاہ بریلوی اور مُلا ابن العرب مکی کی مناظرانہ نوک جھوک ہے پھر تجلی ص ۱۴۸ میں ملا ابن العرب مکی کے یہ اشعار ہیں جن میں صوفی صاحب پر طنز ہے۔

کرنا ہے وجد و حال تو خواجہ کے در پہ آ
نغمے کہاں دھرے ہیں شریعت کے ساز میں

ہم نے تو اپنے خواجہ سے جنت بھی مانگ لی
تو کھو گیا فقہ کے نشیب و فراز میں!

قوالیوں کی تان پر ہے عرش کا سفر
گویا کہ اُڑ رہا ہوں ہوائی جہاز میں

کس کا گناہ کیسی شریعت کہاں کا دین
میں ہوں اسیر خواجہ زُلفِ دراز میں

اس کی بعد یہ لکھ کر مجمع مست ہو گیا اور نعرے بلند ہوئے صوفی کوفی بھاگ گئے ملا مکی زندہ باد اس کے بعد ۱۴۸، ۱۴۹ میں لنگڑی مثلث پیش کی ہے۔

جو پہلے ب لکھی اس نے دوبارہ پھر الف لکھا
تبارا نون لکھ کر پھر جمایا جیم کا نقشہ
جو خط دیکھا تو سیدھا تھا مگر نکلا جناب اُلٹا

بظاہر مےکشی ہے فی الحقیقت خوشحالی ہے
تصور کر کے خواجہ تیری آنکھوں کا چڑھالی ہے
مزے بھی لوٹتے ہیں اور لیتے ہیں ثواب اُلٹا

دل احمق اگر آنسو بہاتا ہے بہانے دو!

حسینوں کی گلی میں سر کھپاتا ہے کھپانے دو!
بھٹکتا آئے گا تم دیکھنا خانہ خراب اُلٹا

بھری برسات مین پینے سے ہم کو روک مت واعظ
یہ ہے توہین فطرت کی تو ہم کو ٹوک مت واعظ
ارے بارش میں خود موجود ہے لفظ شراب الٹا

اگر بریلوی مولوی صاحبان ماہنامہ تجلی سے جوابی اشعار بھی نقل کر دیتے تو آپ کو اور اسی طرح دیگر بعض عوام کو خود بخود حقیقت معلوم ہو جاتی اور سوال کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی مگر یہ مولوی صاحبان اپنے پیش رو اکابر کے طریق پر چلتے ہیں کہ اہل حق کی ادھوری عبارات نقل کر کے اور ان میں قطع و برید کر کے اور بعض عبارات کے معانی و مطالب اپنی طرف سے کشید کر کے مظلوموں کے گلے مڑھتے ہیں اور پھر چوراہے پر کھڑے ہو کر چو مکھی دہائی دیتے ہیں کہ لوگو! لوگو! فلاں نے کیا کہہ دیا؟ اور فلاں نے کیا لکھ دیا؟ اور ان کی مفصل عبارات کو گیارہویں شریف کا لزیز دودھ یا شیر مادر سمجھ کر بالکل ہڑپ اور ہضم کر جاتے ہیں اور ڈکار تک نہیں لیتے ان مین بہت کم حضرات ایسے ہوں گے جو حقیقت شناس بھی ہوں اور تعصب و عناد سے کام نہ لیتے ہوں ان کی بسم اللہ بھی اہل حق کو کوسنے اور شرک و بدعت کی ترویج سے شروع ہوتی ہے اور ان کی آمین بھی اسی پر ختم ہوتی ہے بہر حال وہ جانیں اور ان کا کام۔ ہماری تو مخلصانہ یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو توحید و سنت پر قائم رکھے اور شرکت و بدعت اور معاصی سے بچائے۔ آمین ثم آمین)

آپ اپنی فکر کریں اور نصیحت کے طور پر عرض ہے کہ حق سے کبھی عداوت نہ رکھیں اللہ تعالیٰ ہم اور آپ سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق بخشے اور ہمارا ایمان اور سنت پر خاتمہ کرے حاضرین مجلس سے سلام مسنون عرض کریں اور نیک دعاؤں میں نہ بھولیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ گناہگار بھی دعا گو

ہے اور ساتھ ہی مخلصین سے دعا گو ہے۔

والسلام

احقر ابوالزاہد محمد سرفراز خاں صفدر از گکھڑ

۱۴ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

۳۱ دسمبر ۱۹۸۲ء

منقول از رسالہ اہل سنت کی پہچان مطبوعہ گوجرانوالہ

ناشر: جماعت مبلغین اہل السنۃ والجماعۃ گوجرانوالا

لفظ بریلوی کی حقیقت حال

بر کے معنی جنگل بلوی کے معنی لومڑی

بر یلو ی

یعنی کہ بریلوی حقیقت میں جنگل کی لومڑی ہیں۔ اور اس حقیقت سے بریلویوں کا انعام ہونا تو ثابت ہوتا ہے لیکن انسان ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

حضرات گرامی مودودی اور مودودی عقائد رکھنے والے کے بارے میں اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کا متفقہ فتویٰ بنام "حق پرست علماء کے مودودیت سے ناراضگی کے اسباب" کا مطالعہ فرمائیں۔ مصنف امام الاولیاء مقدام المفسرین حضرت مولانا احمد علی لاہور رحمۃ اللہ علیہ۔

نیز مندرجہ ذیل کتب بھی علمائے اہل سنت و جماعت دیوبند نے مودودی مذہب کی تردید میں لکھی ہیں اور ان کے علاوہ اور بھی بے شمار کتب علمائے اہل سنت دیوبند نے تحریر کیں ہیں۔ جن کا مطالعہ نہایت ہی مفید ثابت ہوگا۔

1) "شواہد تقدس اور تردید الزامات"

یہ معرکۃ الاراء کتاب مودودی صاحب کی کتاب خلافت و ملوکیت کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ اور اس کے علاوہ بے شمار کتب مودودی اور مودودی مذہب کی تردید میں اہل سنت و جماعت علماء دیوبند نے لکھی ہیں۔ جن میں چند کتب کے نام درج ذیل ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

۲) فتنہ مودودیت
۳) مودودی مذہب
۴) الاستاذ المودودی
۵) مودودی کا ایک غلط فتویٰ اور دیگر باطل نظریات
۶) علمی جائزہ کا محاسبہ
۷) مودودی نظریات پر تنقیدی جائزہ
۸) ایمان و عمل
۹) جماعت اسلامی قوم کی عدالت میں
۱۰) کھلی چھٹی بنام مودودی
۱۱) حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق
۱۲) تجدید سبائیت
۱۳) اظہار حقیقت بجواب خلافت و ملوکیت
۱۴) خلافت و ملوکیت کی شرعی حیثیت
۱۵) عصر حاضر میں دین کی تفہیم و تشریح
۱۶) تعبیر کی غلطی
۱۷) مودودیت سے رفاقت اور میرا موقف
۱۹) جماعت اسلامی کا شیش محل، انکشافات حقیقت

مودودی اور مودودی جماعت کے بارے میں
امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

میری سمجھ میں ان تیس دجالوں میں ایک مودودی ہے۔

کتاب حق پرست علماء کے مودودیت سے ناراضگی کے اسباب ص ۹۴ (نوٹ اس کتاب پر ۵۴ علماء اکرام اہل سنت و جماعت دیوبند کی تصدیقات ثبت ہیں) واقعی مرزائیت کی طرح یہ (مودودی فتنہ) بھی ایک عظیم فتنہ ہے۔ کتاب حق پرست علمائے مودودیت سے ناراضگی کے اسباب ص ۱۰۱۔

محمدی اسلام اور مودودی اسلام ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ مودودی صاحب نے اسلام کے نام پر ایک نئے گمراہ فرقے کی بنیاد رکھی ہے۔ آمین اسلام کے نام پر مسلمانوں کو مودودیت کا زہر دیا جا رہا ہے۔

(حق پرست علمائے مودودیت سے ناراضگی کے اسباب ص ۱۰۳،۱۰۴)

اللہ تعالیٰ ہر ایک کو مسلک محمدی پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ مودودی عقائد فاسدہ سے بچائے۔ (کتاب مذکور ص ۱۰۵)

مودودی صاحب ہمیں سب مسلمانوں کو کفر کے گڑھے میں ڈالنا چاہتے ہیں اور امریکہ (جو انگریز ہیں) کے متبع بنانا چاہتے ہیں اور جو ہمارا دین اسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر نازل ہوتھا اور اب تک وہ دین نبوی جاری ہے اس کو مٹانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ دین اللہ کی طرف سے نازل شدہ مسلمانوں کے پاس نعمت ہے۔ اور مودودی صاحب ہمیں اس نعمت سے محروم کرنا چاہتے ہیں تو گویا مسلمانوں کے لیے مودودی صاحب کا لٹریچر ایک فتنہ ہے۔ (کتاب مذکور ص ۱۰۵،۱۰۶)

جن (عقائد) کا اظہار مودودی صاحب نے اپنی کتابوں میں کیا ہے، جن سے تمام امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتماد اسلام سے اٹھ گیا ہے۔ حتیٰ کہ انبیاء کرام کے اقوال پر اعتماد نہیں رہتا۔ (کتاب مذکور ص [illegible])

مودودی صاحب نے احادیث نبوی وحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وآئمہ مجتہدین کی توہین کی اور بیت اللہ شریف کی توہین کی ہے۔ لہٰذا اگر مودودی صاحب کا عقیدہ یہی رہے توبہ نہ کریں تو ایمان مشکل کے ساتھ لے جائیں گے۔ (کتاب مذکور ص ۱۰۸)

مودودی صاحب اسلامی پاجامہ پہن کر محمدی اسلام کی بیخ کنی کر کے مودودی اسلام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ خود ان کا دعوی ہے کہ میں جو اسلام پیش کر رہا ہوں آج تک کسی نے نہیں پیش کیا۔ تجربہ سے

ثابت ہے کہ مودودی صاحب اور ان کے متبعین کا مزاج عالی ہے کہ اپنی جماعت کو صالح اور عروج میں تصور کرتے ہیں اور غیر مودودی کو غیر صالح اور تنزل میں تصور کرتے ہیں۔ اگرچہ ولی اللہ کیوں نہ ہو۔ اس کو متعصب اور معاند سمجھتے ہیں۔ حتیٰ کہ انبیاء کرام کی عصمت ان سے (یعنی کہ مودودی) سے محفوظ نہیں۔ جو کہ قرآن وحدیث واجماع سے مسلمہ مسئلہ ہے۔

میں تمام محبان اسلام کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ اگر اپنے اسلام کو اور اپنے ایمان کو محفوظ رکھنا ہے تو مودودیت سے احتراز کرلیں اور جتنا ہو سکے اس کی تردید میں وقت صرف کریں۔ باطنی امراض مہلک ہوتے ہیں۔ مخفی پر ہمارے ایمان کو (مودودی صاحب) سلب کرنے میں کوشاں ہیں۔

(کتاب مذکور ص ۱۱۰)

چونکہ مودودی صاحب کی باتیں ملمع ہونے کی وجہ سے عوام الناس کیا۔ بلکہ اکثر علمائے کرام غیر عالم بالحقیقت شکار ہوتے ہیں اور یہ زہر شکل تریاق میں پھیلتا رہا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو دین حقہ، کی حفاظت کا خود ذمہ اٹھائے ہوتے ہیں۔ انا نحن نزلنا الذکرو انا له لحفظون۔

(کتاب مذکور ص ۱۱۱)

مودودی صاحب اسلامی رنگ میں ضلالت اور گمراہی کی اشاعت کر رہے ہیں اور دشمنان اسلام کو اس عالمگیر مذہب پر نکتہ چینی کا موقع دے رہے ہیں۔ (کتاب مذکور ص ۱۱۲)

مودودی صاحب کا مسلک وہ ہے جو مسلمانوں کو کفر کے گڑھے میں گرا رہا ہے۔

(کتاب مذکور ص ۱۱۳)

(مودودی عقائد میں) ظاہر اسلام کا نام ہے اور حقیقت میں کفر کی مشک شدہ کھیتی کو پانی دے کر تروتازہ کرنا ہے۔ (کتاب مذکور ص ۱۱۳)

مودودی خیال کا آدمی مومنین اہل سنت و جماعت کے زمرہ سے خارج اور مبتدع اور ملحد اور زندیق ہے۔ (کتاب مذکور ص۱۱۴)

مودودی صاحب تمام سلاف پر تنقید بے باکانہ کر کے تجدید اسلام کرنا چاہتے ہیں۔لہذا تمام اہل حق کو ان کی گستاخانہ اور ہتک آمیز تصنیفات سے اعراض کر کے علمائے حق کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

(کتاب مذکور ص۱۱۵)

(مودودی صاحب) کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین ہے)

(کتاب مذکور ص۱۱۷)

اس وقت جب کہ ہر طرف سے ہر فتنوں کا سیلاب عظیم آرہا ہے۔فتنہ مودودیت بھی نکل آیا اور یہ حقیقت ہے کہ یہ فتنہ بہت بڑا خطرناک ہے۔جو السام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی بنیادیں اکھیڑ رہا ہے اور اس کا قائد مسلمان کہلانے کے سادہ لوح اور سادہ دل مسلمان کو محمدی اسلام سے بیزار و متنفر کر کے گمراہی اور بے دینی کی طرف لے جارہا ہے۔ (کتاب مذکور ص۱۱۸،۱۱۹)

مودودی صاحب ـــــ جو کہ اسلام کے خلاف زہر پھیلا رہا ہے۔اسلام کے نام سے اور دین محمدی علیہ التحیات والتسلیمات کو گمراہ کر رہا ہے۔ (کتاب مذکور ص۱۲۰)

مودودی صاحب ایک نیا اسلام لے آنا چاہتے ہیں،جس طرح کہ مرزا لے آنا چاہتا تھا۔اس لیے مسلمانوں کو اس بے دین جماعت سے احتراز کرنا چاہیے۔ (کتاب مذکور ص۱۲۲،۱۲۳)

حزب اللہ کے نام

حق بات بہر طور ، بہر گام کیئے جا   اس شان سے اے زادۂ توحید جیئے جا

ہرگز نہ جھکے خواجۂ کونین کا پرچم   توحید کا پیغام زمانے کو دیئے جا

غیروں کے لئے خُلق پیمبر کی ہو تصویر   اپنوں کے لئے دستِ دُعا بن کے جیئے جا

اسلام کے سینے میں کئی چاک پڑے ہیں   فطرت کا تقاضا ہے کہ یہ چاک سیئے جا

شورش سے بریلی کی زمین کانپ رہی ہے   اس نظم دلاویز کو اب عام کیئے جا

مودودی کا ٹھکانہ اسفل السافلین ہے

مودودی صاحب کے نزدیک حدیث اجماع،امت قیاس کوئی قابل مقبول نہیں تو قرآن کریم سے بطریق اولیٰ انکار ہوا۔ایسا شخص جس کا ظاہر لیبل اسلام کا ہو اور در پردہ تمامی دین کا انکار ہو۔یہ قائد منافق ہے اس کا ٹھکانا اسفل السافلین ہے۔اور جو اس کا پوری طرح کا ہم خیال ہو،ظاہراً باطناً اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (کتاب مذکور ص۱۲۶)

مودودیت کا بھی دنیا میں ایک عظیم الشان فتنہ پھیلایا جارہا ہے اور یہ ایسا فتنہ ہے جو اسلام کی جڑ کاٹنے والا ہے۔لہذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس سے اپنے آپ کو بچائیں اور اپنا ایمان و اسلام کو بچانے کے لئے حق پرست علماء اور صحابہ اور سلف اور مجتہدین کی دامن گیری سے غافل نہ رہیں اور یہ سب سے بڑا فتنہ ہے کیونکہ یہ ایک اسلامی نام میں رونما ہوا ہے تو اس لیے اس میں لوگ ناواقفیت کی وجہ سے فریفتہ ہو کر داخل ہوتے ہیں لہذا میں دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ ہمیں اس فتنہ سے بچا اور ہمیں اتباع حق کی توفیق عطا فرما۔ (کتاب مذکور ص۱۲۸)

مودودی پارٹی اسلام اور اکابر اسلام حتیٰ کہ خدا اور رسول کی ذات پر بے لاگ اور بے باک تبصرہ کرنے والی جماعت ہے جو اسلام اور ملت اسلامیہ کو بدنام کر کے ایک نئے مقسم کے مذہبی اقتدار اور مذہبی اقتدار کی بنیاد رکھنا چاہتی ہے۔ (کتاب مذکور ص ۱۳۱)

واقعی مودودی صاحب نے ایسی پوزیشن اختیار کر لی ہے وہ ایک جدید فرقہ کے بانی اور نئے اسلام کے داعی ظاہر ہوئے ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ گمراہی ہے۔ (کتاب مذکور ص ۱۳۲)

قارئین کرام! مندرجہ بالا اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کے فتاویٰ سے جیسا کہ یہ بات اظہر من الشمس ثابت ہوئی کہ مودودی صاحب اور مودودی عقائد رکھنے والا ضال ومضل ہے اور اس کا وجود مذہب اسلام کے لیے ضرر رساں ہے اور مودودی صاحب کی کتب پڑھنا گمراہی ہے اس تمام کچھ کے باوجود رضا خانی مولف کی جہالت کا اندازہ لگائیں کہ بریلویت کے ناخواندہ وکیل نے مودودی اور مودودی عقائد والوں کو گھسیٹ کر اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کے صف میں لا کھڑا کیا ہے۔ یہ سب سے بڑا ظلم اور زیادتی ہے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ جب ہمارے اکابر اہل سنت دیوبند نے اپنی کتب و رسائل میں بار ہا طرزودی اور مودودی عقائد رکھنے والے کے بارے میں ضال ومضل وغیرہ کا فتویٰ دے چکے ہیں تو پھر اس کو اہل سنت میں شامل کرنا کہاں کی دیانت اور شرافت ہے، لیکن جو متعصب ہٹ دھرم اور ضدی ہو اور جس کی کھوپڑی میں اہل حق کے خلاف بغض وعناد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے جس کی کھوپڑی شیطان ملعون کا مسکن بن چکی ہو تو اس شخص کا کیا علاج ہے۔ اہل حق دیوبند کی مخالفت کرنا ایسے ہے جیسا کہ اپنے کو جہنم کا مستحق بنانا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جن کا اوڑھنا بچھونا ہی قال اللہ وقال الرسول ہو۔ ان کی مخالفت کرنا ہی فی النار ہونا ہے۔

قارئین کرام اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کے واضح ترین فتاویٰ کے باوجود اگر کوئی سیاہ کارنا عاقبت اندیش جس نے اپنے اپر جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کو واجب کر رکھا ہو وہ مودودی اور مودودی عقائد

رکھنے والے کو علمائے اہل سنت دیوبند میں شامل کرے گا یعنی کہ جو مودودی اور مودودی عقائد رکھنے والے کو حنفی دیوبندی سمجھے گا وہ ابلیس لعین کا پیروکار ہے۔ کیونکہ ہم نے اپنے اکابر اہل سنت دیوبند کے واضح اور تفصیلی فتاویٰ پیش کر دیے ہیں کہ مودودی ایک گمراہ کن مذہب ہے مودودی اور مودودی عقائد رکھنے والا ضال ومضل اور اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔

قارئین کرام کی خدمت میں ایک ضروری وضاحت ذرا توجہ فرمائیے

ہم اہل سنت و جماعت حنفی دیوبندی اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ مولوی عامر عثمانی مودودی کے رسالہ ماہنامہ تجلی دیوبند کی عبارات اور مودودی کی کتب و رسائل کی عبارات یا کوئی اور مودودی عقائد رکھنے والے کی عبارات وغیرہ کے ہرگز ذمہ دار نہیں ہیں اور مندرجہ ذیل کتب و رسائل علمائے اہل سنت دیوبند کے قطعاً نہیں ہیں اور نہ ہی مندرجہ ذیل کتب و رسائل اور ان کی عبارات کے ذمہ دار ہیں مندرجہ ذیل کتب و رسائل مودودی اور مودودی مذہب رکھنے والوں کی ہیں۔ جن سے اہل سنت دیوبند کا کوئی تعلق نہیں اور کتب کے مصنفین اور رسائل کے جاری کرنے والوں کے عقائد مودودی مذہب کی تائید کرتے ہیں جن کا اہل سنت و جماعت سے ہرگز کوئی تعلق نہیں اب وہ کتب و رسائل جو مودودی اور مودودی عقائد رکھنے والوں کے ہیں ان کے نام ملاحظہ فرمائیں جن کے علماء سنت دیوبند ذمہ دار نہیں ہیں اور نہ مودودی مذہب کے حوالہ جات علماء دیوبند کی طرف منسوب کر کے پیش کیے جائیں۔

۱۔ رسالہ ترجمان القرآن از مودودی لاہور ۲۔ خطبات مودودی
۳۔ تجدید احیائے دین ۴۔ جائزہ
۵۔ مودودی مذہب کا ترجمان رسالہ ایشیا لاہور ۶۔ مودودی مذہب کا ترجمان روز نامہ تسلیم لاہور
۷۔ ماہنامہ فاران مدیر ماہر القادری ۸۔ تفہیمات مودودی

۹۔ تحریک اسلامی کی اصلاحی بنیادیں ۱۰۔ رسائل ومسائل

۱۱۔ خلافت وملوکیت

۱۲۔ وہ مودودی کے مضمون جو کہ روزنامہ اخبارات میں چھپتے ہیں۔

۱۳۔ دین دار جماعت اسلامی ۱۴۔ دستور جماعت اسلامی

۱۵۔ قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں ۱۶۔ تفسیر تفہیم القرآن

۱۷۔ رسالہ تجلی دیوبند از مولوی عامر عثمانی مودودی

اور اہل سنت مودودی مذہب والوں کو گمراہ سمجھتے ہیں اور یہ لوگ اہل سنت و جماعت سے خارج ہیں اور جو رضا خانی بریلوی بدعتی مشرک فی الارض مندرجہ بالا کتب ورسائل اخبارات کا مضمون یا کوئی عبارت اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کے خلاف بطور دلیل پیش کرے گا وہ پرلے درجے کا احمق اورا پنے وقت کا مسیلمہ کذاب ہے۔ مندرجہ بالا مودودی کتب ورسائل کے علاوہ جتنی بھی مودودی اور مودودی عقائد رکھنے والوں کی کتب ورسائل واخبارات اور وہ مضمون جو مودودیوں نے اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کے خلاف شائع کیے ہیں اور مولوی عامر عثمانی مودودی کا رسالہ ماہنامہ تجلی دیوبند کی عبارات یا کسی اور مودودی عقائد رکھنے والے کا رسالہ یا اخبار یا کوئی تصنیف وغیرہ کی عبارت کے اہل سنت و جماعت علماء دیوبند ہرگز اور قطعاً ذمہ دار نہیں ہیں اور ان لوگوں کی عبارات اہل سنت دیوبند کے خلاف ہرگز نہ پیش کی جائیں اور اہل سنت دیوبند کا ایسے لوگوں سے کوئی تعلق نہیں یہ مودودی مذہب کے پیروکار ہیں اور ہم اہل سنت و جماعت حنفی۔

منڈی چشتیاں کے مرد مجہول کی جہالت

جہاں رضا خانی مؤلف نے اپنی تصنیف "دیوبندی مذہب کے علم محاسبہ میں "جہالتوں اور حماقتوں کے بے شمار گل کھلائے ہیں تو وہاں پر ہمارے پیشوا حکیم الامت مجدد دین وملت شیخ المشیخ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تصنیف لطیف تنبیہات وصیت ص ۲۰ کی بے غبار عبارت جو کہ شریعیت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے عین مطابق ہے اس کو بگاڑنے کی احمقانہ کوشش کی اور عبارت نقل کرنے میں خیانت سے کام لیا جیسا کہ رضا خانیوں کا رویہ ہے اب رضا خانی مؤلف کی خیانت و بددیانتی پر مبنی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

رضا خانی مؤلف کی خیانت

خیانت نمبر ۷

میرے بعد بھی میرے تعلق کا لحاظ غالب ہو وصیت کرتا ہوں کہ بیس آدمی مل کر اگر ایک ایک روپیہ ماہوار ان (بیوی صاحبہ) کے لئے اپنے ذمہ رکھ لیں تو امید ہے کہ ان کو تکلیف نہ ہوگی۔

بلفظہ دیوبندی ص ۳۵ طبع دوم

نوٹ: یہی خیانت پر مبنی حوالہ رضا خانی مؤلف نے ص مذکور کے علاوہ اپنی کتاب کے ص ۲۷۳ پر بھی نقل کیا ہے کہ مؤلف مذکور نے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ اس پر یہ سرخی قائم کر ڈالی کہ وصیت موت میں تھانوی صاحب کو پیٹ پرستی کی سرگرم فکر اس مفتری کذاب نے خیانت پر مبنی عبارت کو نقل کرنے کے بعد ہمارے پیشوا پر یہ سنگین الزام عائد کر دیا کہ تھانوی صاحب کو مرتے وقت بھی نہ خدا یاد نہ رسول یاد نہ کلمہ یاد نہ ایمان بلکہ اپنی بیوی کی فکر رہی (العاذ باللہ)

قارئین کرام: یہ حقیقت اپنی جگہ پر درست ہے کہ جھوٹے کذاب خائین بددیانت وفریب کار

ہر دور میں موجود رہے مگر رضا خانی تولہ تھوک کے حساب سے جھوٹ بولتا ہے یعنی کہ آمد کے مطابق خرچ کرتا ہے یہ رضا خانی ضال و مضل فرقہ کذب وافترا وخیانت و بد دیانتی میں اپنی مثال آپ ہے۔ تو پھر کذب بیانی وافتراء پردازی و بدتمیزی و جہالت و بدفہمی وغباوت میں ان کو کوئی ثانی نہیں جیسا کہ رضا خانی مؤلف نے ہمارے پیشوا کی تصنیف لطیف تنبیہات وصیت کی صحیح عبارت کو نقل کرنے میں نہایت شرم ناک خیانت سے کام لیا ورنہ عبارت شرعی اعتبار سے درست تھی۔

مؤلف مذکور کی کوتاہ فہمی کا اندازہ کریں کہ ایک تو عبارت نقل کرنے میں زبردست خیانت کی اور مزید ظلم یہ کیا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر بے بنیاد الزام یہ عائد کر دیا، کہ ان کی وصیت پر مبنی عبارت محض پیٹ پوجا ہی ہے وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ یہ سراسر باطل اور لغو خیال ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ رضا خانی مؤلف نے اپنے غلط رویہ کے مطابق حکیم الامت مجدد دین وملت، شیخ المشائخ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تنبیہات وصیت کی پوری عبارت نقل ہی نہیں کی، بلکہ سیاق وسباق سے توڑ موڑ کر ایک مستقل عبارت بنا کر پیش کر دی تا کہ قارئین کرام کو رضا خانی دھوکہ دیا جا سکے کہ پوری عبارت یونہی ہے۔ اگر مؤلف مذکور کو خوفِ خدا ہوتا تو شرافت و دیانت کا تو تقاضہ یہ تھا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری عبارت من وعن نقل کی جاتی تا کہ کسی قسم کا شک وشبہ تک نہ رہتا، لیکن جو عبارت رضا خانی مولف نے پیش کی ہے وہ بالکل ادھوری نقل کی ہے۔ اگر عبارت کو پورا مکمل نقل کر دیتے تو عبارت اپنے معنوں میں عام فہم بالکل صاف اور اپنے مفہوم میں بڑی واضح تھی کہ جس کے پڑھنے کے بعد وہم تک نہیں رہتا اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے فرمان کے عین مطابق تھی۔

لیکن افسوس صد افسوس ہے۔ رضا خانی غلام مہر علی بریلوی کی حالت پر کہ اس سیاکار اور بین الاقوامی خائن نے ایک تو عبارت کو قطع و برید کے ساتھ نقل کیا اور پھر مزید ظلم یہ کیا کہ عبارت کے شروع میں جو حدیث پاک لکھی ہوتی تھی۔ اس کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے تو معلوم ہوا کہ اس کو فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی

سے بغض وعناد ہے۔ ورنہ حدیث پاک کو ہرگز نہ چھوڑتے۔ کیوں نہ چھوڑتے جبکہ اس فرقہ نے تعلیمات رسول کو چھوڑ دیا ہے تو حدیث پاک کو چھوڑنا ان کے لئے کوئی وزن نہیں رکھتا۔ بلکہ عبارت کو دیانتداری کے ساتھ نقل کرتے، جبکہ ہمارے پیشوا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث پاک کی روشنی میں وصیت کی تو پھر چاہیئے تو یہ تھا کہ عبارت کو اول تا آخر مکمل نقل کرتے لیکن ہرگز ایسا نہیں کیا۔ اگر حدیث پاک کو ساتھ نقل کرتے تو مذہبی یتیم کا سرے سے ناپاک مقصد ہی ثابت نہ ہوتا۔ لیکن رضا خانی مؤلف نے اپنے خلاف شرع مقصد میں کامرانی کے لیے یہ تمام کھیل کھیلا ہے ار مولف مذکور نے اسی میں اپنی عافیت سمجھی کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی سرے سے نظر انداز کر دیا جائے۔ یہ تو یوم آخرت کو معلوم ہوگا۔ کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پس پشت ڈالنے پر کس قدر ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

حالانکہ دیانتداری کا تقاضا تو یہ تھا کہ جب عبارت نقل کی تو حدیث رسول سے لے کر آخر تک عبارت کو نقل کرتے لیکن ہرگز ایسا نہیں کیا اور لگتا یوں ہے کہ یہ بے چارا حدیث کے پڑھنے اور سمجھنے سے بالکل عاجز ہوگا، کیونکہ حدیث رسول کو سمجھنا اور سمجھانا، پڑھنا اور پڑھانا یہ اہل سنت وجماعت علماء دیوبند ہی کا حصہ ہے احمد رضا بریلوی اور ذریت احمد رضا بریلوی اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہے، اور جس فرقہ نے اپنے پیشوا مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے نعتیہ اشعار کا مجموعہ بنام حدائق بخشش کو گا گا کر پڑھنا اور سنانا ہو تو وہ نام نہار مولوی حدیث رسول کو کیسے پڑھیں گے اور کیسے سمجھیں اور سمجھائیں گے۔ کیونکہ جہاں کہیں رضا خانی مؤلف نے عبارت پیش کی ہے، وہاں پر عربی عبارت کو قطعاً پیش نہیں کیا۔ بلکہ اس کو حذف کر دیا اور اردو عبارت پیش کر دی اور وہ بھی خیانت پر مبنی، جیسا کہ اس نے حضرت تھانویؒ کی وصیت پر مبنی عبارت کا آخری حصہ نقل کر دیا اور عبارت کے شروع میں حدیث رسول درج تھی۔ اس کو نظر انداز کر دیا۔

حضرات محترم آپ نے رضا خانی مولف کی خیانت پر مبنی عبارت کو ملاحظہ فرمایا اب اصل عبارت

جو تنبیہات وصیت میں درج ہے اس کو ملاحظہ فرمائیں اور پھر فیصلہ کریں کہ رضا خانی مؤلف نے عبارت کو نقل کرتے وقت کس قدر بددیانتی اور شرمناک خیانت سے کام لیا ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو

عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول النسآنہ ان امر کن مما یھمنی من بعدی ولن یصبر علیکن الا الصابرون الصدیقون الحدیث۔ (رواہ الترمذی)

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیبیوں سے فرمایا کرتے تھے کہ تمہاری حالت اپنے بعد مجھ کو خیال میں ڈالتی ہے اور تمہاری خدمت میں ثابت قدم وہی لوگ رہیں گے جو صابر اور صدیق ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے بعد اپنی بی بی کے آسائش کی فکر ہونا سنت کے موافق بھی ہے اور امر طبعی تو ہے ہی اس لیے محض اس احتمال پر کہ میرے اہل کا وقت مجھ سے شاید مؤخر ہو جاوے والغیب عنداللہ میں عام طور پر مگر خاص ان دوستوں کو جن کی طبیعت پر میرے بعد بھی میرے تعلق کا لحاظ غالب ہو وصیت کرتا ہوں کہ بیس آدمی مل کر ایک ایک روپیہ ماہوار ان کے لیے اپنے ذمہ رکھ لیں تو امید ہے کہ ان کو تکلیف نہ ہوگی اور باقی اصل سپردگی خدا تعالیٰ کو سپرد کرتا ہوں۔ (تنبیہات وصیت ص ۱۹، ۲۰) مطبوعہ انڈیا

قارئین محترم آپ نے رضا خانی مؤلف کی پیش کردہ خیانت پر مبنی عبادت کو بھی پڑھا اور جو اوپر ہم نے حضرت تھانویؒ کی تصنیف لطیف تنبیہات وصیت ص ۱۹، ۲۰ کی اصل عبارت پیش کی ہے۔ اس کو بھی آپ نے بغور پڑھا تو اب آپ یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ رضا خانی مؤلف اپنے وقت کا بہت بڑا خائن اور دھوکہ باز ہے۔ کہ اصل عبارت کو شروع سے بھی چھوڑ دیا اور آخر سے بھی چھوڑ دیا اور درمیان سے ایک ٹکڑا نقل کر دیا۔ اور ہم نے قارئین کرام کی خدمت میں اصل عبارت کو اول تا آخر نقل کر

دیا ہے۔ اب فیصلہ کریں کہ جو آدمی حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فراڈ کھیلے کیا اس قسم کے بددیانت انسان کو ایک مولوی، امام، خطیب تو درکنار ایک عام شہری بھی کہلوانے کا حق ہے؟ ہرگز نہیں اور یقیناً نہیں۔ نیز ہمارے پیشوا حضرت تھانویؒ نے امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں وصیت کی اور سنت رسول اللہ پر عمل کیا ہے۔ لیکن رضا خانی مؤلف کو تو کیونکہ سنت رسول سے نفرت ہے اور بدعت سے محبت ہے تب ہی تو سنت رسول پر مبنی وصیت پر اعتراض کیا ورنہ جب کہ وصیت سن رسول کی اتباع میں ہے تو پھر اعتراض کرنا چہ معنی دارد اور یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کر کے سنت رسول پر عمل کیا ہے اور رضا خانی مؤلف نے اعتراض کر کے سنت رسول سے نفرت کا اظہار کیا ہے۔ رہی یہ بات کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اہلیت محترمہ کے لیے وصیت کی تو یہ ایک طبعی اور شرعی امر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق میں اکمل ترین متوکل ہونے کے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی لیے ایک سال کا خرچہ محفوظ کر لیتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۲۴ھ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنو نضیر کے نخلستان کو جو بطور فئے آپ کو حاصل ہوا تھا فروخت کرتے تھے ویحبس لا ھلہ وت سنتھم (بخاری) اور اپنے گھر والوں کے لیے ایک سال کا خرچہ روک لیتے اور محفوظ کر لیتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا لما یھمنی کہ مجھے اپنے بعد تمہاری بڑی پریشانی ہے۔ (ترمذی)

قارئین محترم! رضا خانی غلام مہر علی بریلوی نے ہمارے پیشوا حکیم الامت مجدد دین وملت شیخ المشائخ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی وصیت کو پیٹ پرستی سے تعبیر کیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ آخری وقت بھی بزگان دیوبند کے پیشوا کو دنیا سے جاتے وقت بھی توکل علی اللہ نہ رہا بلکہ اب بھی چندے وغیرہ کی کے ہدایات دی جارہی ہیں الغرض کہ دیوبند کی پیشوا نے آخری وقت بھی اپنی اہلیہ کے بارے میں

اپنے متوسلین اور مریدین کو خرچہ کے بارے میں ہدایات جاری کی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ رضا خانی غلام مہر علی بریلوی نے بے جا اعتراض اور ایسے لغویات اور با خرافات کہنے سے قبل معمولی سا سوچا ہوتا اور صحاح ستہ کی مرکزی کتاب بخاری کا مطالعہ کر لیتے تو اس ذات شریف سے حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلاف مکروہ حرکت کبھی سرزد نہ ہوتی حالانکہ ہمارے پیشوا حضرت تھانویؒ کی وصیت والی عبارت حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہے محدث تھانویؒ نے جو وصیت کی اس کی تائید وتصدیق بخاری کی حدیث کر رہی ہے کہ جس کو آپ کے رضا خانی بریلوی مولوی غلام رسول رضوی جو کہ سردار سنگھ کے داماد اور شاگرد ہیں۔ انہوں نے بھی تفہیم البخاری شرح بخاری کی جلد چہارم اور جلد ہشتم میں حدیثیں نقل کی ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

باب حبس الرجل قوت سنة على اهله وكيف نفقات العيال حدّثنا محمد قال انا وكيع عن ابن عيينةقال قال لى معمر قال لى الثورى هل سمعت فى الرجل يجمع لاهل قوت سنة اوبعض سنة قال معمر فلم يحضرنى ثم ذكرت حديثاً حدّثنا ابن شهاب الزهرى عن ملك بن اوس عن عمر ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يبيع نخل بنى النضير ويحبس لاهله قوت سنتهم.

ترجمہ: باب آدمی کا اپنے گھر والوں کے لئے ایک سال کا خرچہ جمع کرنا اور اہل وعیال کو خرچہ کیسے ہو۔ اس باب کے دو عنوان ہیں ایک اہل وعیال کے لئے سال بھر کا خرچہ جمع کرنا دوسرے یہ بیان کرنا کہ اہل وعیال کا خرچہ کیسا ہے؟ واجب ہے یا مستحب

ترجمہ:۔ سفیان بن عیینہ نے کہا مجھے معمر بن راشد نے کہا مجھے سفیان ثوری نے کہا کیا تم نے اس آدمی کے متعلق کچھ سنا ہے جو اپنے اہل وعیال کے لئے سال یا بعض سال کا خرچہ جمع کرے۔ معمر نے کہا

مجھے اس کا جواب سمجھ نہ آیا پھر مجھے حدیث یاد آ گئی جو ہم سے ابن شہاب نے مالک بن اوس کے ذریعہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بیان کی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے کھجور کے باغ فروخت کرتے تھے۔ اس میں سے اپنے اہل وعیال کے سال بھر کا نفقہ روک لیتے تھے۔ زہری کی روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے مال سے جو آپ حضور کا خصوصی فئی کا مال تھا۔ اہل وعیال کے لئے سال بھر کا نفقہ رکھ کر ملکی ضروریات کے لئے صرف کرتے تھے۔ اور اس سے گھوڑے اور جنگی سامان خرید فرماتے تھے۔ بنی نضیر خیبر کے یہودیوں کا ایک قبیلہ ہے۔ جو عرب میں داخل تھے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں۔ مہلّب نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے اہل وعیال کے لئے سال بھر کا خرچہ جمع کر لینا احتکار میں داخل نہیں ہے اور اگر کوئی اپنی کھیتی یا کھجور کے باغات سے جمع کرے تو وہ احتکار نہیں ہے۔ اس میں فقہا متفق ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اہل وعیال کے لئے سال بھر کا خرچہ جمع کر لینا توکل کے منافی نہیں۔ (تفہیم البخاری شرح بخاری ص ۴۳۳ تا ۴۳۴ ج ۸)

باب نفقة نساء النبى صلى الله عليه وسلم بعد وفاته ۔ حدثنا عبدالله بن يوسف انا مالك عن ابى الزناد عن الاعرج عن ابى هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تقتسم ورثتى دينار اً ما تركت بعد نفقة نسائى ومؤنة عا ملى فهو صدقة ۔ حدثنا عبدالله بن ابى شيبة ثنا ابو اسامة ثناهشام عن ابيه عن عائشة قالت توفى رسول الله صلى الله عليه وسلم وما فى بيتى من شى يا كله ذوكبد الا شطر شعير فى رف لى فاكلت منه حتىٰ طال على فكلته ففنى ۔ (تفهيم البخارى شرح بخارى ج ۴ ص ۲۶۹)

باب۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی بیبیوں کا خرچہ

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرے وارث دینار تقسیم نہ کریں۔ میں نے اپنی بیویوں کے نان نفقہ اور صدقات پر کام کرنے والوں کے اخراجات کے بعد جو چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ میرے گھر میں کوئی کھانے کی شی نہ تھی۔ صرف کچھ جَو تھے جو طاق میں رکھے ہوئے تھے میں ان میں سے لمبی مدت تک کھاتی رہی۔ پھر میں نے ان کو تولا تو وہ ختم ہو گئے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دینار کا ذکر فرمایا اور یہ ادنیٰ مال ہے یعنی ہمارا کوئی ترکہ نہیں جو وارث تقسیم کریں جیسے قرآن کریم میں ہے "منهم من ان تامنه بدينار لا يؤده اليك " یعنی بعض یہودی ہیں کہ اگر اس کے پاس ایک دینار امانت رکھو تو وہ بھی ادا نہیں کرے گا وہ زیادہ مال کیسے ادا کرے گا۔ حدیث کے ان الفاظ سے ترکہ کی تقسیم کی ممانعت مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ کے ترکہ کی تقیم ممکن نہیں یعنی میں نے کوئی مال بطور وراثت نہیں چھوڑا جس کو وہ تقسیم کریں " قولہ بعد نفقة نسائی سے وراثت مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ کی بیویاں آپ کے بعد نکاح نہیں کر سکتی ہیں اس لیے وہ آپ کے ازدواج میں محبوس رہیں گی۔ اس لئے ان کو اس مال سے خرچہ دیا جائے گا اور عامل سے مراد وہ لوگ ہیں جو صدقات کی نگہبانی کرتے ہیں یا آپ کے بعد آنے والے خلفاء کے عامل مراد ہیں کیونکہ وہ دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل ہیں جبکہ آپ کے خلفاء آپ کی امت میں آپ کے نواب ہیں۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عامل سے مراد فدک، اموال بنی نضیر اور مدینہ منورہ میں صدقات کے محافظ ہیں۔ جن اموال سے آپ خرچ کرتے تھے اور جو بچتا تھا وہ مسلمانوں کے امور میں صرف کیا

کرتے تھے۔ آپ کے بعد ان اموال میں سے امہات المؤمنین کو خرچہ دیا جاتا تھا۔ اور ان کی حفاظت کرنے والے عاملین کو وظیفہ دیا جاتا تھا یعنی ان اموال سے امہات المؤمنین کے نفقات اور ان کی نگہبانی کرنے والوں کے وظائف کے بعد جو بچے وہ صدقہ ہے اور اس کو مسلمانوں کے امور میں صرف کیا جائے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں امہات المؤمنین کو اختیار دیا تھا کہ وہ اسی طرح خرچہ لیتی رہیں یا وہ زمین کے قطعات لے لیں اور ان میں مزارت کرائیں۔ چنانچہ ام المؤمنین عائشہ اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہما نے زمین کو پسند کیا۔

(تفہیم البخاری شرح بخاری ج ۴ طبع اول ص ۶۶۹ تا ۶۷۰ از مولوی غلام رسول رضوی بریلوی فیصل آبادی)

علاوہ ازیں رضا خانی غلام رسول رضوی بریلوی تفہیم البخاری شرح بخاری کے ص ۶۷۱ ج ۴ پر ہی لکھتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد آپ کے ازواج مطہرات کو خرچہ ملتا تھا۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ کیونکہ آپ کی وفات کے بعد امہات المؤمنین کا نفقہ فئی کے مال سے تھا اور اس میں سے فدک اور خیبر میں آپ کا حصہ تھا۔ (تفہیم البخاری شرح بخاری ج ۴ ص ۶۷۱ طبع اول)

اس کے علاوہ اس قسم کا فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سنن ابوداؤد ج ۲ میں بھی موجود ہے ملاحظہ فرمائیں:

حدثنا عثمان بن ابى شبة واحمد بن عبدة المعنى ان سفيان بن عيينة اخبرهم عن عمر و بن دينار عن الزهرى عن مالك بن اوس بن الحدثان عن عمر قال كانت اموال بنى النضير مما افاء الله على رسوله مما لم يوجف المسلمون عليه بخيل ولا ركاب كانت لرسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالصاً ینفق علی اہل بیتہ قال ابن عبدۃ ینفق علی اہلہ قوت سنۃ فما بقی جعل فی الکراع وعدۃ فی سبیل اللہ قال ابن عبدۃ فی الکراع والسلاح.

عثمان بن ابی شیبہ اور احمد بن عبدہ، سفیان بن عیینہ عمرو بن دینار، زہری، مالک بن اوس، حضرت عمرؓ سے روایت ہے، کہ بنی نضیر کا مال اس قسم کا تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی کو عطا فرمایا اور مسلمانوں نے اس پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے تو وہ مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے تھے اور ابن عبدہ نے کہا کہ ایک برس کا خرچہ اپنے گھر والوں پر صرف کرتے تھے اور باقی کو جانوروں کے خریدنے میں صرف کرتے تھے اور جہاد کا سامان لیتے تھے۔ ابن عبدہ نے کہا آپ باقی کو صرف کرتے تھے جانوروں اور ہتھیاروں میں۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۵۷)

حدثنا ہشام بن عمار نا حاتم بن اسمعیل ح ونا سلیمان بن داؤد المہری قال اخبرنا ابن وہب قال اخبرنی عبدالعزیز بن محمد ح ونا نصر بن علی قال انا صفوان بن عیسیٰ وہذا الفظ حدیثہ کلہم عن اسامۃ بن زید عنی الزہری عن مالک بن اوس بن الحدثان قال کان فیما احتج بہ عمر انہ قال کانت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث صفایا بنو النضیر وخیبر وفدک فاما بنو النضیر فکانت حبساً لنوائبہ واما فدک فکانت حبساً لا بناء السبیل اما خیر فجزاھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ اجزاء جذئین بن المسلمین وجذء لنفقۃ اہلہ فما فضل عن نفقۃ اہلہ جعلہ بین فقراء المہاجرین.

ہشام بن عمار، حاتم بن اسماعیل (دوسری سند) سلیمان بن دداؤد، ابن وہب، عبدالعزیز بن محمد،

(تیسری سند) نصر بن علی، صفوان بن عیسے، (یہ تما حضرات بواسطہ) اسامہ بن زید، زہری مالک بن اوس بن حدثان سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے جس میں حجت پکڑی تھی وہ یہ تھا کہ آپ آنحضرت کے لیے تین صفایا تھے بنونصیر، خیبر اور فدک سو بنونضیر یعنی جو مال کہ ان کی زمین سے حاصل ہوا تھا وہ تو آنحضرت کی حاجتوں کیلئے محبوس یعنی مقرر تھا جیسے مہمانوں کی ضیافت اور مجاہدوں کے ہتھیار و سواری وغیرہ اور جو حاصل فک تھا سو محتاج مسافروں کے لیئے تھا اگرچہ وطن میں ان کا مال ہوتا اور خیبر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین حصے کیے تھے۔ دو حصے تو مسلمانوں کے لئے اور ایک حصہ اپنے اہل وعیال کے لئے پھر جو آپ کے اہل کے خرچہ سے بچتا سو فقراء مہاجرین پر خرچ کرتے۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۵۷)

چنانچہ رضاخانی غلام رسول رضی بریلوی بخاری کی ایک حدیث کا ترجمہ تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو اللہ نے اپنے رسول کو ان سے فئی کا مال دیا الخ پس یہ خالص مال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا بخدا تمہیں چھوڑ کر وہ مال اپنے لیے جمع نہیں کیا اور نہ ہی تمہارے سوا اپنی ذات کریمہ کو مخصوص کیا ہے۔ وہ مال تم ہی کو دیئے ہیں اور تم صرف کر دیے حتیٰ کہ اس کے یہ مال باقی رہ گیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال سے اپنے اہل واولاد کے لئے سال کا نفقہ لیتے اور جو باقی بچ دیتا اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں اس پر عمل کیا۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم مجھے جانتے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا میں الہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم یہ جانتے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی تو ابوبکر صدیق نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی ہوں اور اس مال کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور اس میں وہی عمل کرتے رہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں عمل کیا تھا اور تم دونوں اس وقت حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کی طرف متوجہ ہو کر کیا گمان

کرتے تھے کہ ابو بکر ایسا ایسا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ابو بکر اس میں صادق نیکو کار حق کے تابع تھے۔
الخ۔ تفہیم البخاری شرح بخاری ج ۸ ص ۴۳۶ تا ۴۳۷ طبع اول مطبوعہ فیصل آباد

نوٹ: رضا خانی غلام مہر علی بریلوی کے رضا خانی قانون کے مطابق تو رسول الہ صلی اللہ علی وسلم کی ذات اقدس پر سنگین الزام عائد ہوتا ہے کہ آپ باوجود باب الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کے خرچہ کی بے حد فکر کرتے تھے احادیث رسول اللہ علیہ وسلم یہ بات اظہر من الشمس سے ثابت ہوتی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینا میں رہتے ہوئے اور اس دنیا فانی سے پردہ فرماتے وقت تک بھی اپنی ازواج مطہرات کے اخراجات کا فکر فرمایا اور یہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کے اخراجات کا اس قدر فکر فرمایا کرتے تھے کہ اپنے اہل وعیال کے لئے ایک سال بھر کا خرچہ جمع رکھتے تھے تاکہ اہل وعیال کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو جیسا کہ بخاری، ترمذی، ابوداؤ کی احادیث اس پر شاہ ہیں ارتم نے فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بخوبی پڑھ لیا ہے۔ رضا خانی غلام مہر علی صاحب احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ دنیا میں رہتے ہوئے اور اس دنیا فانی سے جاتے وقت تک اپنے اہل وعیال کے اخراجات کا فکر کرنا سنت رسول اللہ ہے جیسا کہ احادیث رسول میں فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے۔

ہمارے پیشوا محدّث تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تنبیہات وصیت والی عبارت تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہوئی اور اب تمہیں چاہیے کہ تم اپنے پیشوا بابا ابلیس احمد رضا بریلوی کی وصیت وصایا شریف والی جو کہ سراسر پیٹ پوجا اور جس میں پیٹ کا جہنم بھرنے کے سوا اور کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ تمہارے ذمہ ہمارا قرض ہے کہ اپنے آلہ حضرت بریلوی کی وصایا شریف ص ۹۔۱۰ والی وصیت کہ جس میں بارہ چودہ قسم کے کھانوں کی فہرست درج ہے اور جو بارہ کھانے اکٹھے کر کے ایک بھینس کے آگے ڈال دیں تو وہ بھی یقیناً منہ پھیر جائے گی۔ رضا خانی غلام مہر علی اب تمہارے ذمہ ہے کہ تم اپنے آلہ

حضرت بریلوی کی وصایا شریف والی وصیت کو احادیث رسول سے ثابت کرو جیسا کہ ہم نے براہین قاطعہ سے اپنے پیشوا محدّث تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت جو کہ تنبیہات وصیت میں موجود ہے کو احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کیا ہے کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تنبیہات وصیت والی عبارت فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہے۔

رضا خانی مؤلف نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی جو وصیت سنت رسول کے عین مطابق تھی اس پر اعتراض کیا اور ارشاد نبوی کو العیاذ باللہ پیٹ پوجا سے تعبیر کیا۔ اب اپنے آلہ حضرت مولوی احمد رضا بریلوی کی وصیت جو رسالہ وصایا شریف میں درج ہے۔ ذرا اس پر بھی نظر کر لی جائے کہ آپ کے آلہ حضرت بریلوی کی وصیت سنت رسول کے مطابق ہے یا کہ مخالف کیونکہ آپ آلہ حضرت مولوی احمد رضا بریلوی کو مجدد اور پیشوا مانتے ہیں۔ لہذا ان کی وصیت کا بھی جائزہ لیا جائے۔ رضا خانی مؤلف نے کاش کہ اپنے آلہ حضرت بریلوی کے وصایا شریف کو سرسری نظر سے دیکھا ہوتا تو شاید ان سے خلافِ شرع حرکت کبھی بھی سرزد نہ ہوتی۔ یہ سب کچھ کوتاہ فہمی کا ہی وبال ہے۔

اب اپنے آلہ حضرت بریلوی کی وہ وصیت جو انہوں نے مرنے سے دو گھنٹے دس منٹ قبل کی تھی جو ان کے وصایا شریف میں درج ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ اعزا سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین باران اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں دودھ کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو، مرغ کی بریانی، مرغ پلاؤ خواہ بکری کا شامی کباب پراٹھے اور بالائی فیرینی، ارد کی پھریری دال مع ادرک ولوازم گوشت بھری کچوریاں سیب کا پانی انار کا پانی، سوڈے کی بوتل دودھ کا برف اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے یوں کر دیا جیسے مناسب جانو۔ مگر بطیب خاطر میرے لکھنے پر مجبور نہ ہو۔ وصایا شریف ص ۹۔۱۰، مطبوعہ آگرہ دہلی رضا خانی مؤلف سے ہم پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ ہمارے پیشوا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی جو وصیت سنت رسول اللہ کے عین مطابق تھی وہ تو تمہیں پیٹ پوجا ہی نظر آئی لیکن اب بتاؤ جو

وصیت آپ کے آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے کی ہے یہ کونسی حدیث سے ثابت ہے، ہمارے پیشوا حضرت تھانویؒ کی وصیت تو روایت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بخاری شریف سے ثابت ہوئی، جیسا کہ ہم نے ثابت کیا ہے۔یعنی کہ بخاری شریف اور اس کے علاوہ اور کتب احادیث سے لیکن آپ کے آلہ حضرت بریلوی نے جو وصیت کی ہے وہ اصل میں پیٹ پوجا ہی ہے کہ جس کا حدیث رسول سے کچھ ثبوت تک نہیں ملتا، جیسا کہ آلہ حضرت بریلوی کی وصیت سے یہ بات ثابت ہے کہ خان صاحب مرنے کے وقت اور مرنے کے بعد بھی کھانے پینے کی لذیذ ار مرغوب اشیاء اور چٹ پٹے کھانے ہرگز نہیں بھولے آلہ حضرت بریلوی فرماتے ہیں کہ ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں تو اس سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد بھی آلہ حضرت بریلوی ان اشیاء کی بلٹی کے منتظر ہیں۔ذریت احمد رضا خاں بریلوی کو آلہ حضرت بریلوی کی اس زرین وصیت پر عمل پیرا ہو کر ثواب دارین حاصل کرنا چاہیے اور رضا خانیوں کے گرو جی کی اس وصیت پر حیرت ہے کہ آلہ حضرت بریلوی بستر مرگ پر پڑے ہیں اور مرتے وقت تو ہر آدمی پر خوف آخرت کی فکر وغیرہ کا تصور غالب ہوتا ہے۔اس لیے اس کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ اس وقت جو بات کرے وہ تنقید ونکیر سے بالاتر ہو، لیکن آلہ حضرت بریلوی نے مرتے وقت بھی چٹ پٹے کھانوں کی ایک عجیب وغریب فہرست مرتب کر کے بھیجنے کا حکم دیا، اس وصیت میں پوری درجن کھانوں کا انتخاب اور ان کی ترتیب آلہ حضرت بریلوی کے حسن ذوق پر دلالت کرتی ہے جس پر ذرا تفصیل سے کلام کر لی جائے تو کلام میں اور بھی حسن پیدا ہو سکتا ہے۔جن بارہ کھانوں کا آلہ حضرت بریلوی نے بستر مرگ پر پڑے حکم دیا یہ کھانے اتنے ہیں کہ اگر ان تمام کو جمع کر کے ایک بھینس کے آگے ڈال دیں تو وہ بھی منہ پھیر لے گی اور آلہ حضرت بریلوی تو ایک نفیس مزاج اور لطیف طبع آدمی تھے۔ان کی خوراک تو اتنی اشیاء تو ہو نہیں سکتیں، لیکن بستر مرگ پر ان کا تذکرہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ زندگی میں عموماً اتنی ہی اشیاء نوش فرمایا کرتے ہوں گے۔آلہ حضرت کی مذکورہ

وصیت کے متعلق ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے جو بارہ کھانوں کا اپنی وصیت میں تذکرہ فرمایا ہے۔ان میں جو ترتیب قائم کی گئی ہے وہ اتفاقاً یونہی قائم ہوگئی ہے۔یا کسی وجہ کے تحت اس کو قائم کیا گیا ہے؟ اس سلسلے میں اگرچہ حتماً کچھ نہیں کہا جا سکتا، البتہ آلہ حضرت بریلوی کی سمجھداری کے پیش نظر یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ کھانوں کی مذکورہ ترتیب اتفاقی نہیں، بلکہ آلہ حضرت بریلوی نے یہ ترتیب کئی اسباب اور وجوہ کے تحت خود قائم فرمائی ہے۔

وجہ اول

جو شخص کھانوں کا بہت رسیا ہو وہ اولاً نمکین کھاتا ہے اور پھر میٹھا زیادہ شوقین ہونے کی وجہ سے پھر نمکین کھاتا ہے اور ذائقہ تبدیل کرنے کے لئے دودھ کا برف میٹھا مرغ کی بریانی مرغ پلاؤ وشامی کباب اور پراٹھے سب نمکین اس کے بعد بالائی اور فیرنی میٹھی ذائقہ تبدیل ہو گیا۔اس لیے اب کوئی نمکین اور چٹ پٹی چیز ہونی چاہیے۔اس کے لیے آپ نے فرمادیا کہ ارد کی پھریری دال مع، ادرک دلوازم اور گوشت بھری کچوریاں اس کے بعد اب کوئی ایسا جامع سیال ہو۔جس سے ان کھانوں کی تہہ جم جائے اور منہ بھی میٹھا ہو جائے۔اس کے لیے ایک سیر سیب کا پانی اتنا ہی انار کا پانی اور اگر کوئی کسر باقی رہ گئی ہو تو وہ سوڈے کی بوتل ہی کافی ہے۔دیکھا اس ترتیب میں آلہ حضرت بریلوی نے اپنی تمام ترمجددانہ صلاحیتوں کو کس خوبی سے سمویا ہے۔

وجہ دوم

ان بارہ اشیاء کے ساتھ کہیں کہیں آپ کو کچھ قیود بھی ملیں گے۔مثلاً دودھ کے برف کے ساتھ دو شرطیں نمبر ۱ خانہ سائز یعنی بازاری نہ ہو۔نمبر ۲۔اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو، یعنی ہر فرض سے اہم فرض تو یہی ہے کہ بھینس کے دودھ کا نہ ہو اور کسی کو سعی بسیار کے باوجود بھینس کے علاوہ کوئی اور دودھ میسر نہ ہو سکے، تو پھر بھینس کے دودھ کا بھی قبول ہے۔اس کے بعد اُرد کی دال کے ساتھ دو شرطیں ہیں۔نمبر ۱۔

پھریری نمبر۲۔ مع ادرک ولوازم یہ اس لیے کہ اتنی چیزوں کو ہضم کرنا کوئی معمولی کام نہیں، ممکن ہے۔ ان چیزوں کو کھانے کے بعد نفخ اور ریاح ہو جائے اور وہ بھی قبر جیسی تنگ و تاریک جگہ میں اس لیے ادرک کا ہونا نہایت ضروری ہے، کیونکہ یہ ریاح کے لیے بہت مفید ہے اور لوازم سے معلوم نہیں کہ آلہ حضرت بریلوی کی کیا مراد ہے، اس کی تعیین تو کوئی بریلوی مُلاں ہی کر سکتا ہے یا کوئی عُمر رسیدہ مولوی جو مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا بے حد عقیدت مند جوان کے شب و روز کے معمولات بچشم غائر دیکھ چکا ہو اور آخر میں سوڈے کی بوتل کو اس لیے ذکر فرمایا، کہ اگر ان اشیاء کے ہضم ہونے میں کوئی کسر باقی رہ بھی جائے تو اس کو سوڈے کی بوتل کا پانی پورا کر دے گا۔ لہذا معلوم ہوا کہ ان اشیاء کی ترتیب محض اتفاق ہی نہیں، بلکہ تمام طبی قواعد و اصول کو ملحوظ رکھتے ہوئے قائم کی گئی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آلہ حضرت بریلوی نے مرنے سے پہلے اتنی ساری چیزوں کی وصیت کیوں کی۔ مطلق یوں فرمادیتے کہ کچھ مالی خیرات کر دیا کرو۔

جواب: جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ بریلوی مذہب کی علامت ہی یہی ہے، کہ پیٹ پوجا کرو اور لوگوں کا مال اڑاؤ، چاہے قل شریف، ختم شریف، تیجہ شریف، ساتہ شریف، داسہ شریف، گیارھواں شریف، عرس شریف، نیاز شریف، میلاد شریف، چالیسواں شریف، ششماہی شریف، سالانہ ختم شریف اور کونڈوں کا ختم شریف وغیرہ ہی کی شکل میں کیوں نہ ہو۔ ضرور کھاؤ، مزے اڑاؤ اور جان بناؤ اور یہ مت پوچھو کہ یہ مال کس ذریعہ سے کمایا گیا ہے۔ یہ پوچھنا بریلوی مذہب کی توہین ہے، دوسرا جواب دراصل اس وصیت میں آلہ حضرت بریلوی نے اپنے مذہب کے پیروکاروں اور متبع لوگوں کی رعایت کی ہے کہ اب چونکہ میں مر رہا ہوں اور میں مرنے کے بعد ظاہر ہے کہ انگریز کا دست نصرت تو ختم ہو جائے گا اور میرے ماننے والے جن کی میں اپنی زیست میں مالی امداد کیا کرتا تھا۔ فاقوں مریں گے اس لئے جاتے وقت قوم کو کھانے پینے کا چکر دے کر جاؤں تاکہ ان بے چاروں کا کچھ دھندہ چلتا رہے۔ اس لیے

بعد میں آنے والوں نے کھانے، پینے اور مال اڑانے کو صحیح سنیت کی علامت بنا دیا اور عوام میں سے جو ان کی نذر و نیاز سے تواضع نہ کرے اس کو سنیت کے رجسٹر سے خارج کر دینا بریلوی امت نے اپنا وطیرہ بنا لیا ہے۔ کوئی جتنے چاہے جرائم کا ارتکاب کیوں نہ کرے۔ بس گیارہویں شریف کی ایک دیگ پکا کر یا جمعرات شریف کے کھانے کا ایک طشت بھر کر مولوی صاحب کی خدمت اقدس میں پیش کر دے وہ پکا سُنی ہے اور اگر کوئی شریعت اسلامیہ پر عمل کرے لیکن ان کے دوزخ کو نہ بجھائے تو وہ پکا وہابی۔ لیکن میں ایک بات بریلویوں سے پوچھتا ہوں کہ وصایا شریف کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ایک صاحب بوقت دفن بلا اطلاع دودھ کا برف خانہ ساز لے کر آئے۔ اس سے یہ پتہ تو چل گیا کہ دودھ شریف قبر شریف کے پاس لا گیا، لیکن یہ پتہ نہیں چلا کہ دودھ شریف کہاں دفن کیا گیا، کفن کے ساتھ ہی بھیج دیا گیا یا کسی کونے میں رکھ دیا گیا، اس واقعہ کو پچاس سال سے زائد عرصہ ہو گیا۔ مگر کسی رضا خانی بریلوی مومن نے اب تک اس دودھ شریف کا پتہ نہیں دیا۔

اب ہم رضا خانی مؤلف سے پوچھتے ہیں کہ ذرا اتنا تو بتلا دو کہ ہمارے پیشوا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف تنبیہات وصیت صفحہ ۱۹۔۲۰ کیا عبارت غلط تھی؟ یقیناً نہیں اور ہرگز نہیں یا آپ کے آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے وصایا شریف کی عبادت غلط تھی؟ یقیناً غلط تھی اور یقیناً خلاف شرح تھی اور یقیناً پیٹ پوجا اک دھندہ تھی۔ حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے رضا خانی غلام مہر علی صاحب اگر عدل و انصاف اور دیانتداری سے کام لیں تو پھر انہیں اپنے آلہ حضرت بریلوی کی ہی عبارت کو سراسر غلط اور باطل اور خلاف شرع اور پیٹ پوجا اور پیٹ بھرنے کا دھندہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے لیکن آلہ حضرت بریلوی کی آندھی تقلید کے نتیجہ میں کہیں گے نہیں کیونکہ۔ کیونکہ۔ کیونکہ

خدا سے مانگ

اس رہنما سے مانگ نہ اُس رہنما سے مانگ
شورش جو مانگنا ہے وہ اپنے خدا سے مانگ

ہنگامۂ وغا میں شہیدوں کا بانکپن
مردانِ بالاکوٹ کی آہِ رسا سے مانگ

قبّوں میں کیا دھرا ہے بجز کاروبارِ شرک
تفسیر اس کلام کی ربّ العلا سے مانگ

مشکل کشا ہے ذاتِ خُداوندِ ذُوالجلال
کیا مانگتا ہے غیر سے مشکل کشا سے مانگ

واجب نہیں لطیفہ فروشوں کا اِتباع
فہمِ حدیث جادہ خیرالوریٰ سے مانگ

جو کچھ گزر رہی ہے دلِ ناصبور پر
اس کی دوا حضورؐ کی دارالشفا سے مانگ

تالے پڑے ہوئے ہیں فقیہوں کے ذہن پر
ضربِ کہن کا زور جہاد وغزا سے مانگ۔

دونوں جہاں ہیں بندہ مومن کی کارگاہ
یہ ہمہمہ حکایتِ مہرو وفا سے مانگ

اعلائے حق، قبائے فقیری، شعور دیں
شورش یہ ذوق وشوق شہِ دوسراؐ سے مانگ

منڈی چشتیاں کے مداری کا کھیل

رضا خانی بریلوی مذہب کے مداری نے ایسا کھیل کھیلا ہے کہ مداری کرنے میں اس قدر ماہر اور تربیت یافتہ ہے کہ عبارات میں کانٹ چھانٹ اور ہیر پھیر اور تحریف جیسے محبوب مشغلہ میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔ عبارت چاہے روز روشن کی طرح واضح ہی کیوں نہ ہو۔ اس کو اپنے ذوق خبیث کے مطابق چسپا کرنا یہ رضا خانی مؤلف کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ اگر رضا خانی مؤلف غلام مہر علی صاحب صحیح عبارات کو تحریف قطع و برید خیانت سے نقل نہ کریں تو پھر انہیں غلام مہر علی کون کہے اور پھر انہیں آلہ حضرت بریلوی کی پیروی کرنے کا فائدہ ہی کیا، جیسا کہ مؤلف مذکور نے ہمارے پیشوا حکیم الامت

مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف تنبیہات وصیت ص ۱۹۔۲۰ کی عبارت میں کی اور پھر اسی طرح ہی تنبیہات وصیت ص ۲۱۔۲۲ کی عبارت کو نقل کرنے میں بھی زبر دست خیانت کی ہے۔ اب آپ رضا خانی مؤلف کی خیانت سے نقل کردہ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

رضا خانی مؤلف کی خیانت

خیانت نمبر ۸:

اگر میرا انتقال ہو جاوے تو حسب مقدور ثواب پہنچادیں اندازہ سے زیادہ ہرگز نہ ہو۔

(بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۳۵)

نوٹ: درج شدہ عبارت پر رضا خانی مؤلف کا یہ اعتراض ہے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ثواب میں حسب مقدور اور اندازہ سے زیادہ ہرگز نہ ہونے کی قید کیوں لگائی ہے وغیرہ وغیرہ۔

قارئین کرام مندرجہ بالا عبارت کے متعلق پہلی تو یہ ہے کہ رضا خانی مؤلف نے عبارت کو نقل کرنے میں ہی خیات کی کہ اپنی کتاب میں صفحہ نمبر ۲۰ کا حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط حوالہ دیا ہے۔ جب کہ جتنی عبارت کا ٹکڑا اس رضا خانی مؤلف نے نقل کیا وہ عبارت کا ٹکڑا تنبیہات وصیت کے صفحہ ۲۲ پر ہے لیکن پھر عبارت ادھوری نقل کی ہے جبکہ عبارت ص ۲۱ سے شروع ہوتی ہے اور ص ۲۲ پر ختم ہوتی ہے۔ دوسری خیانت یہ کی ہے رضا خانی مؤلف نے عبارت کو پورا نقل ہی نہیں کیا۔ بلکہ اول کا حصہ بھی چھوڑ دیا اور آخر سے بھی چھوڑ دیا اور سیاق وسباق کو نظر انداز کر کے عبارت کے درمیان سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا نقل کر دیا۔ یہ بہت بڑی خیانت ہے۔ ایسے تو اگر قرآن پاک کے سیاق وسباق کو چھوڑ دیا جائے۔ جیسا کہ لا تقوبو الصلوۃ کو ذکر کیا جائے اور آگے والا ٹکڑا وانتم سکریٰ کو چھوڑ دیا جائے تو بتاؤ قرآن پاک کے معنی بگڑے یا نہیں؟ تو اسی طرح عبارت کے اوّل آخر کو چھوڑنے سے ایسے ہی معنی بگڑ جاتے ہیں اور مطلب کچھ کا کچھ بن جاتا ہے۔

تیسری خیانت یہ کی کہ وصیت پر مبنی عبارت قطب الاقطاب فقیہ اعظم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی کہ جس کو ان کے شاگرد حضرت مولانا محمد عبداللہ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا اور وصیت چونکہ عام تھی اس لیے حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر خاص و عام کے فائدے کے لیے اس کو اپنے رسالہ تنبیہات وصیت کے آخر میں لگا دیا اور رضا خانی مؤلف نے اس وصیت کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر دیا جو کہ سراسر بد دیانتی اور خیانت ہے۔ کیونکہ اصل عابرت جو کہ اکیس ۲۱ سطور پر مشتمل تھی تو اس رضا خانی راندہ درگاہ نے شروع عبارت کی اٹھارہ سطور مسلسل چھوڑ دیں اور آخر سے پہلے ایک سطر عبارت نقل کر کے پھر بالکل آخری دو سطریں پھر چھوڑ دیں۔ یہ ہیں تعلمات احمد رضا بریلوی کہ دن رات قطع وبرید والا مکروہ دھندا ہرگز نہ چھوڑنا کیونکہ یہ تعلیمات احمد رضا بریلوی ہیں جو مکروہ وراثت رضا خانیوں کو ورثہ میں ملی ہے۔

اگر رضا خانی مؤلف عبارت کو اول تا آخر پورا نقل کر دیتے تو عبارت اپنے معنے میں بالکل واضح اور عام فہم تھی کہ جس کو رضا خانی مؤلف نے خواہ مخواہ قابل اعتراض ہی بنا دیا۔ حضرات آپ نے رضا خانی مؤلف کی خیانت پر مبنی عبارت کو پڑھا اور بغور پڑھا" اب تنبیہات وصیت کی اصل عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں تا کہ آپ کے سامنے رضا خانی اُمت کی تحریفات عبارات کا مکروہ دھندا سامنے آ جائے۔

اصل عبارت یہ ہے۔ بعد حمد وصلوۃ عاجز ناکارہ محمد عبداللہ عفی عنہ گنگوہی عرض کرتا ہے کہ بعد اتمام رسالہ کے بمناسبت مقام ومضمون مصلحت معلوم ہوا، کہ آخر میں وصیت قطب الارشاد مرشدی ومولائی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کی بھی نقل کر دی جائے تا کہ فائدہ اور زیادہ کامل ہو جاوے۔ وھو ھذا حامدا و مصلیا یہ وصیت عام ہے۔ سب دیکھیں اور سناویں اور عمل کریں۔ اپنی اولاد اور زوجہ اور سب دوستوں کو تاکید وصیت کرتا ہوں کہ اتباع سنت کو بہت ضروری جان کر شرع کے موافق عمل کریں تھوڑی مخالفت کو بہت سخت دشمن اپنا جانیں اور رسوم دنیا کو سرسری جان کر کرنا نہایت خرابی کی

بات ہے اور لذت کھانے اور کپڑے کی قید نہایت خرابی ڈالنے والی دین ودنیا کی ہے۔ اس سے بہت اجتناب کریں۔ اپنے مقدور سے بڑھ کر کام کرنا مال کا رذیل ہونا ہے۔ اس کی رسوائی دین ودنیا میں اٹھانی ہوتی ہے۔ بدمزاجی وکج خلقی سخت نامرضی حق تعالیٰ کی ہے۔ دنیا میں ایسا آدمی خوار رہتا ہے اور آخرت میں نہایت ذلت اٹھاتا ہے، نرمی سب کے ساتھ لازم ہے اور برا کام قلیل بھی برا ہے اور اطاعت واچھا کام اگرچہ تھوڑا ہو، بہت بڑا رفیق ہے۔ تکلفات شادی وغمی کے بدعت سے خالی نہیں ہیں۔ اس کو سرسری نہ جانیں طعن وتشنیع خلق اور برادری کے سبب سے اپنے مقدور سے زیادہ کام کرنا خلاف شرح یا بدعت کو کرنا عقل کی بات نہیں، دنیا ودین اس کا خمیازہ برا ہے اسراف کی مذمت اور برائی شریعت میں سخت آئی ہے کہ شیطان کا بھائی اس کو قرآن میں فرمایا ہے۔ اگر میرا انتقال ہو جائے تو اسے حسب مقدور ثواب پہنچا دیں۔ اندازہ سے زیادہ ہرگز نہ کریں، نہ کوئی تکلیف غیر مشروع کریں۔ جو کچھ ہو، موافق سنت کے ہو۔ باہم اتفاق سلوک سے رہیں۔ (تنبیہات وصیت ص۲۱،۲۲ مطبوعہ انڈیا)

قارئین کرام! مندرجہ بالا وصیت جو محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے یہ وصیت قرآن و سنت کے عین مطابق ہے۔ جیسا کہ وصیت میں الفاظ مرقوم ہیں کہ اسراف کرنے والا شیطان کا بھائی، جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین۔ (پ۱۵)

"بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں"

تو اس قرآنی آیت سے معلوم ہوا کہ ہمارے پیشوا محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت قرآن و سنت کی رو سے بالکل صحیح ودرست ہے۔ اگر رضا خانی مؤلف عبارت کو من وعن نقل کرتے تو کسی قسم کا وہم تک نہ ہوتا اور وصیت کی عبارت بالکل بے غبار ہے۔ خدا جانے رضا خانی مؤلف اس سے کیا ثابت کرنا چاہتا ہے اس وصیت سے شرعی طور پر کوئی عیب اور نقص ثابت ہی نہیں ہوتا تو پھر اس کو عیب دار اور نقص پر مبنی سمجھنا کوتاہ فہمی اور کور چشمی کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہمارے

پیشواؤں نے جب ہی کوئی وصیت کی تو فطرت وسنت کی روشنی میں کی۔ جیسا کہ درج شدہ وصیت اوّل تا آخر سنت نبوی کے عین مطابق ہے۔ جو اس کو غیر شرعی تصور کرتا ہے وہ قرآن وسنت کا مخالف اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا گستاخ ہے اور وصیت میں مذکور ہے کہ اپنی طاقت واستطاعت کے مطابق ثواب پہنچا دیں۔ اب اس میں کوئی بات خلاف شرع ہے۔ اندازہ سے زیادہ ہرگز نہ ہو۔ مطلب یہ ہے جس کی تم طاقت ہی نہیں رکھتے اس کومت اختیار کرنا یعنی کہ جتنا تمہیں اندازہ ہے کہ میں کرلوں اتنا ہی کرنا خواہ مخواہ اپنے کو دشواری اور مشقت میں ڈالنا۔ کیونکہ بعض جہلا قرض لے کر اپنے اموات کو ایصال ثواب کرتے ہیں اور پھر قرض پر قرض چڑھ جاتا ہے جو باعث ذلت اور رسوائی بنتا ہے۔ اس لیے محدّث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اپنے طاقت اور استطاعت سے زیادہ ہرگز نہ ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ قرض لینا پڑے جو بعد میں پریشانی کا اور ذلت آمیز رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جو کہ سراسر قرآن وسنت کے خلاف ہے اور جو اپنی طاقت سے بڑھ کر خرچ کرتا ہے اور خواہ مخواہ اپنے کو مصیبت اور تنگ دستی میں ڈال کر قرض کا طوق اپنے گلے میں ڈالتا ہے کہ جس کو اتارنے کی اس میں ہمت اور طاقت ہی نہیں تو ایسے شخص کو قرآن نے شیطان کا بھائی بتلایا ہے جیسا کہ وصیت کی عبارت میں بھی مرقوم ہے۔ لیکن رضا خانی مؤلف نے قرآن وسنت پر مبنی وصیت پر اعتراض کر کے اپنے کو قرآن وسنت کا مخالف ثابت کر دیا۔ معلوم ہوا، کہ رضا خانی مؤلف کو شیطان کا بھائی بننا تو منظور ہے لیکن قرآن وسنت پر مبنی وصیت پر عمل کرنا ہرگز منظور نہیں ورنہ اعتراض کرنے کا مقصد ہی کیا۔ لگتا کچھ ایسے ہی ہے کہ رضا خانی مؤلف نے یہ اعتراض آلہ حضرت بریلوی کی تعلیمات کی روشنی میں کیا ہے کہ جسے رضا خانی امت کے لوگ اپنے اموات کو بھی ایصال ثواب کرتے ہیں تو تیجہ شریف یا ساتہ شریف یا دستہ شریف یا قل شریف، چالیسواں شریف یا میلاد شریف، ششماہی شریف، سالانہ شریف یا ختم شریف وغیرہ جو بھی ہے اگر اپنے پاس کچھ بھی نہ ہو تو یہ قرض لے کر ان فرائض کو پورا کرنا ہر فرض سے اہم فرض سمجھتے ہیں اور جو بے چارے قرض نہ لے سکیں اس کو مطعون قرار

دیتے ہیں جس کے خوف سے قرض لینے والا اس قدر مقروض ہو جاتا ہے کہ اسے شہر چھوڑ دوسرے شہر جانا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس قسم کی تمام رسوائیوں اور ذلت سے بچنے کے لئے قرآن وسنت کا دستور تو یہی ہے کہ ایصال ثواب کرو۔ مگر اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق کرو اور اندازہ سے زیادہ ہرگز نہ ہو جتنا کہ تمہیں معلوم ہے اور اپنی طاقت اور وسعت کا اندازہ ہے۔ اس کے مطابق عمل کرو تو یہ قرآن وسنت پر عمل ہوگا۔ اگر اپنی طاقت واستطاعت سے بڑھ کر خرچ کرو گے جو تمہاری طاقت ووسعت سے زیادہ ہے وہ فضول خرچی میں داخل ہوگا اور وہ اندازہ سے زیادہ ہوگا۔ جس کو قرآن نے اسراف سے تعبیر کیا ہے اور جو اسراف کا شکار ہو گیا، اس کو قرآن نے شیطان کا بھائی بتلایا ہے۔ اب رضا خانی مؤلف کو چاہیے کہ یا تو محدّث گنگوہیؒ کی قرآن وسنت پر مبنی وصیت کو سچ اور درست سمجھیں یا پھر قرآن وسنت کے فیصلہ کے مطابق شیطان کا بھائی بننے کے لیے تیار ہو جائیں اور قرآن نے اس بات کا بھی اعلان فرما دیا کہ جو شیطان کے بھائی ہیں وہ جہنم میں جائیں گے اور ان کی غذا خون اور پیپ ہوگی۔ اب دونوں میں سے رضا خانی مؤلف اپنے ذوق کے مطابق جس کو چاہیں پسند کریں پسند اپنی اپنی سوچ اپنی اپنی۔

اب یہ بھی سوچنے والی بات ہے کہ آخر رضا خانی مؤلف نے ہمارے پیشوا کی جائز وصیت جو شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام سے ثابت ہے۔ اس پر اعتراض کیوں کیا اور اس صحیح عبارت کو کیوں بگاڑا، اس میں اصل نقطہ تو رضا خانی مؤلف یہ سمجھا کر اس وصیت میں فضول خرچی یعنی اسراف کرنے والے کو شیطان کا بھائی بتلایا گیا ہے اور ہم تو کرتے ہی اسراف ہیں۔ ہمارے ہر کام میں ہی اسراف ہوتا ہے اور ہمارا کوئی کام اسراف سے قطعاً خالی نہیں ہوتا۔ جب تک ہمارے کاموں میں اسراف نہ ہو اور اس میں شیطان کی رضا شامل حال نہ ہو۔ اس وقت اس کام کا لطف ہی نہیں آتا۔ بس مؤلف مذکور اتنی سی بات پر سیخ پا ہو کر سخت رنجیدہ ہو گئے کہ ہمارا شیطان کا بھائی بننا تو قرآن سے ثابت ہو رہا ہے اور اتنی بات چھپانے کے لئے بس مکروہ فریضہ سرانجام دیا کہ ہمارے پیشوا کی صحیح عبارت کو بگاڑ کر پیش کیا۔ تا

کہ عوام الناس ہمارے بدترین ذوق اور ذوق خبیث سے واقف نہ ہو جائیں۔
رضا خانی مؤلف چاہے جتنے جتن کریں کہ ہمارا شیطان کا بھائی بننا کسی کو معلوم نہ ہو۔ چنانچہ ہر ذی شعور پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ رضا خانی اہل بدعت شیطان کے بھائی ہیں اور یہ ابلیس لعین کے صحیح معنوں میں جانشین ہیں تب ہی تو صحیح وصیت کی عبارت کا سرے سے ہی نقشہ بگاڑ دیا ہے۔

کذب بیانی اور خیانت پر آفرین ہے

رضا خانی مؤلف کی بد دیانتی وخیانت وافترا پردازی پر آفرین ہے۔ کہ اس منڈی چشتیاں کے مرد مجہول نے اپنے اور اپنے آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے دل ودماغ کی تمام تر سیاہی اور ان کے مکروہ چہرے کی عبوست اور ان کے نامہ اعمال کی تمام تر بدبختیاں اور بدفہمی اور غباوت کو ہمارے پیشوا حکیم الامت، مجدد دین وملت شیخ المشائخ فقیہ امت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے روشن چہرے پر ملنے کی مذموم حرکت کی اور ہم سوچنے پہ مجبور ہیں کہ اتنے بڑے بین الاقوامی کذاب وخائن کوتاہ فہم افتراء پرداز وکورچشم کی بخشش ہو سکتی ہے؟ کہ مؤلف مذکور روسیاہ انسان نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات بنام الافاضات القومیہ کی ج ۲ ص ۲۸ کی بے غبار اور عام فہم عبارت کو اپنی عیاری و مکاری کی ناپاک چھینٹوں سے مکدر کرنے کی ان تھک کوشش کی تا کہ عامۃ المسلمین کے اذہان میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جو حکیم الامت مجدد دین وملت فقیہ امت کا جو مقام پیدا ہو چکا ہے۔ اس کو محو کر دیا جائے۔ لیکن جس کو حق تعالیٰ جل شانہ، اپنے فضل وکرم سے حکیم الامت مجدد دین وملت اور فقیہ امت بنا دے، اسے آلہ حضرت احمد رضا بریلوی کا چیلہ، عبداللہ بن ابی کی روحانی اولاد اور اپنے وقت کا مسیلمہ کذاب رضا خانی مؤلف غلام مہر علی بریلوی اپنی فریب کاری سے حضرت تھانویؒ کا مقام لوگوں کے دلوں سے کیسے محو کر سکتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جس کی فقاہت کو اللہ جل جلالہ چار چاند لگا دیں۔ اس

کی فقاہت کو رضا خانی لونڈے ہرگز ہرگز مکدر نہیں کر سکتے اور رضا خانی اہل بدعت کی مذموم حرکتوں سے اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند کے پائے ثبات کو معمولی تک بھی جنبش نہ ہوگی۔ لیکن رضا خانی مؤلف نے غالباً اس بات کا عزم کر رکھا ہے کہ جب تک میرا وجود منحوس اس کرۂ ارض پر ہے۔ فقہاء کرام رحم اللہ تعالیٰ کی فقاہت پر بہر صورت یلغار کرتا رہوں گا۔ چاہے کتنا ہی ذلیل ورسوا کیوں نہ ہونا پڑے اور خیانت بد دیانتی وفریب کاری جیسا مکروہ دھندہ ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ جیسا کہ رضا خانی مولف نے ہمارے پیشوا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ج ۲ ص ۲۸ کی عبارت نقل کرنے میں زبردست خیانت کی ہے۔ اب رضا خانی مؤلف کی خیانت پر مبنی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

رضا خانی مؤلف کی خیانت

خیانت نمبر ۹:

سوال: رنڈی کی کمائی جو بالیقین حرام ہے اور اس کا صرف کرنا جائز نہیں۔ اگر وہ اس آمدنی سے کسی مسکین فقیر وغیرہ پر صدقہ یا خیرات کر دے اور پھر وہ مسکین مالک ہونے کے بعد کسی مسجد یا مدرسہ دے دے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں فقہاء نے ایک حیلہ لکھا ہے۔ وہ یہ کہ رنڈی کسی حلال مال سے قرض لے کر مسجد میں دے یہ جائز ہے۔۔۔ اس صورت سے مسجد وغیرہ (مدرسہ دیوبند) میں لگا سکتے ہیں۔ الخ

(بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۳۵)

نوٹ: مندرجہ بالا خیانت پر مبنی عبارت میں مدرسہ دیوبند کے الفاظ جو بریکٹ میں تحریر ہیں یہ سب کچھ رضا خانی مؤلف کے ذوق خبیث کا کرشمہ ہے کیونکہ اصل عبارت میں یہ الفاظ مرقوم نہیں ہیں۔
رضا خانی مؤلف نے ایک تو عبارت میں خیانت کی ہے اور دوسرا یہ باطل اعتراض کر دیا کہ

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے چندہ میں کنجریوں کی کمائی وصول کرنا جائز قرار دیا ہے۔ (العیاذ باللہ)

قارئین کرام! ہم نے رضا خانی مؤلف کی پیش کردہ عبارت من وعن نقل کر دی ہے۔ اس کی پیش کردہ عبارت اول تا آخر خیانت پر مبنی ہے اس ذات شریف نے حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی عبارت کو قطع و برید اور شرمناک خیانت کے ساتھ پیش کیا ہے اگر پوری عبارت کو نقل کر دیتے تو یہ عبارت بالکل بے غبار تھی۔ لیکن یہ بے چارہ پوری عبارت بغیر قطع و برید کے کیسے نقل کرتا جبکہ اس ذات شریف کی کچھ سوچ اور فکر ہی ایسی ہے کہ اسی مناسبت سے اس نے فاحشہ کی عبارت کو بڑے ذوق وشوق سے قارئین کے سامنے پیش کیا ہے۔

حضرات آپ نے رضا خانی مؤلف کی نقل کردہ عبارت جو کہ سراسر ادھوری اور خیانت پر مبنی ہے کو بغور پڑھا۔ اب ہم حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی اصل عبارت کو پیش کرتے ہیں تو پھر آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ رضا خانی مؤلف نے کس قدر زبردست خیانت اور رضا خانیت کا ارتکاب کیا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

احقر جامع نے دریافت کیا کہ رنڈی کی آمدنی جو بالیقین حرام ہے اور اس کا صرف کرنا جائز نہیں ہے اگر وہ اس آمدنی سے کسی مسکین فقیر وغیرہ پر صدقہ یا خیرات کر دے اور پھر وہ مسکین مالک ہونے کے بعد کسی مسجد یا مدرسہ میں دے تو جائز ہے یا نہیں۔

فرمایا نہیں اور یہ قاعدہ جو مشہور ہے کہ شرعاً تبدل ملک سے تبدل عین ہو جاتا ہے۔ یہ مطلق وعام نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شے ایسی ہے کہ حلال تو ہے، مگر کسی عارض کے سبب ایک شخص کے واسطے جائز ہے اور ایک شخص کے واسطے حرام ہے۔ اس میں یہ قائدہ چل سکتا ہے کہ پہلے اس شخص کو دی جائے، جس کے لیے جائز ہے اور پھر وہ شخص اس دوسرے کو دے دے، جس کے لیئے اس عارض سے

حرام تھا۔ مثلاً زکوۃ ہاشمی اور غنی کو حرام ہے۔ فقیر مسکین کو جائز ہے اب اگر زکوۃ کسی فقیر مسکین غیر ہاشمی کو دے دی جائے اور وہ مالک ہو کر ہاشمی یا غنی کو دے دے تو جائز ہے۔

جیسے حدیث بریرہ میں آیا ہے۔ (۔۔یرہؓ کے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے) لھا صدقتہ ولنا ھدیۃ۔ اور جو شے اپنی ذات میں حرام ہے وہ سب کے لیے حرام ہے اسمیں تبدل ملک کا کوئی اثر نہیں ہوتا کتنی ہی ملکیں بدلیں وہ حرام کی حرام ہی ہے۔ جیسے چوری کا مال، غصب کا مال زنا کی اجرت، البتہ، اس صورت میں فقہاء نے ایک حیلہ لکھا ہے۔ وہ یہ کہ رنڈی کسی حلال مال سے قرض لے کر مسجد میں دے یہ جائز ہے، اس لیے کہ قرض لینا جائز ہے اور اس کو پھر جہاں سے چاہے ادا کر دے، اس صورت میں مسجد وغیرہ میں لگا سکتے ہیں۔ مگر چونکہ اس رقم سے قرض ادا کرنا ناجائز ہے۔ اس لیے کسی مہاجن سے قرض لے کر دے دے کسی مسلمان کے قرض لے کر نہ دینا چاہیے تا کہ وہ مسلمان حرام سے محفوظ رہے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے اور ایسا بھی جب کرے، جب کوئی مجبوری ہو ورنہ بچنا ہی مناسب ہے۔ مولوی بیچارے انہی باتوں سے عوام میں بدنام ہو جاتے ہیں کہ ہیر پھیر خوب جانتے ہیں حالانکہ ان ہی عوام کے واسطے یہ صورتیں نکالیں اس کا یہ صلہ ملا۔ (الافاضات الیومیہ الافادات القومیہ ج ۲ ص ۲۸-۲۹)

محترم حضرات آپ نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل اور طویل عبارت بغور پڑھ لی۔ اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ ہمارے پیشوا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بات کو حضرت بریرہؓ والی روایت سے ثابت کیا ہے کہ بریرہؓ کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔ اور پھر رضا خانی مؤلف کا اتنی طویل ترین عبارت جو کہ ۱۷ سطور پر مشتمل تھی تو اس ذات شریف نے اس عبارت کا وہ حشر نشر کیا کہ عبارت کے شروع سے سوال کی شکل میں عبارت ۳ سطور پر مشتمل تھی اس میں سے صرف اڑھائی سطور نقل کیں اور آدھی کو سطر کو چھوڑ دیا اور اس کے آگے مسلسل چودہ سطور پر مبنی طویل ترین عبارت جو

قرآن وسنت کی روشنی میں بالکل بے غبارتھی جواب کی اس عبارت کے شروع سے مسلسل آٹھ سطور کو چھوڑ دیا پھراس سے آگے صرف ایک سطر نمبر کو نقل کیا اوراس کے بعد والی پانچ سطور پر مبنی عبارت کو پھر چھوڑ دیا۔ الغرض کہ الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ص ۲۸ ج ۲ کی عبارت کا یہ حشر نشر کیا گیا کہ جسے دیکھ کر انسانیت بھی اپنا سر پیٹ اٹھتی ہے کہ یہ کیا ہوا۔ جب کہ عبارت اس قدر بے داغ ہے کہ اول تا آخر عبارت کو پڑھنے والا خود یقین کر لیتا ہے کہ کسی اعتبار سے بھی عبارت قابل اعتراض ہی نہیں ہے۔ بے شک عبارت کو بار بار پڑھ کر دیکھ لیجئے۔

اس عبارت کی مزید کسی تشریح اور وضاحت کی ضرورت ہی نہیں، عبارت کا ایک ایک لفظ اپنی خود تشریح اور وضاحت کر رہا ہے جو کہ ایک حدیث سے ثابت کیا گیا ہے۔

اتنی طویل عبارت میں سے ایک دو ٹکڑے لے کر ایک مسلسل عبارت بنا کر پیش کر دینا سراسر ظلم و زیادتی اور ناانصافی کی بات ہے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو جواب میں فرمایا نہیں۔ لیکن رضا خانی مئولف نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا جو جواب تھا، اس کو شیر مادر سمجھ کر پی گیا اور حضرت تھانوی نے حدیث بریرہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مسئلہ کو سمجھایا اور پھر تحریر فرمایا کہ فقہا عظام رحمہم اللہ تعالی نے ایک حیلہ لکھا ہے۔ اس کو نقل کر کے فرمایا کہ اس کو مسجد وغیرہ میں لگا سکتے ہیں۔ لیکن رضا خانی مئولف نے لکھ دیا، کہ مدرسہ دیوبند میں لگا سکتے ہیں ستم بالائے ستم یہ ہے کہ جو عبارت ادھوری اور قطع و برید سے پیش کی۔ وہ بھی بگاڑ کر پیش کی، ایسے تو پھر صحیح عبارت بھی قابل اعتراض بن جائے گی۔ اور یہ حقیقت ہے کہ بالکل صحیح عبارت میں ایک آدھ لفظ کو آگے پیچھے کرنے سے عبارت کا مفہوم تبدیل ہو جاتا ہے، جیسا کہ شیطان صفت انسان اخبث الکائنات قرآن پاک کی آیات کو آگے پیچھے کر کے جوڑ کر مستقل آیات بنا دی جائیں۔ تو اس سے قرآنی آیات کے معنی اور مفہوم کفریہ بن جائیں گے۔ جیسا کہ رضا خانی مؤلف نے اپنی طرف سے عبارت میں اس جملہ کا اضافہ کر دیا" کہ مدرسہ دیوبند میں لگا سکتے ہیں۔" رضا خانی

مؤلف نے علماء دیوبند پر الزام تراشی کرنے سے پہلے کچھ سوچا تک نہیں کہ رضا خانی بریلوی مذہب نے کسی مولوی پیر وغیرہ کو زندگی میں کبھی حلال وطیب مال کھانا ہرگز نصیب نہیں ہوا۔ شرک و بدعات کا یقیناً نجس مال اور یتیموں بیواؤں اور مظلوموں کا مال غرض کہ ہر طریقہ سے جو ناجائز اور یقیناً حرام مال ہو بریلوی مذہب میں ابتدا سے انتہا تک ہر ایک وہی کھانا نصیب ہوتا ہے جس میں چند ایک مولوی مستثنا ہیں تو رضا خانی بریلوی مؤلف نے کس منہ سے ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دار العلوم دیوبند کے نام کو داغدار کیا ہے۔ صرف بریلوی مذہب میں بریلوی مولوی نے اپنے مکروہ کارنامے اور مکروہ دھندے پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے۔

رضا خانی مؤلف اب بتاؤ تو صحیح کہ عبارت کو مکمل پیش نہ کرنے سے اور طویل عبارت میں قطع و برید کرنے سے بتاؤ معنی بگڑیں گے یا نہیں، اگر اصل عبارت کو اول تا آخر دیانت داری سے نقل نہ کیا جائے۔ بلکہ ایک آدھ ٹکڑا عبارت کے شروع سے اور ایک ٹکڑا عبارت کے درمیان سے اور ایک ٹکڑا عبارت کے آخر سے لے کر ایک مستقل عبارت بنا کر پیش کرنے سے تمام کی تمام عبارات کفریہ بن جائیں گیں اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ جو ادھوری عبارت پیش کی وہ بھی بگاڑ کر پیش کی۔ اب بتاؤ کہ اگر رضا خانی شریعت میں عبارت کی قطع و برید اور عبارت کا نقشہ بگاڑنا عبارت کے نقل کرنے میں خیانت کرنا کوئی جرم نہیں؟ اگر جرم ہے تو تم تم بار بار اپنی کتاب میں ایسے جرم عظیم کا کیوں ارتکاب کر رہے ہو جواب دیجئے۔

رضا خانی مؤلف نے ہمارے پیشوا کی صحیح عبارت کو بگاڑ کر غلط تاثر دینے کی ناپاک کوشش کی ہے اب رضا خانی مؤلف کو ہم دعوت دیتے ہیں کہ آئیں دیکھیں کہ آپ کے آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا مال ہضم کرنا اور رنڈیوں کی کمائی سے میلاد منانا اور حرام مال سے منگوائی ہوئی، شیرینی پر فاتحہ (یعنی ختم شریف) پڑھنا اور رنڈیوں کو بدکاری کروانے کے لیے مکان کرایہ پر دینا یہ سب کچھ جائز

قرار دیتے ہیں چنانچہ ایک مقام پر آلہ حضرت بریلوی کے رنڈیوں کے ہاں محفل میلاد کرنے اور ان کی شیرینی کے بارے میں پوچھا جاتا ہے آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا اسے مع سوال و جواب کے آپ ہی کی زبانی سنیے۔

کنجریوں کی کمائی وصول کرنے پر آلہ حضرت بریلوی کا انوکھا انداز

سوال: طوائف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے۔ مگر جب کہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کارِ خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کے لیے شہادت کوئی حاجت نہیں اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے حرام مال سے ادا کیا ہے تو اس کا قول مقبول ہوگا۔ كما نص عليه فی الهنديه وغيرها۔ بلکہ اگر شیرینی اپنے مال حرام سے ہی خریدی اور خریدنے میں اس پر عقد و نقد جمع نہ ہوئی یعنی حرام روپیہ دکھا کہ اس کے بدلے خرید کرو ہی حرام روپیہ دیا اگر ایسا نہ ہوا ہو تو مذہب مفتیٰ بہ پر وہ شیرینی بھی حرام نہ ہوگی۔ جو شیرینی اسے خالص اجرت زنا یا غنا میں ملی یا اس کے کسی آشنا نے تحفہ میں بھیجی یا اس کی خریداری میں عقد و نقد مال حرام پر جمع ہونے وہ شیرینی حرام اور اس پر فاتحہ حرام یہ حکم تو شیرینی فاتحہ کا ہوا مگر اس کے یہاں جان اگر چہ مجلس شریف پڑھنے کے لئے ہو معصیت یا مظنہ معصیت یا تہمت یا مظنہ تہمت سے خالی نہیں اور ان سب سے بچنے کا حکم ہے۔ حدیث میں ہے من كا ن يؤمن باالله واليوم الآخر فلا يقص مواقع التهم۔ جو اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ ہرگز تہمت کی جگہ نہ کھڑا ہو اول تو ان کی چوکی اور فرش اور ہر استعمالی چیز نہیں احتمالات خباثت پر ہی ہے جو اہل تقویٰ نہیں اسے ان کے ساتھ قرب آگ او

بارود کا قرب ہے اور جو اہل تقویٰ ہے اس کے لئے وہ لوہار کی بھٹی ہے کہ کپڑے جلے نہیں تو کالے ضرور ہوں گے۔ پھر اپنے نفس پر اعتماد کرنا اور شیطان کو دور سمجھنا احمق کا کام ہے ومن وكا حولا الحمى اوشك ان يقع فيه جو رمنے کے گرد چرائے گا کبھی اس میں پڑ بھی جائے گا۔ والله تعالى اعلم۔ (احکام شریعت ج ۲ ص ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

قارئین کرام! اس کا صاف اور اسلامی جواب تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ رنڈیوں کے ہاں میلاد پڑھنے کے لیے جانا بجائے ثواب کے گناہ اور باعث تہمت ہے اور ان کی حرام آمدنی سے مہنگائی ہوئی شیرینی بھی حرام ہے۔ آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے مندرجہ بالا فتوی میں دو چیزوں کا ذکر کیا ہے فتویٰ یہ دیا ہے کہ رنڈیوں کے ہاں جانا ان کے ہاں میلاد پڑنا اور ان کے گھر جا کر ختم شریف پڑھنا اور ان کے ساتھ تعلقات قائم رکھنا ان کے بارے میں مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ جائز ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ ہر حال میں انسان کو بچنا ہی چاہیے۔ لیکن فتویٰ کی عبارت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ الہ حضرت بریلوی کا رجحان فتویٰ پر ہے تقویٰ پر ہرگز نہیں کیونکہ مفتی بہ قول نقل کر کے تقویٰ اختیار کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ جب تقویٰ اور فتویٰ ہو تو فتویٰ پر عمل کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

اور جس پر فاتحہ پڑھنا ناجائز ہے مگر آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی یہ اسلامی جواب کیوں دیتے اس جواب سے طوائف ناراض ہو جائیں اور اس کے بعد احمد رضا خاں بریلوی کی طوائف کے ہاں آمد و رفت کی تمام صورتیں بالکل ختم ہو جاتیں۔ پھر آلہ حضرت بریلوی کے منہ میں چھنچھاتے ہاتھوں سے پان کی گلوریاں کون ڈالتا اور آس بھری آواز سے گا گریا والے گیت کون سناتا آنکھیں کوہ قاف کی دلربا حسیناؤں کو کہاں دیکھ سکتیں اور اور رات کی رعنائیاں کہاں ملتیں اگر صحیح جواب دیتے تو یہ تمام چیزیں آناً فاناً ختم ہو کر رہ جاتیں اس لیے آپ کو جواب دینے میں شریعت اسلامیہ کے قوانین اور اصول وضوابط کو ذاتی مجبوری کی وجہ سے چھوڑنا پڑا۔ آلہ حضرت بریلوی کا فتویٰ طوائف کے حرام مال سے خریدی

ہوئی مٹھائی اور شیرینی کے حلال ہونے پر اتنا واضح اور عام فہم کہ اس میں مزید کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں ،البتہ اس فتویٰ کی وضاحت فرماتے ہوئے آلہ حضرت بریلوی نے دو باتیں ایسی بیان فرمائیں ہیں جو وضاحت طلب ہیں۔

پہلی:- یہ لوگ جب کارِ خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں۔

دوسری:- اس کے لیے شہادت کی کوئی حاجت نہیں۔

اب رضا خانی موٌلف سے مندرجہ ذیل امور دریافت طلب ہیں

ا۔ آلہ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کو یہ کیسے معلوم ہوا۔ کہ جب طوائف کوئی کارِ خیر کرنا چاہتی ہیں تو پہلے اپنے پیسوں کو کسی اور کے پیسوں سے تبدیل کر لیتی ہیں اور پھر ان تبدیل شدہ پیسوں کی شیرنی منگوا کر اس پر فاتحہ یعنی ختم شریف پڑھنے کے لیے رضا خانی مولوی کی خدمات حاصل کر لیتی ہیں ظاہر ہے کہ اتنے وثوق سے وہی آدمی کہہ سکتا ہے جس کا ذاتی تجربہ ہو۔ اور جو ان کی جملہ حرکات وسکنات کو بہت قریب سے دیکھ چکا ہو ہم بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مولوی ہیں نسلاً بعد نسلٍ اور مسائل دینیہ سے الحمدللہ واقف ہیں مگر بخدا ہمیں آج تک یہ معلوم نہیں کہ رنڈیاں کارِ خیر کرنے میں یہ حیلہ کرتی ہیں آخر وہ کون سے ذرائع تھے جن سے مولوی احمد رضا خاں بریلوی کو معلوم ہوا کہ رنڈیاں فاتحہ کی شیرنی اس حیلے سے خرید کر حرام کو حلال سے تبدیل کر دیتی ہیں کوئی بھی ذی شعور احمد رضا بریلوی کے اس فتوے کو پڑھنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرے گا۔ آلہ حضرت بریلوی کے ان لوگوں سے خصوصی تعلقات وروابطہ وابستہ تھے جن کی وجہ سے آلہ حضرت بریلوی کو ان لوگوں کے اندرون خانہ تمام حالات معلوم تھے۔

۲۔ آلہ حضرت بریلوی کے زیر بحث فتویٰ سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کوئی چیز بھی ناجائز اور

حرام نہیں اگر کسی کے پاس کوئی حرام چیز ہو تو وہ دوسرے آدمی سے تبدیل کر کے اس کو حلال کر سکتا ہے۔

۳۔ چور کی لیے مسروقہ مال، راشی کے لیے رشوت، سؤدخور کے لیے سودی مال۔ فراڈی کے لیے فراڈ سے حاصل کیا ہوا مال وغیرہ وغیرہ تمام اموال مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے فتویٰ کی رو سے معمولی سے ہیر پھیر کے بعد حلال ہو سکتے ہیں۔

۴۔ حقیقت حال تو خدا ہی کو معلوم ہے مگر معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آلہ حضرت بریلوی کی ان لوگوں سے ملاقاتیں اور دعوتیں اڑانے پر کسی معتقد نے اعتراض کیا ہوگا کہ کتنی شرم کی بات ہے کہ آلہ حضرت بریلوی ایک جماعت کے امام پیشوا مقتداء مجدد ہونے کے باوجود ایسے لوگوں کے ہاں جاتے اور دعوتیں اڑاتے ہیں اس بات کا کسی نے آلہ حضرت بریلوی سے تذکرہ کیا ہوگا جسے عزت مآب خود ہی سائل اور خود ہی مجیب بن کر ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ لوگ کارِ خیر میں یہ حیلہ کرتے ہیں اس لیے اب میرا وہاں جانا ہی کارِ خیر کے لیے ہوا اور شیرینی کھانا بھی شرعاً جائز ہوا تو پھر میرے وہاں جانے اور دعوتیں اڑانے میں اعتراض کیوں۔

۵۔ اس فتویٰ میں آلہ حضرت بریلوی نے طوائف کی تعریف اور ان کے مال مکسوبہ کی حلت پر اپنی تمام تر قوتوں کو صرف کر کے ان کی حمایت میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی اور اس سے زیادہ آلہ حضرت بے چارے کر ہی کیا سکتے تھے۔ حمایت دشمن کی تو ہوتی نہیں معلوم ہوا کہ رنڈیوں سے آپ کے دوستانہ تعلقات تھے اور ان میں استحکام بھی تھا۔ تبھی تو الہ حضرت بریلوی نے فرمایا کہ رنڈیوں کے مال کی اس طرح کی تبدیلی اور حرام کو حلال بنانے اور حیلہ میں میری شہادت کے بعد کسی اور شہادت کی حاجت نہیں۔

۶۔ دوسرے جملہ میں جہاں آپ نے رنڈیوں سے اپنے تعلقات کی پختگی پر مہر تصدیق ثبت کی وہیں آپ نے قانون شہادت کا بھی مذاق اڑایا ہے اس لیے کہ جب شریعت اسلامیہ نے تمام

امور میں دو گواہوں کی شہادت کو معتبر سمجھا ہے تو آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا اتنے بڑے اہم
مسئلہ میں صرف اپنے اکیلے کی شہادت کو رنڈیوں کے کارخیر میں اتنا قافی ہے سمجھنا کہ اس کے لیے اب کو
ئی شہادت کی حاجب نہیں یہ قانون شہادت کا مذاق اڑانا نہیں تو اور کیا ہے؟ بریلویوں کے آلہ حضرت بریلو
ی کا یہ فتوی جہاں تمام فقہاء عظام کی تصریحات کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں۔

۷۔ آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے رنڈیوں سے تعلقات کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

آلہ حضرت بریلوی کے رنڈیوں سے تعلقات کا پختہ ثبوت

چنانچہ ایک صاحب نے آلہ حضرت بریلوی سے طوائف کے لڑکے یعنی ولدالزنا کے پیچھے نماز پڑ
ھنے کے متعلق سوال کیا آیا رنڈی کے لڑکے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے تو آپ نے بڑی بے باکی سے جوا
ب دیا۔ نماز ہو ہی نہیں جاتی بلکہ ضرور اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے اور ساتھ ہی رضا خانی مکتب فکر کے لو
گوں کو ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم بھی دیا۔ ارشاد فرماتے ہیں۔

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک بازاری عورت طوائف کا بیٹا ہے
بچپن سے زید کی طبیعت علم کی طرف مائل تھی۔ حتیٰ کہ وہ عالم ہو گیا۔ نماز اس کے پیچھے پڑھنا جائز ہے یا
نہیں، کیونکہ اس کے والد کا پتہ نہیں کہ کون تھا۔ بینوا توجروا

الجواب:۔ نماز جائز ہونے میں تو کوئی کلام نہیں بلکہ جب وہ عالم ہے اگر عقیدہ کا سنّی (بریلوی)
ہو اور کوئی وجہ اس کے پیچھے منع نماز کی نہ ہو تو وہی امامت کو مستحق ہے۔ جبکہ حاضرین میں اس سے زیادہ
کسی کو مسائل نماز و طہارت کا علم نہ ہو۔ کما فی الدر المختار وغیرہ من اسفار۔

(احکام شریعت ج ۲ ص ۱۴۲ مطبوعہ مدینہ پبلیشنگ کمپنی کراچی)

ماشاء اللہ ولدالزنا کے پیچھے نماز پڑھنے میں عدم کلام غالباً پرانی دوستی کی وجہ سے ہے۔ ورنہ تمام

فقہاء کو ولدالزنا کے پیچھے نماز پڑھنے میں کلام ہے مگر پاسداری کے فتوے تو مختلف ہی ہوتے ہیں آلہ
حضرت بریلوی کے اس فتوی پر مزید لمبا چوڑا تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ آلہ حضرت بریلوی کا
مولوی ہونا اظہر من الشمس ہے۔ رضا خانی مولف اب بتائیں کہ تم نے حکیم الامت مجدد دین وملت
حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی صحیح اور بے غبار عبارت کو توڑ موڑ کر اور قطع و برید سے کام
لے کر نہایت شرمناک انداز میں پیش کی تاکہ عامتہ المسلمین اس عبارت کو پڑھ کر اہل سنت و جماعت علما
ء دیوبند سے متنفر ہو جائیں۔ لیکن ہم نے آلہ حضرت بریلوی کے مکروہ چہرے کو کیسے بے نقاب کیا ہے کہ
آنے ولی ذریت احمد رضا کی تمام نسلیں عبرت پکڑیں گی کہ اہل حق کے صحیح اور بے داغ فتوے کو کبھی نہ بگا
ڑنا اور اہل حق علماء دیوبند کی کسی عبارت میں کانٹ چھانٹ کر کے پیش نہ کرنا رضا خانی مولف! اب بتاؤ،
کہ آپ کا آلہ حضرت بریلوی کے فتوے اور تحقیق کے بارے میں کیا فتویٰ ہے۔ رضا خانی مولف
کی نازیبا حرکت پر حیران ہیں کہ اہل سنت علماء دیوبند کا صحیح فتوے جو شریعت اسلامیہ کے اصول وضوابط
کے عین مطابق تھا وہ تو اس ذات شریف کو قابل اعتراض نظر آیا اور کچھ اپنے سینہ زوری سے قابل
اعتراض بنا دیا لیکن جو اس کے آلہ حضرت بریلوی کا فتوی جو کہ عدم تحقیق پر مبنی اور جس میں فقہاء کرام کو بھی
کلام تھا۔ وہ اس باطن کے اندھے کیوں نظر نہ آیا۔ اب تو بینائی تیز ہو گئی ہو گی۔ اور آیندہ کے لیے ایسی نا
پاک جسارت ہرگز نہ کرو گے اب رضا خانی مولف کو چاہیئے کہ وہی ستا فتوے آلہ حضرت بریلوی
پر بھی لگائیں جو اہل سُنّت علماء دیوبند پر لگایا۔ تاکہ تمھاری غیرت ایمانی اور غیرت انسانی کا پتہ چل جا
ئے۔ رضا خانی مؤلف ذرا ہوش میں آؤ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب بھی آپ کے سر پر جوتا لیے کھڑے
ہیں اور ان کا بابرکت جوتا بھی برداشت کیجئے۔

رضا خانی مؤلف غلام مہر علی بریلوی ہمارے پیشوا حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشر
ف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات الافاضات الیومیہ من افادات القومیہ ج ۲ ص ۲۸ کی عبارت کی

اگراس سے زیادہ تفصیل چاہتے ہیں تو پھراس کوایسی شخصیت کا فتویٰ پیش کرتے ہیں کہ جس کومؤلف مذکور اپناامام مقتداوپیشواپیر شیخ طریقت رہبر شیریعت ومربی وغیرہ وغیرہ مانتے ہیں اوراس بات کا بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ میں حضرت پیدسید مہرعلی شاہ صاحب گولڑی کا مرید ہوں یعنی کہ میرابیعت کاتعلق ان سے ہے اوراب پیر مہرعلی شاہ صاحب کا فتویٰ حضرت حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے فتویٰ کی تائید میں پڑھ لیں تاکہ تمہارے دل ودماغ کا تمام تر زنگ ختم ہوجائے۔اب ہم حضرت پیر مہرعلی شاہ صاحب گولڑوی کا فتویٰ نقل کرتے ہیں کہ حضرت پیر گولڑوی کا فتویٰ ہے کہ اگر کافر سُود کے پیسوں سے صف خرید کرکس مسجد میں بچھاوے تو جائز ہے اوراس صف پر نماز پڑھنا بھی جائز ہے اگراس کافر نے سُود کے پیشوں سے ہی خرید لی ہو چنانچہ حضرت پیرصاحب ایک استفتا کا جواب یوں ارشادفرماتے ہیں۔

حضرت پیرمہرعلی شاہ گولڑوی کا فتویٰ

سوال نمبر٦:

اگرکوئی کافر مسجد میں صف پاوے اوراس کا اکثر مال ربوا (سود) کا ہوتو صف کا کیا حال ہے فتاوے مہریہ ص ٢٢٧)

جواب سوال ششم

کافر نے جوصف مسجد میں بچھائی ہے اس پر نماز پڑھنی جائز ودرست ہے۔کیونکہ کافر کا کل مال حلال ہے۔خواہ رباسے حاصل کیا ہو یا غیر رباسے، مثل تجارت وغیرہ سے پیدا کیا ہو۔الخ۔

(فتاوٰے مہریہ ص ٢٢٩ طبع اوّل)

رضا خانی غلام مہرعلی صاحب لیجیے،اب تو آپ کے پیرومرشد نے فیصلہ ہی دے دیا کہ اگر کافر

سُود کے پیسوں سے صف خرید کر مسجد میں بچھادے تواس پر نماز بالکل جائز اور درست ہے۔اب اس سے زیادہ کیا چاہتے ہیں۔

اب وہی فتوے جو ہمارے پیشوائے اعظم محدّث گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ پر صادر کیا تھا۔اب وہی فتوے اپنے پیرومرشد پر بھی لگاؤ گے؟

رضاخانی مؤلف کی فقہاء کرام ومحدثین عظامؒ کے اقول سے بےخبری اورالزام تراشی

رضاخانی مئولف کا اکابر اُئمہ ومحدّثین عظامُؒ کے اقول سے بےخبری اورالزام تراشی پھران پر اپنے حیاباختہ انداز میں معاندانہ تبصرہ کرنا سراسر جہالت اوراپنی آنکھوں پر بغض وعناد کی مضبوط پٹی باندھ کراپنی کورچشمی کا ثبوت دیتے ہوئے اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند کا معتبر فتاوٰے دارالعلُوم کے فتوے میں زبردست خیانت کا مکروہ فریضہ سرانجام دیا ہے۔

رضاخانیوں کا یہی محبوب مشغلہ ہے کہ روز نئے نئے فتنے پھیلانے اوراکابرائمہ واولیاءکرام رحمتہ اللہ علیہم کی عبارات میں تحریف کرنے اوران کوغلط معانی پہنانا اوراس میں قطع وبرید کرنے اور ہرروز نئی بدزبانی والزام تراشی کا بدترین مظاہرہ کرنا یہ رضاخانی اہل بدعت کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے۔جیسا کہ رضاخانی مؤلف نے اہل سنت وجماعت علمائے دیوبند کے معتبر فتاوی کے فتوے کونقل کرنے میں قطع وبرید اورزبردست خیانت سے کام لیا ہے رضاخانی مؤلف نے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ٢ ص ١٦٥ سے فتویٰ کی عبارت میں نقل کرنے میں شرمناک خیانت کی ہے۔اب رضاخانی مؤلف کی خیانت ملاحظہ فرمائیں۔

خیانت نمبر١٠

رضا خانی مؤلف کی خیانت

فاحشہ کے مال میں بھی احتمال ہے کہ کچھ مال حلال ہو گو سب حرام سے حاصل ہوا ہو۔ یہ پھر کلام خاص اس روپیہ میں ہے جو فاحشہ نے کسب حرام سے حاصل کیا ہے (الی قولہ) عام طور پر یہی دستور ہے (الی قولہ) اس کا مال حرام کے حکم میں نہیں ہوا بلکہ پاک اور حلال ہے۔

(بلفظ دیوبندی مذہب ص ۳۵)

نوٹ:۔ رضا خانی مؤلف نے خیانت پر مبنی عبارت پر یہ سُرخی خاتم کر ڈالی۔

" کنجریوں کا مال طیّب و پاک "بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۲۷۳

مؤلف مذکور نے بڑی بے حیائی اور کمینگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اہل سنت دیوبند کے صحیح فتویٰ پر گھناؤنا اور مکروہ تبصرہ کیا کہ دیکھئیے کہ یہ "یوبندی مولوی زناء کی مزدوری کھانے میں کس قدر مشاق" ہیں اور مفتی دار العلوم دیوبند نے زنا کی مزدوری کھانے کو جائز قرار دیا وغیرہ (العیاذ باللہ)۔

حضرات گرامی! رضا خانی مؤلف نے مندرجہ بالا خیانت پر مبنی فتویٰ صفحہ مذکور کے علاوہ اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۷۳ پر بھی دو جگہ پر نقل کیا ہے۔

قارئین محترم!

رضا خانی مؤلف نے فتاویٰ دار العلوم دیوبند کے طویل فتویٰ کی عبارت کو پورا نقل نہیں کیا بلکہ اہل سنت علماء دیوبند کے طویل ترین فتویٰ کو نقل کرتے وقت خالق کائنات سے یقیناً بے پرواہ ہو کر اس قدر خیانت اور بد دیانتی سے کام لیا کہ فتویٰ کی عبارت سوال مع جواب جو کہ چار صفحات میں عربی عبارت تھی وہ بالکل چھوڑ دی اور اس شاطر عیار مؤلف نے پہلے دو صفحات عربی عبارت پر مشتمل تھے وہ عربی عبارت بھی چھوڑ دی کیونکہ یہ بے چارہ عربی عبارت سمجھنے سے بالکل عاجز تھا۔ اور تیسرے صفحہ کو شروع سے چھوڑ دیا اور صفحہ تیسرے کی نویں سطر سے ایک ٹکڑا لیا پھر سطر اٹھارہ سے ایک ٹکڑا لیا پھر سطر انیس سے ایک

ٹکڑا لیا اسی طرح ایک ہی صفحہ سے اوّل، درمیان اور آخر سے ایک ایک ٹکڑا لے کر ایک مستقل عبارت بنا ڈالی تین ٹکڑے مختلف اکٹھے کرنیکے بعد فتویٰ کے آخر سے تقریباً ۱۳ سطور فتویٰ کی پھر چھوڑ دیں جو سراسر خلاف شرع اور کھلا فراڈ ہے اگر رضا خانی مؤلف خوفِ خدا محسوس کرے تو طویل ترین شرعی فتویٰ کیساتھ یہ بہت بُرا حشر نہ کرتے کہ صحیح فتویٰ کو دجل و تلبیس کیساتھ پیش کر کے اہل سُنت و جماعت علماء دیوبند کی علمی شہرت کو اس مذہبی یتیم نے نقصان پہنچانے کی مذموم حرکت کی ہے اور رضا خانی مؤلف اگر سچے ہیں تو جتنی عبارت فتاوی دیوبند سے اس ذات شریف نے نقل کی ہے عبارت مسلسل ایک جگہ سے دکھا دیں اور منہ مانگا انعام حاصل کریں۔ جبکہ اس رضا خانی مؤلف نے بد دیانتی اور خیانت کی تو حد ہی کر دی کہ مختلف جگہ سے تین ٹکڑے لے کر ایک مسلسل عبارت بنا کر پیش کر دی۔ اور فتاوی دیوبند کا صفحہ نمبر اور جلد نمبر بھی تحریر کر دیا۔ اگر رضا خانی مؤلف کا یہی ذوق خبیث ہے کہ ایک ہی مضمون سے مختلف جگہوں سے مختلف ٹکڑے لیکر ایک مستقل عبارت بنا کر اصل عبارت کا نقشہ بگاڑنا تمہارے نزدیک اگر یہ درست ہے؟ تو پھر رضا خانی مؤلف کو بھی اسی قانون کے تحت ہم نورانی قاعدہ کے پہلے صفحہ پر الف سے ی تک جتنے حروف ہیں انہی میں سے رضا خانی مؤلف کا کافر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یعنی کہ تمہارا نام لکھ کر پھر اس کے آگے لفظ کافر کے حروف اکٹھے کر کے لکھ دیئے جائیں تو تمہارا کافر ہونا ثابت ہو جائے گا۔

محترم حضرات، جو فتویٰ رضا خانی مؤلف نے خیانت کے ساتھ پیش کیا ہی وہ اصل طویل فتویٰ عربی اردو عبارت پر مشتمل ملاحظہ فرمائیں پھر آپ بھی رضا خانی مؤلف کو کذاب اور دجال خائن کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کیونکہ فتاویٰ دار العلوم دیوبند کوئی علمائے حق دیوبند کے ذاتی خیالات و نظریات کا مجموعہ ہرگز نہیں بلکہ سلف صالحین کے اقوال و تحقیقات کا مجموعہ ہے اہل سنت علمائے دیوبند تو صرف ان اقوال اور تحقیقات کو نقل کرنے والے ہیں یعنی کہ صرف ناقل ہیں اور اہل سنت علمائے دیوبند نے فتویٰ نقل کرتے وقت مندرجہ ذیل کتب کا حوالہ دیا ہے۔

۱۔ بحرالرائق ۲۔ محیط ۳۔ درّمختار ۴۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ

۵۔ اشعت اللمعات شرح مشکوٰۃ ۶۔ ردالمحتار ۷۔ موطاء امام مالک ۸۔ طحاوی

۹۔ فتاویٰ قاضی خاں ۱۰۔ فتاویٰ انقرویۃ ۱۱۔ الاشیاہ والنظائر ۱۲۔ قنیہ

۱۳۔ مجموعۃ الفتاوٰے ردالمحتار الظہر یۃ وغیرہ۔

حضرات محترم۔ اب فیصلہ فرمائیں کہ اہل سنت علمائے دیوبند نے فتویٰ نقل کرتے وقت کس قدر کمال احتیاط سے کام لیتے ہیں کہ سلف صالحین کی کتب سے ہر بات من وعن نقل کرتے ہیں خدا جانے پھر بھی رضا خانی مولف کو اہل سنت علمائے دیوبند کے نقل کردہ فتاویٰ پر اعتراض کیوں ہے ہم تو اسے دماغ کی خرابی ہی سمجھیں گے اس کے سوا کچھ نہیں بصورت دیگر اسلاف کے اقوال کے ناقل پر اعتراض کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ گویا اسلاف کی تحقیق پر اعتراض کرنا ہے اور جس نے اسلاف کی تحقیقات پر اعتراض کیا وہ بڑا سفیہ اعظم ہے اور جو اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کے طویل ترین بے غبار اور بے داغ فتویٰ جو کہ فقہا کرامؒ کی تحقیقات کے مطابق تھا کو اس قدر بے دردی نا انصافی سے اس پر رضا خانی نشتر چلایا کہ الامان الحفیظ اور ایسے فتویٰ کو بیگاڑنے پر ذرہ برابر رضا خانی مؤلف کو خوف خدا نہ آیا کہ اہل سنت و جماعت علماء دیوبند اولیاء اللہ کے خلاف نازیبا حرکت کر کے اپنی قبر کو تاریک کر رہا ہوں اور ایسے لوگوں کے خلاف غلط قدم اٹھا رہا ہوں کہ جن کی شب ورز کی عبادت اور اعمال بارگاہ خدا میں یقیناً قبول ہیں اور بس یہ ہیں منڈی چشتیاں کے واعظ خطیب مولوی امام وغیرہ جو ہر عبارت خالق کائنات سے بے پرواہ ہو کر نقل کرتے ہیں اور جن کا شائد نظریہ ہی یہی ہے کہ اس دنیا سے جانا ہی نہیں ہمیشہ رہنے کا پروگرام ہے ورنہ جس کا اس دنیا سے جانے کا پروگرام ہو اور جسے یقین ہو کہ اس دنیا فانی کو ایک نہ ایک دن چھوڑنا ہے اور خالق کائنات کے سامنے پیش ہونا ہے تو ظلم زیادتی ناانصافی خیانت و بد دیانتی اور ہر قسم کی ہیرا پھیری اور جعل سازی سے پرہیز کرتا ہے کہ اس دنیا سے جا کر ذات خدا کو کیا جواب دوں گا اور اس رضا

خانی مؤلف کے طریقہ کار سے لگتا یوں ہے کہ اس نے شائد اس دنیا سے جانا ہی نہ ہو۔ ورنہ ایسے قابل گرفت اور قابل نفرت اعمال وافعال اس رضا خانی مؤلف سے بالکل سرزد نہ ہوتے۔ اب ایسے شخص کو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے ایسا شخص ناعاقبت اندیش اور سیاہ کار ہے اور اس کو تمام کچھ بونے کا آخرت میں یقیناً پھل کاٹنا پڑے گا پھر سوائے رسوائی کے پلے کچھ بھی نہ پڑے گا حضرات محترم! اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کا اصل طویل فتویٰ ملاحظہ فرمائیں جس کو رضا خانی مؤلف نے خیانت کیساتھ بگاڑ کر نقل کیا اور اپنی بد دیانتی کا بدترین مظاہرہ کیا۔

سوال:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ نتھیا نے ایک قطعہ زمین خریدا اور اس میں ایک مسجد تعمیر کرائی ایک عرصہ کے بعد یہ مسماۃ انتقال کر گئی اس کی بہن حقیقی مسماۃ عیدیہ اس زمین در اشتاً قابض ہوئی۔ اس مسماۃ عیدیہ نے اس زمین کو واسطے مصارف مسجد مذکور تبولیت مسمیٰ بوندو وقف کر دیا اور وقف نامہ کو رجسٹری کرادیا۔ یہ مسماۃ نتھیا قوم سے کنچن تھی اور کوئی ذریعہ معاش اس کا سوائے طریق ناجائز کے دوسرا نہ تھا چونکہ عوام میں یہ شہرت ہوگئی تھی کہ اس مسجد میں نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ چونکہ طوائف کی بنوائی ہوئی ہے اور اس کی کمائی ناجائز تھی۔ اس وجہ سے یہ مسجد غیر آباد ہوگئی۔ مسمی بوندو نے کچھ عرصہ کے بعد اپنی تولیت سے بذریعہ تحریر رجسٹری دست برادری دیدی اور مسماۃ عیدیہ نے بھی اسی روز ایک تحریر منسوخی وقف نامہ مذکور رجسٹری کرادی۔ اس مسجد میں اب بھی کوئی نماز نہیں پڑھتا۔ مُسلم اور غیر مسلم اس اراضی کو خریدنا چاہتے ہیں۔ مگر عیدیا یہ کہتی ہے کہ میں اس اراضی کو مُسلم کے ہاتھ فروخت کر دوں گی۔ چونکہ اس میں مسجد بنی ہوئی ہے۔ اب دریافت طلب چند امور ہیں۔

نمبر۱۔ یہ وقف صحیح ہوا یا نہیں۔

نمبر۲۔ اس میں نماز پڑھنا عام مسلمانوں کو درست ہے یا نہیں۔

نمبر۳۔ اگر کوئی مسلمان اس زمین کو خرید کر اور دوسری مسجد اپنے روپیہ سے بنوا دے اور اس سا

بقہ مسجد کو شہید کرادے تو درست ہوگا یا نہیں یعنی دوسری مسجد تعمیر کرانا اور اس میں نماز درست ہو جانا اور پہلی مسجد کو چونکہ اس میں کوئی نماز نہیں پڑھتا توڑوا دینا کیسا ہے۔

الجواب:- نظر فرمودہ حضرت سیدی حکیم الامۃ حضرت مولانا تھانوی دامت برکاتہم

فی تکملة البهر الرائق و فی المحیط و مهر البیغی فی الحدیث هو ان یوجرا مته علی الزنا وما اخذه من المهر فهو حرام عند هما وعند الا ما مر ان اخزه من المهر فهو حرام عند هما وعند الا ما مر ان اخذه بغیر عقد بان زنی بامته ،ثم اعطا ها شیأ فهو حرام لان اخذه بغیر حق وان استاجر ها بالزنی ثمه اعطاها مهر ها او ما تشرط لها لا باس باخذه لانه فی اجارة فاسدة فیطیب له وان کان السبب حراماً (تکمله الجر ص ١٩ و مثله فی ذخیرة العقبی للحسن الچلپی .

نمبر۲- وفی الدر المختار ولا یصح الاجارة لعسب التیس ولا لاجل المعاصی مثل الغناء والنوح ولو اخذ بلا شرط یباح انتهی و فی ردالمحتار دته علی الربا به ان علموا ولا تصدق به وان من غیرشرط فهو لهاقال الامام الاستاذ لا یطیب والمعروف کالمشروط قلت وهذ امما یتعین الاخد به فی زماننا لعلمهم انهم لا یذهبون الا باجر البتة (شامی ص ٣٧ ض ٥) .

وفی شرح المشکوة لعلی القاریؒ مهر النخی خبیث ای حرام اجماعاً لانها تاخذه عوضا عن الزفی المحرم وسیلة الحرام حرام وسماه مهراً مجازاً الانه فی مقابلة البضع انتهی ومثله فی شرح المشکوة للشی عبدالحق الدهلوی ولفظه حرام قطعاً۔

نمبر۳: وفی المؤطا لامام مالکؒ عن سعید بن یسارؓ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من تصدق بصدقة طیب ولا یقبل الله الا طیباً کان کانما یضعها فی کف الرحمن انتهی قال فی الحلی شرح المؤطافیه نص علی ان غیر الحلال غیر مقبول۔

نمبر۴: وفی فصل ما یکون فراراً عن الربوا من بیوع الخانیه رجل فی یده دراهم اغتصبها فاشتری بها شیأ قال بعضهم ان لم یضف الشراء الیٰ تلک الدراهمبطیب له المشتری اذان اضاف الشراء الیٰ تلک الدراهم ونقد منها لا یطیب له وذکر شداد عن ابی نیفة اذا اشتریٰ الرجل بالدراهم المغصوبة طعاماً ان اضاف الشراء الیها ونق غیرها اولم یضف الشراء الیها ونقد منها لا یلذمه التصدق الا ان یضیف الشراء الیها و نقد منها وکذاذکر الطحاوی واذا اضاف الشراء الیها وتقد منها لا یلزم التصدق (الیٰ ان قال) وقال بعضهم اذا اضاف الشراء الیها وتقد منها انتهیٰ (فتاویٰ قاضی خاں مصطفائی ص ۲۰۷ ج ۴) وا وضح منه فی الانقرویة معزباً للتارخانیة وفیها وهو علیٰ خمسة اوجه اما ان دفع تلک الدراهم الیٰ البائع اولاً ثم اشتریٰ منه بتلک الدراهم اواشتری قبل الدفع تبلک الدراهم ودفها (الیٰ قوله) قال ابوالحسن الکرخی فی الوجه الاول والثانی لا یطیب وفی الوجه الثالث والرابع والخامس یطیب (الیٰ ان قال) ولیخن الفتویٰ الیوم علی قول الکرخی دفعاً للحرج عن الناس وفی فصل الغراع بمال

حرام من بیوع التاتارخانیه وکذا فی تتمة الفتاوی (انقرویه ص ۳۱ ج ۱).

نمبر۵: وفی الاشباه النظائر والحرمة تتعدی فی الاموال مع العلم الافی حق الوارث فان مال مورثه حلال ان علم بهرمته منح من الخانیه وقیده فی الطهیریة بان لا یعلم ارباب الاموال. وفی الدرالمختار ولکن فی المجبیٰ مات وکسبه حرام فی المیراث حلال ثم رمز وقال لا انخذ بهذه الروایة وهو حرام مطلقاً علی الورثة.

نمبر۶: وفی القنیة غلب ظنفه ان اکثر بیاعات اهل الاسواق لا تخلوا عن الربوافان کان الغالب هوالحرام یتنزه عن شرائه ولکن مع هذالواشتراه یطیب له المشتریٰ شراءً فاسدا اذا کان عقد المشتریٰ اخراً صحیحاً (کذا فی مجموعة الفتاویٰ ص ۴۰)

عبارت مرقومہ نمبر (۱) سے معلوم ہوا کہ صورت مندرجہ سوال میں اس مال کا حاصل کرنا اگر چہ باتفاق باجماع حرام ہے۔ لیکن امام اعظم کے نزدیک یہ مال اس عورت فاحشہ کی مِلک میں داخل ہو گیا۔ اگر چہ سبب حرام کی وجہ سے ہوا اور صاحبین رحمہا اللہ کے نزدیک اس کی ملک میں بھی داخل نہیں ہوا اور نتیجہ خلاف کا اس صورت مرقومہ میں یہ ہوگا۔ کہ امام اعظم کے نزدیک وقف صحیح و درست ہو گیا اور یہ جگہ مسجد شرعی بن گئی اگر چہ بنانے والی کو اس کا کچھ ثواب نہ ملے گا۔ بلکہ اجر سے بالکل محروم رہے گی اور صاحبین کے نزدیک وقف ہی صحیح نہیں ہوا۔ کیونکہ صحت وقف کے لیے یہ شرط ہے کہ شئی موقوفہ واقف کی مالک ہو لہذا صاحبین کے نزدیک یہ جگہ نہ وقف ہوئی نہ مسجد شرعی بنی، فاحشہ کے مرنے کے بعد اس کی میراث ہوکر تقسیم ہوگی۔ فتاوی شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی میں ہے۔

معلوم است کہ در زمین مغصوبہ پیش حنفیہ نماز ساقط از ذمہ میشود پس مسجد فاحشہ خواہد شد لیکن

نقصان ثواب برائے مصلی ومحرومی نہ ثواب برائے زانیہ مقرر است فی الحدیث لا یصل الی الله الا الطیب انتهی۔

اور عبادات مندرجہ نمبر (۲) سے ثابت ہوا کہ فاحشہ اور مغنیہ وغیرہ کو اگر کچھ روپیہ کسی نے بغیر شرط زناء وغناء کے دیدیا تو وہ روپیہ اپنے اصل سے مباح ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مغنیہ اور فاحشہ کے مال میں بھی احتمال ہے کہ کچھ مال حلال ہو گو سبب حرام سے حاصل ہوا ہو۔ پھر یہ سب کلام خاص اس روپیہ میں ہے جو فاحشہ نے کسب حرام سے حاصل کیا ہے لیکن اس کے بعد جو زمین یا ملبہ مسجد کے لئے خریدا یہ حرام ہے یا حلال اس کے متعلق قاضی خان اور انقرویہ کی عبادت مندرجہ نمبر ۴ سے یہ فیصلہ معلوم ہوا کہ فتویٰ اس پر ہے کہا کہ گر اس نے یہ مال حرام بائع زمین وغیرہ کو پیشگی دے دیا۔ اور پھر یہ کہ خریدا کہ اس مال کے بدلے میں یہ زمین یا ملبہ خریدتی ہوں یا پیشگی نہ دیا۔ مگر خاص اس مال کی طرف اشارہ یا نسبت کر کے یوں کہا، کہ اس روپیہ کے عوض یہ زمین یا ملبہ خریدتی ہوں تب تو یہ زمین اور ملبہ بھی اس مال حرام ہو گیا۔ لیکن اگر ایسا نہیں کیا بلکہ بغیر پیشگی دیتے ہوئے اور بغیر نسبت اور اشارہ کے مطلقاً خرید لیا جیسا کے عام طور پر یہی دستور ہے تو یہ زمین اور ملبہ اس مال حرام کے حکم میں نہیں ہوا۔ بلکہ پاک وحلال ہے اس کا وقف کرنا اور مسجد بنانا صحیح و درست ہے اور اس صورت میں اس جگہ میں ثواب بھی مسجد کا حاصل ہوگا اور یہ جگہ تمام احکام میں بحکم مسجد ہوگی۔

بناء علیہ فاحشہ اور مغنیہ عورتوں کی بنائی ہوئی مسجدوں کو وقف کر کے درج کر کے میراث قرار دینا صحیح نہیں۔ کیونکہ اوّل تو امام صاحب کے نزدیک یہ وقف مطلقاً صحیح ہے اور اوقاف میں یہ قاعدہ مسلم ہے کہ جس وقف میں علماء کا اختلاف ہو تو فتوے اس صورت پر دینا چاہیے جو انفع للوقف ہے۔

دوسرے پر ضروری نہیں کہ فاحشہ کا کل مال حرام ہی ہو۔ بلکہ اس میں کچھ مال حلال ہونے کا بھی احتمال ہے جو زمین اور ملبہ وغیرہ تعمیر مسجد کے لئے خریدا گیا ہے۔ اس میں عام دستور کے موافق یہ ہی ظاہر

ہے کہ پیشگی روپیہ سے یا اس خاص روپیہ کی طرف نسبت کر کے نہ خریدا ہوگا۔ اس لیے امام قاضی خاں اور کرخی کے فتوےٰ کے موافق یہ جگہ اور ملبہ تعمیر حرام نہ ہوئی اور مسجد بنانا کا صحیح و درست ہوگیا، مزید احتیاط کے لئے ایسا کرلیا جاوے تو اور بھی بہتر ہے کہ میت کے واث اس مسجد کو اپنی طرف سے وقف کردیں اور مسجد قرادیں، جیسا کہ عبارت نمبر ۵ کا اقتضاء ہے۔ (فتاوٰی دارالعلوم دیوبند یعنی امدادالمفتین کامل ج ۲ ص ۸۰۰ تا ۸۰۴۔ از مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، ناشر دارالاشاعت کراچی)

قارئین کرام! آپ نے اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کا تفصیلی فتوےٰ ملاحظہ فرمایا جو کہ سلف صالحین کے اقوال وتحقیات کے عین مطابق ہے اور اپنی طرف سے اجتہاد ہرگز نہیں کیا بلکہ سلف صالحین کے اقوال اور تحقیقات کو نقل کیا ہے اس صحیح ترین فتوےٰ کے مقابلہ میں آلہ حضرت بریلوی کا فتوےٰ بھی تم نے پڑھا جو کہ سراسر شریعت اسلامیہ کے متصادم ومتضاد ہے اب رضا خانی مؤلف کو اپنے آلہ حضرت بریلوی کے خلاف جہاد کرنا چاہیے یا پھر آلہ حضرت بریلوی کی لغو تحقیقات کی تردید کریں۔ تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے اور یہ بھی یادرکھیں کہ ہمیشہ آلہ حضرت بریلوی نے اپنے ابلیسی باطل نظریات کو تسکین دینے کی خاطر شریعت اسلامیہ کو پس پشت ڈالا ہے اور قبر وحشر میں اپنے کیے ہوئے کا مزا ضرور چکھیں گے۔

شرّ الدّ واب عنداللہ

(یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین چوپائے ہیں)

زباں بگڑی ، قلم بگڑا ، روش بگڑی، چلن بگڑا — خُود اپنے ہاتھ سے کافرگروں کا پیرَہن بگڑا
چلا تکفیر کا جھکڑ کہ شرق و غرب کانپ اٹھے — اُٹھی دشنام کی آندھی، مزاجِ اہرمن بگڑا
بریلی کے اصاغر شاتمِ اُمّت معاذاللہ! — انہی کی معرکوں کی چوٹ سے دینِ حسن بگڑا
حیا مفقود، غیرت سرنگوں ، خوفِ خدا غائب — کچھ اس انداز سے بدعت فروشوں کا چلن بگڑا
یہی وہ لوگ ہیں جو وارثِ احمد رضا خاں ہیں — انہی کی "خوبیِ گفتار" سے رنگِ چمن بگڑا
کروں طولِ سخن تو بات حرفِ ناروا ہوگی — کلام مختصر یہ ہے کہ ہر لات ودشن بگڑا
میں اکثر سوچتا ہوں کس طرح سے ان کو سمجھاؤں — یہ جو کچھ کر رہے ہیں اس سے نظمِ انجمن بگڑا
یہی وہ گفت گو ہے ناز ہے جس کی بلاغت پر — یہی وہ ہمہمہ ہے جس سے اسلوبِ سخن بگڑا
خدا کے نیک بندوں کو کہاں تک گالیاں دوگے — کروگے کیا؟ اگر اس پر خدائے ذوالمنن بگڑا
"لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب" — "زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا"

=====================

امام الفقہاء کے ساتھ رضا خانی مؤلف کا تعصب

بے بصیرت رضا خانی مؤلف نے اپنی ہٹ دھرمی بغض وعناد اور کمال جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے امام الفقہاء قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح فتوےٰ کو بگاڑ کر پیش کیا ہے یوں معلوم ہوتا ہے گویا کہ رضا خانی مؤلف نے رضا خانیت کی دلالی پر صحیح اور بے غبار عبارت کو الٹا پیش کرنے کا ذمہ لیا ہوا ہے مؤلف مذکور نے محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوےٰ میں کتر بیونت اور سرقہ

بازی کا مکروہ فریضہ سرانجام دیتے ہوئے صحیح فتویٰ کو غلط انداز میں پیش کرنے کی ناپاک جسارت کی اور
اپنی رضا خانی محدود سوجھ بوجھ کی بناء پر صحیح فتویٰ کو ہرگز نہ سمجھ سکا اور یہ حقیقت ہے کہ رضا خانی مؤلف کو اند
ھا تعصب اور بغض وعناد نے کچھ سوجھنے نہیں دیتا تب ہی تو رضا خانی مؤلف نے امام الفقہاء محدث گنگوہی
رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح فتویٰ کا نقشہ بگاڑ کر نقل کیا اب رضا خانی مؤلف کی خیانت پر مبنی فتویٰ ملاحظہ فرمائیں
جو مؤلف مذکور نے محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۲۹ کے فتویٰ میں کی ہے۔

رضا خانی مؤلف کی خیانت

خیانت نمبر ۱۱:

ایک حیلہ شرعی وہ یہ کہ آدمی خیال کرے کہ سرکار بہت سے محصول اپنی رعایا سے لے لیتی ہے
۔۔۔۔ایسی نیت سے شاید (سود خوری) میں حق تعالیٰ مواخذہ نہ فرماوے۔

(بلفظ دیوبندی مذہب ص ۳۶)

نوٹ:- خیانت پر مبنی حوالہ مذکور کو مؤلف مذکور نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۱۷ پر بھی نقل کیا ہے
اور اس خیانت پر مبنی فتویٰ کو نقل کرنے کے بعد رضا خانی بدعتی مشرک نے نہایت گھناؤنا تبصرہ کرتے ہوئے
یہ الزام عائد کر دیا کہ گنگوہی صاحب نے حرام خوری کے لیے کیسی تدبیر تجویز فرمائی تو اس پر یہ سرخی قائم
کردی

"سود کھانے کا دیوبندی طریقہ"

افسوس ہے کہ فتویٰ مذکور سے رضا خانی مؤلف نے سود خوری کے جائز ہونے کا کیسے مطلب نکالا
ہے حالانکہ عبارت بالکل ایسے نہیں بلکہ رضا خانی مؤلف نے عبارت کو ادھورا اور کانٹ چھانٹ کر پیش کیا
ہے اور فتویٰ نقل کرتے وقت شرمناک خیانت سے کام لیا ہے اب اس کوتاہ فہم کو بین الاقوامی خائن نہ کہیں تو

اور کیا کہیں، مندرجہ بالا فتویٰ نقل کر کے رضا خانی مؤلف نے خیانت کرنے میں منافقین ومشرکین مکہ کی یا
د کو پھر سے تازہ کر دیا ورنہ محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ بالکل بے غبار اور فقہا کرامؒ کی تحقیق کے عین
مطابق ہے اصل فتویٰ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں تاکہ آپ پر واضح ہو جائے کہ رضا خانی مؤلف امام
الخائنین اور اپنے وقت کا بہت بڑا کذاب ہے۔

سوال:- ایک شخص کو سرکار کے بنک گھر سے اس کے روپیوں کا سود آتا ہے آیا اگر یہ سرکار سے
سود لے لیا کرے اور آپ نہ کھاوے محتاجوں کو دے دیا کرے یا کسی غریب تنگ دست گھر میں کنواں لگوا
دے تو یہ شخص سود خوروں میں گنا جاوے گا یا نہیں۔ اور محتاجوں کو روپیہ سود کا یا کنویں کا پانی استعمال کرنا جائز
ہے یا نہیں۔ فقط

الجواب:- سود لینا کسی حال میں جائز نہیں سود کا لینا ہر حال میں حرام ہے چنانچہ قرآن شر
یف وحدیث میں اس کی قبائح مذکور ہیں سو بندہ کسی طرح اجازت نہیں دے سکتا مگر ایک حیلہ شرعی ہے وہ یہ
ہے کہ آدمی یہ خیال کرے کہ سرکار بہت سے محصول اپنی رعایا سے لیتی ہے کہ ہماری شریعت میں اس کا لینا
جائز نہیں گو قانون انگریزی سے وہ خلاف نہیں ہیں مگر شرع محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ظلم ہے اور ناجا
ئز ہے مستحق رد ہے سو یہ شخص یوں خیال کرے کہ جو غریب رعایا سے سرکار نے محصول خلاف شرع لیا ہے
اس کو میں سرکار سے مسترد کراتا ہوں اور پھر اس کو وصول کر کے انہیں لوگوں پر تقسیم کر دے جن سی سرکار
نے کچھ بلا اذن شرع لیا تھا ایسی نیت میں شاید حق تعالیٰ مواخذہ نہ فرمادیں واللہ تعالیٰ۔ (فتاویٰ رشیدیہ
ج ۲ ص ۱۲۸، ۱۲۹ طبع دہلی)

قارئین کرام! آپ نے رضا خانی مؤلف کی خیانت پر مبنی عبارت کو بھی پڑھا اور حضرت
محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کی اصل عبارت کو بھی بغور پڑھ لیا ہے اب خود فیصلہ کریں کہ رضا خانی
مؤلف کس قدر کذاب ودجال ہے کہ فتویٰ کی صحیح اور بے غبار عبارت کو قطع وبرید کے ساتھ پیش کیا حالانکہ

فتویٰ کی عبارت کا ایک ایک لفظ رضا خانی ملاں کے سر پر جوتا مار رہا ہے۔ اسے کیا پرواہ کیونکہ جوتے کھانا اس کی غذا بن چکے ہیں چاہے وہ جس شکل میں ہوں ہر حال میں لگنے چاہیے محدّث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ میں یہ الفاظ قابل غور ہیں سُود لینا کسی حال میں جائز نہیں سُود کا لینا بالکل حرام ہے کیونکہ قرآن شریف وحدیث میں اس کے قبائح مذکور ہیں سو بندہ کسی طرح اجازت نہیں دے سکتا، شرح محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ظلم سے اور ناجائز اور مستحق ردر ہے وغیرہ الفاظ پر ہی غور وفکر کرلیا جاتا کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کس قدر سود کے حرام اور ناجائز ہونے پر دلائل دے رہی ہیں مگر ساتھ ہی ایک شرعی حیلہ بھی نقل کر دیا اور ایک شرعی حیلہ نقل کرنے کے بعد بھی فرماتے ہیں کہ شاید حق تعالیٰ مواخذہ نہ فرمادیں لیکن اس کمال احتیاط کے باوجود بھی رضا خانی موکّف اس بات پر مصر اور اپنی ہٹ دھرمی اور بغض وعناد پر تلے ہوئے ہیں اور فقہاء کرام کے صحیح فتویٰ کو غلط قرار دینے پر ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ لیکن رضا خانی مُلاں نے فقہا کرام کے صحیح فتوے اور حیلہ شرعی کو باطل قرار دیا ہے اور حقیقت ہے کہ جو کوئی فقہائے کے صحیح فتویٰ اور تحقیقات پر اعتراض کرتا ہے گویا کہ اسے فقہائے کرامؒ کی فقاہت پر اعتراض ہے جسے فقہاء کرام کی فقاہت پر اعتراض ہے وہ من السفهاء ہے وہ منڈی چشتیاں کا خطیب اعظم نہیں بلکہ سفیہ اعظم ہے۔

نوٹ :۔ محدثین عظامؒ میں سے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ شرعی حیلہ میں ایک پورا باب اپنی کتاب صحیح بخاری میں باندھ دیا ہے۔ گویا کہ رضا خانی موکّف کو فقہا اکرامؒ کے ساتھ بھی بغض وعناد ہے تب ہی تو فقہا عظامؒ کے فتویٰ پر اعتراض کیا ہے۔ ورنہ عقل مندی کی بات تو یہ تھی کہ فقہاء عظامؒ کے فتویٰ کو بغیر چون وچراں کیے تسلیم کرتے کیونکہ جبکہ آلہ حضرت بریلوی نے یہی تعلیم دی ہے کہ میرے مقلدین ومتبعین خیانت وبد دیانتی قطع وبرید دجل وتلبیس اور عبارات میں تحریفات کرنے میں ہرگز ہمت نہ ہاریں۔ بس رضا خانی اہل بدعت اس نقطہ پر عمل پیرا ہیں۔ حیلہ شریعی پر دلائل تو بے شمار ہیں لیکن

ہم سر دست رضا خانی مؤلف کو اس کے رضا خانی بریلوی مولوی احمد یار خاں گجراتی کی کتاب جاء الحق کی سیر کرواتے ہیں کہ انہوں نے شرعی حیلہ کے دلائل کو اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے بس وہی دلائل ہم رضا خانی مؤلف کی خدمت میں پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ رضا خانی مولوی احمد یار خاں گجراتی بریلوی حیلہ شرعی شرعی کے جواز میں تحریر کرتے ہیں:

حیلہ شرعی کے جواز میں

شرعی حیلے کرنا ضرورت کے وقت جائز ہیں۔ قرآن کریم احادیث صحیحہ اقوال فقہاء سے اس کا ثبوت ہے حضرت ایوب علیہ السلام نے قسم کھائی تھی کہ میں اپنی بیوی کو سولکڑیاں ماروں گا رب تعالیٰ نے ان کو تعلیم فرمایا کہ تم ایک جھاڑو دے کر ان کو مارو اور اپنی قسم نہ توڑو۔ قرآن مجید نے اسی قصہ کو نقل فرمیا۔ وخذ بیدک ضغثاً فاضرب بہ ولاتحنث تم اپنے ہاتھ میں جھاڑو لے کر مارو اور قسم نہ توڑو۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ بنیامین کو اپنے پاس رکھیں اور راز ظاہر نہ ہو۔ اس کے لئے بھی ایک حیلہ ہی فرمایا جس کا مفصل ذکر سورہ یوسف میں ہے ایک بار حضرت سارا نے قسم کھائی تھی کہ میں قابو پاؤں گی تو حضرت ہاجرہ کا کوئی عضو قطع کروں گی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی آئی کہ ان کی آپس میں صلح کرا دو۔ حضرت سارا نے فرمایا کہ میری قسم کیسے پوری ہو تو ان کو تعلیم دی گئی کہ حضرت ہاجرہ کے کان چھید دیں۔

مشکوۃ: کتاب البیوع باب الربوا میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں عمدہ خرمے لائے۔ حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ کہاں سے لائے۔ عرض کیا کہ میرے پاس کچھ ردی خرمے تھے۔ میں نے دو صاع ردی خرمے دیئے اور ایک صاع عمدہ خرمے لے لئے فرمایا کہ یہ سود ہو گیا۔ آئندہ ایسا کرو کہ ردی خرمے پیسوں کے عوض فروخت کرو اور ان پیسوں کے اچھے خرمے لے لو دیکھو یہ سود سے بچنے کا ایک حیلہ ہے۔ عالمگیری نے حیلوں کا مستقل باب لکھا۔ جس کا نام ہے کتاب

الحیل اسی طرح الاشباہ والنظائر میں کتاب الحیل وضع فرمائی۔ چنانچہ عالمگیری کتاب الحیل اور ذخیرہ میں ہے:

کل حیلة یحتال بها الرجل لابطال حق الغیر اولا دخال شبهة فیه اولتمویه باطل فهی مکروهة وکل حیلة یحتال بها الرجل لیتخلص بها عن حرام اولیتوصل بها الیٰ حلال فهی حسنة والاصل فی جواز هذالنوع (الخ)

جو حیلہ کسی کا حق مارنے یا اس میں شبہ پیدا کرنے یا باطل سے فریب دینے کے لئے کیا جاوے وہ مکروہ ہے اور جو حیلہ اس لئے کیا جاوے کہ اس سے آدمی حرام سے بچ جاوے یا حلال کو پالے وہ اچھا ہے اس قسم کے حیلوں کے جائز ہونے کی دلیل رب تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ اپنے ہاتھ میں جھاڑو لو اس سے مار دو یہ حضرت ایوب علیہ السلام کو قسم سے بچنے کی تعلیم تھی اور عام مشائخ اس پر ہیں کہ اس آیت کا حکم منسوخ نہیں اور یہی صحیح مذہب ہے حموی شرح اشباہ اور تتار خانیہ میں جواز حیلہ کی بہت نفیس تقریر فرمائی چنانچہ بحث کے دوران میں فرماتے ہیں:

وعن ابن عباس انه قال وقعت وحشة بین هجرة وسارة فحلفت سارة ان ظفرت بها قطعت عضواً منها فارسل الله جبریل الیٰ ابراهیم علیه السلام ان یصلح بین هما فقالت سارة ماحیلة یمینی فاوحی الله الیٰ ابراهیم علیه السلام ان یا مرسارة ان تثقب اذنی هاجر فمن ثم لقوب الاذن۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت سارہ ہاجرہ رضی اللہ عنہما میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ حضرت سارہ نے قسم کھائی کہ مجھے موقعہ ملا تو ہاجرہ کا کوئی عضو کاٹوں گی۔ رب تعالیٰ نے حضرت جبریل کو

ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا کہ ان میں صلح کرا دیں۔ حضرت سارہ نے عرض کیا تو میری قسم کا کیا حیلہ ہوگا۔ پس حضرت ابراہیم پر وحی آئی کہ حضرت سارہ کو حکم دو کہ وہ حضر ماجرہ کے کان چھیند دیں۔ اسی وقت عورتوں کے کان چھیدے گئے۔

ان قرآنی آیات اور حدیث صحیحہ اور فقی عبارات سے حیلہ شرعی کا جواز معلوم ہوا۔ (منقول از جآ الحق وزھق الباطل ص ۳۸۴، ۳۸۵) نوٹ: رضا خانی مؤلف ذرا مزید توجہ فرمائیے کہ یہی مولوی احمد یار خاں گجراتی بریلوی اپنی تفسیر نور العرفان کے صفحہ ۲۷ے پر حیلہ شرعی کے بارے میں تحریر فرمایا ہے مزید وہاں سے تسلی و تشفی کرلیں۔

قارئین کرام! ہم نے اپنے پیشوا محدّث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ رشیدیہ کے فتویٰ کی تائید و تصدیق میں رضا خانی بریلوی مذہب کے مولوی احمد یار گجراتی کے دلائل جو اس کی کتاب جاء الحق میں تحریر ہیں وہ ہم نے من وعن قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر دیئے ہیں۔ رضا خانی مؤلف کہ تم نے تو جاہل سازی اور سینہ زوری سے ہمارے پیشوا محدّث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پر سود خوری کا سنگین الزام عائد کر دیا اب ذرا عدل و انصاف سے فیصلہ فرمائیں کہ شرعی حیلہ کے اثبات میں آپ کے رضا خانی بریلوی مولوی نے جاء الحق میں کیسے دلائل دیئے ہیں بس فتویٰ دیں کہ سود خوری کے میدان میں کون آگے ہے اور کون سودی خوری کے میدان کا شہ سوار ہے اور سود خوری کن لوگوں کی قسمت میں ہے اور عبارت میں بد دیانتی، خیانت، چور بازاری، قطع برید اور بے داغ عبارات میں ہیرا پھیری وغیرہ کن لوگوں کا مکروہ دھندا ہے۔ ذرا بتلایئے تو سہی اور سمجھئے تو سہی کہ ہمارے پیشوا کا فتویٰ فتاویٰ رشیدیہ میں درج شدہ رضا خانی مؤلف کی کتاب جاء الحق سے کیسے تائید و تصدیق حاصل کر گیا۔ الغرض رضا خانی مؤلف کو چاہیے کہ ذرا غور و فکر سے کام لیں، بس عمر کے تم کس پیٹے میں پہنچ چکے ہو اور یہ کیا گل کھلا رہے ہو ذرا ہوش میں آؤ ایک نہ ایک دن اس دنیا فانی سے جانا ہے۔

رضاخانی موٴلّف کا حکیم الامتؒ پر سودخوری کا الزام

رضا خانی موٴلّف کی دیدہ دلیری اس انتہا کو پہنچی ہوئی ہے کہ وہ اپنے محدود مطالعہ یا عدم واقفیت اور جہالت کا ماتم تو کرتا نہیں اور بڑی ڈھٹائی کے ساتھ اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کی خداداد صلاحیت فقاہت وفضائل وکمالات کا انکار بے دریغ کرتا چلا جاتا ہے جیسا کہ اس نے حکیم الامت مجدد دین و ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات بنام الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ج ۵ ص ۱۷ کی عبارت کو نقل کرنے میں اس قدر بے ایمانی اور گڑبڑ سے کام لیا یہ رضا خانی موٴلّف کی سینہ زوری نہیں تو اور کیا ہے۔

اصل عبارت کو مکمل نقل نہیں کرتے بلکہ سیاق وسباق کو توڑ موڑ کر نقل کرتے ہیں ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ جس شخص نے بھی "دیوبندی مذہب کتاب" کا سرسری نظر سے مطالعہ کیا ہے وہ رضا خانی موٴلّف کو خیانتوں میں اعلیٰ مہارت کی داد دیئے بغیر ہرگز نہیں رہ سکتا موٴلّف مذکور نے ایک تو حضرت حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی عبارت کو توڑ موڑ کر نقل کیا دوسرا اس پر اپنا جہالت افروز تبصرہ کر ڈالا اور جس طرح گھناؤنا تبصرہ موٴلّف مذکور نے کیا ہے تو اس پر عقل و دیانت بھی سر پیٹ لیتی ہے معلوم نہیں کہ رضا خانی موٴلّف کی غیرت ایمانی وغیرت انسانی کہاں رُخصت ہوگئی اور جب اس نے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں قطع وبرید سے حوالہ نقل کیا تو اس کے ہاتھ شل نہ ہوئے؟ ہمیں تو اس بات کا یقین ہے کہ موٴلّف مذکور نے خیانت سے، ملفوظات کی عبارت کو نقل کرتے وقت عالم آخرت کو فراموش کردیا اور اس نے یوں سمجھا ہوا تھا۔ کہ شاید حق تعالیٰ کے ہاں پیش ہی نہیں ہونا اور اس اوندھی کھوپڑی والے نے جب ہی اہل سُنت و جماعت علمائے دیوبند کی کتب سے حوالہ نقل کیا تو نہایت شرمناک خیانت اور بددیانتی سے نقل کیا اور جیسا کہ ہمارے پیشوا کے ملفوظات کی بے غبار اور تفصیلی

عبارت کے بعد بھی اس کوڑھ مغز نے اپنے اندھے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمارے پیشوا کے ملفوظات کی بے غبار اور تفصیلی عبارت کو پیش کرنے میں زبردست خیانت کی ہے۔

رضا خانی موٴلّف کی خیانت

خیانت نمبر۱۲

سُود لے کر کہاں خرچ کرنا چاہیے میں نے جواب میں لکھ دیا ہے کہ اس کو لے کر ہندوستان آجاؤ

(بلفظہ دیوبندی مذہب ص۳۶)

اس خیانت پر مبنی حوالہ پر رضا خانی موٴلّف نے یہ سُرخی قائم کی کہ "دیوبندیوں کی سودخوری" بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۲۱۷ طبع دوم۔

نوٹ:- یہی حوالہ مذکور رضا خانی موٴلّف نے صفحہ مذکور کے علاوہ اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۱۷ پر بھی نقل کیا ہے۔ رضا خانی موٴلّف نے عبارت نقل کرتے وقت خیانت سے کام لیا ورنہ عبارت قابل اعتراض ہرگز نہ تھی اس بدنصیب موٴلّف نے جب ہی کوئی عبارت نقل کی تو خیانت جیسے مکروہ گھناؤنے پہلو کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا تو اسی طرح حوالہ مذکور کو بھی خیانت کے ساتھ پیش کیا ورنہ عبارت بالکل درست تھی اور شریعت اسلامیہ کے اصول وضوابطہ کے بالکل عین مطابق تھی حالانکہ عبارت مذکورہ بالکل صاف تھی اور رضا خانی موٴلّف نے عبارت کو شروع سے چھوڑ دیا اور آخر سے بھی چھوڑ دیا اور درمیان سی ایک ٹکڑا نقل کرکے صحیح عبارت کو قابل اعتراض بنا کر پیش کردیا جو سراسر خیانت اور بددیانتی ہے اب اصل عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ آپ کو معلوم ہوجائے کہ اصل عبارت کیسی صاف اور بے غبار تھی اور رضا خانی موٴلّف نے اس کو کس قدر بگاڑ کر پیش کیا ہے۔ اب آپ حضرت حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

فرمایا کہ ایک صاحب کا خط آئرلینڈ سے آیا ہے لکھیا ہے کہ میں عنقریب ہندوستان آنے والا ہو

ل اور میرا روپیہ بنک میں جمع ہے اس کے سُود کو لے کر کہاں خرچ کرنا چاہیے میں نے جواب میں لکھ دیا
ہے کہ اس کو لے کر ہندوستان آ جاؤ اور پھر آ کر مسئلہ پوچھو ایسا جواب اس لیے لکھا کہ نازک مسئلہ ہے معلو
م نہیں تحریر سے کچھ غلط فہمی ہو جائے پھر فرمایا کہ بہت ہی دور جگہ ہے لیکن ان جہازوں اور ریل کی بدولت
کچھ بھی دُور نہیں۔ (الافادات الیومیہ من الافادات القومیہ ج۵ ص ۷۷)

حضرات محترم! آپ اندازہ فرمائیں کہ ہمارے پیشوا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ شریعت
اسلامیہ کے قوانین کو مدِ نظر رکھ کر کمال احتیاط سے جواب تحریر فرمایا اور رضا خانی مؤلف نے عبارت کے
سیاق وسباق کو چھوڑ کر ایک آدھ ٹکڑا درمیان سے لے کر نقل کر دیا جو کہ بہت بڑا دجل وتلبیس ہے جو اصل
عبارت ہم نے نقل کی ہے اس کے ساتھ رضا خانی مؤلف کی نقل کردہ عبارت کا موازنہ کریں تو یہ بات
بخوبی سمجھ جاؤ گے کہ اس مؤلف سے بڑھ کر کوئی کرہ ارض پر خائن نہیں اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ان اللہ
لا یھدی کید الخائنین القرآن (ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو ہدایت
نہیں دیتا۔

رضا خانی مولوی غلام مہر علی بریلوی کی کتاب پڑھنے سے ایک عام انسان بھی اس نتیجہ پر پہنچتا
ہے کہ اس کی کتاب میں اول تا آخر خیانت وبددیانتی وقطع برید ودجل وتلبیس اور نہایت شرمناک خیانت
پر مبنی عبارات کو پڑھ کر ایک باہوش آدمی بھی کہہ سکتا ہے کہ رضا خانی مؤلف نے ابلیس لعین کی پوری پوری
نمائندگی کی ہے اور کوئی شیطانی حربہ ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اس ذات شریف نے عامۃ المسلمین کو
دھوکہ دینے کی غرض سے سنیت کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے حقیقت میں رضا خانی مؤلف مشرکین مکہ کا پیروکار
ہے جس کا دین اسلام کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں اور ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مشرکین مکہ
کا اور اس رضا خانی مؤلف میں کوئی فرق نہیں صرف نام کا فرق ہے کام میں دونوں یکسا ہیں۔ یعنی ایک
دوسرے کی فوٹو سٹیٹ ہیں۔

قارئین محترم! یاد رہے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سُود کے متعلق کس قدر کمال احتیاط کرنے
والے ہیں اور ساتھ ہی تحریر فرما دیا کہ ایسا مسئلہ نازک ہوتا ہے شاید کوئی غلط فہمی نہ ہو جائے اور رضا خانی
مؤلف نے عبارت مذکور کو کھینچ تان کر قابل اعتراض بنا دیا حالانکہ عبارت بالکل درست ہے اور عبارت
مذکور کا کوئی پہلو بھی شرعاً قابل گرفت نہیں اگر مؤلف مذکور اس کو قابلِ اعتراض سمجھتے تھے تو پھر اس پر کوئی
دلیل شرعی پیش کرتے اور صحیح عبارت کو اپنے مخصوص اختراعی انداز میں پیش کرنا کوئی خدمتِ اسلام نہیں
لیکن یہ حق تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے خدمت اسلام کے لیے تمام زندگی
وقف کر دی اور رضا خانی مؤلف نے اولیاء کرام دیوبند کی صحیح عبارات کو بگاڑنے اور تحریفات کرنے میں
تمام زندگی وقف کر رکھی ہے۔

امام الخائنین کی خیانت اور فریب کاری

رضا خانی مؤلف غلام مہر علی صاحب خذلہ اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرہ کی فریب کاری مکاری عیار
ی خیانت الزام تراشی، افتراء پروازی کذب بیانی وبہتان عظیم ملاحظہ ہو کہ اس مذہبی یتیم اور رجسٹرڈ شدہ
جاہل ومتعصب ہٹ دھرم نے ہمارے پیشوائے اعظم حکیم الامت مجدد دین وملت شیخ المشائخ حضرت
مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حواث الفتاویٰ حصہ پنجم ص ۳۶ کے صحیح فتویٰ سے ایک من گھڑت
نہایت مکروہ مفہوم اخذ کر کے حواث الفتاویٰ کا جلد نمبر اور صفحہ نقل کر دیا۔ تا کہ قارئین کرام یہ سمجھیں کہ
اصل فتویٰ ہی یہی ہے نیز حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت کو مجروح کیا جا سکے چنانچہ رضا خانی
مؤلف کیفریب کاری اور خیانت پر مبنی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

رضا خانی موکف کی خیانت اور اس کی خود ساختہ عبارت

چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

خیانت نمبر۱۳

اور پھر سُود کو ایک انعام تصور کر کے ہضم کرنے سے گریز نہیں کیا گیا۔

(بلفظ دیوبندی مذہب ص۳۶)

نوٹ:- مندرجہ بالا خیانت اور فریب کاری ہمارے پیشوا حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے حوادث الفتاوٰی کے حصہ پنجم کے صفحہ نمبر ۳۶ کے فتویٰ میں یہ سائل کے سوال کی عبارت ہے اور جواب میں اس عبارت کا ایک لفظ تک نہیں۔ یہ کس قدر کذب بیانی اور بہتان عظیم ہے کہ سوال کی عبارت کو جواب بنا کر نقل کر دینا سراسر افتراء عظیم ہے۔ رضا خانی موکف نے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ کے حوادث الفتاویٰ کے فتویٰ کو چند طریقوں سے بگاڑنے کی مذموم حرکت کی ہے۔

(۱) صحیح فتویٰ کا مفہوم نہایت شرمناک انداز سے بگاڑ کر پیش کیا۔

(۲) حوادث الفتاویٰ کا صفحہ نمبر ۳۶ کی بجائے اپنی کتاب میں صفحہ ۲۶ نقل کیا ہے، یہ بہت بڑی خیانت ہے اور مزید یہ بھی دھوکہ دیا ہے کہ عبارت نقل کر کے فتاویٰ کا جلد نمبر نقل نہیں کیا جو کہ زبردست علمی خیانت ہے۔

(۳) حوادت الفتاویٰ کا جلد نمبر تحریر نہیں کیا اور صرف صفحہ نمبر نقل کرنے پر اکتفا کیا۔ اور صفحہ نمبر نقل بھی کیا تو وہ بھی غلط نقل کیا ہے جبکہ حوراث الفتاویٰ پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ پھر تو یہ فتاویٰ کا جلد نمبر تحریر کیو ں نہیں کیا گیا اور صرف صفحہ نمبر پر اکتفا کیوں کیا گیا۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اس بین الاقوامی کذاب اور خائن نے اپنے من گھڑت اور مکروہ فعل پر پردہ ڈالنا تھا تاکہ اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند میری اس شاطرانہ چال سے واقف نہ ہو جائیں۔

(۴) انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے حوادث الفتاویٰ کے فتویٰ کو سوال مع جواب اوّل تا آخر من وعن نقل کر کے جلد نمبر اور صفحہ نمبر بھی تحریر کرتے لیکن ہرگز ایسا نہیں کیا بلکہ رضا خانی موکف نے اپنے دجال زمانہ آلہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی اتباع میں جو منہ میں آیا بے دھڑک کہہ دیا اور جو چاہا تحریر کر دیا اور جیسے جی میں آیا ویسے اہل سنت و جماعت علماء دیوبند کی تصنیفات سے من گھڑت مکروہ منسوب کر دیا جیسا کہ رضا خانی موکف نے حوادث الفتاویٰ کے صحیح فتویٰ سے من گھڑت اور نہایت قبیح مفہوم کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے اور یہ ہرگز نہ سوچا کہ آخر ایک دن خدائے قہار کے سامنے پیش ہونا ہے، جو من گھڑت اور نہایت قبیح و شنیع مفہوم حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس مفہوم پر مبنی عبارت کا ایک ایک لفظ گواہی دے رہا ہے کہ ہمیں فرضی بنایا گیا ہے اور جسے پڑھ کر ہر آدمی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ عبارت بناوٹی ہے اس میں ذرہ بھر بھی صداقت کا نام ونشان تک نہیں۔

۵) من گھڑت نہایت قبیح و شنیع مفہوم نقل کر کے حوادث الفتاویٰ کا غلط صفحہ نقل کرنا اور یہ نہایت ہی کافرانہ طرز عمل ہے۔

۶) جب بندہ نے رضا خانی مؤلف کی تالیف خبیث بنام کتاب "دیوبندی مذہب" کی ورق گردانی کی کہ دیکھا جائے کہ مؤلف مذکور نے کس فتویٰ سے من گھڑت اور قبیح مفہوم پیش کیا ہے تو آخرکار بندہ تلاش کرنے میں کامیاب ہوگیا، کہ بدعتی مشرک مؤلف نے اپنی کتاب کے ص ۲۱۸ پر حوادث الفتاویٰ کے ص ۳۶ کے حوالہ سے سائل کے سوال میں سے ایک ادھوری عبارت نقل کی ہے جبکہ چاہیے تو یہ تھا کہ سوال کو پورا نقل کرتے پھر اس کے جواب کو بھی پورا نقل کرتے لیکن اس رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۶ پر صرف خود ساختہ عبارت نقل کر ڈالی جو عبارت نہ تو سائل کے سوال کی عبارت ہے اور نہ ہی جواب کی عبارت کا ایک لفظ ہے یعنی کہ من گھڑت اور رضا خانی فیکٹری میں تیار کر کے نقل کر دی

اور اپنی کتاب کے صفحہ ۲۱۸ پر طویل ترین سوال کی عبارت میں سے ایک معمولی سا ٹکڑا نقل کر کے آگے جواب نقل کر دیا۔ بس یہ ہیں بریلویت کے ایجنٹ کہ جس ذات شریف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۶ پر سوال کی عبارت کو بھی جواب بنا کر نقل کیا اور اپنی کتاب کے صفحہ ۲۱۸ پر سوال کی عبارت کو پورا نقل نہیں کیا جبکہ جواب بھی جبکہ جواب بھی اس کے اندر ہی مرقوم تھا۔ اس کا ایک معمولی سا ٹکڑا نقل کر دیا اور اس کے بعد جواب کو نقل کیا حالانکہ ہمارے پیشوا محدث تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ قوانین شرعیہ کے مطابق بالکل صحیح ہے اس پر رضا انی مؤلف سلف صالحین سے کوئی دلیل پیش کریں۔ انشاءاللہ ہرگز نہ پیش کر سکیں گے اور تا قیامت پیش نہ کر سکیں گے۔ کیونکہ حوادث الفتاویٰ کا ایک ایک لفظ اپنے معنوں میں صحیح و درست ہے اور رضا خانی مؤلف کا مکروہ تبصرہ اور بے جا اعتراض اور سنگین الزام اس کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ حوادث الفتاویٰ میں سائل نے یہ سوال پوچھا کہ ملازم جو گورنمنٹ کے ملازمت سے فارغ ہونے کے بعد جو رقم جی پی فنڈ کے طور پر لیتا ہے اس کا لینا کیسا ہے آیا جائز ہے یا کہ ناجائز ہے۔ تو اس پر محدث تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ جائز ہے اور حکومت کی طرف سے ایک انعام ہے جو حکومت اپنے ملازم کو ملازمت سے فارغ ہونے کے بعد دیتی ہے جیسا کہ رضا خانی مولوی غلام مہر علی صاحب نے پرائمری سکول کی ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد جو جی پی فنڈ کی شکل میں ہزاروں روپے کی رقم وصول کی ہے اور ہر گورنمنٹ ملازم ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد بطور انعام کے گورنمنٹ سے جی پی فنڈ وصول کرتا ہے اور بریلوی مذہب کے ملازمین بھی اپنی اپنی ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد گورنمنٹ سے جی پی فنڈ وصول کرتے ہیں تو ان تمام ملازمین کے جی پی فنڈ کے بارے میں اور مولوی غلام مہر علی صاحب جو اپنی ملازمت سے فراغت کے بعد گورنمنٹ سے جی پی فنڈ وصول کیا ہے وہ حلال تھا یا کہ حرام؟ فیصلہ خود کریں۔ اور اگر بریلوی ملازمین کو اس غلام مہر علی کے اس تبصرہ کا علم ہو جائے کہ اس نے گورنمنٹ کے جی پی فنڈ کی رقم کو حرام کا درجہ دیا ہے تو وہ اس ذات شریف کی خوب پٹائی کریں گے کہ تم

تمام ملازمین پر سود کھانے کا بہتان عظیم لگا رہے ہو۔ پہلے تم تو اپنی توبہ کا اعلان کرو۔ جو تم نے گورنمنٹ سے ریٹائر ہونے کے بعد جی پی فنڈ وصول کیا ہے پھر دوسروں پر سود کھانے کا بہتان عظیم لگانا، رضا خانی مؤلف مزید توجہ کیجئے کہ تم گورنمنٹ ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد اب تک پینشن کی شکل میں جو رقم اب تک تم وصول کر رہے ہو اس پینشن کی رقم گورنمنٹ سے وصول کرنے پر تمہارے پاس کونسی شرعی دلیل ہے اور کس شرعی دلیل کے ساتھ گورنمنٹ سے ریٹائر ہونے کے بعد پینشن وصول کر رہے ہو۔ اس کے بارہ میں سوچ کر جواب دیجئے کہ یہ حلال کھا رہے ہو یا کہ حرام۔

بینوا مفصلاً توجروا کثیرا.

کہ جس پر یہ سرخی قائم کی گئی کہ "سود بھی ایک انعام ہی ہوتا ہے" جب اس سرخی کے تحت عبارت کو پڑھا گیا تو پھر یقین ہوا کہ رضا خانی مؤلف نے حوادث الفتاویٰ کے حصہ پنجم کے ص ۳۶ کے فتویٰ کو یوں بگاڑا کہ اپنی کتاب کے صفحہ ۳۶ پر حوادث الفتاویٰ کے فتویٰ کا من گھڑت مفہوم تحریر کیا اور ساتھ ہی حوادث الفتاویٰ کا صفحہ نقل کر دیا۔ لیکن جس صحیح اور بے غبار فتویٰ سے من گھڑت مفہوم پیش کیا اس فتویٰ کے سوال کی صرف ڈیڑھ سطر نقل کی جبکہ سوال کی عبارت بھی طویل ترین تھی اور اس کا جواب نقل کر دیا اور یہ حقیقت ہے کہ جب تک سوال کی عبارت کو مکمل طور پر نقل نہ کیا جائے۔ اس وقت تک جواب کی عبادت سمجھ نہیں آسکتی۔ فتویٰ تب صحیح سمجھ میں آتا ہے۔ جب سوال مع جواب مکمل نقل کیا جائے۔ فتویٰ کو سوال مع جواب ادھورا نقل کرنا یہ بھی زبردست علمی خیانت ہے۔

۷) رضا خانی مؤلف کی شاطرانہ چال کا اندازہ کریں کہ ایک ہی فتویٰ کا اپنی کتاب میں فرضی مفہوم نقل کیا اور ایک جگہ پر ادھوری عبارت سوال مع جواب نقل کی۔ اب رضا خانی مؤلف کی سیاہ کاری فریب کاری اور خیانت پر مبنی فتویٰ ملاحظہ فرمائیں کہ جس فتویٰ کا من گھڑت اور فرضی مفہوم نہایت قبیح و شنیع مفہوم اپنی کتاب کے ص ۳۶ پر نقل کیا اور پھر اسی فتویٰ کو اپنی کتاب کے ص ۲۱۸ پر ادھورا نقل کیا۔ ملاحظہ ہو۔

رضا خانی مؤلف کی خیانت

خیانت نمبر۱۴

رہا سود تو کیا اس کو سود کہہ کے لینا حرام کہا جاوے یا وہ بھی محسوب انعام میں ہی ہوگا کمپنی والے اس کو سود ہی کہتے ہیں۔ الخ۔ نوٹ یہ بھی سوال کی عبارت ہے جواب کی ہرگز نہیں کہ جس کو رضا خانی مؤلف جواب کے انداز میں نقل کیا اور سوال کا لفظ تک نہ لکھا اور نہ ہی اشارہ کیا کہ یہ سوال کی عبارت ہے بلکہ سوال کی عبارت نقل کر کے بھی رضا خانی مؤلف نے خوب چکر چلایا۔

الجواب: بندہ کا مدت سے خیال تھا کہ یہ بھی صلہ (انعام) ہے تسمیہ سے حرمت نہیں آئی۔ ۸ ذی الحجہ ۳۸ھ۔ (بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۲۱۸)

مندرجہ بالا سائل کے سوال کی بالکل ادھوری عبارت کا ایک مختصر سا ٹکڑا نقل کیا ہے جو کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوادث الفتاویٰ کے حصہ پنجم صفحہ ۳۶ کے فتویٰ سے نقل کی گئی ہے رضا خانی مؤلف نے حوادث الفتاویٰ کے فتویٰ کو نقل کرنے میں نہایت خیانت سے کام لیا ہے۔ ورنہ فتویٰ بے غبار تھا جو کہ شرعی قوانین کے تحت بالکل درست تھا کہ جس کو رضا خانی مؤلف نے ادھورا نقل کیا۔ اگر مؤلف مذکور فتویٰ کو سوال و مع جواب مکمل نقل کر دیتے تو اس کا قبیح و شنیع مفہوم ہرگز ثابت نہ ہوتا، اس بین الاقوامی خائن نے یہ سب کچھ اپنا مکروہ چکر چلانے کی خاطر کیا تا کہ میرا قبیح و شنیع مفہوم ثابت ہو سکے اور اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کے تعصب میں اس قدر اندھا ہو گیا کہ اپنی کتاب ص ۲۱۸ پر درج شدہ خیانت پر مبنی فتویٰ پر یہ سرخی قائم کر کے اس کو اہل سنت علمائے دیوبند کی طرف منسوب کر دیا کہ:

"سود بھی ایک انعام ہی ہوتا ہے"

یہ سرخی قائم کر کے عامۃ المسلمین کو یہ تاثر دینے کی غلط حرکت کی گئی کہ اہل سنت علمائے دیوبند

کے نزدیک سود خوری جائز ہے۔ العیاذ باللہ۔ ثم العیاذ باللہ۔

حالانکہ سوال کی عبارت پر سرخی قائم کرنا ہی جہالت ہے کیونکہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ سے یہ غلط مفہوم ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ جس پر یہ سرخی قائم کی جائے جو رضا خانی مؤلف نے قائم کی ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ سلف صالحین کی تحقیقات کے عین مطابق ہے اور رضا خانی مولوی کو فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی تحقیقات سے کیا تعلق اس نے اپنے دل و دماغ کو تسکین دینی ہے۔ چاہے کافرانہ طرز عمل ہی کیوں نہ اختیار کرنا پڑے۔

یاد رکھیں سلف صالحین کی مخالفت کرنا ہی بہت بڑی بدبختی اور حماقت ہے چاہے جس طریقہ سے ہو۔

علاوہ ازیں!

رضا خانی مؤلف غلام مہر علی صاحب کی خیانت کی بدترین مثال یہ بھی ملاحظہ فرمایئے کہ جب حوارث الفتاویٰ سے ادھوری عبارت نقل کی تو جواب کی عبارت میں یہ بھی صلہ ہے کہ ساتھ لفظ انعام کو بریکٹ میں لکھ کر اضافہ کر دیا جو لفظ اصل عبارت میں موجود ہی نہیں۔ اس کا اضافہ کرنا یہ بھی رضا خانی مؤلف کی عملی خیانت ہے۔

حضرات گرامی! ہمارے پیشوا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح فتویٰ کے مقابلہ میں کوئی دلیل شرعی پیش کرتے، لیکن رضا خانی مؤلف نے ہرگز ایسا نہیں کیا بلکہ کھینچ تان اور قطع و برید اور خیانت سے کام لے کر حوادث الفتاویٰ کے بے غبار غبار اور بے داغ فتویٰ کو بگاڑ کر رضا خانی مؤلف نے اپنے کو بین الاقوامی خائن اور رجسٹرڈ شدہ جاہل ثابت کیا ہے۔ بندہ ناچیز کا دعویٰ ہے کہ ہمارا پیشوا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوادث الفتاویٰ کا فتویٰ بالکل قوانین شرعیہ کے تحت صحیح و درست ہے اور رضا خانی مؤلف اہل سنت و جماعت علمائے دیوبند کی دشمنی میں اس قدر بدحواس ہو گیا کہ اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۱۸ پر حوارث

الفتاویٰ حصہ پنجم ص ۳۶ کا فتویٰ بھی نقل کرنے میں خیانت در خیانت کی اور خیانت کا مرض یہاں تک بڑھ گیا کہ رضا خانی مؤلف نے اپنا غلیظ مفہوم ثابت کرنے کے چکر میں یہ تمام کھیل کھیلا کہ اصل فتویٰ سوال مع جواب کہ چودہ ۱۴ سطروں پر مشتمل تھا۔ بدعتی مشرک مؤلف نے فتویٰ نقل کرتے وقت ایک تو یہ کیا کہ فتویٰ سے پہلے لفظ سوال کو بھی چھوڑ دیا تا کہ قارئین سوال و جواب میں امتیاز نہ کر سکیں دوسرا یہ دجل و فریب کیا کہ سوال کی عبارت جو تیرہ ۱۳ سطروں پر مشتمل تھی اس کو نقل کرتے وقت شروع سے نو سطریں چھوڑ دیں اور نویں سطر کے آخر سے سات لفظ نقل کر کے دسویں سطر پوری نقل کی اور پھر گیارھویں سطر کے شروع سے دو لفظ نقل کر کے آخری تین سطریں مسلسل چھوڑ دیں جیسا کہ شروع سے تقریباً نو سطریں چھوڑیں۔ یعنی اسی طرح آخر سے بھی تین سطریں چھوڑ دیں۔ اس قسم کی علمی خیانت کر کے رضا خانی بدعتی مؤلف نے علمائے یہود کی یاد کو پھر سے تازہ کیا ہے۔

ہم حق تعالیٰ کے فیصلوں پر بہت خوش ہیں۔ کہ جب رضا خانی مؤلف نے اولیاء کرام محدثین دیو بند کی بے غبار اور بے داغ عبارات کو تبدیل کیا تو خدا تعالیٰ نے اپنے دوستوں کا انتقام یوں لیا کہ خدا تعالیٰ نے رضا خانی مؤلف غلام مہر علی صاحب کا دنیا ہی میں چہرہ ایسا تبدیل کیا ہے کہ چہرے سے ہمیشہ کے لیے رونق ختم ہی کر دی اور ہر وقت ان کے چہرے سے نحوست پھٹکار لعنت اور شرک و بدعت کے موذی اثرات نمایاں طور پر ٹپکتے رہتے ہیں۔

یہ ہیں غلام مہر علی صاحب ان سے یہ توقع کرنا کہ عبارات کو خوف خدا کرتے ہوئے دیانت داری سے نقل کریں۔ بالکل عبث ہے۔

اب ہم حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل فتویٰ نقل کرتے ہیں تا کہ آپ پر رضا خانی مؤلف کا بین الاقوامی خائن اور کذاب ہونا واضح ہو جائے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ پھل درخت سے پہچانا جاتا ہے۔ یعنی جیسا کہ ان کے آلہ حضرت بریلوی ہیں ویسے ہی اس کی ذریت خبیثہ ہے۔ جیسے آلہ حضرت بریلوی

نے اہل سنت و جماعت علمائے دیو بند کی بے غبار اور صحیح عبارات کو بگاڑا اور تحریفات کا مکروہ فریضہ سر انجام دیا ایسے ہی رضا خانی مؤلف نے اپنے بابا ابلیس اعظم کی پیروی میں ہمارے پیشوائے اعظم حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح فتویٰ کو بگاڑا ہے۔ اب حوادث الفتاویٰ کا اصل فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

حوادث الفتاویٰ کا اصل فتویٰ

سوال: ریلوے ملازموں کو پنشن نہیں ملتی ہے۔ بجائے اس کے وہاں یہ قانون ہے کہ ملازم کی تنخواہ سے مثلاً فی صدی دو روپے کاٹ لیتے ہیں اور یہ وضع تنخواہ حسب قانون ریلوے لازم ہے۔ چاہے کوئی راضی ہو یا نہ ہو اور جس قدر ماہ بماہ وضع کرتے ہیں اسی قدر کمپنی یا گورنمنٹ اپنی طرف سے اس شخص کے لیے نامزد کر دیتی ہے اور یہ پھر یہ مجموعہ جو ماہ بماہ اس کی تنخواہ سے اور کمپنی کی طرف سے ہے۔ اس کو تجارت میں لگا دیتے ہیں اور اس کے احوال اصول مقررہ کے مطابق اس کے نفع کو جس کو وہ سود کہتے ہیں برابر اس کے لیے رکھتے جاتے ہیں۔ جب ملازمت کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے تو یہ سب روپیہ اس کو یکمشت دے دیتے ہیں۔ تنخواہ سے جو کچھ وضع کر لیتے ہیں۔ وہ تو اس کا حق ہے۔ اس کی حلت میں تو کوئی شبہ نہیں اور کمپنی اپنی طرف سے جو ڈبل روپیہ اس کے لیے نامزد کرتی ہے۔ وہ بھی عطاء سلطانی یا انعام کہا جا سکتا ہے۔ رہا وہ سود تو کیا اس کو سود کہہ کے لینا حرام کہا جاوے یا وہ بھی محسوب انعام میں ہو گا۔ کمپنی والے اس کو سود ہی کہتے ہیں۔ چنانچہ ہر سہ ماہی میں اس کا حساب بھیجتے رہتے ہیں۔ کیا یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ سب انعام اور جائزہ ہے وہ چاہے اس کو سود کہیں۔ بندہ نے اس مسئلہ میں بہت غور کیا تو اس طرف خیال جاتا ہے۔ حضور جواب ارشاد فرمائیں۔

جواب: بندہ کا مدت سے یہ خیال تھا کہ یہ بھی صلہ ہے۔ تسمیہ سے حرمت نہیں آئی۔

(۸۔ ذی الحجہ ۳۸ھ)

حوادث الفتاوی حصہ پنجم ص ۳۶ ناشر اشرف المطابع تھانہ بھون ضلع مظفر نگر، طبع اول۔

قارئین کرام بندہ ناچیز نے حوادث الفتاوی کا فتوی سوال جواب من وعن نقل کر دیا ہے۔ اب آپ اندازہ فرمائیں کہ رضا خانی مؤلف غلام مہر علی صاحب نے اپنی کتاب میں مندرجہ بالا فتوی کو نقل کرنے میں کس قدر عدل وانصاف کے تقاضوں کو پامال کیا ہے۔ اب ہم رضا خانی مؤلف کو بین الاقوامی خائن اور کذاب نہ کہیں تو اور کیا کہیں۔ کہ جس طرح رضا خانی مؤلف نے اہل سنت و جماعت علمائے دیو بند کی صحیح اور بے داغ عبارات کو تبدیل کر کے ان کا خوب نقشہ بگاڑا تو اس جرم عظیم کی پاداش میں خالق کائنات نے اس بدنصیب رضا خانی مولوی کا چہرہ دنیا ہی میں مسخ کر دیا ہے اور آخرت میں تو اس کے لئے عذاب الیم یقینی ہے کیونکہ رضا خانی غلام مہر علی اپنے عقائد باطلہ کی روشنی میں مُشرک ہے اور مشرک کا فی النار ہونا یقینی ہے۔ جبکہ قرآن وحدیث میں مشرک کے فی النار ہونے کے بارے میں تصریح موجود ہے۔

رضا خانی مؤلف کا حضرت تھانویؒ پر بہتان عظیم

رضا خانی مؤلف کی انتہائی جہالت وحماقت حق پوشی باطل کوشی کذب بیانی وافتراء پردازی بد یانتی وتہمت تراشی کورچشمی اور بہتان عظیم ملاحظہ فرمائیں کہ مولف مذکور نے ہمارے پیشوائے اعظم حکیم الامت مجدد دین وملت شیخ المشائخ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے امداد الفتاوی کے جلد دوم ص ۱۵۵ کے حوالہ سے ہمارے پیشوائے اعظم پر یہ بہتان عظیم باندھا ہے کہ تھانوی صاحب گائے کے ساتھ زنا کرنا جائز قرار دیتے ہیں العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ، رضا خانی مؤلف نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی نقل کرنے میں خیانت کی انتہا کر دی اور عدل وانصاف کے تمام تر تقاضوں کو پس پشت ڈال دیا اور بالکل صحیح فتوی کو نقل کرتے وقت اس قدر خیانت اور بد دیانتی سے کام لیا کہ عالم آخرت کو فراموش

کر دیا۔ اگر رضا خانی مؤلف یوم النشور کا نقشہ سامنے رکھتے تو فتوی کو نقل کرنے میں خیانت سے ہرگز کام نہ لیتے بلکہ خوف خدا کرتے ہوئے فتوے کو من وعن نقل کرتے۔ اب رضا خانی مؤلف کی خیانت ملاحظہ فرمائیں۔

رضا خانی مؤلف کی خیانت

خیانت نمبر ۱۵

اگر کوئی شخص گائے سے زنا کرے تو تھانوی جی چیزے تعرض نہ کردہ شور فرماتے ہیں۔

(بلفظ دیو بندی مذہب ص ۳۶ طبع دوم)

مندرجہ بالا زبردست علمی خیانت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے امداد الفتاوے کی جلد دوم کے صفحہ ۱۵۵ کے فتوی میں کی گئی ہے اور یہی خیانت پر مبنی فتوی رضا خانی مؤلف نے صفحہ مذکور کے علاوہ اپنی کتاب کے صفحہ ۲۱۵، ۲۱۶ پر بھی نقل کیا ہے۔

حضرات گرامی! ستم بالائے ستم یہ ہے کہ رضا خانی بدعتی مشرک نے اس خیانت اور اختراع پر مبنی عبارت بڑی ڈھٹائی کے ساتھ یہ قبیح وشنیع سرخی یہ قائم کر ڈالی کہ:

"اپنی گائے بھینس سے زنا بھی کریں تو اس کا دودھ بھی پئیں اور اس کے گوشت کے بھی مزے اڑائیں" (بلفظ دیو بندی مذہب ص ۲۱۵)

جب بندہ ناچیز نے رضا خانی مؤلف کی قائم کردہ سُرخی کو پڑھا تو ساتھ ہی اس نتیجہ پر پہنچا کہ اسی گندی اور گھناؤنی سُرخی تو کوئی بے حیا احمق رجسٹرڈ شدہ اور سفیہ اعظم ہی قائم کر سکتا ہے حالانکہ بندہ ناچیز کو رضا خانی بدعتی کی قائم کردہ مکروہ سُرخی پڑھتے ہوئے نہایت شرم آئی اور جب پڑھی تو میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ لیکن اس سیاہ کار بدبخت رذیل کو ذرہ بھر شرم نہ آئی کہ میں اپنی ذات پر کیا ظلم و

ستم کر رہا ہوں یاد رکھیں اس قسم کی گندی اور غلیظ سُرخی قائم کرنا سراسر ضلالت کمینگی اور خالص یہود یانہ حرکت ہے۔ سچ ہے۔

بے حیا باش وہر چہ خواہی کُن

میرے سُنی حنفی بھائیو! رضا خانی موکف نے تو خیانت کی بھی حد کر دی کہ اصل فتوے سوال مع جواب جو عربی اور اردو عبارت طویل ترین مضمون پر مشتمل تھی اور ہمارے پیشوا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا طویل فتوی جو کہ ص ۵۴ ج ۲ سے شروع ہوتا ہے اور ص ۵۵ ج ۲ پر ختم ہوتا ہے۔ لیکن اس منڈی چشتیاں کے دھوکہ باز اور بازی گر نے صرف فتویٰ کی آخری سطر کے درمیان سے صرف یہ چار الفاظ چیز ے تعرض نکردہ شود، نقل کر ڈالے تو ان الفاظ کے شروع میں جو الفاظ کہہ اگر کوئی شخص گائے سے زنا کرے تو تھانوی جی چیز ے تعرض نہ کردہ شود فرماتے ہیں یہ تمام الفاظ رضا خانی موکف کی اپنی اختراع اور پیٹ کی پیداوار ہے اصل فتوے میں یہ الفاظ سرے سے موجود ہی نہیں، صرف بدعتی مشرک موکف نے اپنی اختراع پر مبنی الفاظوں کو اصل فتویٰ کے چار الفاظ کے ساتھ ملا کر مستقل ایک قبیح و شنیع عبارت بنا کر پیش کر دی تا کہ پڑھنے والے یہی سمجھیں کہ یہ فتویٰ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ کے تفصیلی فتوے سے صرف چار الفاظ نقل کرنا اور بقیہ کو گیارھویں شریف کا ٹھنڈا میٹھا دودھ سمجھ کر ہضم کر جانا بہت بڑی خیانت ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت اولیاء کرام محدثین دیوبند اکثر اللہ جماعتھم کی عبارات میں تحریف وخیانت کرنا رضا خانی اہل بدعت کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے۔ اگر رضا خان فرقہ ایسا مکروہ دھندہ سرانجام نہ دے تو ان تمام کا تمام کاروبار آناً فاناً تباہ ہو جائے گا۔ بس ان کی یہ مجبوری ہی سمجھیں۔ اب آپ ہمارے پیشوائے اعظم حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ بے غبار فتویٰ جس کو رضا خانی موکف نے نہایت خیانت اور مکروہ گھناؤنے انداز میں پیش کیا نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے امداد الفتاویٰ جلد دوم ص ۱۵۵ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں جو کہ درج ذیل ہے اور یہ فتویٰ لکھتے

وقت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اجتہاد سے ہرگز کام بھی نہیں لیا بلکہ فقہ حنفی کا مشہور فتاویٰ در مختار اور ردالمحتار سے نقل کیا ہے جو ہم من وعن نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

امدادلفتاوے کا اصل فتویٰ

سوال:- شخصے با گاؤمیش حاملہ قیمتی تخمینا صدروپیہ زنا کرد آن گاؤمیش راچہ کردہ شود واگر چار پایہ دیگرے باشد وانزال نہ کردہ است کہ اورا اسیر کردن آن چار پایہ راچہ کردہ شور حکم کشتن و بصد کشتن سوختن بعلت عار وحمل مید ہند وجائے کہ این ہر دو علت نباشد حکم چیست وجائے کہ باشند و مالک چار پایہ نکشد برائے شیر نوشی دارد گناہ گار است یانا؟

فی الدر المختار ولا یحد و بوطی بھیمة بل یعزر و تذبح ثم تحرق و یکرہ الا انتفاع بھا حیة و میة محبتی وفی النھر الظاھر انه بطالب ندباً اھ فی الشامیة قوله و تذبح ثم تقطع اقتداد الحدث به کلما رؤیت ولیس بواجب کما فی الھدانیة وغیر ھا وھذا اذا کانت مما لا یوکل فان کانت توکل جازاً اکلھا الواطی عندہ وقال لا تحرك ایضاً فان کانت الدابة لغیر بطالب صاحبھا ان یدفعھا الیه بالقیمة ثم تذبح وفیھا قوله الظاھر انه یطالب ندبا الخ ای قولھم بطالب صاحبھا ان یدفعھا الی الواطی لیس علیٰ طریق الجبرا ھ۔

ازیں دوایت ظاہر گشت کہ ایں ذبح واحراق علی سبیل الوجوب نسیت واخذ مال کسے بلا طیب خاطر او با اتلاف او بلا رضا یش حرام است وارتکاب حرام برائے اقامت مندوب پر ظاہر است کرنا جائز است وہم ظاہر شد کہ عندالامام اکل او شرب لبن او ہمہ جائز بلا کراہت پس درصورۃ مسئولہ ازشان بہمہ چیز ے تعرض نکردہ شود چون مالک او گوارا نمی کنند۔ (امداد الفتاوے ج ۲، ص ۱۵۴، ۱۵۵ مطبوعہ تھانہ بھون

،انڈیا)

نوٹ :- مندرجہ بالا فتویٰ سے وہ قبیح و شنیع و مکروہ مفہوم ہرگز ثابت نہیں ہوتا جو رضا خانی موئف غلام علی مہر صاحب نے اخذ کیا ہے۔ یہ ناپاک اور گھناؤنا مکروہ مفہوم بریلویوں کو ہی مبارک ہو۔

محترم حضرات امدادلفتاوی کے فتویٰ سوال مع جواب ہم نے نقل کر دیا ہے اب فیصلہ فرمائیں کہ جس عبارت کا معمولی سا ٹکڑا جو چار الفاظ پر مشتمل تھا، رضا خانی موئف نے پیش کیا اس کو اس کے ساتھ ملا ئیں اور پھر فیصلہ کریں کہ فتویٰ کتنا طویل ترین اور کس قدر بے غبار اور فقہاء کرام کی فقاہت سے مزین تھا اور فتویٰ میں منقول عربی عبارت درمختار اور شامی اور صاحب ہدایہ کی تحقیقات پر مبنی تھی تو رضا خانی موئف نے خیانت کے ساتھ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے اور پھر ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اصل فتوے کے شروع میں جلی قلم سے یہ الفاظ مرقوم ہیں "فی الدرالمختار اور فی الشامیہ" کے الفاظ نمایاں طور پر نظر آ رہے ہیں لیکن اس کوڑھ مغز کو نظر کیوں نہ آئے اگر ان الفاظ پر غور کرتے تو اس قسم کی قبیح حرکت فقہا عظام کی شان میں قطعاً سرزد نہ ہوتی درج شدہ فتویٰ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے قوانین شرعیہ کے عین مطابق ہے رضا خانی موئف کی خیانت دیکھ کر ہمیں تو اس بات کا پختہ یقین ہے کہ یہ بے چارہ مذہبی یتیم ہے یہ عربی عبارت کو پڑھنے سے عاجز ہی عاجز ہے تب ہی تو اس نے فتوے کی عربی عبارت حذف کر ڈالی اور آخر سے معمولی سا ٹکڑا نقل کر کے عبارت کو قبیح بنا ڈالا ورنہ عبارت اپنے مفہوم میں بالکل صاف اور واضح جو شریعت اسلامیہ کے قوانین کے تحت درست تھی۔ قارئین محترم ،آپ نے اصل فتویٰ بھی پڑھ لیا ہے اور اصل فتویٰ کا رضا خانی موئف کی نقل کردہ عبارت کے ساتھ موازنہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اصل فتویٰ کے ساتھ رضا خانی موئف کی نقل کردہ عبارت کو دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ فتویٰ نقل کرتے وقت نہایت خیانت سے کام لیا ہے۔

محرف زماں خبطی دوراں! رضا خانی موئف نے علمی خیانت کرنے سے پہلے یہ ہرگز نہ سوچا کہ

فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اتنا طویل بے غبار فتویٰ کہ جس کو نقل کرنے میں عیاری مکاری فریب کاری کے جوہر دکھا رہا ہوں کیا فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی شان میں توہین و گستاخی کا مرتکب تو نہیں ہو رہا اور فقہاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی فقاہت کو داغدار اور مجروح تو نہیں کر رہا یہ سب کچھ تب سوچتے اگر فہم سلیم رکھتے جو شخص فہم سلیم و عقل و خرد سے بالکل عاری ہو جائے اور اس کا دماغ شیطانی چالوں کا مرکز بن جائے تو اس کو فقہا کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی فقاہت اور تحقیق سے کیا تعلق حالانکہ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے امداد الفتاویٰ میں جو مندرجہ بالا فتویٰ درج کیا ہے وہ فتویٰ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا اپنا فتویٰ ہرگز نہیں اور نہ ہی وہ حضرت کے خیالات کا مجموعہ ہے بلکہ فقہ حنفی کا مشہور فتاویٰ درمختار درالمختار سے نقل ہے ہمارے پیشوا حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ تو صرف ناقل ہیں اگر بقول رضا خانی موئف کے ناقل اگر مجرم ہے تو صاحب فتویٰ بدرجہ اولیٰ مجرم ثابت ہوگا بدعتی مشرک موئف نے جو مکروہ فتویٰ حضرت تھانویؒ پر لگایا ہے اب وہی فتویٰ صاحب درمختار اور درالمختار پر بھی لگائیں تاکہ غیرت ایمانی و انسانی کا پتہ چل جائے یاد رہے فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے فتویٰ کو بگاڑنا گویا کہ اپنے آپ کو فقہاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کا گستاخ ثابت کرنا ہے جیسا کہ رضا خانی موئف فقہا کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا رجسٹرڈ شدہ گستاخ ہے رضا خانی اب بتا وٴ تمھارا صاحب درمختار اور درالمختار کے بارے میں کیا خیال ہے۔ بینوا توجروا۔

گفتنی و نا گفتنی

ہر روز کر رہے ہیں شرارت نئی نئی — وہ لوگ جن سے شرمِ رسولؐ خدا گئی
جن کے ضمیر و ظرف پہ تخلیق شرمسار — جن کے دل و دماغ کا سانحہ ہے سرمئی
کیا پوچھتے ہو اُمت احمد رضا کا حال — اندر سے داغدار تو باہر سے چمچمی
ریش دراز، زُلفِ چلیپا سے فیضیاب — اس لعبتِ فرنگ کے شوہر کئی کئی
مسلک میں ان کی آنریری مخبری حلال — مذہب ہے اس ذلیل گھروندے کا نقرئی
ماتھے پہ فرش بوس روایات کا غبار — چہرہ پہ فیض حلقۂ عُشاق اگرئی
ہم ایسے کُشتگان وفا کے خلاف ہیں — اسرار خاندانِ کلایو کی مجرئی

رضا خانی مشرک کا دجل و تلبیس

رضا خانی بدعتی و مشرک کے دجل و تلبیس کا اندازہ فرمائیں کہ اپنے بابا ابلیس اعظم مولوی رحمد رضا خاں بریلوی کی پیروی میں حکیم الامت مجدد دین وملت شیخ المشائخ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ پر سنگین الزام یہ عائد کیا ہے کہ حضرت تھانوی نسوانی شرم گاہ کی اندرونی غلاظت کو بھی پاک فرماتے تھے (العیاذ باللہ)

اس کم فہم اور محدود سمجھ بوجھ والے اس منڈی چشتیاں کے کنواں کے اس برساتی مینڈک کو اصل فتویٰ سمجھ ہی نہیں آیا کہ اصل فتوی کیا ہے اور میں کیا سمجھ رہا ہوں۔ کیا حضرت تھانویؒ اپنا اجتہاد پیش کر رہے ہیں یا کہ فقہاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی تحقیقات جو کہ قرآن وحدیث کی رو سے بالکل بے غبار ہیں کو نقل کر رہے ہیں یہ بے چارہ مذہبی یتیم اتنی سی بات کی تمیز نہیں کر سکا اور ہمارے پیشوائے اعظم حضرت

تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر خواہ مخواہ بغیر سوچے سمجھے سنگین الزام دھر دیا۔ لیکن اس رضا خانی بدعتی مولف کی کھوپڑی شیطانی اثرات سے متعفن ہو چکی ہے تو پھر یہ کیسے سمجھ بوجھ سے کام لیتا اور اس رجسٹرڈ شدہ کج فہم نے حضرت تھانویؒ کی تصنیف لطیف بوادالنوادر کی اصل طویل عبارت جو کہ چالیس سطروں پر مشتمل تھی اس اجہل مؤلف نے اصل عبارت کو نظر انداز کر دیا۔ یعنی کہ اصل عبارت میں سے ایک لفظ تک نقل نہیں کیا بلکہ اپنی طرف سے ایک سوچا سمجھا غلیظ مفہوم نقل کر کے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف بوادر النوادر کا ص ۲۱۳ نقل کر دیا۔ یہ بہت بڑی علمی خیانت ہے۔ اصل عبارت جو اتنی طویل اور بے غبار تھی اس کو پورا نقل کر دیتے تو کسی قسم کا شبہ تک نہ ہوتا۔ اگر رضا خانی مؤلف سلف صالحین کی بے غبار عبارات میں خیانت نہ کرتا تو اس کو امام الخائنین کون کہتا۔ اب آپ رضا خانی مؤلف کی خیانت پر مبنی عبارت ملاحفظہ فرمائیں۔

رضا خانی مؤلف کی خیانت

خیانت نمبر ۱۲:

اور نسوانی شرم گاہ کی اندرونی غلاظت کو بھی تھانوی جی پاک فرماتے تھے۔

(بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۳۶)

قارین کرام! مندرجہ بالا خیانت حکیم الامت مجدد دین وملت، شیخ المشائخ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف بوادر النوادر کے صفحہ ۲۱۳ کی چالیس سطروں پر مشتمل طویل ترین عبارت میں کی گئی ہے۔

اس منڈی چشتیاں کے خائن نے مندرجہ بالا خیانت ص ۳۶ کے علاوہ صفحہ ۲۱۲، ۲۶۲ پر بھی نقل کی ہے۔

نوٹ: اس خائن اعظم کی خیانت اور بدقماشی کا اندازہ کریں کہ اپنی کتاب کے صفحہ ۳۶ پر تو

صرف من گھڑت مفہوم پیش کیا اور آگے چل کر اپنی کتب کے صفحہ نمبر ۲۱۲ پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف بوادر النوادر کی طویل عبارت جو کہ سوال مع جواب چالیس سطور پر مشتمل تھی اس کے شروع سے مسلسل اکیس سطریں چھوڑ دیں اور بائیسویں سطر کو آدھا چھوڑ کر آدھا نقل کیا اور تیئس سطر کے شروع والے دو لفظ نقل کر کے پھر تینتیس سطر سے لے کر چونتیس سطر تک ایک سطر نقل کر کے پھر پینتیسویں سطر کے شروع سے صرف سات الفاظ نقل کر کے حوالہ دے دیا اور بقیہ عبارت کی پونی پانچ سطریں پھر چھوڑ دیں۔

حضرات گرامی! آپ اندازہ فرمائیں، جس عبارت کا یہ حشر نشر کیا جائے۔ اس صحیح عبارت کا نقشہ کیوں نہ بگڑتا، اب ہم اپنے پیشوائے اعظم حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف کی اصل طویل ترین عبارت جو عربی اردو عبارت پر مشتمل ہے۔ نقل کرتے ہیں تاکہ آپ پر منڈی چشتیاں کے خائن اعظم کی خیانت واضح ہو جائے تو آپ بھی اس سیاہ کار کو خائن اعظم کہے بغیر نہیں ہرگز نہیں رہ سکو گے۔

حضرت تھانویؒ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف بوادر النوادر کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف بوادر النوادر کی اصل عبارت

امدادی الفتاویٰ حصہ ۴ کے مسئلہ مرقومہ تاریخ ۱۶ شوال ۱۳۳۴ھ میں جو کہ رسالہ الامداد بابت محرم ۳۵ھ میں شائع ہوا، ایک جواب طہارت رطوبت فرج کے متعلق لکھا گیا ہے۔ اس پر ایک دوست صاحب علم کا خط ذیل آیا۔ ایک دوسرا مسئلہ جس میں جمہور کی ظاہراً مخالفت لازم آتی ہے اس پر غور کر کے اشاعت اصلاح ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس پرچہ مذکور کے صفحہ (۳۴) میں جو سوال، سفیدی خارج از فرج کا ہے۔ اس سے مراد وہ سفیدی ہے جو مرض سیلان الرحم میں خارج ہوتی ہے، جیسا کہ مردوں کو مرض

جریان میں ہوتا ہے، جسے اصطلاح اطباء وفقہا میں ودی کہتے ہیں۔ یہ بالاتفاق نجس اور وضو شکن ہے اور در مختار کی جو عبارت آپ نے اس مسئلہ کے جواب میں نقل فرمائی ہے (ص ۳۵) پر اس میں وہ رطوبت مراد ہے۔ جو فرج پر ہر وقت موجود رہتی ہے۔ جیسے کہ انسان کے لب پر اور اسی طرح مخلہ وجلد دلد پر جو رطوبت موجود رہتی ہے وہ پاک ہے۔ فتغایرا۔

جواب اس کا یہاں سے یہ لکھا گیا:

فی شرح الاسباب والعلامات بحث سیلان الرحم۔انه قد یعرض النساء ان یسیل من ارحام مهن دائما رطوبات عرض لهن سیلان المنی کما یعرض للرجال و تلک الرطوبات اما یکون تولدها فی الرحم نفسه اذا ضعفت القوة الغاذبة التی فیها و اما فضول تصل الیها من جمیع البدن علی جهة الاستفراغ والتنقیة و فیه یستدل علی المنی بلونه فی البیاض و قوامه فی یسیرا لغلظ و عدم العفونة الیٰ قوله فلذلک یکون (ای المنی السائل) خالیا من العفونة بخلاف الرطوبات الفصیلة التی تصرفت فیها الحرارة الغربیة الیٰ قوله و اما سیلان المنی فقد ذکر اقسامة وفیه قبل ذٰلک فی تعریف الودی وهو رطوبة لزجة تسیل فی مجری البول عندا ارادته (ای البول) الیٰ قوله و هی اذا کثرت غلظت وسالت بعد البول ایضاً وفیه اما سیلان المنی و خروجه من غیر اردة ای من غیر مزا ولة جماع فیکون امالکثرة المنی لقلة الجماع وکثرة تناول مولدات المنی واما حدة المنی و حراقة و اما الاسترخاء اوعیة المنی و برد مزاجها وضعف قوتها المساکة و اما

تشنج فتمدد یعرض لعضل اوعیة المنی واما نصعف الکلیة ود وبان شحمها فی شدة الشهوة اوکثرة الجماع واما لفکر فی الجماع اوسماع من حدیثه اھ ملخصا و فی ردالمحتار علی قوله درمختار ان رطوبة الفرج ظاہرۃ عنده اھ مانصه ای الداخل اما الخارج فرطوبة طاہرة باتفاق الیٰ قوله قرطوبة الفم ولا نف والعرق الخارج من البدن ۔ (ص ۲۷اج ۱)

ان عبارات سے امور ذیل مستفاد ہوئے۔

نمبر۱: جو رطوبت اکثر اوقات رحم سے سائل ہوتی ہے جس کو اصل سائل نے پوچھا ہے۔ چنانچہ سوال میں اکثر کا لفظ مصرح ہے وہ ودی نہیں ہے، جیسا کہ ودی کی تعریف مذکور فی العبارۃ الطبیۃ المذکورہ سے معلوم ہوئی ہے۔

نمبر۲: وہ رطوبت منی بھی نہیں ہے کہ سیلان منی ایسے اسباب سے ہے جو گاہ گاہ عارض ہوتے ہیں، چنانچہ اس کے اسباب مذکورہ فی العبارۃ الطبیۃ المذکورہ سے معلوم ہوا اور اس رطوبۃ بمسولہ کا سیلان اکثر ہوتا ہے۔

نمبر۳: پس جب نہ وہ ودی ہے نہ منی اور ہے رطوبت سائلہ پس یہ وہ ہے جس کو اس عبارت میں ذکر کیا گیا ہے۔ قد یعرض للنساء ان یسیل من ارحامهن دائماً رطوبات اور دائمـاً سے مراد وہی ہے جس کو اصل سائل نے بعنوان اکثر تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے اور یہ رطوبت۔ وہ بھی نہیں، جس کو سائل نے بعنوان اکثر تعبیر کیا ہے چنانچہ ہے اور یہ رطوبت وہ بھی نہیں جس و سائل ثانی نے انسان کے لب سے تشبیہ دی ہے۔ کیونکہ یہ تو بالاتفاق طاہر ہے۔

چنانچہ عبارت فقیہہ مزکورہ میں مصرح ہے تو اس کو محل اختلاف کیسے کہہ سکتے ہیں۔ پس یہ نہ جب

ودی ہے، جیسا کہ سائل متاخر کو شبہ ہوا اور نہ منی ہے اور مذی کا نہ ہونا ظاہر ہے تو اس کے نجس ہونے کے لئے ودی و منی کا نجس ہونا تو کافی ہے، نہیں کوئی دوسری دلیل مستقل چاہیے اور نہ وہ رطوبت ہے جو رطوبت فم کے حکم میں ہے۔ جو کہ بالاتفاق طاہر ہے۔ پس اسی رطوبت مغایرہ للودی والمنی والمذی والشبیه باللعاب میں امام صاحب وصاحبین مختلف ہیں۔ اور بوجہ ابتلاء کے اصل جواب میں قول بالطہارۃ پر فتویٰ دیا گیا، جس پر سائل ثانی نے اس کے ودی ہونے کی بناء پر شبہ کیا۔ پس جب تقریر بالا میں اس بنا کا منہدم ہونا ثابت ہو گیا۔ تو شبہ کا منعدم ہونا بھی ظاہر ہو گیا۔

تنبیہ: اصل جواب کے وقت بوجہ طب نہ جاننے کہ احقر کا ذہن اس تفصیل سے خالی تھا بعد ورود سوال ثانی کے تردد ہوا تو ایک مہمان دوست کے پتہ دینے پر شرح اسباب کی طرف رجوع کیا تو یہ تحقیق بالا ذہن میں آئی چونکہ عدم مہارت طلب کا نقص اب بھی مجھ میں باقی ہے۔ دوسرے علماء سے جواب پر نظر کرا لیا جاوے۔ جو صحیح جواب معلوم ہو اس پر عمل کیا جاوے۔

(بوادر النوادر ص ۲۱۱، ص ۲۱۳ مطبوعہ تھانہ بھون، انڈیا)

حضرات گرامی! آپ نے ہمارے پیشوائے اعظم حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف بوادر النوادر کی اصل طویل ترین عبارت سوال مع جواب کو ملاحظہ فرمایا۔ اب آپ ہی ذرا عدل و انصاف سے سوچیں اور پھر فیصلہ فرمائیں کہ رضا خانی مؤلف نے طویل ترین عبارت میں سے اپنی کتاب میں ایک جگہ پر تو خالص من گھڑت مفہوم نقل کیا اور دوسری جگہ پر دو معمولی سے عبارت کے ٹکڑے نقل کیے۔ جو مجموعی طور پر اڑھائی سطریں بنتی ہیں۔ یہ کتنی ضحکہ خیز بات ہے کہ ایک تو عبارت نقل کرنے میں تحریف و بددیانتی اور خیانت کی اور پھر حضرت تھانویؒ پر الزام بھی دھر دیا۔ بس رضا خانی مؤلف نے اپنے فاسد اور باطل عقائد سے اپنے دل کو تسکین دینے کے لئے ایک فاسد مفہوم پر مبنی عبارت بنا ڈالی اور بودر النوادر کا صفحہ نمبر تحریر کر دیا۔ تا کہ عامۃ المسلمین کو یہ دھوکہ دیا جا سکے کہ نقل کردہ عبارت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

کی تصنیف لطیف بوادر النوادر کی ہی عبارت ہے۔حضرات اندازہ فرمائیں جو آدمی ان اوصاف خبیثہ و ملعونہ کا حامل ہو اس سے دیانت داری اور عدل وانصاف کی امید رکھنا ہی عبث ہے، جسے اتنا بھی خوف خدا نہیں کہ ایک جگہ پر ایسے الفاظ نقل کر رہا ہوں، جو اصل کتاب میں سرے سے موجود ہی نہیں ہیں اور پھر اسی کتاب کے دوسرے مقام پر پھر اصل عبارت جو کہ طویل ہے۔اس میں سے دو ٹکڑے نقل کر رہا ہوں اور بقیہ عبارت کو شیرِ مادر سمجھ کر ہضم کر رہا ہوں اور مختلف جگہوں سے مختلف ٹکڑوں کو یکجا کر کے ایک مستقل عبارت بنا کر پیش کر رہا ہوں اور پھر صحیح عبارت سے اپنے خیالات فاسدہ کے مطابق مفہوم اخذ کرنا یہ بہت بڑا ظلم عظیم ہے اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں ایسا مکروہ دھندہ ظلم ہے اور ظلم کی تعریف ہی یہی ہے کہ ایک چیز کو اپنے مقام سے اٹھا کر دوسرے مقام پر رکھ دینا اور طویل ترین عبارت سے چند الفاظ لے کر ایک مستقل عبارت بنا کر پیش کرنا یہ کتنا گھناؤنا اور مکروہ فعل ہے۔کہ جس کی علمی دنیا میں مثال ملنا مشکل ہے اور یہ خالص شیطنت نہیں تو اور کیا ہے کیونکہ ہمارے پیشوائے اعظم حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی طرف اجتہاد ہرگز نہیں کیا۔بلکہ سلف صالحین کی معتبر کتب سے حوالہ نقل کیا ہے۔جیسا کہ بوادر النوار کی اصل عبارت میں یہ الفاظ روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔ (شرح الاسباب والعلامات اور فی ردالمحتار علیٰ قول درمختار ج ا ص ۱۷۲)

نوٹ: ہمارے پیشوائے اعظم حضرت تھانویؒ تو صرف ناقل ہیں۔اصل عبارت تو مندرجہ بالا کتب کی ہے اگر ناقل پر کفر و گستاخی کا فتوے ہے۔تو پھر صاحب عبارت پر تو بدرجہ اولیٰ فتوی لگنا چاہیے رضا خانی مؤلف کے فرسودہ اعتراض سے یہ ثابت ہوا کہ مؤلف کو فقہا کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی فقاہت پر یقیناً اعتراض ہے حالانکہ جس مسئلہ کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔یہ مسئلہ فقہا کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتفاقی ہے اور خواہ مخواہ اس کو کھینچ تان کر اختراعی معانی پہنا کر پیش کرنا بہت بڑی بدبختی اور ضلالت ہے اور اپنی کتاب میں حوالہ کے آگے شامی کی ادھوری عبارت کا ٹکڑا بطور ڈھال کے

استعمال کیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ شامی میں ہے ج ا ص ۱۱۷، ان الخارج نجس باتفاق۔ یہ عبارت بالکل ادھوری ہے پوری کو عبارت خود دیکھیں شامی میں بڑی تفصیل سے یہ مسئلہ لکھا ہے۔اس نے مسئلہ نقل کرتے وقت خیانت کی ہے ہم نے اپنے اکابر دیوبند کی کتاب سے تفصیل سے نقل کر دیا ہے۔مولوی غلام مہر علی صاحب نے پناہ لینے کے لئے شامی کا ادھورا حوالہ نقل کر کے جلد اور صفحہ نمبر لکھ دیا حالانکہ اس بیچارے نے کب شامی کا مطالعہ کیا ہوا ہے شامی فتاوی کی اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔شامی کا مطالعہ اس کے استاد مولوی ابوالبرکات کو تمام زندگی نصیب نہیں ہوا تو اسے کیسے نصیب ہوا۔

المختصر گیارھویں شریف کی میٹھی میٹھی کھیر اور ختم شریف اور جمعرات کا ٹھنڈا ٹھنڈا دودھ اور حلوے کے فضائل کا تو مطالعہ بخوبی نصیب ہوگا لیکن شامی کا مطالعہ اس کو کیسے نصیب ہو۔اگر ہوتا تو پھر فقہائے کرام رحمہ اللہ تعالیٰ کے ادھورے حوالہ جات کو کیوں نقل کرتا۔عامۃ المسلمین کی نگاہوں میں شامی کا ایک مختصر سا ادھورا سا ٹکڑا ان الخارج نجس بالتفاق نقل کر دیا تا کہ عامۃ المسلمین یہ سمجھیں کہ مولوی صاحب شامی کا بھی مطالعہ کرتے ہیں حالانکہ یہ سراسر دھوکہ ہے۔

جس چیز کا مولوی صاحب کو مطالعہ بخوبی نصیب ہے وہ چیز آپ بار بار پڑھ رہے ہیں کہ سلف صالحین کی بے غبار اور بے داغ عبارات میں قطع برید و خیانت و بدیانتی ، دجل تلبیس اور من گھڑت اور خود ساختہ عبارات پیش کرنا اس چیز کا مطالعہ اس ذات شریف کو خوب نصیب ہے۔اور اس کام میں یہ بہت ماہر اور بے مثال اور لاثانی سمجھے جاتے ہیں۔بس اس چیز کا مطالعہ ان کو خوب ہے اور اس دھندے میں بخوبی ماہر ہیں۔

بالالفاظ دیگر رضا خانی مؤلف نے فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی فقاہت پر الزام لگا کر اپنے سفیہ اعظم ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے ورنہ فقہاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی بے مثال فقاہت پر اعتراض کرنا چہ معنی دارد۔

ہم نے اصل فتوے نقل کر کے رضا خانی مؤلف کے مکروہ و منحوس چہرے سے نقاب نوچ پھینکا ہے تا کہ عوام الناس اس قسم کے وجود منحوس سے بخوبی واقف ہو جائیں کہ جنہوں نے فقہاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے صحیح فتاوے جو قرآن و حدیث کے عین مطابق ہیں کو بگاڑنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔

متحدہ عرب امارات ابوظہبی کے مفتیان اسلام کا فتویٰ کہ بریلوی فرقہ دین اسلام سے خارج ہے

چنانچہ: ابوظہبی کے مشہور اخبار الھدیٰ کو قارئین کرام کی جانب سے متعدد خطوط موصول ہوئے کہ جن میں خارج از اسلام گروہ میں سے ایک نئے گروہ کا ذکر کیا گیا ہے جس کا نام بریلوی ہے اور یہ گروہ غیر عرب افراد کے ذریعے یہاں مسجدوں میں کام کرتا ہے۔ اور اپنے عقائد کی اشاعت کر رہا ہے اور ابوظہبی کے مفتیان اسلام نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ یہ گروہ اسلامی عقائد سے منحرف ہے کیونکہ ان کے عقائد شرعیت اسلامیہ کے سراسر خلاف ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے بارے میں غلط عقائد رکھتے ہیں۔ یہ گروہ ان متعدد گروہوں میں سے ایک ہے۔ جو دین اسلام سے خارج ہیں۔ اس کا مرکز ہندستان ہے۔ اس گروہ کا نام بریلوی جو کہ اس گروہ کی بنیاد رکھنے والے شخص مولوی احمد رضا خاں بریلی کے رہنے والے کی طرف منسوب ہے۔ جو کہ ہندوستان میں پیدا ہوا۔ ابوظہبی کے مفتیان اسلام کے فتویٰ کی فوٹوسٹیٹ کاپی آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں:

الجمعة ٢٦ رجب ١٤٠٤هـ الموافق ٢٧ ابريل ١٩٨٤م

طائفة البريلوية خارجة عن الدين واتباعها يعملون في مساجد الدولة!

من جانب الى الزاہد

الی محترم السادة العلامة النباهة السید الشیخ .... ادام اللہ تعالیٰ ظلالکم

وعلیکم وعلی من لدیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ ....

قد وصل مکتوبکم فی استفسار عقائد رئیس الطائفة البریلویة واتباعہ واذنابہ

فنقول بعون اللہ تعالیٰ وتوفیقہ عقائد ہذہ الطائفة الغالیة المبتدعة کثیرة لا نقدر علی احصائہا

واحاطتہا فی کلام مختصر ولکن نقتصر علی نبذة من عقائد رئیس الطائفة دون اتباعہ

لانہا اکثر من ان تحصی وایضاً نکتفی بذکر بعض عقائدہ الشرکیة دون اعمالہ البدعیة فانہا

لا تعد ولا تحصی؛ وجعلہا کلہا دینا ومذہبا واوصی اتباعہ علی حفاظتہا کما قال

اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے بلفظہ (وصایا شریف ص ۱۰ طبع لاہور)	ولا تترکوا اتباع الشریعة حتی الامکان واستمسکوا بقوة دینی ومذہبی الذی ظہر من کتبی والاستمساک بدینی فرض من اہم الفرض؛

وقال ایضاً

جو میرے عقائد ہیں وہ میری کتابوں میں لکھے ہیں وہ کتابیں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں الخ بلفظہ (ملفوظات حصہ اول ص ۳۷ طبع کراچی)	وعقائدی مکتوبة فی کتبی وکتبی قد طبعت ونشرت ....

ونذکر بعض عقائدہ الشرکیة بعباراتہ بعینہا ونترجمہا بحسب طاقتنا لئلا یتوہم انا

نفتری علیہ ! عقیدة ہذا المشرک ان الانبیاء علیہم الصلوة والسلام وعلی الخصوص

منہم نبینا سید الاولین والآخرین وخاتم الانبیاء والمرسلین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعلم

الغیب وحاضر وناظر فی کل مکان ویقضی الحاجات الدنیویة والاخرویة

وان اللہ تعالیٰ فوض تدبیر العالم الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہو قد فوض الی الشیخ

عبد القادر الجیلانی قدس سرہ فہو المستغاث فی الشدائد وہو غوث الاناسی والجان

وبالغوث تقوم الارض والسماء ولا تطلع الشمس حتی تسلم علی الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ

رض نہ کرے الخ بلفظہ

(الامن والعلی ص۱۲۳ طبع لاہور)

(۱۲) ہمارے حضور صاحب القرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ما کان وما یکون الی یوم القیٰمۃ جمیع مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق وغرب وسماء وارض وعرش وفرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا بلفظہ

(انباء المصطفیٰ ص۲ طبع لاہور)

ان اللہ تعالیٰ عزوجل اعطی لسیدنا صاحب القرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم علم جمیع الموجودات وعلم جمیع ما کان وما یکون الی یوم القیٰمۃ وعلم جمیع المندرجات فی اللوح المحفوظ فلا تخرج من علمہ ذرۃ فی الشرق والغرب والسماء والارض والعرش والفرش ؛

(۱۳) مصرع خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے :

(حدائق بخشش ص۴۳ ج۱)

اطلعک اللہ تعالیٰ علی کل خفی وجلی فی الدنیا والآخرۃ ؛

(۱۴) مصرع فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

حدائق بخشش ص۴۳ ج۱

لا یمکن ان لا یطلع خیر البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا استغاث رجل من امتہ فی حالۃ الاضطرار ؛

(۱۵) استدل بحدیث فتجلی لی کل شیء الخ (المحمول علی تقدیر صحتہ عند المحدثین علی الاستغراق العرفی فحسب) وقال

تو بلا شبہ یہ رؤیت و معرفت جمیع مکونات قلم و مکتوبات لوح کو شامل ہے ؛ جس میں سب ما کان وما یکون من الیوم الاول الی یوم الآخر و جملہ ضمائر و خواطر سب کچھ داخل ہے الخ بلفظہ (ملفوظات ص۳۲ ج۱)

فلا شک فی ان ھذہ الرؤیۃ والمعرفۃ شاملۃ لجمیع مکنونات القلم ولجمیع المکتوبات فی اللوح المحفوظ ویدخل فیہا کل ما کان وما یکون من الیوم الاول الی یوم الآخر وجمیع الضمائر والخواطر ؛

اولیاء کرام کے پیش نظر عرش سے تحت الثریٰ تک ہوتا ہے الی قولہ ماضی تو ماضی مستقبل بھی ان کے پیش نظر ہوتا ہے اور اولیاء کرام فرماتے ہیں کوئی پتا سبز نہیں ہوتا مگر عارف کی نگاہ میں ، بلفظہ

(ملفوظات ص۵۹ ج۴ طبع کراچی)

یکون فی نظر الاولیاء ، من العرش الی ما تحت الثریٰ الی قولہ کیف یخفی الماضی علیہم والمستقبل فی نظرہم ویقول الاولیاء الکرام لا تخضر ورقۃ الا فی نظر العارف

واستدل علیہ بقول عبد العزیز فقال اولیائے کرام فرماتے ہیں ویقول الاولیاء الکرام

ما السماوات السبع والارضون السبع فی نظر العبد المؤمن الا کحلقۃ ملقاۃ فی فلاۃ من الارض

سیدی شریف عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں (ملفوظات ص۵۸، ۵۹ ج۴)

ولا یخفی ان الحجۃ فی العقائد النصوص القطعیۃ والاحادیث المتواترۃ لا اقوال غیر المعصومین

(۱۷) وحرف معنی حدیث انما انا قاسم واللہ یعطی فقال

رب العزت جل جلالہ نے اپنے کرم کے خزانے اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے قبضے میں کر دیئے جس کو چاہیں دیں جس کو چاہیں نہ دیں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے کوئی نعمت کوئی دولت کسی کو کبھی نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ؛ یہی معنی ہیں انما انا قاسم واللہ یعطی اھ بلفظہ

(ملفوظات ص۶۵ ج۱) .

ان اللہ تعالیٰ عزوجل اعطی فی تصرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم خزائن کرمہ وموائد نعمہ فہو مجاز فی ان یعطی لمن یشاء ویمنع عمن یشاء ولا یجری حکم ولا تحصل لاحد نعمۃ ولا اقتدار ابداً الا من لدن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومن ملکہ وسلطنتہ وھذا ھو معنی حدیث انما انا قاسم واللہ یعطی اھ

(۱۸) غیب و شہادت کی کنجیاں سب دے دی گئی ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی شے ان کے حکم سے باہر نہیں اھ (ملفوظات ص۵۷ ج۴)

اُعطیت مفاتیح الغیب والشہادۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلا یخرج شیء عن حکمہ وقبضتہ

(١٩) ـ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاجت روا ـ من المسلم الذی یتأمل فی کون النبی صلی اللہ

مشکل کشا و دافع البلاء ماننے میں کسی مسلمان	تعالیٰ علیہ وسلم قاضی الحاجات وحلال المعاقد
کو تامل ہو سکتا ہے ! وہ تو جبرئیل کے بھی	ودافع البلاء وہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قاضی
حاجت روا ہیں اھ بلفظہٖ	حاجة جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ایضاً
(ملفوظات ص $\frac{111}{14}$)	(فما الظن بغیرہ !)

(٢٠) وقال فی ابیات لہٗ (وافتری علی کتاب اللہ تعالیٰ قال انما تعلمت ھ فن الشعر من القرآن

ولکن لا احکام الشریعۃ ملحوظۃ نعوذ باللہ تعالیٰ من ھفواتہٖ !

ولفظہ ؛ قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی ـ یعنی رہے احکامِ شریعت ملحوظ ـ (حدائق بخشش ص $\frac{28}{ج2}$)

سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا	خفض الرأس الی الروضۃ فما لک ؟
دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا :	وکان القلب ساجداً فما لک یا نجدی ؟
بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے	ان قیل یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا !	للاستمداد قعوداً وجلوساً فما لک ؟
ان کو تملیک ملیک الملک سے	ان قیل لہٗ (صلی اللہ علیہ وسلم) مالک العالم
مالک عالم کہا پھر تجھ کو کیا !	بتملیک اللہ تعالیٰ ایاہ فما لک ؟
یا عبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے	وان قال لنا الملک (یرید النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
بندہ اپنا کر لیا پھر تجھ کو کیا !	یا عبادی وجعلنا عبیدہٗ فما لک ؟
دیو کے بندوں سے ہم کو کیا غرض	ای غرض لنا بعبید العفریت (یعرض باہل دیوبند)
ہم ہیں عبد المصطفیٰ پھر تجھ کو کیا !	فنحن عبید المصطفیٰ فما لک ؟
نجدی مرتا ہے کہ کیوں تعظیم کی	یموت النجدی من ہذا التعظیم
یہ ہمارا دین ہے پھر تجھ کو کیا	وہذا دیننا فما لک !
(حدائق بخشش ص $\frac{55}{ج2}$)	

الحاصل ان عقائدہ الشرکیۃ واعمالہ البدعیۃ لا یمکن احصائہا بسہولۃ واما کتب اتباعہ

واذنابہ فمملوۃ بالشرک والبدعۃ باضعاف ھٰذا ولیس ہو واتباعہ ھٰذہ الامور

تعظیم الانبیاء والاولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ! فاذا لم تکن ہٰذہ الامور شرکاً فلا ندری

ای شئ یکون شرکاً !

تأویلہ الباطل !

ویؤول ہٰذا الغالی النصوصَ القطعیۃ والاحادیث الصحیحۃ بتأویلات باطلۃ مردودۃ عند

الشرع لتنطبق النصوص والاحادیث علی مذھبہ الباطل المخترع فیقول مثلاً فی تفسیر

لا اعلم الغیب الآیۃ (میں خود نہیں جانتا) ای لا اعلم الغیب من عند نفسی بل

اطلعنی اللہ تعالیٰ علی علم جمیع ما کان وما یکون ویقول فی التصرف فی العالم لا اتصرف

بقدرۃ نفسی بل ملکنی اللہ تعالیٰ واقدرنی وفوّض الامر الیّ فی قضاء حوائج الناس وتدبیر العالم

وکذا یقول فی مسئلۃ الحاضر والناظر ان ھٰذہ القوۃ موہوبۃ لی من عند اللہ تعالیٰ الیٰ

غیر ذلک من الخرافات والمخترعات ؛ والظاہر ان انکار حکم قطعی وتأویلہ کلاہما کفر !

ـ قال العلامۃ الوزیر الیمانیؒ والصحیح ان کل قطعی من الشرع فہو ضروری (العواصم والقواصم)

وقال ایضاً مذہب الاکثرین من الائمۃ وجماہیر علماء الامۃ وہو التفصیل والقول بأن

التأویل فی القطعیات لا یمنع الکفر (ایثار ص $\frac{13}{ج2}$)

وقال العلامۃ شمس الدین احمد الشہیر بالخیالیؒ والتأویل فی ضروریات الدین لا یدفع الکفر (ص١٣٦)

وقال العلامۃ محمد انور شاہ الکشمیری الدیوبندیؒ ! التأویل فی ضروریات الدین

لا یقبل ویکفر المأوّل فیہا (اکفار الملحدین ص٥٥)

وقال احمد رضا خان نفسہ !

احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو صریح	والمعتبر الاحتمال الذی فیہ مساغ ولا یسمع التأویل
بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ؛ ورنہ کوئی	فی لفظ صریح والّا لا یکون امر من الامور کفراً
بات بھی کفر نہ رہے ؛ الی ان قال	الی قولہ وفی الشفا الشریف ادعاءہ التأویل
شفا شریف میں ہے	فی لفظ صراح لا یقبل الخ (حسام الحرمین ص٣٧)

(۱) رجل تزوج امرأة بغير شهود فقال الرجل للمرأة خدائے را و پیغامبر را گواه کردیم قالوا يكون كفرا لانه اعتقد ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يعلم الغيب وهو ما كان يعلم الغيب حين كان في الاحياء فكيف بعد الموت (فتاوی قاضیخان ص ۸۸۳ طبع نولکشور)

(۲) وفي الخانية والخلاصة لو تزوج بشهادة الله ورسوله لا ينعقد النكاح ويكفر لاعتقاده ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يعلم الغيب (البحر الرائق ص $\frac{۸۸}{ج۳}$)

(۳) وذكر الحنفية تصريحا بالتكفير باعتقاد ان النبي عليه الصلوة والسلام يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله (المسايرة ص $\frac{۸۸}{ج۲}$ مع شرح فقه الاكبر ص ۱۸۵ طبع کانپور)

(۴) من قال ارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر (فتاوی بزازیہ ص ۳۲۶ والبحر الرائق ص $\frac{۱۲۵}{ج۵}$)

(۵) ومن ادعى علم الغيب كان من الكافرين (شرح عقيدة الطحاوية ص ۱۹۷)

(۶) اعلم ان النذر الذي يقع للاموات من اكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها الى ضرائح الاولياء الكرام تقربا اليهم كأن يقول يا سيدي فلان ان رد غائبي او قضيت حاجتي فلك من الذهب كذا ومن الفضة كذا ومن الطعام كذا او الشمع او الزيت كذا باطل وحرام بوجوه: منها انه نذر والنذر للمخلوق لا يجوز لانه عبادة ومنها ان المنذور له ميت والميت لا يملك ومنها ظن ان الميت يتصرف في الامور واعتقاده بذلك كفر الخ (البحر الرائق ص $\frac{۲۹۸}{ج۲}$ والشامی ص $\frac{۱۲۵}{ج۲}$ وغیرہما)

والآن ننقل بعض عبارات اكابر علماء ديوبند في رد هذه العقائد الشركية والباطلة:

فقال مولانا محمد قاسم النانوتوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ) مؤسس دار العلوم دیوبند

(۱) ان کے توحید شرک تھا۔ خدا کی طرح اوروں کو عالم الغیب جانتے تھے: اپنا نفع نقصان ان کے قبضۂ قدرت میں سمجھتے تھے، قیامت کا انکار تھا (حاشیہ مباحثہ شاہجہانپور ص ۳۴)

ما قاله بعض عقائد اهل الجاهلية والشرك: كان مذهبهم مكان التوحيد الشرك وكانوا يعتقدون غير الله تعالى انه عالم الغيب كهو سبحانه وتعالى ويعتقدون ان نفعهم وضرهم في قدرة الغير وكانوا ينكرون القيامة

(۲) علاوہ ہی اہل علم کو معلوم ہوگا کہ شرک کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ منصب حکومت احکم الحاکمین میں کسی دوسرے کو شریک سمجھے یعنی احیاء و اماتت پیدا کرنے اور بیمار کرنے وغیرہ میں جو تصرفات خاصۂ خداوندی میں سے ہیں، کسی دوسرے کو شریک سمجھے۔ دوسرے یہ کہ کمال و جمال وغیرہ امور میں جو مبدأ محبوبیت ہیں، کسی دوسرے کو ہمتائے ذات یکتا وحدہ لاشریک کا اعتقاد کرے۔ باقی رہا علم غیب وہ حیثیت کمال تو دوسری قسم میں داخل ہے: الی قولہ اسلئے وہ شرک جس میں محبوبیت خاصہ خداوندی میں دوسروں کو شریک کیا جائے اعلیٰ درجہ کا شرک ہوگا، اور اس کی ناپاکی اول درجہ کی ناپاکی ہوگی: بلفظہ (اسرار الطہارۃ ص ۱۱ طبع ہاشمی دیوبند)

ومعلوم للعلماء ان كل شرك على قسمين الاول ان يشرك احدا في منصب حكومة احكم الحاكمين (اي في حكمه وقضائه) مثل الاحياء والاماتة وغيرها من التصرفات المختصة بالله تعالى وحده والثاني ان يعتقد ويجعل لله تعالى المتفرد في ذاته وحده لا شريك له كفوا في وصف الكمال والجمال وغيره من الامور التي هي مبنى ومدار المحبوبية واما علم الغيب فهو بحيثية الكمال داخل في القسم الثاني الى قوله ولاجل ذلك الشرك الذي أشرك غير الله تعالى به في المحبوبية المختصة به شرك على الوجه الاتم ونجاسته في الدرجة الاولى في النجاسات

(۳) مرشدوں کے متعلق یہ خیال غلط ہے: کہ وہ ہر دم ساتھ رہتے ہیں: اور ہر دم آگاہ رہتے ہیں: یہ خدا ہی کی شان ہے آگاہ وہ گاہ بطور خرق عادت بعض اکابر سے ایسے معاملات ظاہر ہوتے ہیں اس سے جاہلوں کو دھوکا پڑا ہے۔ بلفظہ (فیوض قاسمیہ ص ۴۸)

والظن بان المشائخ حاضرون ومطلعون في كل وقت غلط لان هذه صفة مختصة بالله تعالى نعم ظهرت عن بعض الاكابر مثل هذه الامور احيانا على خرق العادة واغترت بها الجهلة

(۴) اور الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ سے غرض حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ولفظ الصلوة والسلام على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بقولنا الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

اس امر کا کہنا ... درست ہے ... احتمال شرک

احتمال شرک سے خالی نہیں۔ کتبہ رشید احمد — کتبہ رشید احمد

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۶ و ۳۷ / ح ۳)

(۵) عقیدہ رکھنا کہ انبیاء کو ہرگز علم غیب نہیں، مگر جس قدر اللہ تعالیٰ دے دیوے اور اس پر بہت آیات و احادیث شاہد ہیں تو خلاف اس کے عقیدہ کرنا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سب غیب جانتے ہیں سراسر شرک جلی ہوگا معاذ اللہ تعالیٰ۔ حق تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے عقیدہ فاسدہ سے نجات دے آمین۔ پس ایسے عقیدے والا مشرک ہوا اور جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کرکے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔ اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں مگر کلمہ مشابہ بکفر ہے۔ البتہ اس کلمہ کو درود شریف کے ضمن میں کہے اور یہ عقیدہ کرے کہ ملائکہ اس درود شریف کو آپ کے پیش کرتے ہیں تو درست ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ملائکہ درود بندہ مومن کا آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں اور ایک صنف ملائکہ کی اسی [illegible] پر مقرر ہے۔ فقط ملخصاً

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۸ / ح ۳)

لم يكن للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم علم الغيب ولا الا ما اطلعه عليه وتشهد عليه آيات واحاديث فالاعتقاد بخلاف هذا بان الانبياء عليهم الصلوة والسلام يعلمون كل الغيب يكون شركا صريحا جليا معاذ الله تعالى ونجى الله تعالى جميع المسلمين من تلك العقائد الفاسدة آمين فمن اعتقد هذه العقيدة يكون مشركا ولما لم يكن للانبياء عليهم الصلوة والسلام علم الغيب فقول يا رسول الله لا يجوز ان اعتقد انه عليه الصلوة والسلام يسمع من بعيد لانه بسبب اعتقاد علم الغيب كفر وان لم تكن هذه العقيدة فليس بكفر الا ان هذا القول مشابه بكفر نعم ان قال يا رسول الله في ضمن الصلوة واعتقد ان الملائكة تعرض الصلوة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فيجوز لانه قد ورد في الحديث ان صلوة العبد المؤمن تعرضها الملائكة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وجماعة من الملائكة مامورة بهذا.

(۶) جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب ... — من ثبت لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم علم الغيب

اور خاصہ وہ جو اللہ کے ساتھ خاص ہے ثابت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز نادرست ہے (اور حاشیہ میں ہے) لانہ کفر فلا یصح الاقتداء بہ اصلاً کذا فی الدر المختار (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۲ / ح ۳)

الذي هو خاصة مختصة بالله تعالى وحده فلا تجوز الصلوة خلفه (وفي حاشيته لانه كفر فلا يصح الاقتداء به اصلا كذا في الدر المختار)

(۷) اولیاء سے مدد مانگنا حرام ہے۔ مدد حق تعالیٰ سے ہی مانگنی چاہیے سوائے حق تعالیٰ کے کوئی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا سو غیر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا اگرچہ ولی یا نبی ہو شرک ہے۔ ملخصاً

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۶ / ح ۳)

والاستمداد من الاولياء الكرام حرام وليستمد وليستعان من الله تعالى فحسب ولا يستطيع احد غير الله تعالى على الامداد والاعانة فالاستمداد من غير الله تعالى ولو كان الغير وليا او نبيا شرك.

(۸) اس کلام (یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ) کا پڑھنا کسی وجہ سے جائز نہیں اگر شیخ قدس سرہ کو عالم الغیب و متصرف مستقل جان کر کہتا ہے تو خود شرک محض ہے، لقولہ تعالیٰ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو الآیۃ و دیگر نصوص۔ قال فی البزازیۃ وغیرہا من الفتاویٰ من قال ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر ومن ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ واعتقد بہ کفر کذا فی البحر الرائق انتہی من مائۃ المسائل۔ اور جو عقیدہ نہیں تو بھی ناجائز ہے کیونکہ اس صورت میں گو یہ ندا شرک نہ ہو مگر مشابہ بہ شرک ہے۔ اور جو لفظ موہم معنی شرک ہو اس کا بولنا بھی ناروا ہے، لقولہ تعالیٰ لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا اور لقولہ علیہ السلام لا تقولوا ما شاء اللہ

والتكلم بهذا الكلام (اي يا شيخ عبد القادر جيلاني شيئا لله تعالى) لا يجوز باي وجه كان لانه ان قال ذلك باعتقاد ان الشيخ قدس سره عالم الغيب ومتصرف مستقل فهو شرك محض لقوله تعالى وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو الآية ولنصوص اخر وفي البزازية وغيرها من كتب الفتاوى من قال ارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر ومن ظن ان الميت يتصرف في الامور دون الله تعالى واعتقد به كفر كذا في البحر الرائق انتهى ما في كتاب مائة المسائل وان لم تكن هذه العقيدة فلا يجوز ايضا لان في هذه الصورة وان لم يكن هذا النداء شركا الا انه مشابه بالشرك ولا يجوز التكلم باللفظ الموهم للشرك لقوله تعالى لا تقولوا راعنا

بسم الله الرحمن الرحيم

دولة الامارات العربية المتحدة

دائرة القضاء الشرعي
محكمة ابوظبي الشرعية
تلفون : ٣٣٣٢٠٠
ص.ب : ٧

الرقم :
التاريخ : ١٦ ذو القعدة ١٤٠٤ هـ
الموافق : ١٣/ ٨/ ١٩٨٤ م

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على اشرف خلق الله اجمعين سيدنا محمد النبي الأمي العربي وعلى اله وصحبه ومن عمل بشريعته الى يوم الدين .

السيد فضيلة الشيخ / ابو الزاهد محمد سرفراز خان صفدر حفظه الله .

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وبعد ...

لقد كلفت من قبل رئيس القضاء الشرعي الكرم بأن اكتب تقريرا عن الطائفه " البريلويه " التي اسسها " احمد رضا خان البريلوي " ، وقد اطلعت على جملة من عقائدها الفاسده الخارجة على عقيدة اهل السنة والجماعة مباشرة وبواسطة من نثق فيهم من اخواننا الذين قرأوا مؤلفات رئيس الطائفه وأعوانه بلغته الأصلية وفيها أنه لا يفرق بين الله ورسوله وأن الرسول صلى الله عليه وسلم يعلم جميع الغيب بدون استثناء وانه عليه الصلاة والسلام حاضر في كل مكان وأن السيد / عبد القادر الجيلاني هو المستغاث به الكبير ، كما اطلعنا على بعض التحريفات في الايات القرانيه لفظا ومعنى التي ارتكبها مؤسس الطائفه ، واطلعنا كذلك على ما كتبه فضيلة الشيخ العلامه المرحوم عبد الحي بن فخر الدين الحسني في كتابه " نزهة الخواطر " المجلد الثامن ص ٣٨ ـ ٤١ ولكن لم نجد له حكما فصلا يتعلق بخروجه عن الملة لما في كتاباته من انحراف واضح عن الاسلام كما ذكر نقلا عن مؤسس الطائفه " ان النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب علما كليا منذ بدء الخليقه الى قيام الساعة بل الى دخول الجنة والنار وانه يحمل لواء التكفير (التكفير) لكل من يخالف عقيدته ولا سيما علماء اهل " الندوه " واهل ديوبند وغير المقلدين وأتباع الشيخ محمد بن عبد الوهاب الشيخ مما يعرفون عنه اكثر مما نعرف .

يتبع ..

بسم الله الرحمن الرحيم

دولة الامارات العربية المتحدة

دائرة القضاء الشرعي
محكمة ابوظبي الشرعية
تلفون : ٣٣٣٢٠٠
ص.ب : ٧

الرقم :
التاريخ : ١٦ ذو القعدة ١٤٠٤ هـ
الموافق : ١٣/ ٨/ ١٩٨٤ م

لذا نطلب من فضيلتكم التفضل بالكتابة الينا برايكم في هذا المذهب البريلوي وطائفته حتى ننبه المسلمين على خطورة هذه الطائفة وانها بهذه الاداء خرجت على مذهب الاسلام ومذهب اهل السنة والجماعة ام هي فاسقه فقط حتى يتضح لنا الامر والله الموفق والهادي الى سواء السبيل ومرفق مع هذا اسماء بعض الكتب التي فيها ما يخالف عقيدة السنة والجماعة ..

ملفوظات احمد رضا ـ حدائق بخشش ـ جاء الحق ـ مقياس الحنفية فوايد فيو يديه ـ الامن والعلا ـ احكام شريعة ـ الفتاوى البريلويه ـ خالص الاعتقاد ـ كنز الايمان في تفسير القران ـ ووصايا شريف .. الخ هذا اللغو .

السيد محمود مصطفى عيسى
عالم الاحاديث ـ دائرة القضاء الشرعي

مسلک دیو بند کو کوئی مٹا سکتا نہیں

بندہ توحید و سنت کی تبلیغ سے باز آ سکتا نہیں
کوئی رضا خانی بریلوی مجھ کو ڈرا سکتا نہیں
کوئی بھی رضا خانی بریلوی انگریز کا حامی و غلام
اہل سنت دیو بند کے نام پر تہمت لگا سکتا نہیں
ایک احمد رضا کیا ہزاروں ہوں مگر
مسلک دیو بند کو کوئی مٹا سکتا نہیں
میں نے دیکھے ہیں کئی رضا خانی پیر مولوی
اہلسنت دیو بند کے مقابل کوئی آ سکتا نہیں
کوئی رضا خانی مولوی رسول اللہ کی نگاہوں میں
مرتبہ اہل سنت دیو بند کا گھٹا سکتا نہیں
اہل سنت دیو بند کا ہے یہ فیضان رضاخانی دیکھ لیں
کوئی رضا خانی توحید و سنت کو پامال کر سکتا نہیں
علماء دیو بند رسول اللہ کو محبوب ہیں
کوئی ان کی دینی خدمات کو بھلا سکتا نہیں

صرف رسالت نہیں کافی توحید کے بغیر
بغیر اطاعت رسول کے خدا کو پا سکتا نہیں
اہل سنت دیو بند کا ڈنکا بجتا رہے گا حشر تک
سنی دیو بند کو اُس بازار کا ملاں دبا سکتا نہیں
پس پشت ڈال چکے توحید و سنت کو رضا خانی مولوی
اب امت احمد رضا کواتباع سنت کا جذبہ آ سکتا نہیں
اہلسنت دیو بند ہوں اور حمایت اہلسنت شیوہ میرا
حامی شرک و بدعت کو کبھی خاطر میں لا سکتا نہیں
سُنت مصطفٰے سے بھٹک چکے ہیں رضا خانی پیر مولوی
شرک و بدعت میں ڈوبا ہوا رضا خانی فرقہ راہ حق پہ آ سکتا نہیں
مخلوق کے در پر جھکائیں مسلمانوں کو رضا خانی مولوی
بریلویو یہ مکروہ دھندہ تمہیں راس آ سکتا نہیں
رسول اللہ کی نگاہوں میں رسوا ہو چکے ہیں رضا خانی مولوی
اب انہیں اس برے انجام سے کوئی بچا سکتا نہیں
میں نے اس کتاب میں جمع کیے ہیں دلائل قاہرہ دوستو
اب امت احمد رضا کو جواب لکھنے کا جذبہ آ سکتا نہیں

کاری ضربیں لگائی ہیں میں نے اس کتاب میں سنیو
اب احمد رضا کے چیلوں کو ہوش آ سکتا نہیں
اے خدائے ذوالجلال ہماری ہر آن امداد کر
دین اسلام پر حملوں کی دیو بند تاب لا سکتا نہیں
میں نے قادری حبیب کبریا سے باندھا ہے عہد
مجھ سے کوئی حامی شرکت و بدعت بچ کے جا سکتا نہیں

================

بلاتا ہوں ہر اک کو چلا آئے جس کا جی چاہے
ہماری بھی صداقت آزمائے جس کا جی چاہے

========================

فللّٰہ الحمد اولہ وآخرہ وظاہرہ وباطنہ

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

****

خادم اہل سنت و جماعت علماء دیو بند
ناچیز سعید احمد قادری عفی عنہ
خطیب جامع مسجد فاروقی حنفی دیو بندی محلہ سید پاک
صدیق اکبر ٹاؤن ڈھلے گوجرانوالا، پنجاب پاکستان

5 جنوری 1988ء